www.KitaboSunnat.com

لقد كان في قصصهم عبرة لاولي الالباب

لاهور
DATA ...
Deparment of Islamiyat Lahore
NO. 1017
DATE 27/5/53

سیرۃ البخاری

امام المحدثین سید الفقہا محمد بن اسمٰعیل البخاری کی مفصل سوانح عمری ہے حصہ اول میں ولادت و زمانہ طفولیت سے لے کر طالب علمی کے سفروں کے مفصل حالات فراغت کے بعد درس و تدریس افتا۔ عام اخلاق و عادات عبادات وفات تک کے کل حالات مذکور ہیں۔ حصہ ثانی میں ان کی علمی زندگی کے کارنامے اصلاحی خدمات، فقاہت و اجتہاد وفنون حدیثیہ و تاریخ وغیرہ میں جو آپ کا پایہ ہے۔ ان پر مفصل بحث ہے۔ کل تصنیفات (بالخصوص صحیح بخاری اور اس کی شروح) کا تفصیلی ذکر ہے۔ ان کے علاوہ بہت سی مفید تحقیقات قابل دید ہیں۔ خاتمہ میں مشاہیر تلامذہ جیسے امام مسلم۔ ترمذی۔ نسائی۔ دارمی۔ ابن خزیمہ۔ فربری وغیرہ کے مختصر حالات ہیں

از

حضرت مولانا محمد عبد السلام مبارکپوری اعظم گڈھی
المتوفی ۱۰ رجب سنہ ۱۳۴۲ ہجری م ۲ فروری سنہ ۱۹۲۴ء

طبع اول سنہ ۱۳۲۹ھ

اسرار کریمی پریس الٰہ آباد

طبع ثانی ۱۳۶۷ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

شعبہ علوم اسلامیات پنجاب یونیورسٹی لاہور

لقد کان فی قصصہم عبرۃ لاولی الالباب

Department of Islamiyat Lahore
NO. 1017
DATE 27/5/83

سیرۃ البخاری

امام المحدثین سید الفقہا محمد بن اسمٰعیل البخاری کی مفصل سوانح عمری ہے حصہ اول میں ولادت اور زمانہ طفولیت سے لے کر طالب علمی کے سفروں کے مفصل حالات فراغت کے بعد درس و تدریس افتا۔ عام اخلاق و عادات عبادات وفات تک کے کل حالات مذکور ہیں۔ حصہ ثانی میں ان کی علمی زندگی کے کارنامے اسلامی خدمات فقاہت و اجتہاد و فنون حدیثیہ و تاریخ وغیرہ میں جو آپ کا پایہ ہے ان پر مفصل بحث ہے۔ کل تصنیفات (بالخصوص صحیح بخاری اور اس کی شرح) کا تفصیلی ذکر ہے۔ ان کے علاوہ بہت سی مفید تحقیقات قابل دید ہیں۔ خاتمہ میں مشاہیر تلامذہ جیسے امام مسلم۔ ترمذی۔ نسائی۔ دارمی۔ ابن خزیمہ۔ فربری وغیرہ کے مختصر حالات ہیں

از

حضرت مولانا محمد عبدالسلام مبارکپوری اعظم گڈھی

المتوفی ۱۸ رجب ۱۳۴۲ ہجری بمطابق ۲ فروری ۱۹۲۴ء

طبع اول ۱۳۲۹ھ

طبع ثانی ۱۳۴۷ھ

اسرار کریمی پریس الہ آباد

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

DATA ENTERED

پرنٹر حکیم رمضان علی اسرار کریمی پریس الہ آباد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست عنوانات مضامین حصہ اوّل

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	دیباچہ طبع ثانی (از ناشر)	۱۷
۲	نظم	۲۱
۳	دیباچہ طبع اوّل	۲۷
۴	مستند و معتبر سوانح حیات لکھنے کی تعلیم سب سے پہلے قرآن نے دی۔	۲۸
۵	فرقہ اہل قرآن کی احمقانہ تفسیر قرآن کا ایک نمونہ (حاشیہ)	۳۰
۶	آنحضرت اور خلفائے راشدین و دیگر صحابہ تابعین و غیرہم کی صحیح سوانح عمریاں لکھنے میں محدثین کی سعی بلیغ۔	//
۷	گروہ محدثین میں امام بخاری کی خصوصیت	۳۱
۸	امام بخاری کی سوانح عمری متعدد زبانوں میں لکھی گئی۔	۳۲
۹	علامہ ابوالطیب شمس الحق عظیم آبادی کا کتب خانہ (حاشیہ)	۳۳
۱۰	اُن کتابوں کی فہرست جن سے سیرۃ البخاری کی تدوین میں مدد لی گئی۔	۳۴
۱۱	حضرت مؤلف کے والد مرحوم کا تذکرہ (حاشیہ)	۳۷
۱۲	امام بخاری کا نام و نسب و ولادت	۳۹
۱۳	امام بخاری کے والد اسماعیل کا مختصر تذکرہ	۴۱
۱۴	جعفی کا ضبط اور احنف کا معنی (حاشیہ)	۴۱
۱۵	امام کی والدہ کی دعا کی برکت سے امام کی بصارت کا عود کر آنا	۴۲
۱۶	بخارا	۴۳
۱۷	امام بخاری کی تاریخ ولادت	۴۵
۱۸	سن رشد تعلیم و تربیت شیوخ و اساتذہ۔	//
۱۹	حفظ حدیث کا شوق پیدا ہونے کے وقت امام کی عمر	۴۶
۲۰	ایک سند میں علامہ داخلی کی غلطی پر امام بخاری کی تنبیہ پھر اُس سند کی تصحیح۔	//
۲۱	محمد بن سلام، عبداللہ بن محمد مسندی، ابراہیم بن الاشعث کے مختصر تراجم	۴۸ و ۴۹
۲۲	امام بخاری کے متعلق ان کے شیخ محمد بن سلام کی شہادت	۵۰
۲۳	محمد بن سلام کا امام بخاری کو اپنی کتاب کے اغلاط کی تصحیح کا کام سپرد کرنا۔	//
۲۴	علوم اسلامیہ کی طلب میں امام بخاری کا سفر اور اُس کی تفصیل	۵۱
۲۵	صحابہ کا ایک ایک حدیث کے لیے مدینہ سے مصر و شام تک کا سفر اختیار کرنا	۵۱، ۵۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار		صفحہ
۲۶	قرآن مجید میں طلب علم کے لئے سفر کرنے کی تاکید۔	۵۴
۲۷	امام بخاری کے وہ شیوخ جو امام مالک و ابوحنیفہ کے شیوخ کے ہم طبقہ ہیں	۵۵
۲۸	امام کا طلب علم کے لئے پہلا سفر مکہ معظمہ کی طرف۔	۵۸
۲۹	مدینہ کا سفر	۵۸
۳۰	بصرہ کا سفر	۵۹
۳۱	کوفہ کا سفر	۶۰
۳۲	بغداد کا سفر	//
۳۳	امام نے بغداد کا سفر آٹھ دفعہ کیا	//
۳۴	شام، مصر، جزیرہ۔ بلاد خراسان مرو۔ ہرات۔ ری کا سفر	۶۱ و ۶۲
۳۵	علل حدیث کی شناخت میں کمال	۶۳
۳۶	علت حدیث کی تعریف	//
۳۷	معرفت علل حدیث میں مہارت کی چند شہادتیں اور واقعات	۶۵ و ۶۶
۳۸	جرح رواۃ میں احتیاط	۶۹
۳۹	مالفین جرح رواۃ کا شبہ اور اس کا حل و رد۔	۶۹ و ۷۰
۴۰	جرح رواۃ کی بنا صحابہ کے زمانہ میں پڑ چکی تھی۔	۷۱
۴۱	ضرورت و اضطرار کے وقت جرح کے	

نمبر شمار		صفحہ
	جواز کی دلیل	۷۱
۴۲	جرح رواۃ میں امام بخاری کا دستور	۷۲
۴۳	اخلاق و عادات اور طرز معاشرت	۷۴
۴۴	امام کے والد علامہ اسماعیل کا کاروبار میں غیر معمولی احتیاط اور مواقع اشتباہ سے کلی احتیاط۔	۷۵
۴۵	امام کی مروت و رحمدلی کا ایک غیر معمولی واقعہ	۷۶
۴۶	آمدنی کا پانچ سو درہم ماہانہ فقرا اور مساکین و طلبہ پر خرچ کرنا۔	۷۷
۴۷	سفر میں خرچ چک جانے پر گھاس اور پتیوں پر گزر کرنا۔	//
۴۸	چالیس برس تک نان خورش استعمال نہ کرنا	//
۴۹	انصاف پسندی	۷۹
۵۰	ایثار اور بے نفسی	۸۰
۵۱	تعفف و ترک سوال	//
۵۲	مسجد کا ادب و احترام	۸۱
۵۳	غیبت وغیرہ سے کلی اجتناب	//
۵۴	بے تعصبی و رواداری	۸۲
۵۵	شیعوں کا ایک گروہ کذب کو عین ایمان جانتا ہے۔ (حاشیہ)	۸۳
۵۶	سنن کی پابندی	//
۵۷	احادیث نبوی کے ساتھ محدثین کی	

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	گردیدگی و شیفتگی	۸۴
۵۸	قدراندازی میں امام کی مہارت	۸۵
۵۹	مہمان سرا کی تعمیر میں سر پر اینٹیں کا ڈھونا	۸۶
۶۰	رمضان میں ختم قرآن کی کثرت و اہتمام	۸۷
۶۱	دنیاوی بات کرنے سے پہلے حمد و ثنا کا معمول	〃
۶۲	جو کام خود کر سکتے اس میں دوسروں سے مدد نہ لیتے	۸۸
۶۳	سلاطین و امراء کی مخالطت سے دوری	〃
۶۴	گورنر بخارا کے حریم شاہی میں جا کر تعلیم دینے سے انکار۔	۸۹
۶۵	امام المحدثین کی شہرت اور مسلمانوں کا اشتیاق۔	۹۱
۶۶	بخارا اور نیشاپور میں استقبال کی کیفیت	〃
۶۷	اہل بصرہ کا اشتیاق اور حدیث بیان کرنے کی درخواست۔	۹۲
۶۸	امام بخاری فہم و فراست، رائے و تدبیر ذہانت و طباعی میں عمر فاروق کے مشابہ تھے	۹۴
۶۹	بے نظیر قوت حافظہ کے چند ضرب المثل واقعات	۹۷
۷۰	بغداد میں قوت حافظہ کے امتحان کا مشہور واقعہ	۱۰۱
۷۱	سمرقند میں امتحان کا واقعہ	۱۰۳
۷۲	درس و افتاء اور بقیہ زندگی	۱۰۴
۷۳	سترہ برس کی عمر میں درس حدیث شروع کرنا	۱۰۵
۷۴	نوے ہزار محدثین نے بلا واسطہ امام بخاری سے ان کی جامع صحیح سنی ہے۔	۱۰۶
۷۵	درس حدیث کے ساتھ افتاء کا سلسلہ	۱۰۷
۷۶	امام بخاری کے خلاف فقہائے اہل الرائے کی سازش اور امام کی طرف ایک غلط فتویٰ کی نسبت۔	۱۰۹
۷۷	وفات سنہ ۲۵۶ھ	۱۱۱
۷۸	حاکم بخارا کے ایما سے حریث بن ورقاء حنفی وغیرہ کا امام بخاری کے خلاف تہمت تراشنا۔	〃
۷۹	ابو حفص کبیر حنفی کا ایک اہلحدیث کے خلاف بادشاہ کے یہاں مخبری کرنا	〃
۸۰	تاریخ و سنہ وفات	۱۱۴
۸۱	دفن کے بعد قبر سے خوشبو محسوس ہونا	۱۱۵
۸۲	امام نے کوئی صلبی اولاد نہیں چھوڑی	۱۱۶
۸۳	امام بخاری کی روحانی اولاد	۱۱۷
۸۴	امام بخاری کے بعض اشعار	〃
۸۵	امام بخاری کے بارے میں ان کے شیوخ کی رائیں	۱۱۸
۸۶	سلیمان بن حرب کا قول بیّن لنا اغلاط شعبۃ۔	۱۱۹
۸۷	اسماعیل بن ادریس تلمیذ مالک کی نظر میں امام بخاری کی قدر و منزلت	〃
۸۸	ابو مصعب تلمیذ مالک کا ارشاد	۱۲۰
۸۹	قتیبہ بن سعید ثقفی تلمیذ مالک کی رائے	۱۲۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار		صفحہ
۹۰	امام احمد بن حنبل کا ارشاد	۱۲۲
۹۱	"سید الفقہا" "فقیہ الامت"	۱۲۳
۹۲	بعض کبار اساتذہ امام بخاری کے شاگرد ہونے پر فخر کرتے تھے۔	//
۹۳	بوشنج (حاشیہ)	//
۹۴	سرماری (//)	۱۲۴
	تنیس (//)	۱۲۵
۹۵	شیوخ کا علمی مباحث میں امام بخاری کو حکم ماننا۔	//
۹۶	کیخاران کی تحقیق	//
۹۷	علی بن مدینی کی مرعوبیت	۱۲۶
۹۸	بیکند (حاشیہ)	//
۹۹	رجاء بن مرجی، حسین بن حریث کے اقوال	۱۲۷
۱۰۰	عبداللہ بن منیر، مسندی، ابن راہویہ کے اقوال۔	۱۲۸
۱۰۱	معاصرین اور اقران کی رائیں	۱۲۸
۱۰۲	متاخرین کی رائیں	۱۳۲
۱۰۳	حافظ الدنیا علامہ ابن حجر کا قول	//
۱۰۴	عینی حنفی کی رائے	۱۳۳
۱۰۵	شامی حنفی کا قول	۱۳۴
۱۰۶	نور الحق حنفی پسر عبد الحق محدث دہلوی کا قول	۱۳۵
۱۰۷	امام کی نسبت بلند خیال لوگوں کی باتیں۔	۱۳۵
۱۰۸	کیا حضرت عیسیٰ اور مہدی۔ ابو حنیفہ کے مقلد ہوں گے	۱۳۶
۱۰۹	کیا امام بخاری شافعی یا حنبلی تھے؟	۱۳۷
۱۱۰	امام بخاری کو طبقات شافعیہ یا حنابلہ میں ذکر کرنے کی وجہ اور مشہور غلط فہمی کا ازالہ۔	۱۳۸
۱۱۱	امام بخاری مجتہد مطلق تھے۔	//
۱۱۲	طبقات صوفیہ میں امام بخاری کا شمار	۱۳۹
۱۱۳	لواقح الانوار فی طبقات الاخیار	//
۱۱۴	امام بخاری کو صوفیہ میں شمار کرنے پر حیرت و استعجاب	۱۴۰
۱۱۵	تصوف کی ابتدائی حالت	۱۴۱
۱۱۶	تصوف کا دوسرا دور	۱۴۲
۱۱۷	// تیسرا دور	//
۱۱۸	امام بخاری کی نسبت علامہ شعرانی کا ارشاد (لواقح الانوار میں)	۱۴۳
۱۱۹	سلسلہ بیعت ملانا بے اصل و بے دلیل ہے۔	۱۴۵
۱۲۰	مروجہ تصوف کے بے اصل ہونے کی دلیل۔	۱۴۷
۱۲۱	امام بخاری کے بعض ملفوظات	۱۴۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

فہرست عنوانات ومضامین حصہ دوم

صفحہ		نمبر شمار	صفحہ		نمبر شمار
166	اور ان پر مختصر تبصرہ		155	امام بخاری کی تصنیفات	(12)
〃	التاریخ الکبیر[1]	136		امام بخاری کی تصانیف کا سلسلہ	123
	التاریخ الاوسط[2] و التاریخ[3]	137		سند امام صاحب تک سیکڑوں صحیح	
167	الصغیر۔		155	طریقوں سے ملتا ہے۔	
	الجامع الکبیر[4] خلق افعال العباد[5]	138	〃	صحیح بخاری کی خصوصیت	124
168	کتاب الضعفاء الصغیر			مسند خوارزمی کی نسبت ابوحنیفہ رح	125
	المسند الکبیر[7] التفسیر الکبیر[8] کتاب[9]	139	156	کی طرف غلط ہے۔	
269	الہبہ۔ اسامی الصحابہ[10]		158	تاریخ کبیر	126
170	کتاب الوحدان[11]۔ المبسوط[12] العلل[13]	140	159	تاریخ صغیر میں امام ابوحنیفہ کا تذکرہ	127
	الکنی[14]۔ الفوائد[15]۔ الادب المفرد[16]۔	141	〃	تاریخ کبیر میں امام شافعی کا تذکرہ	128
171	جزء رفع الیدین[17]۔ برالوالدین[18]		160	صحیح بخاری میں امام شافعی کا ذکر	129
	الاشربہ[19]۔ قضایا الصحابہ[20] والتابعین	142		امام شافعی سے حدیث روایت نہ کرنے	130
172	الرقاق[21]۔		〃	کی وجہ۔	
	صنف البخاری کتابا فیہ مائۃ	143		سیرۃ النعمان میں امام بخاری اور	131
〃	الف حدیث۔			دیگر مؤلفین صحاح کے اہل کوفہ سے	
	الجامع الصغیر[22] جزء القراءۃ[23]	144		حدیث روایت نہ کرنے کی بیان کردہ	
173	خلف الامام۔		162	دونوں وجہیں غلط ہیں۔	
	آیۃ واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ	145	164	اصل اور واقعی وجہ	132
	وانصتوا سے منع قراءۃ خلف الامام		165	اہل الکوفۃ لیس علی حدیثہم نور	133
174	پر استدلال صحیح نہ ہونے کی وجہ			عقود الجمان غیر معتبر کتاب ہے۔	134
	منع قراءۃ خلف الامام کی ایک	146	〃	حاشیہ	
175	مناظرانہ عقلی دلیل کی تردید۔			تصنیفات کی اجمالی فہرست	(35)

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار		صفحہ
۱۴۷	صحیح بخاری کی مقبولیت اور اُس کی رفعت شان	۱۷۶
۱۴۸	شرح کتاب البخاری دین علی ہذہ الامۃ	//
۱۴۹	بخاری کی نظر میں فتح الباری کی اہمیت	۱۷۸
۱۵۰	استاذ الاساتذہ حافظ عبداللہ غازیپوری (حاشیہ)	۱۷۹
۱۵۱	صحیح بخاری کے متعلق ٹومس ولیم بیل کی رائے۔	۱۸۱
۱۵۲	صحیح بخاری کی تالیف کا خیال کیونکر پیدا ہوا۔	//
۱۵۳	کتابت حدیث کب سے شروع ہوئی	//
۱۵۴	کتابت حدیث کی ممانعت کی وجہ	۱۸۳
۱۵۵	تدوین آثار واحادیث	//
۱۵۶	آثار واحادیث کی اولین مدون کتب	۱۸۴
۱۵۷	صحیح بخاری کی تصنیف کا پہلا باعث	//
۱۵۸	دوسرا باعث	//
۱۵۹	تیسرا باعث	۱۸۵
۱۶۰	مدت تالیف و تالیف کی کیفیت	//
۱۶۱	صحیح بخاری کی تالیف تہذیب سولہ برس میں تکمیل کو پہنچی۔	//

نمبر شمار		صفحہ
۱۶۲	صحیح بخاری میں احادیث درج کرنے سے پہلے چند امور کا التزام	۱۸۶
۱۶۳	تراجم ابواب اور کتاب التفسیر لکھنے کی کیفیت	//
۱۶۴	صحیح بخاری کی تمام احادیث مسندہ کی صحت پر شیوخ وقت کی شہادت	۱۸۷
۱۶۵	صحیح بخاری کا عنوان تالیف	//
۱۶۶	صحیح بخاری کی تالیف و ترتیب میں دو باتوں کا لحاظ۔	//
۱۶۷	صحیح بخاری کے تراجم ابواب	۱۸۸
۱۶۸	فقہ البخاری فی تراجم ابوابہ	۱۸۹
۱۶۹	تراجم ابواب کے متعلق مستقل تصنیفات۔	//
۱۷۰	المتواری علی تراجم البخاری	//
۱۷۱	فک اغراض البخاری المبہمہ۔ ترجمان التراجم۔	۱۹۰
۱۷۲	شرح تراجم لابن المنیر والشاہ ولی اللہ	//
۱۷۳	تراجم ابواب بخاری پر ابن خلدون کا ریمارک۔	//
۱۷۴	تراجم ابواب بخاری کے متعلق ایک بڑی غلط فہمی پر تنبیہ۔	۱۹۲
۱۷۵	مقاصد تراجم کی تفصیل	//
۱۷۶	تراجم ابواب کے اغراض ومقاصد	

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار		صفحہ
	جس سے بھی زائد ہیں۔ (حاشیہ)	
۱۷۷	شروط صحیح بخاری	۱۹۶
۱۷۸	امام حاکم کا دعویٰ	"
۱۷۹	اس دعویٰ کی تردید۔	۱۹۷
۱۸۰	دیگر محدثین کے نزدیک صحیح بخاری کے شروط۔	"
۱۸۱	صحیح بخاری کی صحیح مسلم پر ترجیح اور فضیلت۔	۱۹۹
۱۸۲	صحیح بخاری کو صحیح مسلم پر صحت وجودت، فقاہت، استنباط نکات کے اعتبار سے فوقیت ہے۔	۲۰۰
۱۸۳	صحیح مسلم کی صحیح بخاری پر سہولت کے اعتبار سے فوقیت۔	"
۱۸۴	عبدالرحمٰن بن الدیبع کا فیصلہ	"
۱۸۵	حدیثوں کی تکرار اور اختصار و تقطیع کے فوائد۔	۲۰۱
۱۸۶	جواب المتعنت للمقدسی۔	"
۱۸۷	تکرار اور اختصار و تقطیع کے آٹھ سے زائد فائدے۔	"
۱۸۸	صحیح بخاری کے شروح وحواشی	۲۰۵
۱۸۹	بلا امتیاز فرقہ ہر زمانہ کے علمائے اپنے اپنے مذاق کے مطابق صحیح بخاری کی خدمت کی۔	"

نمبر شمار		صفحہ
۱۹۰	"النفس الیمانی"	۲۰۶
۱۹۱	بعض عربی شروح وحواشی	"
۱۹۲	اعلام السنن للخطابی الشافعی	"
۱۹۳	شرح المہلب	۲۰۷
۱۹۴	شرح ابن بطال وابن التین وابن المنیر المالکیین	۲۰۸
۱۹۵	شرح الحلبی الحنفی ومغلطائی الحنفی۔	۲۰۹
۱۹۶	الکواکب الدراری للکرمانی الشافعی	۲۱۰
۱۹۷	شواہد التوضیح۔	۲۱۱
۱۹۸	اللامع الصبیح	"
۱۹۹	التلقیح	"
۲۰۰	فتح الباری لحافظ الدنیا ابن حجر الشافعی۔	✓ ۲۱۲
۲۰۱	داؤدی	۲۱۴
۲۰۲	ہدی الساری مقدمہ فتح الباری	✓ ۲۱۵
۲۰۳	انتقاض الاعتراض	۲۱۸
۲۰۴	عمدۃ القاری للعینی الحنفی	
۲۰۵	التنقیح للزرکشی	۲۲۰
۲۰۶	نکت لابن حجر علی الزرکشی	۲۲۱
۲۰۷	مصابیح الجامع	"
۲۰۸	التوشیح علی الجامع الصحیح للسیوطی	"
۲۰۹	فتح الباری لابن رجب الحنبلی	۲۲۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار		صفحہ
۲۱۰	شرح النووی شرح ابن کثیر و الملقینی	۲۲۳
۲۱۱	شرح البخاری للفیروزآبادی	۲۲۳
۲۱۲	ارشاد الساری للقسطلانی	۲۲۶
۲۱۳	الخیر الجاری	〃
۲۱۴	شرح صحیح البخاری للصغانی الحنفی	۲۲۷
۲۱۵	الکوثر الجاری للکورانی الحنفی	〃
۲۱۶	شواہد التوضیح والتصحیح لابن مالک النحوی	۲۲۹
۲۱۷	فیض الباری للجونفوری	〃
۲۱۸	الفیض الجاری للعجلونی	۲۳۰
۲۱۹	شرح البخاری لابن العربی المالکی	〃
۲۲۰	ضوء الدراری للبگرامی	۲۳۱
۲۲۱	نسخہ عتیقہ صحیحہ مع حل مشکلات وحواشی مفیدہ وجمیع نسخ (لشیخ الکل)	۲۳۲
۲۲۲	حل صحیح بخاری (مولوی احمد علی سہارنپوری)	۲۳۴
۲۲۳	تعلیقات علی صحیح البخاری	۲۳۵
۲۲۴	عون الباری للعلامۃ القنوجی البوفالی	۲۳۶
۲۲۵	بہجۃ النفوس لابن ابی جمرہ	۲۳۸
۲۲۶	بعض شروح فارسی واردو تراجم وغیرہ۔	۲۳۹
۲۲۷	تیسیر القاری لابن عبدالحق الدہلوی	〃
۲۲۸	تیسیر الباری للشیخ وحید الزمان	〃

نمبر شمار		صفحہ
۲۲۹	برفع الالتباس	۲۴۲
۲۳۰	تقیید المہمل وتمییز المشکل	۲۴۵
۲۳۱	اطراف الصحیحین	〃
۲۳۲	المستدرک علی الصحیحین	۲۴۹
۲۳۳	شاہ ولی اللہ صاحب کا فیصلہ	〃
۲۳۴	صحیح بخاری پر عامیانہ اعتراضات	۲۵۱
۲۳۵	پہلا اعتراض	〃
۲۳۶	امام ابوحنیفہ عربیت میں کمزور تھے	〃
۲۳۷	امام بخاری پر پہلے اعتراض کی تقریب اور اس کے جوابات	۲۵۲
۲۳۸	دوسرا اعتراض اور اس کے جوابات	۲۵۶
۲۳۹	شبلی نعمانی کا پہلا اعتراض اور اس کا جواب	۲۵۷
۲۴۰	دوسرا اعتراض اور اس کا جواب	۲۵۹
۲۴۱	تیسرا اعتراض	۲۶۰
۲۴۲	شبلی نعمانی کی پہلی غلطی	۲۶۱
۲۴۳	〃 دوسری غلطی	۲۶۲
۲۴۴	اعتراض کا جواب	۲۶۳
۲۴۵	التنقید	۲۶۵
	صحیح بخاری کو ایک نظر اور دیکھو	〃
۲۴۶	صحیح بخاری کے اولین ناقد احمد بن حنبل وابن معین۔	〃
۲۴۷	دارقطنی	〃

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار		صفحہ
٢٤٨	تنقید کی بنا دو چیزیں ہیں	٢٦٦
٢٤٩	عقائد و کلام	٢٦٩
٢٥٠	علم کلام کے مسائل فلسفہ یونان سے بہت پہلے پیدا ہو چکے تھے۔	٢٦٩
٢٥١	عقلی علم کلام	٢٧٠
٢٥٢	نقلی علم کلام	"
٢٥٣	مرجئہ۔ جبریہ	٢٧٢
٢٥٤	جہمیہ معتزلہ	"
٢٥٥	مسائل اعتقادیہ کے متعلق محدثین کی رائے	٢٧٤
٢٥٦	امام مالک کا ارشاد	"
٢٥٧	ائمہ محدثین کی رائے کا احادیث سے مؤید ہونا۔	٢٧٥
٢٥٨	نقلی علم کلام کی تعریف اور اس کی بنیاد کا عہد صحابہ میں پڑنا	"
٢٥٩	امام بخاری کا فرق ضالہ کے رد و مقابلہ میں متعدد مستقل تصانیف لکھنا	٢٧٧
٢٦٠	اعمال کے جزو ایمان ہونے کی بحث	٢٧٨
٢٦١	ایمان کی زیادۃ و نقصان پر قرآنی	
٢٦٢	دلائل۔	"
٢٦٢	اطلاقات شرعیہ - غیر شرعیہ پر مقدم ہیں۔	٢٧٩
٢٦٢	الایمان قول وعمل یزید وینقص پر تبصرہ	

نمبر شمار		صفحہ
	ستر دلائل۔	٢٨٠
٢٦٤	ایمان میں زیادتی اور کمی اعتبار سے ہوتی ہے۔	٢٨١
٢٦٥	امام ابو حنیفہ کو کیفیت کے اعتبار سے زیادۃ نقصان کا انکار نہیں ہے	٢٨٢
٢٦٦	محدثین اور متکلمین میں مابہ الاختلاف امر کیا ہے۔	٢٨٣
٢٦٧	صاحب سیرۃ النعمان کی ایک مزخرف تقریر کا جواب	"
٢٦٨	دوسری مزخرف تقریر	٢٨٤
٢٦٩	پہلا جواب	٢٨٥
٢٧٠	دوسرا جواب	٢٨٦
٢٧١	تیسرا جواب (حاشیہ)	"
٢٧٢	محدثین کرام کا طریق کار	"
٢٧٣	شاہ ولی اللہ صاحب کی تحقیق	٢٨٧
٢٧٤	متکلمین کی دلیل اور اس کے جوابات	٢٨٨ ٢٨٩
٢٧٥	مسئلہ خلق قرآن	٢٩٠
٢٧٦	امام احمد کی ثابت قدمی	٢٩٢
٢٧٧	امام ذہلی کا اپنے تلامذہ کے ہمراہ امام بخاری کی درسگاہ میں پہنچنا	٢٩٣
٢٧٨	لفظی بالقرآن مخلوق کے ساتھ سوال اور اس کا جواب	

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

نمبر شمار		صفحہ
۲۷۹	امام ذہلی کا غلو اور تشدد	۲۹۴
۲۸۰	**حدیث اور اصول حدیث**	۲۹۵
۲۸۱	فن روایت کی اہمیت اور قدامت۔	۲۹۶
۲۸۲	قانون تنقید کی ایجاد اور سلسلہ سند کا تحفظ (اصول حدیث) خصائص اسلام سے ہے۔	۲۹۷
۲۸۳	رَے میں عبداللہ بن مبارک کا شاہانہ بے نظیر استقبال۔	۳۰۰
۲۸۴	خلیفہ مامون کا املاء حدیث کی مجلس منعقد کرنا۔	۳۰۱
۲۸۵	**احادیث کے تحفظ کا اہتمام اور اس میں احتیاط**	۳۰۲
۲۸۶	احادیث نبوی کے متعلق مسلمانوں کے اہتمام و گرویدگی کی پہلی وجہ	״
۲۸۷	دوسری وجہ	״
۲۸۸	تیسری وجہ	۳۰۴
۲۸۹	مدرسہ تعلیم نسواں	۳۰۵
۲۹۰	قلت روایت میں حضرت ابوبکر پر ہر کسی کو قیاس کرنا ظلم ہے۔ (حاشیہ)	۳۰۶
۲۹۱	استحفاظ حدیث کے دو قوی سبب	۳۰۷
۲۹۲	فن حدیث کے متعلق خلفاء راشدین کا اہتمام	۳۰۸
۲۹۳	حدیث کے خلاف عمل کرنے پر صحابہ کا فوراً ٹوک دینا	۳۱۱
۲۹۴	صحابیات کا بھی یہی دستور تھا	״
۲۹۵	حدیث کی نشر و اشاعت کے بارے میں حضرت عمرؓ کی سعی بلیغ اور مختلف تدابیر	۳۱۳
۲۹۶	مسئلہ نفقہ و سکنیٰ مطلقہ بطلاق بائن	۳۱۵
۲۹۷	مسئلہ سقط	״
۲۹۸	حدیث کے بارے میں سب سے پہلے احتیاط حضرت ابوبکر نے کی۔	۳۱۶
۲۹۹	ابوذر غفاری کا تبلیغ و روایت حدیث پر اصرار و اہتمام	۳۱۷
۳۰۰	تاخیر عصر پر خلیفہ اموی عمر بن عبد العزیز کو عروہ کی اور مغیرہ بن شعبہ کو ابو مسعود انصاری کی تنبیہ	۳۱۸
۳۰۱	جمع و تدوین حدیث کے متعلق عمر بن عبد العزیز کا اہتمام	״
۳۰۲	ہارون رشید خلیفہ عباسی کی کوشش	۳۱۹
۳۰۳	عام مسلمانوں کی گرویدگی	۳۲۰
۳۰۴	بعض مجالس املاء حدیث	״
۳۰۵	فن حدیث اور سلسلہ سند کی ایک بڑی خصوصیت (اجتہادی ظنی	

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار		صفحہ
	دشمنی نہ ہونا۔	۳۲۲
۳۰۶	کسی حدیث کی تصحیح یا تضعیف مسائل اجتہادیہ میں سے نہیں ہے۔	۳۲۴
۳۰۷	تصحیح یا تضعیف حدیث کو امر اجتہادی سمجھنے کا منشا اور اس کی تردید۔	〃
۳۰۸	صحیح بخاری کی احادیث کو صحیح جاننا کیوں ضروری ہے۔	۳۲۵
۳۰۹	ایک ہی حدیث کی تصحیح و تضعیف میں محدثین کے اختلاف کے اسباب	۳۲۶
۳۱۰	ایک ہی راوی کی توثیق و تضعیف میں اختلاف کے وجوہ۔	〃
۳۱۱	صحیحین کی تمام احادیث مسندہ مقطوع الصحت ہیں	۳۲۷
۳۱۲	فنون حدیث میں امام بخاری کی خصوصیات	〃
۳۱۳	پہلی خصوصیت (شروط شدیدہ صحت حدیث کے لئے)	〃
۳۱۴	سند معنعن میں معاصرۃ کے ساتھ لقا کی شرط صحیح بخاری کے ساتھ مخصوص ہے (حاشیہ)	۳۲۸
۳۱۵	دوسری خصوصیت (تدوین فقہ الحدیث)	۳۳۰
۳۱۶	تیسری خصوصیت (تدوین تاریخ الرجال)	〃
۳۱۷	امام ابو حنیفہ کی طرف ایک خواب کی	

نمبر شمار		صفحہ
	غلط نسبت۔	۳۳۲
۳۱۸	امام ابو حنیفہ کی طرف تدوین فقہ کے مخصوص طریقہ کی نسبت اور اس کی تنقید تاریخ رجال کے معیار سے (حاشیہ)	〃
۳۱۹	چوتھی خصوصیت (جامعیت)	۳۳۳
۳۲۰	پانچویں خصوصیت (استنباط اصول حدیث)	۳۳۵
۳۲۱	خبر واحد سے استدلال کی صحت پر امام کی خاص توجہ۔	۳۳۶
۳۲۲	"لا تجوز الزیادۃ علی کتاب اللہ بخبر الواحد" کا قاعدہ گھڑنے کا مقصد (حاشیہ)	۳۳۷
۳۲۳	اصول درایت	۳۳۸
۳۲۴	فن تاویل مختلف الحدیث	۳۳۹
۳۲۵	تنبیہ (حاشیہ)	۳۴۰
۳۲۶	شیعوں کی احادیث پر ایک اجمالی نظر (حاشیہ)	۳۴۱
۳۲۷	فقہ	۳۴۰
۳۲۸	فقہ اہل الرائے فقہ اہل الحدیث	۳۴۷
۳۲۹	"علی الفقہ مدار الدین"	۳۴۸
۳۳۰	اہل الرائے کے محدثین کے اصول استنباط اختیار نہ کرنے کی وجہ	〃
۳۳۱	فقہائے محدثین کا طرز اجتہاد	

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

نمبر شمار		صفحہ
	اصول فقاہت	٣٤٩
٣٣٢	شاہ ولی اللہ صاحب کی واضح تصریحات	//
٣٣٣	فقہا محدثین کا طریق اجتہاد و فقہا صحابہ ابوبکر و عمر و ابن مسعود وغیرہم کے طریق اجتہاد سے	٣٥٠ تا ٣٥٣
٣٣٤	حضرت کیپ کا قول نبوی کے مقابلہ میں قول ابوحنیفہ پیش کرنے پر سخت برہم ہونا۔	//
٣٣٥	امام بخاری اور ان کے تلامذہ کے بارے میں شاہ ولی اللہ کا فیصلہ۔	٣٥٤
٣٣٦	فقہائے اہل الرائے کا طرز اجتہاد و اصول فقاہت	٣٥٥
٣٣٧	شاہ ولی اللہ کا مفصل کلام اور اسکے نتائج	٣٥٥ تا ٣٥٨
٣٣٨	محدثین کی طرف اصول فقاہت سے ناواقفیت کی نسبت غلط اور باطل ہے۔	٣٥٩
٣٣٩	امام شافعی اور امام محمد کا ایک دلچسپ مکالمہ	٣٦٠
٣٤٠	فقہائے محدثین بالخصوص امام بخاری کے عراقیوں کے اصول فقاہت سے اجتناب و تنفر کے وجوہ۔	٣٦١
٣٤١	عراق میں تخریجی فقہ کا دور حماد کے زمانہ سے شروع ہوا۔	٣٦٣
٣٤٢	"اہل الرائے" کے ساتھ تسمیہ کی وجہ	٣٦٤
٣٤٣	اہل الرائے کی طرف سے محدثین کو تکلیفیں پہنچنا۔	//
٣٤٤	اہل الرائے امام آخر الزماں کے دشمن ہوں گے (حاشیہ)	٣٦٥
٣٤٥	اہل الرائے کی حضرت شیخ الکل کے ساتھ دشمنی (حاشیہ)	//
٣٤٦	حضرت شیخ الکل کا مجمل تذکرہ (حاشیہ)	
٣٤٧	فقہ کی مختصر تاریخ	٣٦٥
٣٤٨	صحابہ کے اجتہادی مسائل میں اختلاف سے ٹولیاں نہیں قائم ہوئیں۔	٣٦٨
٣٤٩	محدثین میں اختلاف مسائل سے فرقہ بندیاں نہیں ہوئیں۔	//
٣٥٠	اختلافات کی وجوہ ستہ	//
٣٥١	فقہاء صحابہ و تابعین و محدثین کی مختصر فہرست اور ان کے مختصر تراجم	٣٦٩
٣٥٢	علیؓ۔ ابن مسعودؓ۔ عمرؓ	٣٧٠
٣٥٣	ابن عباسؓ۔ ابن عمرؓ	٣٧١
٣٥٤	زید بن ثابتؓ	٣٧٢
٣٥٥	حضرت عائشہؓ۔ ابوہریرہؓ	٣٧٣
٣٥٦	اجتہاد و استنباط کی ضرورت کہاں ہوتی ہے	٣٧٥
٣٥٧	فقہاء سبعہ مدینہ	//
٣٥٨	سعید بن المسیب۔ عروہ بن الزبیر	//
٣٥٩	قاسم۔ خارجہ۔ سلیمان۔ ابوبکر۔ عبید اللہ	٣٧٦
٣٦٠	فقہا محدثین کی فقہ کی چند خصوصیتیں	٣٧٨
٣٦١	فقہا اہل الرائے کے مسائل مستنبطہ میں افراط و تفریط کا وقوع۔	٣٧٩
٣٦٢	اہل الرائے کی غلطیوں اور افراط و تفریط سے فقہاء محدثین کے محفوظ رہنے کے وجوہ۔	٣٨٠ و ٣٨١
٣٦٣	فقہ اہل حدیث کی پہلی خصوصیت	//

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار		صفحہ
٣٦٤	فقہ اہل الحدیث کے مسائل کا موازنہ فقہ اہل الرائے سے	٣٨٣
٣٦٥	فقہاء اہل الرائے کے اپنے قائم کردہ مصالح وعلل پر اعتماد کے افسوسناک نتائج۔	″
٣٦٦	مسئلہ نماز	
٣٦٧	مسئلہ خروج بصنع عمدا	٣٨٤
٣٦٨	مسائل زکوٰۃ	٣٨٥
٣٦٩	مسئلہ زوجہ مفقود الخبر	٣٨٦
٣٧٠	فقہ اہل الحدیث کی دوسری خصوصیت	″
٣٧١	فقہ اہل الحدیث کی تیسری خصوصیت	٣٨٧
٣٧٢	امام بخاری کا طریق کار	
٣٧٣	فقہ اہل الحدیث کی چوتھی خصوصیت	٣٨٩
٣٧٤	امام بخاری کی فقاہت و اجتہاد کی خصوصیات	٣٩٠
٣٧٥	استنباط مسائل فقہ میں امام بخاری کا دستور	٣٩٣
٣٧٦	استنباط مسائل فقہیہ میں مصالح شرعیہ پر گہری نظر رکھنا	٣٩٤
٣٧٧	استنباط مسائل میں عبارۃ النص، دلالۃ النص، اشارۃ النص، اقتضاء النص، حمل النظیر علی النظیر سے کام لینا۔	″
٣٧٨	استحسان۔ قیاس طرد۔ قیاس	

نمبر شمار		صفحہ
	شبہ سے اجتناب اور قیاس علت، قیاس دلالت کا اعتبار و استعمال	٣٩٤
٣٧٩	امام بخاری کے اجتہاد کی وہ چند مثالیں جن پر اعتراضات کئے گئے۔	″
٣٨٠	باب فضل صلوٰۃ الفجر	″
٣٨١	باب ہل علی من شہد الجمعۃ غسل من النساء الخ	٣٩٥
٣٨٢	باب الصدقۃ قبل العید	٣٩٦
٣٨٣	باب الاستماع فی الخطبۃ	٣٩٧
٣٨٤	باب اذا فاتہ العید یصلی رکعتین الخ	″
٣٨٥	باب بیع المدبر	٣٩٨
٣٨٦	باب طول القیام فی صلوٰۃ اللیل	″
٣٨٧	باب ما یستخرج من البحر	٣٩٩
٣٨٨	من قضی لہ بحق اخیہ فلا یأخذہ فان قضاء الحاکم لا یحل حراما ولا یحرم حلالا	٤٠٠
٣٨٩	فقہاء اہل الرائے میں باب الحیل کی وسعت	٤٠١
٣٩٠	قیاس کی تقسیم	٤٠٢
٣٩١	باب من شبہ اصلا معلوما باصل مبین الخ	″
٣٩٢	باب ما یذکر فی ذم الرأی والقیاس	″
٣٩٣	قیاس علت کی مثال	٤٠٣
٣٩٤	قیاس دلالت کی مثال	″
٣٩٥	قیاس شبہ کا استعمال قدریہ معتزلہ جہمیہ روافض وغیرہ کا وطیرہ ہے۔	″
٣٩٦	قیاس طرد ما وراء النہر میں رائج تھا	″

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

نمبرشمار		صفحہ	نمبرشمار		صفحہ
۳۹۷	قیاس استحسان دیگر مجتہدین میں مستعمل تھا	۴۰۳	۴۲۰	(۳) امام النسائی	۴۲۵
۳۹۸	ائمہ ثلثہ حنفیہ کا مسلک حدیث ضعیف کو قیاس پر مقدم کرنا		۴۲۱	نام ونسب وولادت	//
۳۹۹	خاتمہ امام المحدثین کے تلامذہ	۴۰۷	۴۲۲	سبب وفات	۴۲۶
۴۰۰	استادی اور شاگردی کا تعلق	//	۴۲۳	السنن الکبری	۴۲۷
۴۰۱	امام المحدثین کی درسگاہ کی جامعیت	۴۰۸	۴۲۴	المجتبی من السنن الکبری	//
۴۰۲	امام المحدثین کی زندگی کی بڑی خصوصیت	//	۴۲۵	(۴) فربری	۴۲۸
۴۰۳	(۱) امام مسلم	۴۱۰	۴۲۶	(۵) امام دارمی	//
۴۰۴	نام ونسب ولادت وفات	۴۱۱	۴۲۷	نام ونسب وولادت تلامذہ وشیوخ	//
۴۰۵	تالیفات کی مختصر فہرست	۴۱۲	۴۲۸	تصانیف المسند کتاب التفسیر الجامع	۴۳۹
۴۰۶	صحیح مسلم	//	۴۲۹	ابن ماجہ	//
۴۰۷	مقدمہ صحیح مسلم	۴۱۳	۴۳۰	(۶) جزرۃ الحافظ	۴۴۰
۴۰۸	البحر المواج للعلامۃ الغازی پوری	۴۱۴	۴۳۱	(۷) محمد بن نصر مروزی	۴۴۱
۴۰۹	المطر الثجاج (حاشیہ)	//	۴۳۲	(۸) ابو حاتم رازی	۴۴۲
۴۱۰	شارق الانوار (حاشیہ)	۴۱۵	۴۳۳	(۹) ابراہیم الحربی	۴۴۳
۴۱۱	فہرست شروح صحیح مسلم	//	۴۳۴	(۱۰) ابوبکر بن ابی عاصم	۴۴۴
۴۱۲	(۲) امام ترمذی	۴۲۱	۴۳۵	(۱۱) ابن خزیمہ	//
۴۱۳	نام ونسب وولادت	۴۲۲	۴۳۶	صحیح ابن خزیمہ	۴۴۵
۴۱۴	تصنیفات	۴۲۳	۴۳۷	(۱۲) محمد بن ابی حاتم الوراق	//
۴۱۵	جامع ترمذی	//	۴۳۸	(۱۳) المحاملی	۴۴۶
۴۱۶	کتاب العلل شمائل ترمذی	۴۲۴	۴۳۹	(۱۴) ابراہیم النسفی	//
۴۱۷	شروح جامع ترمذی	۴۲۵	۴۴۰	چند دیگر حفاظ تلامذہ	۴۴۷
۴۱۸	تحفۃ الاحوذی (حاشیہ)	۴۲۹	۴۴۱	مؤلف کا سلسلۂ تلمذ وسلسلۂ سند تا امام المحدثین	//
۴۱۹	شرح شمائل الترمذی	//			

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ طبع ثانی

سیرۃ البخاری طبع اول (۱۳۲۹ھ) کو شائع ہوئے آج چھتیس ۳۶ برس ہو گئے حضرت والدِ محترم (مؤلفِ کتاب) نے اُس کے شائع ہونے کے تیرہ برس بعد انتقال فرمایا۔ اب یہ کتاب اُن کی وفات کے تئیس ۲۳ برس بعد طبع ہو کر اہلِ علم کے ہاتھوں میں جارہی ہے۔ اربابِ علم نے کتاب کی اُس کے شایانِ شان قدر و منزلت کی چنانچہ طبع اول کے تمام نسخے بہت تھوڑی مدت میں ہاتھوں ہاتھ نکل گئے تھے۔ کتاب کی یہ قابلِ رشک مقبولیت نتیجہ تھی مؤلف مرحوم کے اخلاص کامل کا اور ثمرہ تھی اصح الکتب بعد کتاب اللہ اور اُس کے مصنّف کے ساتھ مؤلف کی علمی عقیدت اور والہانہ دینی محبت و شیفتگی کا اور اثر تھی مؤلف کی صحیح ٹھوس علمی خدمت کا انما الاعمال بالنیات ولکل امرئ ما نوی۔

کتاب کی غیر معمولی مقبولیت اور اہلِ علم کے شدید تقاضوں کے پیش نظر مؤلف کی زندگی میں طبع ثانی شائع ہو جانا چاہیے تھی۔ لیکن افسوس ہے کہ بعض مخصوص عوائق اور عائلی پریشانیوں کی وجہ سے حضرت مؤلف طبع ثانی کا انتظام نہ فرما سکے۔ یہانتک کہ بزمانہ ملازمت دارالحدیث رحمانیہ دہلی رجب ۱۳۴۲ھ میں رہگرائے عالمِ جاودانی ہو گئے راقم السطور اُن دنوں دارالحدیث رحمانیہ میں پانچویں جماعت میں زیرِ تعلیم تھا اور اُس کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دونوں چھوٹے بھائی محمد عزیز اور مولوی عبید الرحمن (مرحوم) مقامی مدرسہ میں فارسی کی ابتدائی کتابیں پڑھتے تھے۔ حضرت والد محترم کی وفات کے بعد ہماری بے سروسامانی کے باعث اُن کی دیگر تصانیف کی طرح سیرۃ البخاری کے طبع ثانی کا کوئی ظاہری ذریعہ اور وسیلہ بھی باقی نہیں رہا۔ ہوش سنبھالنے کے بعد ہم تینوں کو اس کی اشاعت کی ضرورت کا برابر پورا احساس رہا لیکن لکل شئی اجل مسمی کے ضابطۂ الٰہی اور قانونِ ربانی کے مطابق آج سے پہلے ہم اس کی طباعت و اشاعت کا انتظام نہ کر سکے۔

برادرِ عزیز مولوی عبید الرحمن طالب مظاہری رحمانی کو جو نہایت خوش خلق، شریف النفس، سلیم الطبع اچھے شاعر اور جید عالم تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اچھا ذوق عطا کیا تھا نفیس الطبع، لطیف المزاج بنایا تھا۔ وہ خصوصیت کے ساتھ کتاب کو بہتر سے بہتر شکل میں طبع کرانے کے خواہشمند اور اس کی فکر و کوشش میں تھے۔ لیکن خالق الموت والحیاۃ کا فیصلہ کچھ اور تھا۔ عمر کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور وہ عین شباب میں بزمانۂ ملازمت دار الحدیث رحمانیہ دق اور سل میں مبتلا ہو کر ۸ ذوالحجہ ۱۳۶۲ھ کو ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا ہو گئے اور کتاب کے حسب خواہش طبع ثانی کی حسرت اپنے دل میں لے گئے۔ انا للہ الخ اللہ تعالیٰ انھیں بال بال مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں مقام عنایت کرے رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِأَخِي وَأَدْخِلْنَا فِي رَحْمَتِكَ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ۔

جنگ کے زمانہ میں اپنی بے سروسامانی اور سامانِ طباعت کی ہوشربا گرانی کے باعث کتاب کی طباعت کا انتظام ہمارے (راقم الحروف اور برادر عزیز محمد عزیز سلمہ اللہ) امکان سے باہر تھا۔ اب جبکہ طواغیت عالم کی شیطانی جنگ کو ختم ہوئے ایک برس سے زائد ہو گئے ہیں اور علمی کتابوں کی اشاعت میں نسبتہً آسانی ہو گئی ہے۔ بعض

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واجب الاحترام بزرگوں اور مخلص احباب کی ہمت افزائی اور اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید سے ہمیں توفیق ہوئی کہ کتاب کو طبع کرا کر اہلِ علم کی خدمت میں پیش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہماری کوششوں کو قبول فرمائے۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم

صحیح بخاری کی مشہور عالم شرح فتح الباری کا مقدمہ ہدی الساری جس قدر ضروری اور اہم ہے کسی صاحبِ علم سے مخفی نہیں۔ اُس کے متعلق یہ دعویٰ کہ اس کا مطالعہ کئے بغیر صحیح بخاری کی حقیقت سے آگاہی تقریباً ناممکن ہے جس طرح مبالغہ سے پاک اور بالکل صحیح ہے اسی طرح سیرۃ البخاری کے متعلق ہمارا یہ دعویٰ بالکل درست اور حقیقت پر مبنی ہے کہ صحیح بخاری کے طالب العلم کے لئے اُس کا مطالعہ ضروری ہے یہ اُردو زبان میں اپنے موضوع پر واحد مبسوط مستقل کتاب ہے۔

امام المحدثین مجتہد مطلق تھے ان کے بے نظیر کمالِ اجتہاد کا صحیح اندازہ اُن کی جامع صحیح کے تراجم ابواب سے بخوبی ہوتا ہے۔ ضرورت تھی کہ فقہ اہل الحدیث اور طریق اجتہاد فقہاء محدثین کا فقہ اہل الرای اور طریقِ اجتہاد فقہاء عراق سے موازنہ کر کے اُن کے درمیان فرق کو واضح کیا جاتا تاکہ طالبینِ حق پر منکشف ہو جائے کہ فقہ اہل الحدیث کیوں محمود ہے اور فقہ اہل الرای کیوں مذموم و مردود ہے۔ الحمد للہ کہ حضرت مؤلف نے حصہ ثانی میں اس موضوع پر سیر حاصل بحث کی ہے ضمنی طور پر آخر میں تراجم بخاری سے متعلق اچھوتی بحث آگئی ہے جس سے امام المحدثین کے اجتہاد کا کمال واضح ہو جاتا ہے۔ درحقیقت حصہ ثانی مؤلف کی محنتوں اور کاوشوں کا مظہر اتم ہے۔ شکر اللہ مساعیہ وجعلها ذخرا لہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بقول حضرت مؤلف اس کتاب کے لکھنے سے کسی پر حملہ کرنا مقصود نہیں ہے لیکن امام المحدثین سے رفع الزام میں اگر کہیں کسی پر ضمناً الزام عائد ہو گیا ہو تو وہ مجبوری سے ہے۔ اس لئے گذارش ہے کہ کوئی صاحب بغیر پوری کتاب ملاحظہ کئے ہوئے کوئی رائے قائم نہ کریں۔

طبع اول میں "تصحیح اغلاط" کی فہرست میں دیئے ہوئے اغلاط کے علاوہ چھاپہ کی بہت سی غلطیاں تصحیح سے رہ گئی تھیں۔ اس طبع میں جہانتک النسانی امکان ہے تصحیح کی انتہائی کوشش کی گئی ہے اور یقین ہے کہ یہ اغلاط سے پاک ہوگا۔ بعض مقامات میں ضروری حواشی یا حوالے رہ گئے تھے اُن کا اضافہ کردیا گیا ہے لیکن اس کی احتیاط کی گئی ہے کہ اضافہ کیا ہوا حاشیہ مؤلف کی عبارت یا حاشیہ میں نہ ملنے پائے۔ ہاں دو ایک مقام میں مؤلف کے حاشیہ کے اندر واقعی ضرورت کی وجہ سے مناسب ترمیم کردی گئی ہے۔ مضامین کی فہرست بالکل مختصر تھی کوشش کی گئی ہے کہ تمام اہم مضامین کی فہرست قارئین کے سامنے پیش کردی جائے کیونکہ مؤلف کے مقرر کئے ہوئے عنوانات میں سے تقریباً اکثر عنوانوں کے ماتحت متعدد ایسے امور آ گئے ہیں کہ اُن پر الگ الگ ذیلی عنوان مقرر کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری کوششوں کو قبولیت بخشے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰي وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ۔ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا

۱۰؍ محرم الحرام سنہ ۶۶ھ

عبید اللہ رحمانی مبارکپوری
دار الحدیث رحمانیہ دہلی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمدِ خدائے خرد آموزگار — می نتواں گفت یک از صد ہزار
آں کہ خداوند ثنا خوانِ اوست — بندہ چہ گوید کہ چہا شانِ اوست
پرتوِ نورِ ازل آمد پدید — درکفِ او دانش و دیں را کلید
بر رقمش باد فدا جان و تن — دم چہ زنی از خودیٔ خویشتن
جز کہ بہ فرمانِ پیمبر منہ — سر چو نہی بر خطِ دیگر منہ
گوش بر آوازۂ اخبار باش — ہوش کن اندازہ نگہدار باش
من نہ ہمیں مدح سرائے شہم — شاہِ جہانم کہ سگِ درگہم
نازو نیازم بہ ثنائے شہست — ایں تگ و تازم بہ ہوائے شہست
پیروی شرع بود دینِ من — دینِ نبی بس بود آئینِ من
کیش مرا برہمہ زاں برتریست — روشنم آئینہ بروشن گریست
بے خبراں را خبرے می کنم — شام بر ایشاں سحرے می کنم
حق طلبی کنند و شاں گردگاں — آہ ازیں راہ غلط کردگاں

ع ردِّ سخن سوئے شیفتگانِ خیالاتِ مخترعہ عقولِ خویش ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پویهٔ ایشان گم درہ پیچ پیچ | مایهٔ ایشان همه هیچست و پیچ

هم به صد افسانه و افسون گری | راهزن مردم و دیو و پری

فتنه سگالانِ خرد دشمنان | فتنه نهادانِ خضر رهزنان

باطنِ شان ریو و برون آب و رنگ | ظاهر شان صلح و درون جای جنگ

جلوه فروشان سخن نغز دوست | مغز ندارند چه بی مغز پوست

هوش و خرد دشمنِ ایمانِ شان | دین چو یکی گوی به چوگانِ شان

خود زده گانند جهان رهزنان | سوختگانند شرر افگنان

مرکزِ شان آز و هوا و هوس | ماحصلِ دین همه دنیاست بس

وای که بر دانش و رای و قیاس | دینِ مبین را بنهادند اساس

غافل از اینها که خرد ذوفنون ست | غیب به قرآن صلهٔ یومنون ست

غیب چه دانند چه در پرده است | کیست عنانِ خرد آرد به دست

جوشِ به صهبا و رسیدن از و | رنگ ز گلها و پریدن از و

جوهرش آیینهٔ ویرانیش | یا همه دانش همه نادانیش

خود ز خودش حیله برانگیختن | حیرتیِ آیینهٔ خویشتن

آخر از آنان که گذشتند پیش | از حکما و عقلا بیش بیش

از قبلِ طبقهٔ یونانیان | و ز فرقِ تخمهٔ تورانیان

از صفِ آسودهٔ ساسانیان | و ز روشِ جلوهٔ سامانیان

بهره ز دانش کس از ایشان نداشت | چیست ز دانش که کسی آن نداشت ؟

دانش و داد و دل و دین داشتند | داشتیها نه چنین داشتند

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طائرِ ادراک چو پر بر کشود	آتشش از مغز بر آورد دود
بال کشا رفت چو بالا ترک	ریخت ہماں تیر شہاب از فلک
سجدہ پے آتش و خور پیش برد	نے غلطم آب رُخ خویشش برد
غایتِ ادراک ہمین ست و بس	عاقبتِ عقل چنیں ست و بس
کی بدرِ حق بہ رسیدن رسید	آنکہ بُد او در خورِ دیدن بندید
برخے اگر گویم ازیں داستان	طول شود مختصر ایں داستان
کار بہ ادراک چو زر گر شدے	وحی چرا خاصِ پیمبر شدے
تا نہ رسید ابر کرم درفشاں	سرد نشد آتشِ زردشتیاں
نیز نیم منکرِ رائے و عقول	اول امرست اطیعوا الرسول
چوں کنم انصاف فراموش چوں	خواندہ ام آخر افلا تعقلون
تکیہ مکن بر خردِ سستِ اساس	بیشتر اخبار ازاں پس قیاس
دررہِ سیل ست اساسِ کساں	قولِ نبی بہ کہ قیاسِ کساں
ورنہ بود قولِ نبی باورت	باش کہ بر روی کشائم درت
واں چہ بود تا بہ لب آری سوال	گویم ازاں پیش کہ علم الرجال
رحلت و تحقیق و تامل ببیں	علت و اسناد و تسلسل ببیں
جرح ببیں و زپے تعدیل رو	تا بہ بخارا پے تحصیل رو
درج صدف از خزف بازداں	چیست خزف چیست صدف بازداں[1]
لعل گرانمایہ زخارا بر آر	گنج زر از خاکِ بخارا بر آر

[1] ما عبدت الشمس والقمر الا بالمقائیس ۱۲ سنن دارمی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

علمِ حدیث آمده علمی شگرف | قلزمِ معنی ست درو حرف حرف
ثانیِ قرآن نه بود غیرِ او | جز بخارا[۱] نکنی سیرِ او
چیست بخارا چه تماشا درو ست | نافذِ اخبارِ محمد ازو ست
حافظِ اقوالِ شهنشاهِ وحی | حاملِ اسناد و هواخواهِ وحی
گفت همان آنکه نبی گفته بود | دُرِّ[۲] رهِ دیں گوهرِ جاں سفته بود
بود سمی محوِ مسمیٰ شد او | رفت[۳] دوئی حلِّ معمیٰ شد او
چیست کمالش ز عرب تا عجم | بصره شد اکنوں به بخارا بهم
قدرِ کمالش که نه داند کسے | شیمهٔ دریا چه شناسد خسے
لطفِ حق است از دگری نیست ایں | در خورِ هر خیره سرے نیست ایں
من که گل از پوست بر آورده ام | بیں که بدست هنر آورده ام
تار مرا زمزمه درکار نیست | زمزمهٔ من همه ازیں تار نیست
بزمِ مرا آمده سازے دگر | سازِ مرا سوز و گدازے دگر
خونِ جگر را نه بود جام و خم | بے لبِ مے می شنوم شورِ قم
بامی شیراز میالائے لب | بادهٔ بے شیشه کن از من طلب
بے غلط از دخل و تصرف مکن | ساده روش باش تکلف مکن
شمع مسوزاں که شبت روز شد | ماه ببیں شمع شب افروز شد
سیرِ بخاری و بخارا بکن | ترکِ تگ و تازِ خدا را بکن

نہ تجلاہ [۱] ثانیِ یثرب که محمد ازو ست، هذا کما قال الجامی رح ویاتی قوله فی ص ۲۵ ۱۲
نہ [۲] گوهرِ اسرارِ خفی سفته بود۔ نہ [۳] شمعِ رهِ یثرب ز بطحیٰ شد او۔

www.KitaboSunnat.com

عربده با خویش نه زیبد همی طعنه به هم کیش نه زیبد همی
هرزه مرو هرزه مگو سر بنه وقت تو خوش باد براین در بنه
ورنه بهی طعنه باعیان مکن وقت مرا باز پریشان مکن
زخمه پریشان به رگ تار بود نغمۂ سازت نه بهنجار بود
راست به قانونِ اثر ساختم رخنش ز هنگامه برون تاختم
این روش و جلوۂ وجولان ببین آنچه بخاطر نرسد آن ببین
فرقِ گل وخار ز هم واشناس گرچه شناسا نه بود ناشناس
ذره چو خورِ آئینه سیما ستے قطره به سرمایۂ دریا ستے
شعبده زا بالِ اثر شد فگار دام نه و دانۂ عنقا شکار
برق تپم گرم و روان رفته ام بر رهِ باریک چسان رفته ام
آن نے کلک ست نه بارنده میغ موی شگافی نه بود کارِ تیغ
غنچه مخوان یک چمن آورده ام نافه مگو خودِ ختن آورده ام
شیوۂ اربابِ کمال این بود معجزه و سحرِ حلال این بود
هست اگر چهرۂ زنگی سیاه گو که خود آئینه چه دارد گناه

کشت من ار خار وگر گلشن است
حسن قبول از وی وسعی از من است

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ طبع اوّل

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

امابعد کسی کی سرگذشت، یا سوانح عمری، لکھنے کی غایت عام طور پر یہ خیال کی جاتی ہے کہ اُس کے پڑھنے والوں میں اپنی زندگی کے نشیب و فراز کا احساس پیدا ہو اور آنے والی نسلیں اُس کے مطالعہ سے عبرت پذیر ہو کر اُن غلطیوں سے بچیں جن سے اُن کو بچنا لازم ہے۔

لیکن اس عام غایت کے علاوہ ان مقتدا رہنماؤں کی سوانح عمریوں کو ایک خصوصیت خاص حاصل ہے جن کی سیرتیں اس لئے لکھی گئی ہیں کہ خلق اللہ کے دلوں میں ان کی پیروی کا خیال اور اُن کی ریس پیدا ہو۔ آنے والی نسلیں انھیں پڑھ کر اپنا چال چلن۔ رفتار۔ کردار۔ عادات۔ خصائل۔ اعمال۔ اُن ہادیوں کے سے بنائیں جن کو خداوند عالم نے دنیا میں نیکی کا نمونہ بنا کر بھیجا تھا۔ جن کی تخلیق سے مقصود تھا عالم میں توحید پھیلانا اور فطرتی دین کی تعلیم اور اشاعت کرنی۔ خالق اور مخلوق کے مابین جو رشتہ غلامی ہے اس پر متنبہ کرنا۔ اور آخرت (جہاں انسان کو مرنے کے بعد دوسری زندگی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ملتی ہے) یاد دلائی۔

اس کالازمی نتیجہ یہ ہے کہ دنیا میں امن وامان قائم رہے۔ بنی نوع انسان کی ترقی ہو۔ مخلوق چین سے خالق کی اطاعت بجالائے۔ دنیا میں اوج کمال تک پہنچے۔ اور آخرت میں جو اس کا اصل ماویٰ اور ملجا ہے اچھے مدارج پائے غرض دینی اور دنیاوی نعمتوں سے بہرہ اندوز ہونا اس کالازمی نتیجہ ہے۔

اس میں کیا شک ہے کہ مستند۔ قابل اعتبار۔ نتیجہ خیز سوانح عمری لکھنے کی تعلیم اول اول قرآن نے دی۔ اسی قرآنی تعلیم کا اثر ہے جو آج کثرت سے قابل اعتبار اور مستند سوانح عمریاں نظر آتی ہیں۔ اہل مغرب جو آج اس فن میں مشرق کے تارے نظر آرہے ہیں، اسی قرآن کے زلہ ربا ہیں۔

کیا کوئی شخص ایسی سوانح عمری کسی کی دکھا سکتا ہے جو اس قرآنی تعلیم سے پہلے لکھی گئی ہو اور مستند مانی جاتی ہو؟ یہی وجہ ہے کہ جس قدر سوانح عمریاں قبل نزول قرآن لکھی گئی ہیں بالکل بے اعتبار۔ ہزاروں اغلاط سے مملو ہیں۔

کیا عیسائی دنیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتی؟ پھر کیا وجہ ہے کہ حضرت مسیح کے حالات زندگی اس قدر مخبوط ہیں؟ کیا یہود دنیا میں موجود نہیں؟ کیا وہ موسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتے؟ باوجود اس کے حضرت موسیٰ کی سرگذشت کیوں اس قدر بیہودہ قصوں اور خوش گپیوں سے بھری ہے؟ اس کی وجہ یہی ہے کہ یہ فن خاص قرآنی تعلیم کا ایک شعبہ ہے جو ان کو نصیب نہ ہوا۔

دیکھو ذوالقرنین۔ اصحاب کہف وغیرہ کی بابت کس قدر خوش گپیاں تھیں قرآن نے سب کو اڑا کر سچی مگر با نتیجہ تصویر کھینچ دی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن نے ہم کو صرف مستند اور سچی سوانح عمری لکھنی ہی نہیں سکھائی بلکہ اُس کے ساتھ اُس کی غایت بھی بتائی اور یہ بھی تعلیم کی کہ خدا کی غیر محدود مخلوق میں ہر شخص اس قابل نہیں کہ اُس کی سوانح عمری یا سرگذشت لکھی جائے۔ اس کے لائق خدا کے چیدہ بندے ہوا کرتے ہیں۔ آدم۔ نوح۔ ابراہیم۔ اسحاق۔ اسماعیل۔ یوسف۔ شعیب۔ لوط۔ صالح۔ ذوالکفل۔ زکریا۔ یحییٰ۔ صالح۔ ایوب یونس۔ موسیٰ۔ ہارون۔ عیسیٰ۔ محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ یہ لوگ ایسے ہیں جن کے حالات زندگی قلم بند کئے جائیں۔

حضرت نوح حضرت آدم حضرت یونس کے حالات پڑھو جس میں یہ بھی بتا دیا گیا کہ حالات زندگی لکھنے میں صرف ایک پہلو اختیار کرنا انصاف کے خلاف ہے سچی نکتہ چینی کرنی بھی سوانح عمری لکھنے کا ایک جزو ہے۔

قرآن میں ایک جگہ کئی نبیوں کا ذکر فرما کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا فبھداھم اقتدہ۔ یہی ڈھنگ آپ کو بھی چاہیے۔ مختصر لفظوں میں غایت کی جانب اشارہ کر دیا۔

عام لفظوں میں کافہ امت کو مخاطب کر کے فرمایا۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ رسول اللہ کی سیرت میں تمہارے لئے اچھی اقتدا ہے۔ اس حکم عام نے مسلمانوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی اور سیرت کا جمع کرنا اُس کا جاننا اُس کی پابندی کرنی لازم کر دیا۔ اسی عام حکم کی بنا پر محدثین نے (جن کا احسان قیامت تک اہل اسلام ایک لمحہ کے لئے بھول نہیں سکتے) کمال جانفشانی اور انتہا درجہ کی سعی سے جو انسانی طاقت سے ممکن ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوانح عمری اور حالات زندگی کو معتبر سندوں سے جمع کر دیا۔ اگر محدثین کی جان توڑ سعی نہ ہوتی تو آج ہم اپنے نبیؐ کے سچے اور صحیح حالات زندگی سے بالکل محروم رہتے۔ اور لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ کی تعمیل سخت مشکل ہوتی۔ ایسی حالت میں یا تو اہل عراق کی طرح قیاسی تکے چلاتے یا فرقہ[1] اہل قرآن کی طرح قرآن کے طبع زاد معنے لگاتے۔ یا یہود و نصاریٰ کی طرح الکھوں بے سر و پا قصے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عین اللہ یا ابن اللہ بنانے کے لئے تصنیف کرتے محدثین کی جان توڑ سعی یہیں تک محدود نہ تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء رضی اللہ عنہم اور جانشینوں کی بھی صحیح صحیح سوانح عمریاں بحکم علیکم[2] بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین

---

[1] یہ ایک نیا فرقہ ہندوستان میں قائم ہو گیا ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل، آپ کی تعلیم اور آپ کے اقوال کی مطلقاً پرواہ نہیں کرتا۔ اپنی رائے سے جو معنی چاہتا ہے قرآن کے لگا لیتا ہے نمونہ کے لئے ہم اہل قرآن کے پرچہ "اشاعۃ القرآن" سے ایک مثال پیش کرتے ہیں۔ آیہ کریمہ فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ کا ترجمہ اس طرح کیا ہے "پھر دونوں آپس میں متفق ہو گئے قرآنی ارشاد پر۔ تو پھر بھی ابراہیم سلام علیہ اپنی خطا پر آگاہ ہوا یعنی اس کے دل میں یہ خیال آیا کر ڈالے اس کو ماتھے کے بل، سو رد کر دیا ہم نے اس کے اس باطل خواب و خیال کو یعنی ہم نے اس کو یہ ارشاد فرمایا کہ اے ابراہیم تحقیق کیوں سچا سمجھتا ہے تو ایسے باطل خواب و خیال کو سو ہم نے اس کو نگاہ رکھا۔ کیونکہ تحقیق ہم ہمیشہ اسی طرح محفوظ اور مامون رکھتے ہیں جملہ رسل انبیا کو اور اس لئے اس کے اس خواب کو رد کر دیا کہ یہ باطل خواب و خیال ایک بہت ہی بڑی بھاری غلطی و خطا ابراہیم کی تھی ظاہر و باہر طور پر۔ اور اس کے بارے میں ہم نے اس کو یہ سمجھا دیا کہ تو صرف وہی قربانی کیا کر جس کا حکم کتاب اللہ میں موجود ہے اور وہ ہر طرح صحیح و سالم کامل عمر اچھی موٹی تازی بھی ہونے۔ انتہی بلفظہ۔

ناظرین اس ترجمہ سے اِس فرقہ کی سفاہت کا پتہ لگا سکتے ہیں ۱۲ منہ

[2] لازم پکڑو میرا طریقہ اور میرے جانشینوں کا جو سیدھی راہ پانے والے ہیں ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جمع کر دیں۔ اور آگے ترقی کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کل صحابیوں کی سوانح عمریاں مختصر طریقے پر لکھ ڈالیں۔ اس باب میں اصابہ عے۔ اسد الغابہ عے۔ استیعاب عے بے بہا کتابیں ہیں۔ اور آگے بڑھ کر تابعین کے حالات ضبط کئے وہلم جرا۔ محدثین کی بدولت اب تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ ڈاکٹر اسپرنگر صاحب نے لکھا ہے کہ "علم رجال پر مسلمان جلتا فخر کریں بجا ہے۔ نہ ایسی کوئی قوم گذری اور نہ اب ہے، جس نے مسلمان کی طرح بارہ سو برس تک کے علماء کے حالات زندگی لکھے ہوں ہم کو پانچ لاکھ مشہور عالموں کا تذکرہ ان کی کتابوں سے مل سکتا ہے۔"

محدثین کی جماعت میں امام بخاری کو جو خصوصیت حاصل ہے اُس سے کون واقف نہیں؟ امام بخاری وہ شخص ہیں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور آپ کے اصحاب و دیگر ناموران اسلام کی مستند اور صحیح سوانح عمریوں کے جمع کرنے کا التزام بڑے اہتمام کے ساتھ کیا۔ اس مہتم بالشان کام کے لئے اپنی زندگی۔ دولت

لہ آگے چل کر جہاں امام بخاری کے ملفوظات کی شرح آتی ہے (جو امام بخاری ہی سے منقول ہے) وہاں امام بخاری کا یہ مقولہ پڑھو گے کہ انسان محدث کامل نہیں ہو سکتا جب تک وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے ساتھ آپ کے اصحاب کی سیرتوں اور ان کی تعداد اور علماء امت کے حالات ان کی موالید وفیات ان کے گذران جائے سکونت سے آگاہ نہ ہو۔ امام بخاری کے اس قول سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ محدثین کے لئے فن سیرت میں کمال پیدا کرنا کس قدر ضروری ہے۔ ۱۲

عے للحافظ ابن حجر العسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ فی خمس مجلدات ۱۲ عے للعلامۃ عز الدین ابن الاثیر الجزری المتوفی ۶۳۰ھ کتب فیہ تراجم سبعۃ آلاف وخمس مائۃ من الصحابۃ جمع فیہ کتبا کثیرۃ وہی کتاب ابن مندۃ و ابی موسیٰ وابی نعیم وابن عبدالبر وزاد من غیرہا اسماء وضبط وحقق اشیاء حسنۃ علی ما فیہ من التکرار بحسب الاختلاف فی الاسم والکنیۃ ۱۲ عے للحافظ ابی عمر بن عبدالبر الاندلسی القرطبی المالکی المتوفی ۴۶۳ھ فی مجلدین وہو من احسن کتب المتقدمین فی الصحابۃ واکثرہا فوائد ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آسائش۔ عافیت سب قربان کردی۔ اس میں جس قدر اُن کو کامیابی ہوئی اُس سے بچہ بچہ واقف ہے اسی کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ امام المحدثین۔ امیر المومنین فی الحدیث[۱] کے لقب سے ملقب ہوئے۔ اور اُن کی پرکھی ہوئی حدیثوں اور جانچے ہوئے راویوں پر کمال وثوق کیا گیا۔ اور اُن کی مشہور کتاب جامع صحیح کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ کا خطاب دیا گیا۔[۲]

جفاکشی۔ محنت۔ علو ہمتی۔ استغنا۔ حزم و احتیاط۔ صدق و دیانت و تقویٰ۔ عدل و انصاف۔ خدمت خلق۔ اشاعت علوم کی مجسم تصویر بن کر عالم کو نمونہ دکھلا دیا۔ سب سے بڑی بات یہ کی کہ اتباع سیرۃ رسول میں اپنے کو فنا کر کے اہل اسلام کو اتباع سیرۃ رسول کا وہ سماں پیش کر دیا جو خلفائے راشدین اور صحابہ میں پایا جاتا تھا۔ ان سب کے علاوہ اُن کی ذات سے فقہ الحدیث کی جس طرح تکمیل اور اشاعت ہوئی ظاہر ہے۔ حیف تھا اگر ایسے شخص کی سوانح عمری نہ لکھی جاتی۔ شکر ہے کہ اہل قلم نے متعدد زبانوں میں اور مطولاً و مختصراً ایک سو کئی کتابوں میں ان کی سوانح عمری لکھی۔ عربی۔ فارسی۔ ترکی۔ انگریزی۔ فرنچ زبانوں کا اب تک مجھے پتہ مل سکا۔

ظلم تھا اور نہایت ظلم تھا اگر ہماری اردو زبان اس دولت سے محروم رہتی اس لئے کہ پاکستان کے چند ساڑھے چھ کروڑ اردو بولنے والے مسلمان امام بخاری پر عقیدت رکھتے ہیں۔ اس کے سوا آج کل یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ بعض کوتاہ بینوں

---

[۱] الفوائد الدراری فی ترجمۃ محمد بن اسماعیل البخاری ۱۲ [۲] صرف اسی قدر نہیں بلکہ اُس کی قدر و منزلت نہ سمجھنے والوں کو متبع غیر سبیل المومنین قرار دیا گیا۔ حجۃ اللہ البالغہ ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو جن کے دل و دماغ آبائی تقلید سے خراب ہو چکے ہیں، امام صاحب کی تنقیص میں خاص مزا آتا ہے بعض غلط باتیں جن کی وہ کوئی سند نہیں بیان کر سکتے امام صاحب کی طرف نسبت کرتے ہیں اور اُس کو خوب چمکاتے ہیں۔ حالانکہ آفتاب پر خاک ڈالنے کا جو نتیجہ ہے ظاہر ہے۔

ایک مدت سے میرے دماغ میں امام المحدثین کی سوانح عمری لکھنے کا خیال چکر لگا رہا تھا۔ لیکن بے بضاعتی اور مواد کی قلت کسی طرح اس طرف قدم بڑھانے کی اجازت نہیں دیتی تھی۔ ایک بار جناب مولانا ابوالطیب محمد شمس الحق صاحب عظیم آبادی سے اس کا تذکرہ ہوا۔ علامہ موصوف نے ہمت دلا کر کتابوں کا پشتارہ لگا دیا اور مواد کے فراہم کرنے کے لئے دور دراز ملکوں میں خطوط بھیجے نسخ مطبوعہ اور قلمیہ برابر میرے پاس بھیجتے رہے۔ علاوہ بریں خان بہادر خدا بخش صاحب مرحوم سی آئی کا مشہور کتب خانہ ایک غنیمت بارِدہ اور خداداد نعمت تھا

میں افسوس سے کہتا ہوں کہ اس اہم کام کے لئے جس قدر مواد کی ضرورت تھی فراہم نہ ہو سکے تاہم جس قدر مہیا ہو گئے بہت غنیمت ہے اور علامہ ابوالطیب[1] کی

[1] علامہ ابوالطیب محمد شمس الحق عظیم آبادی کا کتب خانہ بھی قابل دید ہے اس کتب خانہ میں علامہ موصوف نے ہر فن کی کار آمد کتابیں فراہم کی ہیں اور شب و روز اسی دُھن میں ہیں معقول۔ ادب۔ لغت۔ تاریخ کے علاوہ تمام فنون اسلامیہ ان میں بھی فن حدیث کے اس قدر مواد فراہم ہیں کہ اکثر نامی کتبخانے ان سے خالی ہیں۔ اکثر نسخ قلمیہ ایسے ایسے نادر موجود ہیں جن سے یورپ کے بڑے بڑے کتب خانے خالی ہیں ساتھ اس کے آپ مستفیدین اور اہل علم کا بڑی گرم جوشی سے خیر مقدم کرتے ہیں اور عاریۃً دینے میں بہت کشادہ دلی سے کام لیتے ہیں۔ منہ ۱۲ افسوس اب اس کتب خانہ سے علامہ مرحوم کے اخلاف نہ خود کوئی فائدہ اٹھانے والا ہے نہ دوسروں کو فائدہ پہنچانے والا۔ انا للہ ۱۲ عبید اللہ رحمانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علم دوست طبیعت کی برکت وخان بہادر خدا بخش خاں مرحوم کے کتب خانہ کا فیض۔ ان دونوں کا شکریہ کسی طرح فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

وہ کتب قلمیہ جن سے زیادہ تر مدد لی گئی۔ ان میں انساب سمعانی۔ طبقات الحنابلہ۔ تمہید العقد المذہب۔ الفوائد الدراری لقیید المہل الامام ابن دقیق العید۔ ثقات ابن حبان خاص قابلِ ذکر ہیں"

حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں امام المحدثین کی سیرت میں اپنی ایک مستقل تالیف کا پتہ دیا ہے۔ اسی طرح حافظ ابن الملقن نے العقد المذہب میں اور علامہ محمد بن اسماعیل امیر یمانی نے سبل السلام میں امام المحدثین کی سیرت میں اپنی اپنی مستقل اور جامع تالیفات کا پتہ دیا ہے لیکن میں ایسی قسمت کہاں سے لاتا کہ یہ جواہرات میرے ہاتھ لگتے۔ ان محققین (حافظ ذہبی۔ حافظ ابن الملقن علامہ محمد بن امیر اسماعیل) کی شان ہی بتاتی ہے کہ امام بخاری کی سیرت میں یہ تالیفات کیسی جامع اور بے مثل ہوں گی اور کن تحقیقات اور تدقیقات و بسط سے لکھی گئی ہوں گی۔

ہاں ایک بے بہا تالیف الفوائد الدراری، مؤلفہ علامہ اسماعیل عجلونی، خان بہادر خدا بخش خاں صاحب مرحوم کے کتب خانہ سے دستیاب ہوئی جو امام بخاری کے حالات میں ایک مستقل اور جامع تالیف ہے اور درحقیقت مستقل تالیف ایک یہی ہاتھ لگی۔ وہ بھی کتاب مرتب ہونے کے بعد۔ تاہم اس مبارک تالیف سے بہت کچھ مدد لی گئی ؎

ع۵ مؤلفہ علامہ ابن عبد البر۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طبقات الحنابلہ مؤلفہ قاضی ابوالحسین محمد بن محمد جو ۵۲۴ھ ہجری میں تالیف کی گئی ہے اس کا بھی ایک عتیق نسخہ پٹنہ کے کتب خانہ میں موجود تھا جو ۶۳۰ھ میں علامہ عبدالدائم کے نسخہ سے نقل کیا گیا ہے۔ اس میں بھی امام صاحب کے حالات بہت بسط سے درج ہیں المناصم کا ایک عتیق نسخہ علامہ ابوالطیب کے کتب خانہ میں ملا۔ اس میں بھی امام صاحب کے حالات ملتے ہیں۔ تقیید المہمل مولفہ علامہ ابوعلی غسانی کا عتیق نسخہ بھی علامہ ابوالطیب کے کتب خانہ میں موجود تھا اس میں امام صاحب کے حالات بہت بسط سے درج ہیں۔

کتب مطبوعہ میں مقدمہ فتح الباری ایک جامع تالیف اور ہر حیثیت سے بے مثل ہے حافظ ابن حجر کا تبحر، اُن کی وسعت نظر، کثرت تالیفات، تالیفات کی مقبولیت اس تالیف کے علو شان کی شاہد ہے۔ اس کا خاتمہ امام بخاری کی سوانح کے لئے وقف کیا گیا ہے اور تہذیب التہذیب وہ کتاب ہے کہ اس پر جس قدر فخر کیا جائے بجا ہے۔ حیدرآباد سے ۱۲ حصوں میں طبع ہو کر شائع ہو گئی ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ مطبع دائرۃ المعارف کا یہ احسان تمام دنیا کے مسلمانوں پر ہے۔ ان کے علاوہ تہذیب الاسماء واللغات للنووی رح۔ الطبقات الکبریٰ للسبکی وفیات الاعیان۔ میزان الاعتدال۔ ابن خلدون مع مقدمہ۔ تذکرۃ الحفاظ معجم البلدان یاقوت حموی۔ فتح المغیث۔ کشف الظنون۔ حجۃ اللہ البالغہ تاریخ کامل۔ تاریخ صغیر امام بخاری۔ رجال مشکوٰۃ۔ کتاب الام للشافعی رح فتح الباری۔ عینی شرح بخاری۔ تراجم بخاری شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ سے زیادہ کام لیا گیا۔ ان کے علاوہ اور جن کتابوں سے مدد لی گئی اُن کا ذکر اُن مقامات میں کر دیا گیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں شکر کرتا ہوں کہ جو کچھ لکھا گیا محدثین اور مورخین محققین کی تالیفات سے لیا گیا جو تنقید الرجال اور تحقیق الروایات کے بانی تھے اور صحیح و غلط میں امتیاز کے اصول قائم کرنے والے۔ بیان بالکل سادہ اور انشا پردازی کی رنگ آمیزیوں سے مبرّا ہے امام بخاری نے جیسی سادہ اور پاکیزہ زندگی بسر کی اُس لحاظ سے امام بخاری کی سوانح عمری کو انشاپردازی کی رنگ آمیزیوں سے بالکل مبرا ہونا لازم تھا۔ ؎

تکلّف سے بری ہے حسن ذاتی قبائے گُل میں گُل بوٹا کہاں ہے

بات کا بتنگڑ بنانا، رائی کو پہاڑ بنا کر دکھانا ایک انشاپرداز کے لئے البتہ کمال ہے، لیکن اُس مورخ کے لیے جو موضوع بحث کا اصلی خط وخال دکھانا فرض جانتا ہے کسی طرح کمال نہیں کہا جا سکتا؛

ہاں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ اس کتاب میں کچھ ایسے مضامین بھی ملیں گے جن سے عام لوگوں کو چنداں دلچسپی نہ ہو گی کیونکہ وہ تاریخی حیثیت سے الگ محدثانہ یا فقیہانہ رنگ کے ہوں گے۔ میں اس میں مجبور تھا، جب امام بخاری کی سوانح عمری لکھنے میں اُن کی تالیفات۔ جو دت اجتہاد پر نظر ڈالنی ضرور تھی تو میں ان باتوں کو کیونکر نظر انداز کر سکتا تھا۔

میں مکرر اپنی بے بضاعتی اور عاجزی کا اعتراف کرتا ہوں۔ یہ کام نہایت مہتم بالشان تھا اور میں کسی طرح اُس کا اہل نہیں تھا لیکن ؎

آسماں بارِ امانت نتوانست کشید قرعۂ فال بنامِ من دیوانہ زدند

ایسے شخص کی سوانح عمری یا حالاتِ زندگی قلم بند کرنے جسکے اجتہاد اور تبحر علمی کا عالم میں غلغلہ ہو، جس کی صداقت اور دیانت، جس کی اعجاز نما قوت حافظہ، جس کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دقت نظری، اور نکتہ سنجی کا تمام جہان میں چرچہ ہو، جس کی تصنیف نے اسلام میں اصح الکتب کا رتبہ حاصل کیا، جس کی تالیف پر عمل کرنے والے باستثنائے چند بائیس کردر نفوس ہوں کس قدر مشکل اور اہم ہے۔ اس کے لئے جیسے دل و دماغ وسعت نظر کثرت اطلاع ثاقب رائے کی ضرورت ہے۔ ظاہر ہے۔ من آنم کہ من دانم، ایاز قدرِ خود بشناس۔

میں اس تالیف میں جناب مولوی محمد یعقوب صاحب صادقپوری رئیس عظیم آباد کا شکریہ ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتا اس لئے کہ آپ کے دائرۂ دولت پر مجھے ایسا اطمینان حاصل ہوا جیسا کہ چاہئے۔ آپ نے اپنا کار آمد کتب خانہ میرے حوالہ کر دیا۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے صاحبزادوں کو ہر طرح با اقبال اور دینی اور دنیاوی نعمتوں سے مالا مال رکھے۔ اور میرے والد[1] مرحوم جن کو اس ناچیز تالیف کے مکمل ہو کر شائع ہونے کا بے حد شوق تھا، جس کی حسرت وہ دنیا سے لے کر گئے، مغفرت فرمائے اور اس ناچیز تالیف کو قبولیت کی صف میں جگہ دے۔

خاکسار

عبد السلام مبارک پوری عفی عنہ

[1] ھو خان محمد بن امان اللہ بن حسام الدین المحمدیون کان تلاءً للقرآن خاشعاً للہ تعالیٰ حافظاً للادعیۃ المأثورۃ متبعاً للسنن النبویۃ شغفاً[5] بھا عارفاً للحلال والحرام جواداً خادماً للخلق صابراً شاکراً مرض مدۃ طویلۃ۔ (باقی حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

[5] مشتغلاً بمطالعۃ الکتب الدینیۃ ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گزشتہ) حتی توفاہ اللہ یوم الاحد تاسع عشر شوال من سنۃ الف وثلثمائۃ وسبع وعشرین بعد غروب الشمس حین نادی المؤذن لاذان المغرب اللہ اکبر فلباہ قائلا لا الٰہ الا اللہ فانا للہ وانا الیہ راجعون اللھم اغفرلہ وقد ولد سنۃ ۱۲۵۶ھ کذا وجدت مکتوبا بخطہ ثم اعلمت ان اسم جدی الفاسد (ابا می) ایضا کان امان اللہ وکان رئیس لقوم طیبا مرجعا للخلائق توفی سنۃ ۱۲۹۹ھ وقد تلمذ علی الشیخ الشھیر فی الآفاق الشاہ ابی اسحٰق اللھراوی وھو من تلامذۃ الشاہ عبد العزیز ومحمد ناصحؒ وکان من العاملین بالحدیث کذا کتب مولانا عبد اللہ الالہ آبادی (جھاؤ) فی رسالۃ ثم ظفرت فی عظیم اباد برسالۃ لمولانا الشاہ ابی اسحٰق اللھراوی الاعظم گڈھی اسمھا نور العینین فی اثبات رفع الیدین واذا فیھا "لما اتبعت الرسول صلی اللہ علیہ وسلم لم ابلہ عصیت نعمان او السفیان والزھری" ۱۲ منہ

عہ ہو من تلامذۃ الفاخر الزائر الالہ آبادی کذا کتب فی رسالتہ نور العینین ۱۲ منہ

سہ فی مکتبۃ مولانا محمد سعید المغلفوری ۱۲ منہ

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الانوار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونستعین ونصلی ونسلم علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین الی یوم الدین

امام بخاری کا نام ونسب وولادت

محمد نام۔ ابو عبداللہ کنیت۔ امام المحدثین اور امیر المومنین فی الحدیث لقب۔ شجرۂ نسب یہ ہے "محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرۃ بن بردزبہ بن بذذبہ" اخیر کے دوناموں سے یہ امر (جیساکہ عموماً مسلّم ہے) ظاہر ہے کہ امام بخاری عجمی النسل تھے۔ بردزبہ کے معنی محدثین نے کسان بتائے ہیں۔ بردزبہ کے والد کا نام صرف علامہ تاج الدین سبکی نے طبقات کبریٰ میں بذذبہ لکھا ہے۔ ان کے سوا دوسرے تذکرہ نویس امام بخاری کے نسب نامہ کو بردزبہ تک پہنچا کر ختم کردیتے ہیں۔

بردزبہ اور ان کے والد بذذبہ کے حالات سے تاریخی صفحات بالکل ساکت ہیں صرف اس قدر پتہ چلتا ہے کہ فارسی النسل تھے۔ اور اپنا قومی مذہب رکھتے تھے۔

لہ ان کے الفاظ یہ ہیں بردزبہ بن بذذبہ بباء موحدۃ مفتوحۃ ثم ذال معجمۃ مکسورۃ وقیل بدلہ بردزبہ الاحنف وقیل غیر ذلک ۱۲ طبقات۔ لہ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں۔ کان بردزبہ فارسیا علی دین قومہ یعنی امام بخاری کے دادا فارسی تھے اور اپنا قومی مذہب رکھتے تھے۔ (بقیہ صفحہ ۴۰ پر)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مغیرہ امام بخاری کے پردادا نے یمان جعفی، حاکم بخارا کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور بخارا میں آکر بود و باش اختیار کی۔ اُس وقت کا اسلامی دستور تھا کہ جو آدمی جس کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوتا اُسی کے قبیلہ کی منسوب ہو جاتا جس کو اسلام میں نسبت وِلا کہتے ہیں۔ مغیرہ اس عام قانون سے کیونکر مستثنیٰ ہو سکتے تھے۔ اس لئے وہ خود بھی اور ان کی آنے والی نسلیں حتیٰ کہ امام بخاری بھی جعفی کہلائے۔

حافظ ابن حجر کے الفاظ یہ ہیں:۔ فنسب الیہ (الجعفی) نسبۃ ولاء عملا بمذھب

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۹) اس بنا پر اکابر محدثین کے اس دعویٰ کو کہ "دربار رسالت کا یہ ارشاد (لو کان الدین للعے عند الثریا لذھب بہ رجل من فارس او قال من ابناء فارس حتی یتناولہ) اور یہ پیشین گوئی امام بخاری پر ایسی ہی کھلی اور واشگاف صادق آئی جس طرح آفتاب نکلنے پر کسی کو دن ہونے میں شبہ نہیں رہتا" کیا تاریخ حقارت اور بے وقعتی کی نگاہ سے دیکھ سکتی ہے؟ امام بخاری نے جو اسلامی خدمتیں انجام دیں، وہ تاریخی صفحات پر ایسے جلی قلم سے کندہ ہیں "جس کو زمانہ کی گردشیں نہ مٹا سکیں نہ مٹا سکیں گی۔ نہ تاریخ کے اوراق دھوئے جا سکتے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ مسلمانوں کی وہ جماعت جو یورپ کے بھورے زلفوں کی اسیر ہو چکی ہے۔ اور دہریت کی کرنجی آنکھوں نے اپنا شیدا بنا لیا ہے اس صحیح اور مستند پیشین گوئی کو لغو نہیں کہتی ہو گی، کیونکہ وہ تو سرے سے رسولوں کی باتوں کو بے وقعتی کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ اور نہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ امام بخاری کی اُس بے مثل خدمات کو دیکھ کر جس کا چار دانگ عالم میں شہرہ ہے اور عجمی النسلوں میں بجز امام بخاری کے دوسروں کو اُس کا عشر عشیر بھی نصیب نہیں ہوا۔ بعض کوتاہ بیں مسلمان اس پیشین گوئی کو امام بخاری پر صادق آنے سے انکار کرتے نہ ہوں گے۔ کیونکہ جب ہم دیکھتے ہیں کہ آفتاب نکلنے پر بھی خدا کی بعض مخلوق کو سجھائی نہیں دیتا۔ تو اگر بخاری کی بے مثل خدمات سے ان کی آنکھیں بے بصیرت ہوں۔ یا حدت روشنی سے وہ آنکھیں نہ کھول سکیں تو کون سی تعجب کی بات ہے ۱۲ منہ للعے اگر ثریا اتنی دور اور بلندی پر بھی دین اسلام ہو گا تو بھی ایک آدمی فارس کا یا فارسی النسل جا کر لا دے گا ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

من يری ان من اسلم علی يد شخص کان ولاءه لہ ولذا قيل لہ الجعفی[1] لذلك۔

امام بخاری کا خاندان کبھی غلامی کی طرف منسوب نہیں ہوا۔ اس لئے ہم کو اس کی نفی کے لئے وہ زحمتیں نہیں اٹھانی پڑیں جو ہمارے ہمعصر شمس العلماء نعمانی صاحب کو سیرۃ النعمان لکھتے وقت اٹھانی پڑیں۔ اور اس کے لئے اُن کو کئی صفحے سیاہ کرنے پڑے۔

اور نیز امام بخاری کے سلسلہ نسب میں کسی طرح کا اختلاف نہیں جس کی توجیہات میں ہم کو تکلفات باردہ رکیکہ سے کام لینا پڑے اور قیاسات بعیدہ لگا کر دور از کار باتیں بنانی پڑیں۔ ہاں بعض مورخین نے بجائے بردزبہ امام بخاری کے پردادا کا نام احنف[2] لکھا ہے۔

امام بخاری کے والد کا نام، اسماعیل کنیت ابوالحسن ہے۔ یہ بڑے پایہ کے محدث تھے۔ امام مالک کے تلمیذ اور اُن کے صحبت یافتہ تھے۔ افسوس علامہ اسماعیل کی کسی تالیف کا اب تک پتہ نہ چل سکا۔

اسماعیل نے حماد بن زید۔ امام مالک۔ ابومعاویہ۔ اور دیگر اعیان زمانہ

---

[1] جعفی منسوب ہے جعفی ہی کی طرف جس طرح کرسی کی طرف نسبت کرنے میں کرسی ہی ہوتا ہے۔ جعفی لکرسی ابن سعد العشیرۃ ابوحی بالیمن قالہ فی القاموس یعنی جعفی یمن کے ایک قبیلہ کے جد کا نام ہے۔ بعض مورخین نے جعفی مقام سکونت کو بھی لکھا ہے لیکن یہ محقق نہیں ہے۔ ۱۲

[2] احنف ایک بہت بڑا عقلمند آدمی گذرا ہے جب لوگ کسی کو بڑا عقلمند پاتے اُس کو احنف کہنے لگتے جس طرح بڑے سخی کو حاتم کہتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ بردزبہ نہایت عقلمند آدمی تھے اس وجہ سے لوگ احنف بھی کہتے ہوں گے، لیکن اصلی نام بردزبہ تھا۔ الاحنف رجل مشہور بالعقل فضرب بہ مثل ۱۲ حاشیہ داری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے حدیثیں روایت کیں۔ عبداللہ بن مبارک کی صحبت اور تربیت میں رہے۔ اہل عراق اور احمد بن حفص و نصر بن الحسین وغیرہ آپ کے شاگرد ہیں۔ امام بخاری نے خود اپنے والد کا تذکرہ تاریخ کبیر میں لکھا ہے اور نیز ان کا ترجمہ حافظ ابن حبان نے کتاب الثقات میں لکھا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

"اسماعیل بن ابراہیم والد البخاری یروی عن حماد بن زید و مالک وروی عنہ العراقیون"

علامہ اسماعیل بڑے پاکیزہ نفس اور نہایت محتاط تھے۔ احمد بن حفص بیان کرتے ہیں کہ میں اسماعیل کی وفات کے وقت اُن کی خدمت میں حاضر تھا۔ اُس وقت آپ نے فرمایا کہ "میں اپنے حاصل کردہ مال میں ایک درم بھی مشتبہ نہیں پاتا" ابن حفص کہتے ہیں فتصاغرت الی نفسی عند ذلک یعنی یہ سُن کر میرا نفس نہایت ذلیل ہو گیا۔[۱]

امام بخاری میں علاوہ دیگر فضائل اور مفاخر کے یک فخر اور فضل یہ بھی تھا کہ باپ اور بیٹے دونوں محدث اور صاحب فضل تھے۔ یہ فخر اہل اسلام میں چیدہ لوگوں کو حاصل ہوا۔

امام بخاری کی والدہ[۲] بڑی عابدہ اور صاحب کرامات تھیں۔ خدا سے دعا کرنا رونا، عاجزی کرنا ان کا حصہ خاص تھا۔ امام بخاری کی آنکھیں صغرسنی میں خراب ہو گئی تھیں۔ بصارت جاتی رہی۔ اطبا علاج سے عاجز آگئے۔ امام بخاری کی والدہ نے حضرت ابراہیم پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو خواب میں دیکھا کہ وہ فرما رہے ہیں کہ "تمہارے رونے اور دعا کرنے سے تمہارے بیٹے کی آنکھیں خدا نے درست کر دیں"

[۱] مقدمہ قسطلانی ۱۲ [۲] تقیید المہمل لابی علی غسانی ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ کہتی ہیں کہ جس شب کو میں نے خواب دیکھا۔ اسی کی صبح کو میرے بیٹے (محمد) کی آنکھیں درست ہو گئیں۔ روشنی پلٹ آئی۔ اور وہ بینا ہو گئے۔ افسوس بینائی جانے کی کیفیت اور اس کا سبب مفصل معلوم نہ ہو سکا۔ لیکن بعد پلٹنے کے اس بینائی کی قوت اس درجہ پہنچی کہ چاندنی راتوں میں تاریخ کبیر کا مسودہ لکھا۔ ابو علی غسانی کے الفاظ یہ ہیں۔ کان محمد بن اسماعیل قد ذھب بصرہ فی صباہ وکانت لہ والدۃ متعبدۃ فرأت ابراھیم خلیل الرحمٰن صلوات اللہ علیہ فی المنام فقال لھا ان اللہ تبارک وتعالیٰ قد رد بصر ابنک بکثرۃ دعائک وبکائک قالت فاصبحت وقد رد اللہ علیہ بصرہ۔

زمین کے جس خطہ میں امام بخاری کی ولادت ہوئی، علاقہ خراسان کا مشہور و معروف شہر بخارا ہے۔ بخارا، علاقہ ماوراء النہر کے شہروں میں ایک قدیم اور بڑا وسیع و شاندار شہر ہے۔ فتوحات اسلامیہ سے پہلے یہ شہر ملوک سامانیہ کا دارالسلطنت تھا۔ دریائے جیحون سے دو روز کی مسافت پر نہایت مسطح اور ہموار زمین پر آباد ہے۔ چھتیس میل کی وسعت میں اس کی شہر پناہ ہے۔ اس شہر سے بیکند[ع] دو فرسخ سمرقند ۳۷ فرسخ۔ مرو بارہ[۱۲] منزل اور خوارزم پندرہ منزل پر آباد ہیں۔ اس شہر کے آباد

لہ علامہ سبکی کی تحقیقات سے ثابت ہوتا ہے کہ امام بخاری کی بینائی دو بار جاتی رہی تھی۔ ایک بار بچپن میں جس کا ذکر عموماً مورخین امام بخاری کی والدہ کے تذکرہ میں ان کے فضائل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ دوسری بار طالب علمی کے سفر میں جب ان کو دھوپ اور شدت گرمی میں اکثر قطع مسافت کے اتفاقات پیش آئے۔ چنانچہ اسی طالب علمی کے زمانہ میں جب وہ خراسان پہنچے تو کسی نے یہ تدبیر بتائی کہ سر کے بال حلق کرا کر سر پر گل خطمی کا ضماد لگائیں۔ یہ تدبیر کارآمد ہوئی اور بینائی پلٹ آئی ۱۲ طبقات کبریٰ ۱۲ عہ بالکسر و فتح الکاف وسکون النون ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور بارونق و شاندار ہونے کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ حافظ شیرازی نے اپنے محبوب کے وصل کے کابین کے لئے اسی شہر کو منتخب کیا ؎

"اگر آں ترکِ شیرازی بدست آرد دلِ مارا بخالِ ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را"

بخارا کب فتح ہوا؟ اور مسلمانوں کا قبضہ اس پر کب سے ہے؟ مورخین اس میں مختلف الاقوال ہیں۔ علامہ حموی نے معجم البلدان میں کئی قول نقل کئے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ خلیفہ سوم کے صاحبزادہ سعید نے امیر معاویہؓ کے زمانہ خلافت ۵۵ھ میں فتح کیا۔ جو امیر معاویہ کی طرف سے خراسان کے حاکم تھے، دوسرا قول یہ ہے (جس کو علامہ ابن اثیر نے بھی تاریخ کامل میں لکھا ہے) کہ قتیبہ بن مسلم نے حجاج کی سلطنت ۸۸ھ یا ۹۰ھ میں فتح کیا۔ بہرحال اس پر مورخین کا اتفاق ہے کہ بنی امیہ کے زمانہ میں اس پر مسلمانوں کا قبضہ ہوا۔ اور آج تک ہے۔

علامہ یاقوت حموی۔ حذیفہ بن الیمان صحابی کے واسطہ سے بخارا کے وصف میں ایک طویل حدیث بھی روایت کرتے ہیں جس سے بخارا کی انتہا درجہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اس فضیلت کی بنا پر، حذیفہ نے یہ تمنا کی تھی کہ

لہ خطہ ماوراء النہر میں بخارا کی زرخیزی ضرب المثل ہے۔ علامہ یاقوت حموی معجم البلدان میں لکھتے ہیں "ولا شک انہا مدینۃ قدیمۃ نزہۃ کثیرۃ البساتین واسعۃ الفواکہۃ جید تہا۔ یعنی بے شبہ بخارا ایک قدیم شہر ہے جو نہایت پرفضا ہے اور باغات و پھل دار درختوں اور عمدہ میوہ جات سے آباد ہے۔ علامہ موصوف نے کتاب الصُّوَر کے مصنف کا جو مقولہ نقل کیا ہے اس سے بھی اس شہر کی شانداری کا پتہ چلتا ہے وامانزہۃ بلاد ما وراء النہر فانی لم ارولا بلغنی فی الاسلام بلداً احسن خارجا من بخارا ۱۲ معجم البلدان صہ ۸۲ ج ۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کاش میرے ہاتھ پر فتح ہوتا۔ اس حدیث کو ایک طویل سند کے ساتھ (جس میں بہت سے واسطے ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا ہے۔ لیکن اس حدیث کا محدثین کے طریقہ پر ثابت ہونا مشکل ہے۔

محمد بن اسماعیل، جو آگے چل کر، امام المحدثین، امیرالمومنین فی الحدیث، سید الفقہا کے القاب سے ممتاز ہونے والے تھے جن کے وجود سے سنن نبویہ نئی زندگی پانے والی تھی۔ اسی خطۂ بخارا سے بتاریخ ۱۳ ماہ عیدالفطر سنہ ۱۹۴ ہجری میں بعد نماز جمعہ ماہ عید کی طرح نمودار ہوئے، جامی ۵

سکہ کہ در یثرب و بطحا زدند	نوبت آخر بہ بخارا زدند

امام بخاری کا بیان ہے کہ اپنا سنہ ولادت میں نے اپنے والد کے ہاتھ کا لکھا ہوا پایا۔

امام بخاری کے علاوہ بہتیرے اہل کمال سرزمین بخارا سے نکلے۔ ابو علی بن سینا جو فلسفہ یونان اور طب و منطق کا معلم ثانی کہا جاتا ہے اسی سرزمین میں پیدا ہوا۔ اور منصب وزارت تک پہنچ کر سنہ ۴۲۸ھ میں وفات پائی۔ (یاقوت حموی)

سن رشد، تعلیم و تربیت، شیوخ و اساتذہ

امام بخاری کے والدین کے حالات اگرچہ مختصر ہی طریقہ سے سہی معلوم کرنے کے بعد یہ اندازہ کیا جاسکتا ہے، کہ امام بخاری کی تعلیم و تربیت کس انداز کے ساتھ ہوئی ہوگی، علامہ قسطلانی نے کسی محدث کا یہ جملہ امام بخاری کی تربیت میں نہایت جامع

۵؎ مقدمہ فتح الباری ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نقل کیا ہے۔ فقد ربی فی حجر العلم حتی ربا۔ وارتضع ثدی الفضل فکان فطامہ علی ھذا اللبا یعنی آپ نے، علم کے گود میں پرورش پائی، یہاں تک کہ بڑھے اور علم وفضل کے پستان سے شیر پایا۔ اور اسی پر فطام[2] واقع ہوا۔ آپ کے والد[1] اسماعیل کی وفات اُس وقت ہوئی جبکہ آپ صغیر السن تھے، اسی وجہ سے امام بخاری کی پرورش کی متکفل اُن کی والدہ ہوئیں۔ جب آپ نے ہوش سنبھالا تو خود آپ کے دل میں حفظِ حدیث وتحصیلِ فنونِ اسلامیہ اور تنقیدِ احادیث کا شوق پیدا ہوگیا اور کیوں نہ ہوتا، یہ تو پدر بزرگوار کی میراث تھی محمد بن ابی حاتم وراق کہتے ہیں سمعنا البخاری یقول الھمت حفظ الحدیث وانا فی المکتب۔ یعنی میں نے خود امام بخاری کو فرماتے سنا وہ کہتے تھے کہ خدا نے مجھے اُس وقت حفظِ حدیث کا شوق دیا جبکہ میں مکتب ہی میں تھا۔ وراق[2] کہتے ہیں، میں نے امام بخاری سے پوچھا کہ آپ کے دل میں جس وقت حفظِ احادیث کا شوق دیا گیا۔ آپ کی عمر اُس وقت کیا تھی؟ آپ نے فرمایا عشر سنین او اقل " دس برس یا اس سے بھی کم "، اسی سن سے آپ محدثین کے حلقۂ درس میں شامل ہونے لگے۔

اسی ابتدائے تحصیل میں ایک روز یہ واقعہ[3] پیش آیا کہ علامہ داخلی (جو بخارا میں اُس وقت بڑے پایہ کے محدث تھے۔ جن کی درس گاہ بڑی بارونق اور مشہور تھی) حسب معمول درس دے رہے تھے۔ امام بخاری بھی درس میں شامل تھے۔ علامہ داخلی نے ایک حدیث کی سند یوں بیان کی " سفیان عن ابی الزبیر عن ابراہیم "

---

[1] مقدمہ فتح الباری ۱۲ [2] ابوجعفر محمد بن ابی حاتم امام بخاری کے کاتب اور صحیح بخاری کے راوی بھی ہیں ۱۲ [3] مقدمۃ الفتح ۱۲ [4] دودھ چھڑانا ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام بخاری نے عرض کیا کہ "ان ابا الزبیر لم یرو عن ابراہیم" یعنی ابوالزبیر نے ابراہیم سے روایت نہیں کی ہے۔ امام بخاری کا یہ مطلب تھا کہ حدیث کی سند میں آپ غلطی کرتے ہیں۔ اس صدا سے علامہ داخلی چونک پڑے۔ اور برہمی کے ساتھ کچھ ڈانٹ کے الفاظ فرمائے۔ امام بخاری نے نہایت متانت سے عرض کیا کہ "اگر آپ کے پاس اصل ہو تو اس کی طرف مراجعت فرمایئے"۔ علامہ داخلی گھر میں تشریف لے گئے اور اصل کو ملاحظہ فرمایا۔ تو امام بخاری کا ٹوکنا تسلیم کر لیا اور اپنی غلطی پر متنبہ ہو گئے۔ لیکن سند کی تصحیح باقی رہ گئی تھی۔ منصف مزاج محدث نے براہ انصاف یا یوں کہو کہ امتحاناً اس سند کی تصحیح کا سوال امام بخاری ہی پر پیش کر دیا۔ گھر سے باہر آکر فرماتے ہیں "کیف ھو یا غلام" لڑکے! صحیح سند کس طرح ہے؟ امام بخاری نے برجستہ عرض کیا "صحیح سند یہ ہے۔ الزبیر وھو ابن عدی عن ابراہیم"۔ علامہ داخلی نے قلم لے کر کتاب کی تصحیح کر لی اور (ندامت کے لہجہ میں) فرمانے لگے "لڑکے تمہارا قول صحیح تھا۔ غلطی میری تھی"۔ کسی نے امام بخاری سے پوچھا کہ جس وقت علامہ داخلی کی غلطی آپ نے پکڑی تھی آپ کا کیا سن تھا؟ فرمایا گیارہ برس۔

جس طرح امام بخاری کے دل میں دس ہی برس کے سن سے حفظِ حدیث کا شوق پیدا ہوا۔ اور ہمیشہ ترقی کرتا گیا۔ اسی طرح اس کے ساتھ ہی یہ شوق بھی نشوونما پاتا گیا کہ صحیح حدیثوں کو غیر صحیح سے الگ کریں۔ حدیثوں کے علل کو پہچانیں۔ رواۃ حدیث کے حالات سے واقفیت پیدا کریں۔ ان کی عدالت۔ قوت ضبط۔ دیانت۔ صدق۔ طرزِ معاشرت۔ جائے سکونت۔ سنہ ولادت۔ سنہ وفات۔ باہم لقاء وغیرہ سے کامل آگاہی حاصل کریں۔ سلسلۂ روایات کو ایک دوسرے سے ملا کر ان کی جانچ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پڑتال کریں۔ اور اُن کے اتصال و انقطاع پر عبور حاصل کریں اور فنون حدیثیہ کو درجۂ تکمیل تک پہنچائیں۔ حدیثوں سے مسائل کا استنباط کریں۔ اور آیاتِ قرآنیہ کو احادیث پر تطبیق دیں۔ غرض ان باتوں کی طرف پہلے ہی سے میلان تھا۔ اور جوں جوں زمانہ گذرتا جاتا تھا ان باتوں کا خیال دل میں راسخ ہوتا جاتا تھا۔ وہ شیوخ بخارا جن کی درس گاہیں امام کے زمانہ ابتدائے تحصیل میں نہایت ممتاز تھیں۔ اور وہ بڑے پایہ کے محدث اور مرجع خلائق گنے جاتے تھے۔ ان میں محمد بن سلام بیکندی محمد بن یوسف بیکندی۔ عبداللہ بن محمد مسندی۔ ابراہیم بن الاشعث وغیرہ خاص امتیاز رکھتے ہیں۔ امام صاحب کا دامن تحصیل ابتداءً انھیں اساتذہ کی فیاضیوں کا ممنون ہوا۔[1]

محمد بن سلام بیکندی عبداللہ بن مبارک، ابن عیینہ، کے شاگرد ہیں۔ امام مالک کا زمانہ پایا ہے۔ علوم اسلامیہ کی تحصیل اور اشاعت میں اسی ہزار درہم صرف کئے۔ ایک بار شیخ کی درس گاہ میں ان کا قلم ٹوٹ گیا تو پکار دیا کہ فی قلم ایک اشرفی دیا جاویگا۔ قلم آنا شروع ہوئے اور سینکڑوں قلم اسی وقت خرید لئے امام احمد فرماتے ہیں میں نے ابن سلام بیکندی سے پانچ ہزار صرف موضوع حدیثیں روایت کیں ۲۲۵ھ میں وفات پائی۔ "تذکرۃ الحفاظ"

عبداللہ بن محمد مسندی۔ اِن کو احادیثِ مُسندہ کے ساتھ خاص شغف تھا۔ اسی وجہ سے ان کو مسندی کہا جاتا ہے۔ ابن عیینہ، فضیل بن عیاض، معتمر،

[1] الطبقات الکبریٰ ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

ابن سلیمان کے تلمیذ ہیں <u>سنہ ۱۱۲ھ</u> میں ولادت ہے، <u>سنہ ۲۲۹ھ</u> میں وفات پائی۔ احمد بن سیار کہتے ہیں <u>عرف بالضبط والاتقان</u> یہ یمان جعفی کے پوتے ہیں جن کے ہاتھ پر امام بخاری کے دادا مسلمان ہوئے تھے۔" تذکرۃ الحفاظ

ابراہیم بن الاشعث[۵] (۲۰۰ھ) بخارا کے رہنے والے ہیں۔ فضیل بن عیاض، ابن عیینہ کے تلمیذ ہیں۔ ابن حمید "جن کی مسند حمیدی مشہور ہے" ان کے شاگرد ہیں"

امام صاحب نے ان سے بہت بڑا ذخیرہ فنون حدیثیہ کا حاصل کرلیا۔ اور سولہ برس کے سن تک اپنے وطن کے ان شیوخ سے جو قابل وثوق اور قابل اخذ روایت تھے فارغ ہوچکے تھے۔ عبداللہ بن مبارک کی کتابوں کو (جن کو مدت سے دست برد زمانہ نے ناپید کردیا ہے) ازبر کرچکے تھے۔ اہل الرائے کے اقوال و مسائل اجتہادیہ سے کامل آگاہی حاصل کرلی تھی۔ ان کے شیوخ و اساتذہ کے دلوں میں ان کا سکہ جم چکا تھا۔ اکثر وہ شیوخ بھی جو اپنے وقت کے امام فن تھے۔ آپ کے حلقہ درس میں پہنچ جانے سے مرعوب ہوجاتے۔ اور حدیث بیان کرنے میں تامل کرتے کہ مبادا محمد بن اسماعیل کے سامنے کوئی غلطی ہوجائے۔ امام کے سامنے اپنی کتابیں پیش کرتے کہ وہ اس کی غلطیوں کی تصحیح فرمائیں۔ کوئی کہتا بَيِّنْ لَنَا أَغْلَاطَ شُعْبَةَ یعنی شعبۃ الشاک کی غلطیاں ہم سے بیان کردیجئے۔

انھیں ایام کا (جس وقت تک امام بخاری نے تحصیل حدیث کے لئے رحلت نہیں فرمائی تھی) ایک واقعہ یہ ہے جس کو علامہ سلیم بن مجاہد بیان کرتے ہیں کہ

---

۵ ثقات ابن حبان ۱۲ سے مقدمہ قسطلانی ۱۲ سے مقدمہ فتح الباری ۱۲

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک روز میں محدثِ وقت محمد بن سلام بیکندی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ محدث صاحب نے فرمایا۔ اس کے پہلے تم آتے تو ایک لڑکا ایسا دیکھتے جس کو ستر ہزار حدیثیں یاد ہیں۔ یہ سن کر مجھے حیرت ہوئی۔ اُسی وقت اُن کی تلاش میں چلا۔ اتفاقاً مجھ سے ملاقات ہوگئی۔ میں نے کہا لڑکے! تمہارا ہی دعویٰ ہے کہ مجھے ستر ہزار حدیثیں ازبر ہیں۔ امام صاحب نے کہا ہاں۔ بلاشبہ مجھے اس قدر حدیثیں یاد ہیں۔ بلکہ اس سے بھی زائد۔ اور صرف حدیثوں کی یاد پر موقوف نہیں ہے "جس حدیث کی نسبت سوال کرو گے۔ خواہ مرفوع ہو یا موقوف (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول و فعل ہو یا صحابہ وتابعین کا) ان میں اکثر رواۃ کی وفات۔ جائے سکونت اور دیگر حالات کا بھی پتہ دے سکتا ہوں" اور جو قول یا فعل صحابی یا تابعی کا روایت کروں گا۔ اس کے ساتھ یہ بھی بتا سکتا ہوں کہ ان کا یہ قول و فعل کسی آیت یا حدیث سے ماخوذ ہے۔[1] ایک بار[2] محمد بن سلام بیکندی نے (قبل سفر) امام بخاری سے کہا کہ تم میری کتاب کو دیکھ جاؤ اور جو غلطی اُس میں پاؤ اُس کی تصحیح کر دو، کسی نے علامہ بیکندی سے براہ تعجب پوچھا کہ یہ کون نوجوان لڑکا ہے؟ سائل کا مطلب یہ تھا کہ آپ شیخ وقت امام فن ہو کر ایک نوجوان لڑکے سے فرما رہے ہیں۔ کہ میری کتابوں کو اس غرض سے دیکھو کہ اس کی غلطیاں نکال دو۔ علامہ موصوف نے جواب میں فرمایا ھذا الذی لیس مثلہ کہ اس کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ علامہ بیکندی فرمایا کرتے کہ جب محمد بن اسماعیل میرے حلقۂ درس میں آتے ہیں تو میں متحیر ہوجاتا ہوں اور حدیث بیان کرنے میں مجھے خوف معلوم ہوتا ہے کہ مبادا محمد بن اسماعیل کے سامنے غلطی نہ کر جاؤں۔ حافظ ابن حجر نے

[1] مقدمہ فتح الباری ۱۲ [2] مقدمہ قسطلانی ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامہ بیکندی کے الفاظ یہ نقل کئے ہیں کلما دخل علی محمد بن اسماعیل تحیرت ولا ازال خائفا منه یعنی یخشی ان یخطی بحضرته۔ یہ سب اقوال محمد بن سلام بیکندی کے اُسی وقت کے ہیں جس وقت تک امام بخاری کی تحصیل اپنے وطن (بخارا) کے شیوخ تک محدود تھی، اور امام بخاری نے اپنے وطن سے علوم اسلامیہ کے لئے رحلت نہیں فرمائی تھی۔ کیونکہ امام بخاری نے جب اپنے وطن سے رحلت فرمائی تو اُس کے بعد علامہ بیکندی کو امام بخاری سے ملنے کا اتفاق نہیں ہوا۔[1]

علوم اسلامیہ کی طلب میں
امام بخاری کی رحلت (سفر) اور اُس کی تفصیل

رحلت محدثین کی اصطلاح میں وہ سفر ہے جو حدیث یا حدیث کی اسناد عالی حاصل کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اور تابعین، کو اس سفر کے ساتھ جیسا غیر معمولی شغف تھا۔ اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ ایک ایک حدیث کے لئے یا صرف اُس کی جانچ کے لئے ایک ایک مہینہ کے سفر کی صعوبتیں برداشت کرتے اور جب تک سُن کر یاد نہیں کر لیتے یا تحقیق نہیں کر لیتے چین نہیں آتا۔ چند واقعات رحلت کے لکھ دینے ضرور ہیں جس سے اُس زمانہ کے شوق پر روشنی ڈالی جا سکتی ہے۔ عبداللہ بن بریدہ کہتے ہیں کہ ایک صحابی مدینہ سے سفر کر کے مصر میں فضالہ بن عبید کے پاس (جو ایک دوسرے صحابی

[1] مقدمہ فتح الباری ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں پہنچے، اور ملاقات ہوئی تو دیکھا کہ اپنی اونٹنی کو گھاس کھلا رہے ہیں۔ فضالہ نے دیکھتے ہی معمولی سلام و مصافحہ کے بعد مرحبا (خوش آمدید) کہا، یہ سن کر صحابی مذکور نے فضالہ سے کہا "لم آتك زائرا" میں آپ کے پاس ملاقات کی غرض سے نہیں آیا۔ بلکہ اس غرض سے آیا ہوں کہ آپ اور میں دونوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث سنی تھی۔ مجھے امید ہے کہ آپ کو یاد ہوگی آپ بھولے نہ ہوں گے۔ فضالہ نے پوچھا ما ھو وہ کونسی حدیث ہے؟ صحابی مذکور نے کہا کذا کذا! فلاں حدیث[1] ہے۔

جابر بن عبداللہ (ایک جلیل القدر صحابی ہیں) کہتے ہیں کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بواسطہ پہنچی۔ جس کو بالمشافہ میں نے آپ سے نہیں سنا تھا۔ اس کی تحقیق کے لئے ایک اونٹ خریدا اور اس پر پالان کس کر ایک ماہ کا سفر قطع کر کے ملک شام میں داخل ہوا۔ عبداللہ بن انیس (صحابی) کے دروازے پر پہنچ کر دربان سے کہا۔ اندر خبر دو کہ "جابر دروازے پر کھڑا ہے" دربان نے خبر کی حکم ہوا کہ دریافت کرو۔ کون جابر؟ کیا جابر بن عبداللہ؟ جابر نے کہا ہاں۔ عبداللہ بن انیس یہ سن کر بہت جلدی میں کپڑے سنبھالتے ہوئے نکلے۔ سلام اور معانقہ کے بعد جابر نے پوچھا کہ "تمہاری روایت سے مجھے ایک حدیث دربارۂ قصاص پہنچی ہے جس کو میں نے خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا ہے۔ مجھے خوف ہے کہ مبادا میری یا تمہاری موت آجائے اور اس دولت سے محروم رہ جائے۔ یہ سن کر عبداللہ بن انیس نے وہ حدیث بیان کر دی[2]۔

---

[1] تدریب الراوی ۱۲ [2] تدریب الراوی ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں پہنچے، اور ملاقات ہوئی تو دیکھا کہ اپنی اونٹنی کو گھاس کھلا رہے ہیں۔ فضالہ نے دیکھتے ہی معمولی سلام و مصافحہ کے بعد مَرْحَبًا (خوش آمدید) کہا، یہ سن کر صحابی مذکور نے فضالہ سے کہا "لَمْ آتِكَ زَائِرًا" میں آپ کے پاس ملاقات کی غرض سے نہیں آیا۔ بلکہ اس غرض سے آیا ہوں کہ آپ اور میں دونوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث سنی تھی۔ مجھے امید ہے کہ آپ کو یاد ہوگی آپ بھولے نہ ہوں گے۔ فضالہ نے پوچھا مَا هُوَ وہ کونسی حدیث ہے؟ صحابی مذکور نے کہا کَذَا کَذَا فلاں حدیث ہے۔[1]

جابر بن عبد اللہ (ایک جلیل القدر صحابی ہیں) کہتے ہیں کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بواسطہ پہنچی۔ جس کو بالمشافہ میں نے آپ سے نہیں سنا تھا۔ اس کی تحقیق کے لئے ایک اونٹ خرید کیا اور اس پر پالان کس کر ایک ماہ کا سفر قطع کر کے ملک شام میں داخل ہوا۔ عبد اللہ بن انیس (صحابی) کے دروازے پر پہنچ کر دربان سے کہا۔ اندر خبر دو کہ "جابر دروازے پر کھڑا ہے" دربان نے خبر کی۔ حکم ہوا کہ دریافت کرو۔ کون جابر؟ کیا جابر بن عبد اللہ؟ جابر نے کہا ہاں۔ عبد اللہ بن انیس، یہ سن کر بہت جلدی میں کپڑے سنبھالتے ہوئے نکلے۔ سلام اور معانقہ کے بعد جابر نے پوچھا کہ "تمہاری روایت سے مجھے ایک حدیث دربارۂ قصاص پہنچی ہے جس کو میں نے خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا ہے۔ مجھے خوف ہے کہ مبادا میری یا تمہاری موت آ جائے اور اس دولت سے محرومی رہ جائے۔ یہ سن کر عبد اللہ بن انیس نے وہ حدیث بیان کر دی۔[2]

---

[1] تدریب الراوی ۱۲ [2] تدریب الراوی ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہب بن عبداللہ المعافری کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک انصاری صحابی سفر کرکے مسلمہ بن مخلد کے پاس پہنچے۔ اتفاقاً مسلمہ اُس وقت نیند سے سو رہے تھے انصاری صحابی نے کہا مسلمہ کو جگا دو۔ لوگوں نے جگانے سے انکار کیا۔ لیکن بالآخر انصاری کے اصرار پر جگائے گئے۔ آواز سن کر مسلمہ مرحبا کہتے ہوئے باہر آئے اور عرض کیا سواری سے اُترئیے۔ انصاری نے کہا جب تک تم عقبہ بن عامر کو نہ بلاؤ گے میں سواری سے نہ اتروں گا۔ مجھے اُن سے ایک سخت ضرورت ہے۔ مسلمہ نے عقبہ بن عامر کو بلایا۔ جب عقبہ آئے تو انصاری نے کہا۔ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے۔ من وجد مسلما علی عورة فسترہ فکانما احیی موؤدۃ من قبرھا عقبہ نے کہا۔ ہاں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ ایسا فرماتے تھے، ابوالعالیہ کہتے ہیں " ہم لوگ بصرہ میں جن حدیثوں کو سنتے پھر مدینہ انھیں کی تحقیق کے لئے سفر کرتے کہ صحابہ کی زبان سے بلاواسطہ سنیں"

ابراہیم بن ادہم جو بہت بڑے بزرگ اور مانے ہوئے صوفی ہیں، فرماتے ہیں۔ "انّ اللہ یرفع البلاء عن ھذہ الامۃ برحلۃ اصحاب الحدیث" یعنی اللہ تعالیٰ اس اُمت سے بلاؤں کو اصحاب حدیث کی رحلت کی برکتوں سے اٹھالیتا ہے۔ یحیی بن معین بڑے پایہ کے محدث ہیں فرماتے ہیں لاتونس رشدا من رجل یکتب فی بلدہ ولا یرحل یعنی کبھی ایسے شخص کو راہ یابی نہیں ہو سکتی جو اپنے ہی شہر میں حدیثیں لکھا کرے اور سفر نہ کرے۔

ان سے قطع نظر کرکے دیکھو تو قرآن پاک خود اس مبارک سفر کے لئے تاکید

لے تدریب الراوی ۱۲ سے تدریب الراوی ۱۲ سے تدریب الراوی ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مزید کر رہا ہے۔

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ۔ یعنی کیوں نہیں سفر کیا ہر جماعت سے چند لوگوں نے تا سمجھ پیدا کریں دین میں اور ڈراویں اپنی قوم کو جب پلٹ کر آویں۔ (سورۂ توبہ) محدثین نے رحلت کے لئے یہ شرط لگائی ہے۔

واذا عزم علی الرحلۃ فلا یترك فی بلدہ من الرواۃ الا ویکتب عنھم ما تیسر من الاحادیث وان قلت یعنی جب رحلت کا قصد ہو تو اپنے وطن کے رواۃ سے جس قدر حدیثیں مل سکیں اُس کو حاصل کر لو۔

امام صاحب کو جب اس سفر کی نوبت آئی۔ تو وہ ایسا وقت ہے کہ فتوحات کی کثرت اور اسلامی مقبوضات کی وسعت سے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے بعد تابعین، تبع تابعین دور دراز ملکوں میں پھیل چکے ہیں۔ حاملینِ حدیث دور دور کے بلاد و امصار میں اپنا فیض جاری کر رہے ہیں۔ حرمین کو اس وجہ سے کہ علوم اسلامیہ کے اصلی مرکز اور مہبطِ وحی ہیں، البتہ ایک خاص امتیاز حاصل ہے تاہم صحابہ اور تابعین کی ایک بڑی جماعت دوسرے دوسرے ملکوں میں سکونت پذیر ہو گئی ہے اس وجہ سے ایسے شخص کو جس نے علوم اسلامیہ کے شوق میں آنکھیں کھولی ہوں۔ اُسی کی دُھن میں نشو و نما پائی ہو۔ ایک طول طویل نامحدود سفر کے لئے تیار ہونا لازم تھا۔ اس کام کے لئے ایسا ہی مضبوط حوصلہ، ایسی ہی عالی ہمتی۔ وسعتِ دماغی، اور کشادہ دلی کی ضرورت تھی۔ جیسی خداوند عالم نے فطرۃً امام بخاری میں ودیعت رکھی تھی۔ سفر کے مصائب سے دل تنگ نہ ہونا۔ فاقوں پر فاقے کھینچنے پر بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام بخاری (۱) ابو نعیم (۲) الاعمش (۳) الصحابی المخضرم

امام بخاری (۱) عبید اللہ بن موسیٰ (۲) معروف (۳) ابو الطفیل عن علیؓ

امام بخاری (۱) خلاد بن یحییٰ (۲) عیسیٰ بن طہمان (۳) انسؓ

امام بخاری (۱) عصام بن خالد (۲) حریز بن عثمان (۳) عبداللہ بن بسر الصحابیؓ

اسی طرح کے چند سلسلوں کو لکھ کر محدثین لکھتے ہیں "کان البخاری سمع شعبۃ ومن کان فی طبقتہ" یعنی گویا امام بخاری نے شعبہ اور اُن کے ہم طبقہ سے حدیث لی جو امام مالک و امام ابوحنیفہ کے اساتذہ تھے۔

مکی بن ابراہیم یزید بن ابی عبید اور جعفر صادق کے شاگرد ہیں سترہ تابعیوں سے اخذ روایت کرتے ہیں۔ ساٹھ حج کئے۔ حافظ الحدیث الثقۃ ان کا مشہور وصف ہے۔ امام بخاری اور ابن معین کے شیخ ہیں۔ ۲۱۵ سنہ ہجری میں وفات پائی۔ خلاصہ

علی بن عیاش ان کی نسبت محدثین کا احد الاثبات مشہور مقولہ ہے سنہ ۲۰۵ ہجری میں وفات پائی۔ لیث و حریز بن عثمان کے شاگرد ہیں۔ امام بخاری، امام احمد و ابن معین کے شیخ ہیں۔

ابو نعیم فضل بن دکین الحافظ العلم ثقۃ۔ یقظان عارف بالحدیث۔ ان کے مشہور اوصاف ہیں۔ اعمش کے شاگرد ہیں۔ سنہ ۲۱۹ میں وفات پائی۔

عبید اللہ بن موسیٰ سنہ ۲۱۳ ہجری میں وفات پائی۔ حافظ الحدیث صاحب المسند کہے جاتے ہیں۔ ابن جریج اور ہشام بن عروہ کے شاگرد ہیں۔

عصام بن خالد الحمصی سنہ ۲۱۵ میں وفات پائی حریز بن عثمان کے شاگرد ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام نسائی فرماتے ہیں "ثقۃ"۔

خلاد بن یحییٰ السلمی۔ مشعر اور مالک بن مغول کے شاگرد ہیں ۲۱۷ھ میں وفات پائی۔ ائمہ حدیث (امام احمد۔ ابو داؤد) فرماتے ہیں "ثقۃ"۔

امام بخاری اپنی عمر کے سولھویں برس تک اپنے ہی ملک کے اساتذہ سے تحصیل کرتے رہے، وطن سے فارغ ہو کر پہلے آپ نے ملک حجاز کا قصد کیا جو علوم اسلامیہ کا ماویٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسکن تھا۔ جہاں وحی اتری۔ جبرئیل علیہ السلام آئے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وطن اور اسلام کا مرکز تھا۔

امام بخاری کے کاتب ابن ابی حاتم وراق بیان کرتے ہیں کہ امام صاحب فرماتے ہیں کہ جب میں عبد اللہ بن مبارک اور وکیع کی تصنیفات کو ازبر کر چکا اور اہل الرائے[1] کے کلام کو خوب سمجھ چکا۔ تو میں نے حجاز کا سفر کیا۔ میری عمر اس وقت سولہ برس کی تھی۔

وراق کی روایت سے ثابت ہے کہ پہلی رحلت امام صاحب کی ۲۱۰ھ ہجری میں ہوئی۔ اور ابتدائے سماعت ۲۰۴ھ یا ۲۰۵ھ ہجری ہے۔ اس قلیل زمانہ میں

---

[1] اہل الرائے کا اثر عراق عجم کی ہوا میں سرایت کر گیا تھا۔ اس لئے ابتدائی تعلیم میں اہل الرائے کے اقوال ان کے طرز اجتہاد کا سیکھنا لازم تھا۔ امام بخاری نے ابتداء ہی میں اس کی طرف توجہ کی اور ان کے طرز استدلال و تخریج سے واقف ہو گئے۔ وہ فرماتے "و فہمت کلام ہولاء"۔ لیکن ان کی بلند ہمت کچھ اور ہی دولت حاصل کرنا چاہتی تھی۔ عبد اللہ بن مبارک کی تصنیفات اور محدثین کی صحبت نے ان کی نظر میں اسے بہت حقیر دکھایا۔ اہل تحقیق کجا مائل رائیند و قیاس شہسواران چنیں صید محقر گیرند آخر ان کی بلند ہمت طبیعت نے کلام اہل الرائے سے اس طرح کنارہ کشی کی کہ اسے صریح الفاظ میں بھی بولنا ناپسند کرتے اور فرماتے "و فہمت کلام ہولاء" اس نفرت کی خاص وجہ یہ تھی کہ امام صاحب کے خیال میں جیسا کہ واقع میں بھی ہے کہ اہل الرائے کے قیاسی انہماک نے اشاعت احادیث میں بہت بڑا نقصان پہنچایا ۱۲ منہ [2] مقدمہ فتح الباری ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام صاحب نے اپنے ہی وطن میں وہ فضل وکمال حاصل کیا جو بڑے تعجب کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ اور اہل کمال کے نزدیک پایۂ وثوق واعتماد رکھتا تھا جو بڑے بڑے اماموں کو تازیست نصیب نہ ہوا۔ سولھویں برس سنہ ۲۱۰ ہجری میں اپنی والدہ کے ساتھ مکہ معظمہ پہنچے۔ اس سفر میں آپ کے بڑے بھائی احمد بھی ساتھ تھے۔ آپ کی والدہ اور بھائی نے حج سے فراغت کرکے وطن کا قصد کیا۔ لیکن امام صاحب نے مکہ معظمہ میں اقامت اختیار کی اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ودیگر علوم اسلامیہ کے شوق میں والدہ وبھائی کی مفارقت کی اصلا پروا نہ کی۔ تکمیل کے لئے مکہ کے شیوخ کی درس گاہوں میں حاضری شروع کی۔ اس وقت مکہ میں جن کی درسگاہیں ممتاز تھیں۔ اور جو لوگ مرجع خلائق اور امام فن سمجھے جاتے تھے۔ ان میں امام ابو الولید احمد بن الازرقی۔ عبد اللہ بن یزید اسماعیل بن سالم الصائغ۔ ابوبکر عبد اللہ بن الزبیر۔ علامہ حمیدی خاص امتیاز رکھتے تھے۔ ان کے علاوہ دوسرے شیوخ، جن کا قیام مکہ میں تھا۔ اور جن سے امام بخاری نے استفادہ کیا ان کی تفصیل اس مختصر میں گنجائش نہیں رکھتی۔

مکہ کے بعد مدینہ کا رخ کیا جہاں اطراف عالم سے لوگ سفر کرکے آتے۔ اور علوم نبویہ سیکھ کر جاتے اور جس کی طرف ایک حدیث میں اشارہ کیا گیا ہے یوشك

ان یضرب الکباد الابل لہ

عمر عزیز کے اٹھارہویں برس سنہ ۲۱۲ ہجری میں مدینہ پہنچے۔ مدینہ میں اس وقت جو لوگ درس دیتے تھے۔ ان میں ابراہیم بن المنذر۔ مطرف بن عبد اللہ۔ ابراہیم

لہ مقدمہ فتح الباری ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن حمزہ۔ ابو ثابت، محمد بن عبید اللہ۔ عبد العزیز بن عبد اللہ الاویسی اور اُن کے اقران خاص کر قابلِ ذکر ہیں۔

مدینہ کے بقیہ شیوخ کی تفصیل کے لئے وسیع میدان چاہیے۔ یہ اُس کا فرض ہے جو امام بخاری کے شیوخ کے لئے مستقل کتاب لکھے۔ اسی سفر میں انھوں نے مدینہ میں اپنی تاریخ کبیر کا مسودہ[1] چاندنی راتوں میں لکھا۔ بالاتفاق مورخین نے **ملک حجاز** (جس میں مکہ۔ طائف۔ جدہ۔ مدینہ شامل ہیں) میں اُن کی مدت اقامت چھ برس بتائی ہے۔ لیکن حق یہ ہے کہ یہ مدت اقامت علی الاتصال (یعنی ایک سفر میں) نہیں ہے۔

بصرہ[2] کا قصد کیا جو وسعتِ علم اور اشاعتِ حدیث کے اعتبار سے بہت ترقی پر تھا

بصرہ پہنچ کر امام ابو عاصم النبیل۔ صفوان بن عیسٰی۔ بدل بن المحبر۔ حرمی ابن عمارہ۔ عفان بن مسلم۔ محمد بن عرعرہ۔ سلیمان بن حرب۔ ابو الولید الطیالسی۔ امام عارم۔ محمد بن سنان اور اُن کے معاصرین و اقران سے استفادہ کرتے رہے بصرہ کا سفر امام صاحب نے چار بار کیا ہے۔ امام صاحب کا مقولہ ہے "دخلت

---

[1] مقدمہ فتح الباری ۱۲ [2] اگرچہ ہمعصر نعمانی صاحب نے سیرۃ النعمان میں علوم اسلامیہ کے اعتبار سے بصرہ اور کوفہ کو حرمین کا ہمسر بتایا ہے لیکن یہ بات کبھی ممکن نہیں نہ واقعات اس کی شہادت دے سکتے ہیں۔ کوفہ کے خیال نے ہمعصر موصوف کو کچھ ایسا گرویدہ بنا لیا کہ ان کو اپنے منصب (منصب مورخ) کا بھی خیال نہ رہا۔ اور بعض افاضل کا یہ مقولہ نہایت صحیح ثابت ہوا ؎ فی المثل از کوفہ دانش بردہ است + از دگراں چیست کہ آزردہ است
اس کی مزید تفصیل حصۂ ثانیہ میں آتی ہے۔ ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الی البصرۃ اربع مرات"۔

بصرہ کے بعد کوفہ کا سفر ہے۔ کوفہ کا سفر بھی آپ نے بہ کرات ومرات کیا ہے اسی طرح بغداد کی رحلت بھی۔ وراق نے امام بخاری کا مقولہ بغداد اور کوفہ کے سفر کے بارے میں یوں نقل کیا ہے ولا احصی کم دخلت الی الکوفۃ والبغداد مع المحدثین[1]۔ کوفہ کے چند مشاہیر شیوخ کے نام امام نووی نے تہذیب الاسماء و اللغات میں یہ گنائے ہیں۔ عبداللہ بن موسیٰ۔ ابو نعیم۔ احمد بن یعقوب۔ اسماعیل بن ابان۔ الحسن بن الربیع۔ خالد بن مخلد۔ سعید بن حفص۔ طلق بن غنام۔ عمر بن حفص۔ عروہ۔ قبیصۃ بن عقبہ۔ ابو غسان۔ یہ مشاہیر کوفہ ہیں۔ جن پر امام بخاری نے بعد تحقیق وثوق کیا۔ اور جن سے روایتیں لیں۔

بغداد۔ خلافت عباسیہ کا دارالسلطنت تھا۔ سلطنت کی علمی[2] قدر افزائی نے بغداد کو مرجع علوم بنا دیا تھا۔ اور ہر طرف سے اہل کمال جمع ہو گئے تھے۔ اس وجہ سے بغداد کا سفر بھی بہ کرات مرات اختیار کیا۔ بغداد کے شیوخ ہیں۔

امام احمد بن حنبل۔ محمد بن عیسیٰ الصباغ۔ محمد بن سائق۔ سریج بن النعمان وغیرہ خاص قابل ذکر ہیں۔ علامہ ابو علی غسانی تقیید المہمل میں لکھتے ہیں۔ کہ امام بخاری سب سے پچھلی بار جو بغداد سے رخصت ہونے لگے (جو امام صاحب کا بغداد کا آٹھواں سفر تھا) اور امام احمد بن حنبل سے ملنے گئے تو امام موصوف نے دردناک لہجہ میں حسرت سے فرمایا۔ اتترک الناس والعصر والعلم وتصیر الی خراسان[3] آپ آدمی واہل زمانہ اور علم کو چھوڑ کر خراسان جاتے ہیں۔

---

[1] مقدمہ فتح الباری ۴۷۸ [2] اس کی تفصیل کسی قدر آگے آتی ہے [3] صفحہ ۶۱ پر ملاحظہ فرمائیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب امام بخاری پر ابوطاہر حاکم بخارا نے ایک بہتان لگا کر بخارا سے نکلوانے کی تدبیر کی تو امام بخاری، امام احمد بن حنبل کے اس مقولہ کو یاد کر کے افسوس کرتے کہتے اور فرماتے الآن اذکرہ اب مجھے امام احمد کا مقولہ یاد آتا ہے۔ علامہ ابو علی غسانی کی روایت سے معلوم ہوا کہ بغداد کا سفر امام صاحب نے آٹھ بار کیا۔

شام کا سفر کیا۔ اور وہاں پہنچ کر۔ علامہ یوسف فریابی۔ ابو النصر اسحٰق بن ابراہیم آدم بن ابی ایاس۔ ابوالیمان الحکم بن نافع۔ حیوۃ بن شریح اور وہاں کے معاصرین سے تکمیل کی۔

مصر پہنچے۔ اور عثمان بن صائغ۔ سعید بن ابی مریم۔ عبداللہ بن صالح احمد بن صالح۔ احمد بن شبیب۔ اصبغ بن الفرج۔ سعید بن ابی عیسیٰ۔ سعید بن کثیر بن عفیر۔ یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر اور ان کے اقران سے تکمیل کی۔

جزیرہ کا سفر کیا اور احمد بن عبدالملک الحرانی۔ احمد بن یزید الحرانی۔ عمرو ابن الخلف۔ اسماعیل بن عبداللہ الرقی وغیرہ سے استفادہ کیا۔

خراسان کے اقطاع میں مرو۔ بلخ۔ ہراۃ۔ نیشاپور۔ رے۔ جبال خراسان یہ سب امام بخاری کی قدیم رحلت گاہیں ہیں۔ اور بخارا کے مضافات سمرقند، تاشقند وغیرہ۔ یہ تو امام بخاری کے وطن ہی ٹھہرے۔

مرو میں علی بن حسن بن شقیق۔ عبدان۔ محمد بن مقاتل اور ان کے اقران

(حاشیہ ۳ صفحہ ۶۰) خراسان پر کوفی کی رائے و قیاس کا اثر بے طرح چھا گیا تھا اور اقوال الرجال سے تخریج فروعات فقہیہ ہی معراج ترقی اور اصلی دین سمجھا جانے لگا۔ اس کے خلاف کرنے والوں سے سخت مزاحمت کی جاتی۔ اسی وجہ سے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے بمقابلہ بغداد خراسان کو گویا ماوائے ناس سے خارج کیا۔ ۱۲ تقیید المہمل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے حدیثیں لیں۔

بلخ میں مکی بن ابراہیم، یحیٰی بن بشر۔ محمد بن ابان۔ حسن بن شجاع۔ یحیٰی ابن موسیٰ۔ قتیبہ۔ اور اُن کے معاصرین سے امام بخاری نے زیادہ روایتیں لیں

ہراۃ میں جاکر احمد بن ابی الولید الحنفی سے اور نیشاپور میں یحیٰی بن یحیٰی۔ بشر بن الحکم۔ اسحاق بن راہویہ محمد بن رافع اور اُن کے اقران سے استفادہ کیا۔

رے میں ابراہیم بن موسیٰ سے۔ واسط میں حسان بن حسان۔ حسان بن عبداللہ۔ سعید بن عبداللہ اور اُن کے اقران سے تحصیل کی

اس مختصر سی تفصیل کے بعد حاکم جیسے محدث لکھتے ہیں:۔

فقد رحل البخاری الی ھذہ البلاد المذکورۃ فی طلب العلم واقام فی کل مدینۃ علی مشایخھا قال وانما سمیت من کل ناحیۃ جماعۃ من المتقدمین لیستدل بہ علی عالی اسنادہ۔	امام بخاری ان تمام شہروں میں طلب علم کے لئے گئے اور وہاں اقامت کی۔ میں نے تو صرف اُن کی سند عالی کی دلیل کے طور پر کچھ متقدمین کے نام گنائے ہیں۔

خطیب بغدادی کے الفاظ یہ ہیں:۔

رحل البخاری الی محدثی الامصار وکتب بخراسان والجبال ومدن العراق کلھا وبالحجاز والشام ومصر وورد بغداد دفعات۔	امام بخاری نے ان تمام شہروں کے محدثین کی طرف سفر کیا اور خراسان و جبال خراسان اور عراق کے تمام ملکوں وحجاز و شام و مصر میں حدیثیں لکھیں بغداد بدفعات گئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جعفر بن محمد بن حطان کہتے ہیں۔ میں نے امام بخاری کو فرماتے سنا کتبت عن الف شیخ من العلماء وزیادۃ ولیس عندی حدیث الا اذکر اسنادہ۔ ایک ہزار سے زائد اساتذہ سے میں نے حدیثیں لکھیں۔ اور بغیر سند کے کوئی حدیث نہیں یاد رکھتا۔ مورخین نے اس زیادتی کی مقدار اسی[1] بتائی ہے۔ جس میں حسب بیان علامہ کرمانی صحیح بخاری میں ۲۸۹ شیوخ ہیں اور پہلا طبقہ علمائے تبع تابعین کا ہے۔ لیکن یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ امام بخاری فرمایا کرتے کہ میں نے انھیں شیوخ سے حدیث لی جو ایمان کے گھٹنے بڑھنے کے قائل تھے اور اعمال کو جزو ایمان کہتے تھے۔ جیساکہ صحابہ سے لے کر علمائے تابعین کا خیال تھا تاج الدین سبکی طبقات کبریٰ میں امام صاحب کی رحلتوں میں جزیرہ جانے کی نفی کرتے ہیں اور یہ لکھتے ہیں کہ امام بخاری جزیرہ کے شیوخ سے بواسطہ روایت کرتے ہیں۔ لیکن علامہ موصوف کا یہ قول امام نووی اور حافظ ابن حجر کی تحقیق کے خلاف ہے۔

علل حدیث کی شناخت میں کمال

محدثین[2] کی اصطلاح میں علت حدیث کہتے ہیں ان وجوہات اور اسباب کو جو نہایت خفی اور غامض ہوتے ہیں۔ ساتھ اس کے حدیث کی صحت اور قبولیت میں قادح ہوتے ہیں۔ حالانکہ حدیث ظاہر میں ہر طرح صحیح اور سالم ہوتی ہے یہ علم علوم حدیثیہ میں نہایت دقیق اور مشکل سمجھا گیا ہے۔ اس کے لئے

[1] مقدمہ فتح الباری ۱۲ [2] فتح المغیث ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وفیات ۔ موالید ۔ لقاء رواۃ پر عبور حاصل کرنے کے علاوہ ہر ہر راوی کی
الفاظِ حدیث اور حدیثوں کا احاطہ بھی ضروری ہے محدثین بالاتفاق کہتے ہیں
ومعرفۃ ھذا من اغمض انواع العلوم وادقھا واشرفھا وانما یتمکن من التکلم فیہ اھل الحفظ التام والفہم الثاقب والخبرۃ الکاملۃ ولھذا لم یتکلم فی ھذا النوع الا جم قلیل من المحدثین کعلی بن المدینی ۔ واحمد ۔ والبخاری ۔ وابی زرعۃ ۔ ومن حذا حذوھم ۔[1]
یعنی یہ علم نہایت غامض اور ادق اور بڑا اشریف ہے ۔ اس فن میں کلام کرنے کی قدرت انھیں محدثین کو ہوتی جن کی سمجھ روشن تھی جن کی قوتِ حافظہ میں کمال تھا جن کو خبرت کاملہ تھی ۔ جیسے علی بن المدینی امام احمد ۔ امام بخاری ۔ امام ابوزرعہ ؛ اور جو ان کے ہمپایہ تھے ۔

حاکم[2] کہتے ہیں حدیث کی تعلیل میں تین مجموعی قوتوں کا کمال ہے الحفظ والفہم ۔ والمعرفۃ ۔ اس فن کا اور فنون حدیثیہ سے اعلیٰ اور اشرف ہونا اس سے معلوم کیا جا سکتا ہے کہ علی بن مدینی فرمایا کرتے ۔ مجھے کسی حدیث کی علت معلوم ہو جانا اس سے کہیں زیادہ محبوب ہے کہ میں ایسی ہیں حدیثیں لکھوں جو مجھے معلوم نہ ہوں ۔

حقیقتِ امر یہ ہے کہ جو حدیث ظاہر میں موصول معلوم ہوتی ہو ۔ اس کے چھپے ہوئے ارسال و انقطاع کو جاننا یا ظاہر میں مرفوع ہے لیکن یہ پتہ لگانا کہ دراصل یہ حدیث موقوف ہے ۔ فلاں راوی نے مرفوع کر دیا ہے ۔ یا کسی حدیث کا دوسرے میں اختلاط کا پتہ لگانا ۔ یا کسی راوی کے وہم کو معلوم کر لینا نہایت مشکل

[1] شرح جرجانی ۱۲ [2] فتح المغیث ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امر ہے۔ رواۃ کے موالید۔ وفیات۔ تاریخی واقعات۔ سلسلۂ شاگردی، اُستاذی رواۃ کی رحلت۔ اُن کی سکونت۔ شاگرد اُستاذ کا لقاء و عدم لقا۔ ایک حدیث کی متعدد سندوں کا پتہ۔ جب تک ان امور میں مہارتِ تام نہ ہو کسی طرح اس فن میں دخل نہیں ہو سکتا۔

امام بخاری نے بڑی دستگاہ جس فن میں حاصل کی۔ وہ عللِ حدیث کی واقفیت ہے۔ حافظ احمد بن حمدون کہتے ہیں کہ مجھے عثمان ابی سعید بن مروان کے جنازہ میں امام بخاری کے ساتھ شرکت کا اتفاق ہوا۔ میں نے محمد بن یحییٰ ذہلی کو جو امامِ فن ہیں دیکھا کہ امام بخاری پر اسمارِ رواۃ اور عللِ حدیث کے سوالات پیش کرتے ہیں۔ اور امام بخاری اس سرعت اور تیزی سے جواب دیتے ہیں۔ جیسے کوئی قل ہو اللہ احد کی سورہ پڑھتا ہو۔[۱]

ابو احمد اعمش کہتے ہیں کہ میں ایک روز نیشاپور میں محمد بن اسماعیل کی خدمت میں حاضر تھا۔ امام مسلم آئے اور انھوں نے ایک معلق حدیث کے ابتدائی الفاظ پڑھ کر یہ سوال پیش کیا کہ آپ کے پاس اس حدیث کی سند ہو تو آپ اس معلق حدیث کو متصل کر دیجیے۔ اور حدیث کا بھی صرف اشارہ کر دیا۔ اُس حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ عبید اللہ بن عمر عن ابی الزبیر عن جابر قال بعثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سریۃ ومعنا ابو عبیدۃ الحدیث بطولہ عبید اللہ بن عمر تابعی ہیں۔ ان کے نیچے کے رواۃ کا تذکرہ سوال میں چھوڑ دیا گیا۔ گویا اس سوال کے مقاصد یہ تھے۔ آیا امام بخاری کو اس حدیث کا علم ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو اُن کے

۱ہ مقدمۃ الفتح ص ـــ ؎ مقدمۃ الفتح ۱۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاس اس کی سند بھی ہے یا نہیں۔ اگر سند بھی ہے تو معلل یا صحیح۔ اگر معلل ہے تو امام بخاری کو اُس کی علت کا علم ہے یا نہیں۔ امام صاحب نے اُسی وقت اس طرح حدیث کو مسنداً و متصل الاسناد پڑھ دیا حدثنا ابن ابی اویس حدثنی اخی عن سلیمان بن بلال عن عبید اللہ فذکر الحدیث بتمامہ۔

اُسی[1] مجمع کا ایک یہ واقعہ بھی قابل ذکر ہے کہ ایک شخص نے ایک حدیث مع سند پڑھی (حجاج بن محمد عن ابن جریج عن موسیٰ بن عقبۃ عن سھیل بن ابی صالح عن ابیہ عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کفارۃ المجلس اذا قام العبد ان یقول سبحانک اللھم وبحمدک استغفرک واتوب الیک)۔

امام مسلم نے یہ حدیث سن کر امام بخاری کو مخاطب کر کے عرض کی کیا اس حدیث کی سند اس سے بڑھ کر دنیا بھر میں ہے؟ امام بخاری نے فرمایا۔ "نعم لکنہ معلول"۔ ہاں سند تو اچھی ہے لیکن معلول ہے۔ امام مسلم سننے کے ساتھ ہی کانپ اُٹھے۔ اور کہا لا الٰہ الا اللہ آپ مجھے اس کی علت بتا دیجئے۔ امام بخاری نے فرمایا استر ما ستر اللہ جس پر اللہ تعالیٰ نے پردہ ڈالا تم بھی اس پر پردہ ڈالو۔ یہ حدیث شاندار ہے۔ لوگ ایسے ہی (عن حجاج بن محمد عن ابن جریج عن موسیٰ بن عقبۃ عن سھیل بن ابی صالح) روایت کرتے ہیں۔ امام مسلم نے دوبارہ لغایت[2] لجاجت امام بخاری کی پیشانی پر بوسہ دے کر اس حدیث کی علت کا سوال کیا۔ اور قریب تھا کہ رونا شروع

---

[1] مقدمہ فتح الباری ۱۲ [2] محدثین کا قاعدہ تھا کہ علوم حدیثیہ کی باریکیاں باسانی نہیں بتاتے جب تک طالب کا شوق اور گرویدگی درجہ کمال کو نہ پہنچ جائے بالخصوص جبکہ طالب کے شوق کا اندازہ کرنا مقصود ہوتا۔ ایک بار ایک محدث نے اپنے شاگرد سے ایک حدیث بیان کی تو فرمایا کہ لوہم نے تم کو باسانی بتا دیا ۱۲ صحیح بخاری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کریں۔ امام بخاری نے درخواست منظور کرلی۔ اور فرمایا اکتب ان کان ولابد اگر ضروری سمجھتے ہو تو اس حدیث کی سند غیر معلول لکھو

امام صاحب نے اپنی غیر معلل سند سے اس حدیث کو یوں روایت کیا۔

حدثنی موسیٰ بن اسماعیل حدثنا وُھیب حدثنا موسیٰ بن عقبۃ عن عون بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفارۃ المجلس الحدیث

امام مسلم نے اس سند کو سن کر فرمایا لا یبغضک الا حاسد واشھد ان لیس فی الدنیا مثلک یعنی آپ سے وہی شخص بغض رکھے گا جو آپ کا حاسد ہے۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ جیسا آج دنیا کے پردہ پر کوئی نہیں۔[۱]

احمد بن حمدون قصار اس واقعہ میں اس قدر زائد بیان کرتے ہیں کہ امام مسلم نے جب یہ سند (ابن جریج عن موسیٰ بن عقبۃ عن سہیل بن ابی صالح عن ابیہ عن ابی ھریرۃ) امام بخاری کے سامنے پیش کی تو امام صاحب نے اس معلول سند کا سلسلہ دو طریقوں سے (۱) محمد بن سلام حدثنا مخلد بن یزید۔ اخبرنا ابن جریج الخ (۲) احمد بن حنبل یحییٰ بن معین قالا حدثنا حجاج بن محمد عن ابن جریج) بیان کرکے فرمایا الا انہ معلول یعنی گو کہ ابن جریج تک اس سند کے طرق متعدد ہیں، لیکن پھر بھی یہ حدیث معلول ہے۔

امام مسلم نے اور زیادہ اصرار کیا کہ ضرور اس سند کی علت پر مجھ کو آگاہی ہونی چاہیئے۔ امام صاحب نے سکوت فرمایا۔ لیکن جب امام مسلم کا شوق اور شوق کے ساتھ اصرار حد سے متجاوز ہو چلا۔ تو امام صاحب نے اس سند کی علت اس طرح

[۱] مقدمہ فتح الباری ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیان کی کہ موسی بن عقبہ کی کوئی حدیث سہیل سے مسند نہیں آئی ہے۔ کسی راوی نے غلطی سے اس کو مسند (مرفوع) کر دیا ہے۔ درحقیقت اس سند سے یہ حدیث موقوف آئی ہے۔ پھر اس کا موقوف ہونا ذیل کی دوسری سند سے ثابت کیا حدثنا موسیٰ بن اسماعیل حدثنا وُھیب قال حدثنا سہیل عن عون بن عبد اللہ قولہ "یعنی یہ امر بسند صحیح ثابت ہے کہ سہیل نے عبد اللہ بن عون کا قول روایت کیا ہے[1] (کسی نے غلطی سے اس کو مرفوع روایت کر دیا)

امام بخاری کے اس غامض اور دقیق فن (علل حدیث) میں کمال دستگاہ رکھنے پر امام ترمذی کی وہ شہادت کافی ہے جو انھوں نے اپنی بیش بہا تصنیف کتاب العلل[2] میں دی ہے۔

امام ترمذی لکھتے ہیں کہ جامع ترمذی میں جس قدر میں نے حدیثوں کی علتیں بیان کی ہیں یا رجال یا تاریخ میں کلام کیا ہے۔ اکثر حصہ اُس کا امام بخاری کی تاریخ سے لکھا ہے۔ اور زیادہ تر علل میں نے خود اپنے اُستاذ امام بخاری سے بالمشافہہ سیکھے ہیں۔ ہاں بعض بعض علتیں امام عبد اللہ بن عبد الرحمٰن دارمی اور ابوزرعہ سے بھی سیکھیں لیکن زیادہ تر امام بخاری ہی سے، دارمی اور ابوزرعہ سے بہت کم

امام ترمذی فرمایا کرتے لم ارا اعلم بالعلل والاسانید من محمد بن اسماعیل البخاری۔ میں نے علل اور اسانید میں امام بخاری سے بڑھ کر ماہر کسی کو نہیں[3] دیکھا

ایک دفعہ امام بخاری شیخ وقت علامہ فریابی کی مجلس میں موجود تھے۔ شیخ نے ایک حدیث بیان کی۔ جس کی سند یہ تھی۔ سفیان عن ابی عروۃ عن ابی الخطاب

[1] مقدمہ فتح الباری ۱۲ [2] کتاب العلل صفحہ ۳۳۵ [3] مقدمہ فتح الباری ۱۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عن ابی حمزۃ) حاضرین مجلس سے کسی نے بھی سفیان کے اوپر کے راویوں کو نہیں سمجھا۔ اس لئے کہ سب کنیت کے ساتھ مذکور تھے۔ امام بخاری نے اُسی وقت عرض کیا ابو عروہ "معمر بن راشد" ہیں۔ ابو الخطاب "قتادہ بن دعامہ" ہیں۔ ابو حمزہ "انس بن مالک" ہیں۔ یہ کہہ کر عرض کیا کہ سفیان ثوری کا قاعدہ ہے کہ مشہور راویوں کو کنیت کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔[1]

جرح رواۃ میں احتیاط

کسی راوی پر جرح کرنا نہایت خطرناک امر ہے۔ اسی واسطے صوفیوں کی ایک بڑی جماعت اس کو سخت معیوب جانتی ہے۔ لیکن یہ ان کی سادہ لوحی ہے۔ کیونکہ ضرورت کے وقت اگر سچا عیب دیانت کے ساتھ نہ کہہ دیا جائے تو دنیا سے عدل وانصاف اُٹھ جائے۔ اور دنیا سخت مظالم میں گرفتار ہو جائے۔ پس جس طرح عیوب پر پردہ ڈالنا ہمارا فرض ہے۔ اسی طرح دیانت کے ساتھ ضرورت کے وقت سچا عیب ظاہر کرنا بھی ضروری فرض ہے۔

جن لوگوں[2] نے جرح سے کنارہ کشی اختیار کی اور لوگوں کو روکا وہ لوگ جرح کو عیب میں داخل کرتے ہیں۔ اور آیہ لا یغتب بعضکم بعضا پڑھتے ہیں اور کبھی اس جملے کا اعادہ کرتے ہیں۔ اعراض[3] الناس حفرۃ من حفر النار وقف علیها المحدثون والحکام۔ یہ خیال ایک حد تک صحیح ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ سب اسی وقت کے لئے

---

[1] مقدمہ فتح الباری ۱۲ [2] الطبقات الکبریٰ ۱۲ [3] لوگوں کی آبرو جہنم کا گڑھا ہے جس پر حکام اور محدثین کھڑے ہیں ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ جب کوئی شخص بلا وجہ بلا ضرورت اور بلا اجازتِ شریعت ایسا کرے لیکن جب ضرورتِ شرعی داعی ہو تو محمود ہے نہ مذموم۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ قطع نظر ان لوگوں کے جن کو مسلمانوں سے بغض اور عداوت ہے، مسلمانوں ہی کی ایک جماعت جو بظاہر نہایت پارسا اور صوفیوں کے رنگ میں تھی نیک نیتی سے فضائل اور ترغیب میں حدیثیں وضع کرنا ثواب جانتی تھی۔ عبدالکریم وضاع نے باوجود مسلمان ہونے کے خود تسلیم کیا کہ چار ہزار حدیثیں اس کی موضوعات سے ہیں" وضع کے بعد تساہل۔ غلط فہمیاں۔ بے احتیاطیاں۔ توہمات۔ قلت حافظہ ہے" تو اگر محدثین ان کا واضع ہونا۔ متساہل ہونا۔ بے احتیاط ہونا۔ ضعیف الحافظہ۔ غیر عادل ہونا۔ کاذب ہونا۔ واہم ہونا نہ بیان کرتے۔ تو آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح اقوال اور آپ کی سچی حدیثوں کا نیز صحابہ و تابعین کے صحیح آثار کا پتہ چلنا امر محال تھا۔ حاملین حدیث نے اس کی علت خود بیان فرمائی ہے وجوز ذلک صیانۃ للشریعۃ فانہ لو لم یجز لما تمیز الصادق من الکاذب و الفاسق من العادل و المغفل من الضابط و اختلطت الاحادیث الصحیحۃ بالسقیمۃ و قامت الملاحدۃ و الزنادقۃ من کل جانب للافساد فی الشریعۃ وقد قال اللہ تعالیٰ

ل ترجمہ: جرح رواۃ شریعت کی حفاظت کے لئے جائز رکھی گئی ہے کیونکہ اگر جرح و قدح رواۃ جائز نہ ہو تو جھوٹا سچے سے فاسق عادل سے۔ بیدار مغز غافل سے قوی الحافظہ ضعیف الحافظہ سے متشدد متساہل سے الگ نہیں ہو سکتے اور احادیث صحیحہ غیر صحیحہ سے مل کر گڈمڈ ہو جائیں اور ملحد و زندیق لوگ ہر طرف سے اٹھ کھڑے ہو جاتے اور دین میں ایک طوفانِ بے تمیزی برپا ہو جاتا خود اللہ پاک نے فرمایا جب کوئی بے دین نافرمان کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لیا کرو ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یاایھا الذین اٰمنوا ان جاء کم فاسق بنبأ فتبینوا[1]۔ جب دنیاوی معاملات میں واشھدوا ذوی عدل منکم[2] کا حکم ہے تو دینی معاملات جو نہایت خطرناک ہیں ان کے لئے کس قدر احتیاط کی ضرورت ہے۔

جرح رجال کی بنا اگرچہ[3] اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے زمانہ میں پڑ چکی تھی اور خوارج وروافض وغیرہ پیدا ہو چکے تھے۔ حدیثوں کے لینے میں احتیاط شروع ہو گئی تھی۔ خود صحابہ سے بہت سی جرحیں ثابت ہیں لیکن اس وقت تک سلسلۂ حدیث میں زیادہ وسائط نہیں پیدا ہوئے تھے اس لئے چنداں ضرورت نہ ہوئی۔ آگے چل کر وسائط بڑھے اور ہوا پرست فرقے پیدا ہو گئے۔

اس لئے اکابر تابعین[4] ۔حسن بصری۔ طاؤس۔ ایوب سختیانی۔ عبداللہ بن عون سلیمان تیمی۔ امام مالک یحییٰ بن سعید شعبہ وغیرہ جو ارکین فن حدیث ہیں ونیز ان کے بعد کے محدثین جن کا تقویٰ ودیانت مسلم ہے بہ نیت ذبّ عن الرسولؐ وعن الاسلام ونصیحۃ المسلمین اس طرف متوجہ ہو گئے۔ رجال کی دیکھ بھال بڑی سختی سے شروع کی اور اس کے لئے اصول وضوابط مقرر کئے مثلاً معاصر کی جرح معاصر کے حق میں فلاں حالت میں مقبول اور فلاں حالت میں غیر مقبول ہے" وغیرہ۔ اس میں کیا شبہ ہے کہ قرآن میں جہاں حکم دیا گیا ان جاء کم فاسق بنبأ فتبینوا یہ بھی حکم دیا گیا ولا یغتب بعضکم بعضا جس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ ضرورت اور اضطرار کے وقت جرح جائز ہے اور جس قدر ضرورت ہو اُس سے تل برابر بیش ناجائز جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جرح نہایت خطرناک امر ہے جس میں نہایت دیانت، راست بازی و

[1] شرح جرجانی [2] فتح المغیث شرح الفیہ [3] فتح المغیث ۱۲ [4] سورۂ حجرات ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تقوی اور سخت احتیاط کی ضرورت ہے۔ ابن خلاد[1] نے امام یحییٰ بن سعید قطان سے پوچھا۔ کیا آپ کو ان لوگوں سے خوف نہیں ہے جن کی حدیثیں آپ نے ترک کر دیں کہ قیامت کے دن آپ کے فریق ہوں؟ ابن قطان نے فرمایا کہ "ان کا مدعی ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخاصمت سے اچھا ہے۔ اگر میں باوجود علم کے کہ یہ شخص بددیانت کاذب متساہل ہے روایت لوں تو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا فریق بناؤں"۔

امام بخاری[2] نے جو احتیاط جرحِ رجال میں اختیار کی۔ وہ اعلیٰ درجہ کی دیانت اخلاص۔ تقویٰ پر دلالت کرتی ہے۔ جرح رجال میں ان کا طریقہ یہ ہے کہ ایسے الفاظ سے جرح کی جائے کہ کوئی شخص جرح کرنے والے پر مواخذہ نہ کر سکے۔ چنانچہ ان کی جرحیں ترکوہ۔ انکرہ الناس۔ المتروک۔ الساقط۔ فیہ نظر۔ سکتوا عنہ وغیرہ الفاظ کے ساتھ ہوا کرتی ہیں۔ وضاع۔ کذاب جیسے الفاظ سے جرح بہت قلیل آپ سے ثابت ہوتی۔ بہت سخت جرح امام بخاری کی منکر الحدیث ہے۔ امام بخاری کی یہ اصطلاح ہے کہ جب وہ منکر الحدیث بولتے ہیں۔ تو اس سے روایت حلال نہیں۔ قال ابن القطان قال البخاری کل من قلت فیہ منکر الحدیث لا یحل الروایۃ عنہ۔

ایک دفعہ[3] کسی نے آپ سے ایک حدیث کے بارے میں سوال کیا۔ جس میں تدلیس کے ہونے کا گمان تھا۔ آپ نے فرمایا یا ابا فلان ترانی ادلس یعنی کیا تم کو گمان ہے کہ میں تدلیس کرتا ہوں۔ حالانکہ میں نے اسی تدلیس کے شبہ پر ایک شخص کی دس ہزار حدیثیں ترک کر دیں۔ اور اسی قدر نہیں۔ بلکہ اس سے زائد ایک اور دوسرے شخص کی

---

[1] حاشیہ الفیۃ العراقی تحفۃ الباقی ۱۲ [2] فتح المغیث ۱۲

[3] اس حکایت کو صرف علامہ عجلونی نے الفوائد الدراری میں لکھا ہے ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمام حدیثوں کو نظر انداز کر دیا جس میں مجھ کو تامل (نظر) تھا۔ اسی واقعہ سے خیال کیا جا سکتا ہے کہ آپ کو مواضع التہم سے کس قدر نفرت اور پرہیز تھا۔

علامہ عجلونی نے امام بخاری کے احتیاط اور تہمت کے محل سے دور رہنے کی ایک حکایت نقل کی ہے۔[1]

امام صاحب کو اپنے تحصیل علوم کے زمانہ میں ایک دفعہ دریا کا سفر پیش آیا آپ جہاز میں سوار ہوئے تو آپ کے پاس ایک ہزار اشرفیاں بھی تھیں۔ ایک شخص نے جہاز والوں سے امام صاحب کی خدمت میں حسن عقیدت ظاہر کیا اور آپ کے ساتھ اس نے نہایت خلا ملا رکھا۔ اس خدمت گذاری کی وجہ سے امام صاحب کا میلانِ خاطر بھی اس کی جانب ہو گیا۔ شدہ شدہ اس کا یہ انجام ہوا کہ آپ نے اپنی ان اشرفیوں کی اسے اطلاع دے دی۔

ایک روز اُن کا یہ رفیق سو کر اُٹھا اور رونا چیخنا۔ کپڑے پھاڑنا۔ سر پیٹنا شروع کیا۔ لوگ یہ دیکھ کر متعجبانہ حیرت کے لہجے میں پوچھنے لگے۔ کیا ہوا؟ لوگوں کے اصرار پر اس نے کہا۔ میرے پاس ہزار اشرفیوں کی ایک تھیلی تھی۔ وہ گم ہو گئی۔ لوگ کشتی والوں کے پیچھے پڑ گئے۔ اور ایک ایک کی تلاشی لی جانے لگی۔ امام صاحب نے چپکے سے آہستہ اشرفیوں کی تھیلی سمندر میں پھینک دی۔ شدہ شدہ امام صاحب کی بھی تلاشی لی گئی۔ جب کسی کے پاس سے تھیلی برآمد نہ ہوئی۔ تو اہل جہاز نے اس کو سخت ملامت کی۔

لوگ جہاز سے اترے تو وہ رفیق تنہائی میں اُن سے ملا اور پوچھا۔ کہ فرمایئے

---

[1] مقدمہ فتح الباری ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ نے اشرفیوں کی وہ تھیلی کیا کی؟ امام صاحب نے فرمایا۔ میں نے سمندر میں پھینک دی۔ اُس نے پوچھا کہ آپ کے دل نے اس قدر رقم کثیر کا ضائع ہونا کیونکر گوارا کیا؟ امام صاحب نے فرمایا۔ کہ تمہاری عقل کہاں ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ میری تمام عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کی طلب میں ختم ہو گئی۔ اور میری ثقاہت دنیا میں مشہور ہے۔ تو کیا میرے لیئے سرقہ کا اشتباہ اپنے اوپر لینا کسی طرح مناسب تھا جس دولت (ثقاہت اور اعتبار) کو میں نے تمام عمر میں حاصل کیا اُس کو چند اشرفیوں کی وجہ سے کھو دینا؟۔

امام صاحب کے ایک شیخ حدیث ہیں جن کا نام ہے مسدد۔ امام صاحب ان کی نسبت فرماتے مسدد۔ کاسمہ مسدد لاابالی ان یکون کتبی عندہ او عندی[1] یعنی مسدد (صاحب راستی) اسم بامسمیٰ ہیں۔ میری کتابیں میرے پاس ہیں خواہ اُن کے مجھے کسی طرح کا کھٹکا نہیں۔ اس مقولہ سے معلوم ہوا کہ کتب حدیثیہ کے استحفاظ میں اسی قدر احتیاط سے کام لیتے جس طرح اخذ روایت میں اور ہر شخص کے پاس اپنی کتابوں کا رہنا پسند نہ فرماتے۔

اخلاق و عادات اور طرز معاشرت

امام بخاری[2] کو اپنے والد علامہ اسماعیل کے ترکہ سے بڑی دولت ہاتھ لگی تھی۔ علامہ اسماعیل کی تجارت کوئی معمولی تجارت نہ تھی۔ لیکن جس طرح عام تاجروں کا قاعدہ ہے کہ بہتیری بد احتیاطیاں۔ اپنی غفلت یا اہل کاروں کی سستی یا غلطی سے

---

[1] صحیح بخاری ۱۲ [2] مقدمہ فتح الباری ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایسی واقع ہوتی رہتی ہیں، جن سے ایک محتاط آدمی کو پرہیز لازم ہے۔ اور اس طرح حاصل کردہ دولت مشتبہ خیال کی جاتی ہے۔ علامہ اسماعیل کی تجارت ان بداحتیاطیوں سے پاک رہی۔ اسماعیل کا اپنی وفات کے وقت ابو حفص سے جو اُن کے خاص تلامذہ میں تھے۔ یہ فرمانا کہ میں اپنے مال میں ایک درہم بھی حرام یا مشتبہ نہیں پاتا۔ اور یہ سُن کر ابو حفص کا چوکنا ہونا بتاتا ہے کہ امام اسماعیل نے معمول سے زیادہ احتیاط کی تھی۔ اور مواقع اشتباہ سے بہت دور رہتے تھے۔ اسماعیل کا وفات کے وقت یہ کہنا اس غرض سے تھا کہ میرا وارث (جو آئندہ تمام دنیا کا امام بننے والا تھا اور جس کو امام المحدثین کا خطاب ملنے والا تھا) اُس کو مشتبہ خیال کر کے اس سے دست برداری نہ کرے۔ بلکہ اپنی مشکلات میں اس سے مدد لے۔ یہ مال بالکل طاہر اور ہر طرح طیب ہے۔

محمد بن ابی حاتم کہتے ہیں۔ امام بخاری نے اُس مال کو مضاربت[1] میں (جو تجارت کی ایک صورت ہے) لگا دیا تھا اور اس طرح وہ بالکل فارغ البال ہو کر علم نبوی کی خدمت میں مصروف ہوئے اور خدائے پاک نے ہر طرح کے استغنا سے بہرہ ور کر رکھا تھا۔[2]

مزاج میں انتہا درجہ کی مروت اور رحمدلی خدا نے عطا کی تھی۔ ایک دفعہ ایک مضارب[3] (شریک تجارت) پچیس ہزار درہم دبا بیٹھا۔ آپ کے خاص تلامذہ

---

[1] مضاربت کہتے ہیں اُس تجارت کو جس میں ایک شخص کا مال یا زر ہو اور دوسرے کی محنت ہو اور نفع میں حسب قرارداد نصف یا ربع یا ثلث وغیرہ کی شرکت ہو ۱۲ منہ [2] مقدمہ فتح الباری ۱۲
[3] مقدمہ فتح الباری ۱۲ [4] مقدمہ فتح الباری ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(محمد بن ابی حاتم وغیرہ) نے عرض کی کہ قرضدار آمل پہنچ گیا ہے۔ اُس سے روپیہ وصول کر لیجیے۔ آپ نے فرمایا۔ ہم کو مناسب نہیں کہ قرض دار کو پریشانی میں ڈالیں۔ محمد بن ابی حاتم کہتے ہیں کہ قرضدار کو ہماری اس تحریک کی خبر پہنچی۔ تو خوارزم چلا گیا۔ پھر ہم نے عرض کی (کہ اب بھی بعید نہیں ہے) آپ حکومت سے مدد لیجیے۔ اور گورنر کی طرف سے ایک خط حاکم خوارزم کے نام لکھوا دیجیے (قرضدار بات کی بات میں گرفتار ہو سکتا ہے) امام نے فرمایا کہ میں حکومت سے ایک خط کی طمع کروں گا تو حکومت میرے دین میں طمع کرے گی۔ اس طرح میں حکومت کا ممنون منت بننا نہیں چاہتا۔ اپنا دین دنیا کے عوض بیچنا چاہتا ہوں آخر امام بخاری کے ہی خواہوں نے بلا اطلاع آپ کے، ایک خط ابی سلمہ کاشانی سے (جو اس وقت شہر آمل کا گورنر تھا) لکھوا کر قرضدار کو گرفتار کرانا چاہا۔ جب اس کی خبر امام صاحب کو پہنچی تو بہت رنجیدہ ہوئے اور فرمایا کہ تم مجھ سے زیادہ میرے خیر خواہ نہ بنو۔ اُسی وقت ایک خط کسی شاگرد کے نام خوارزم لکھا۔ کہ میرے قرضدار سے کچھ تعرض نہ کیا جائے قرضدار خوارزم سے چھوٹا تو مرو کا قصد کیا۔ لیکن دوسرے تاجروں سے مڈھ بھیڑ ہو گئی۔ اور حکومت کو بھی اس معاملہ کی خبر ہو گئی۔ حکومت کی جانب سے سختی ہوئی تو امام بخاری کو اس کا افسوس ہوا۔ اور بکراہت قرضدار سے یہ طے کیا کہ پچیس ہزار میں سے سال میں دس درہم دے دیا کرے۔ وراق کہتے ہیں۔ اس قرض کا آخر انجام یہ ہوا کہ امام بخاری تک ایک حبہ بھی نہیں پہنچا۔

اس تجارت (مضاربت) کی آمدنی سے سر تا سر امام بخاری کا مقصد نفع خلق خدا کو نفع پہنچانا۔ جس قدر اہلِ علم اور طلبہ رہتے۔ اس سے اُن کی خبر گیری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی جاتی۔ شیوخ و محدثین کی مدد کی جاتی۔[1] مہینے میں اپنی آمدنی کا پانسو درہم[2] فقرا اور مساکین محدثین اور طلبہ پر صرف کرتے۔ طلبہ کے قلوب علوم نبویہ کی تحصیل کے لئے پر چاتے۔ اہل علم کے ساتھ کثیر الاحسان رہتے۔ کھانے پینے کے تکلفات اور عیش پسندی سے بہت دور رہتے۔ جفاکشی کی عادت طبیعت ثانیہ بن گئی تھی۔ محمد بن ابی حاتم امام بخاری کے کاتب کہتے ہیں کہ ایک بار طالب علمی کے زمانہ میں آدم بن ابی ایاس کے پاس جانے میں راہ خرچ چک گیا تو کئی روز گھاس اور پتیاں کھا کر گذار دیئے اور مطلق کسی کو نہ اس کی خبر کی نہ سوال کیا۔[3]

ابو الحسن یوسف بن ابی ذر بخاری کہتے ہیں کہ ایک دفعہ امام بخاری علیل ہو گئے اُن کا قارورہ طبیبوں کو دکھایا گیا۔ طبیبوں نے قارورہ دیکھ کر کہا یہ قارورہ اُن درویشوں کے قاروروں سے مشابہ ہے جو روٹیوں کے ساتھ نانخورش کا استعمال نہیں کرتے اور جن کا گذران صرف خشک روٹیوں پر ہے۔ تا ہم کبھی بالاتفاق ... یہی تجویز ہوا کہ ان کو روٹیوں کے ساتھ نانخورش دیا جائے۔ آپ سے پوچھا گیا۔ تو معلوم ہوا کہ چالیس برس سے نانخورش نہیں کھایا ہے۔ عرض کیا گیا کہ اطبا نے آپ کے علاج میں نانخورش تجویز کیا ہے۔ آپ نے یہ سن کر علاج سے انکار کر دیا۔ ان کے شیوخ اور دیگر اہل علم نے مجبور کیا تو روٹیوں کے ساتھ شکر کھانی منظور کی۔

حقیقت امر یہ ہے کہ جو شخص احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دھن میں "یوما بنجدی و یوما بالعقیق" ہو۔ اُس کو کھانے اور پہننے کے تکلفات سے کیا تعلق۔ کبھی جبال خراسان میں دکھائی دے رہا ہے۔ تو کبھی کوہ لبنان پر مقیم ہے

[1] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ۱۲ [2] مرقاۃ ۱۲ [3] طبقات کبریٰ ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کبھی بصرہ کا سفر درپیش ہے۔ تو کبھی کوفہ میں درس دیتا ہوا نظر آتا ہے۔ کبھی مسجدِ نبوی میں بین المحراب والمنبر صحیح حدیثوں کا مجموعہ تیار کر رہا ہے۔ کبھی کسی شیخ کے پاس جانے میں خرچ چوک گیا ہے۔ تو بھوک کی تکلیف کو جنگل کی پتیوں سے دفع کرتا ہے اور تین روز متواتر گھاس پات پر گزارہ کر کے اصحابِ رسول اللہؐ کے قدم بقدم چلنے کا شرف حاصل کرتا ہے۔ جو ان کو غزوہ[1] ذات الخبط میں پیش آیا تھا۔ کبھی مجلس درس میں کئی روز دکھائی نہیں دیتا۔ تفتیش کرنے پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ بجز لنگی سارے کپڑے فروخت ہو چکے ہیں۔ حیا نے دامن پکڑ رکھا ہے۔ اس لئے حجرہ سے باہر نکلنا مشکل ہے۔ کبھی مسافر خانہ کی تیاری میں معماروں کے آگے اینٹیں اور گارے پہنچانے میں مشغول ہے۔ منع کرنے پر ہذا الذی ینفعنی کہہ رہا ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فعل کا شوق دل میں جوش زن ہے جو مسجدِ نبوی کی تیاری اور غزوۂ احزاب کے روز خندق کھودنے میں پیش آیا۔ جن موقعوں میں خود بنفسِ نفیس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کل صحابہ رضی اللہ عنہم مٹی اور پتھر کے اٹھانے میں مشغول تھے اور جوشِ مسرت میں فرماتے :-

ھذا الحمال۔ لا حمال خیبر ﷺ ھذا ابر ربنا واطھر یہ بوجھ جس کو ہم اٹھاتے ہیں خیبر کے خرموں اور کھجوروں کے بوجھ نہیں ہیں۔ خدا کی قسم یہ بوجھ ان سے کہیں زیادہ اچھے اور نفع بخش ہیں۔

---

[1] غزوہ ذات الخبط کو غزوہ سیف البحر بھی کہتے ہیں۔ ایک چھوٹا سا لشکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سمندر کے ساحل کی طرف بماتحتی ابو عبیدۃ بن الجراح بھیجا تھا اس لشکر کو اس سفر میں دیر لگ گئی رسد ختم ہو گئی تو درخت کی پتیوں پر گذارہ کرنے لگے ۱۲ صحیح بخاری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کبھی واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل کی تعمیل میں مستغرق ہے اور تیر اندازی کی مشاقی کے لیے گھوڑے پر سوار ہو کر میدان میں جا رہا ہے۔ کبھی نماز کے اندر کسی آیت یا سورہ کے پڑھنے میں اس قدر شغف[1] ہے کہ موذی جانور کے نیش زنی کی حس تک نہیں۔ فراغت پانے پر دیکھا جاتا ہے تو نیش کا اس قدر ضرب ہے کہ نیش زدہ عضو متورم ہو گیا ہے۔

مزاج میں خدا ترسی بہت تھی۔ اسی طرح رحم دلی۔ انصاف پسندی یہ سب اوصاف گویا خلقی کے تھے۔ عبد اللہ بن محمد الصیارفی[2] کہتے ہیں "کہ میں ایک دفعہ محمد بن اسماعیل (امام بخاری) کی خدمت میں ان کے مکان پر حاضر تھا۔ آپ کی لونڈی آئی۔ اور آپ کی طرف سے نکل چلی۔ اُس کے پاؤں کی ٹھوکر سے دوات اُلٹ کر روشنائی گر گئی۔ امام بخاری نے غصہ سے فرمایا۔ کیف تمشین۔ کس طرح چلتی ہے۔ شوخ لونڈی نے جواب دیا اذا لم یکن طریق کیف امشی راستہ نہ ہو تو کیونکر چلوں۔ امام صاحب یہ جواب سُن کر بجائے غصہ ہونے کے فرماتے ہیں، "جا میں نے تجھے آزاد کر دیا" صیارفی کہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا اغضبتک یا ابا عبد اللہ آپ کو تو اُس نے غصہ دلانے کی بات کی۔ آپ نے بجائے غصہ کرنے کے آزاد کر دیا۔ امام بخاری نے فرمایا ارضیت نفسی بما فعلت جو اُس نے کیا میں نے اپنے نفس کو اُس پر راضی کر لیا۔ گویا امام بخاری نے بجائے لونڈی کی تنبیہ کرنے کے اپنے نفس کی تنبیہ کی۔

---

[1] اسید بن حضیر کو جو آنحضرت ﷺ کے ایک جلیل القدر صحابی ہیں غزوہ تبوک کی واپسی میں ایسا ہی ایک واقعہ پیش آیا تھا ۱۲ [2] مقدمۃ الفتح ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک[1] دفعہ ابو حفص نے جو امام بخاری کے والد (اسماعیل) کے تلمیذ خاص تھے۔ کچھ مال امام بخاری کی خدمت میں بھیجا۔ بعض تاجروں نے شام کو آکر پانچ ہزار نفع دے کر مال خریدنا چاہا۔ امام صاحب نے فرمایا۔ آج آپ تشریف لے جائیں۔ میں صبح اس کی بات پختہ کروں گا۔ صبح ہوئی تو دوسرے تاجر پہنچے۔ انھوں نے بجائے پانچ ہزار کے دس ہزار نفع دے کر خریدنا چاہا۔ امام صاحب نے پچھلے تاجروں کو یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ میں نے بوقت شب اُس تاجر کو جو میرے پاس آیا تھا مال دینے کی نیت کر لی تھی۔ چنانچہ وہ مال پہلے تاجر کے حوالہ کر دیا اور پانچ ہزار کے اضافہ کی مطلق پرواہ نہ کی اور فرمایا لا احب ان انقض نیتی میں اپنی نیت توڑنی پسند نہیں کرتا۔ اصل غرض یہ تھی نفس کو ایثار پر مستعد رکھنا اور مال کی محبت سے جو نہایت مذموم صفت ہے دور رکھنا کہ ؏ آخر ایں صبر البسودا می کشند

حفص[2] بن عمر الاشقر کہتے ہیں کہ "ہم لوگ بصرہ میں حدیث لکھتے تھے۔ ہمارے ساتھ امام بخاری بھی کتابت حدیث میں شریک تھے۔ امام بخاری کو ہم نے کئی روز کتابت حدیث میں شریک نہ پایا۔ تلاش ہوئی تو اپنے حجرہ میں عریاں ملے۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ خرچ بالکل چوک گیا ہے۔ بدن کے کپڑے بھی فروخت ہو چکے ہیں۔ بالآخر ہم نے چندہ کیا۔ اور آپ کے لئے پارچے تیار کرائے۔ تو اس وقت سے ہمارے ساتھ کتابت میں شریک ہوئے"۔ ایسی حالت گزر جانے پر بھی کسی سے اپنی حاجت پیش نہ کی (تونگری بدل است نہ بمال)

ایک[3] روز ابو معشر ضریر (نابینا) سے فرمایا کہ اے ابو معشر مجھے معاف کر دیجئے

---

[1] مقدمۃ الفتح ۱۲ [2] ایضاً [3] ایضاً ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابو معشر نے متحیر ہو کر پوچھا ما ھی یہ کیا؟ اور کس بات کی معافی۔ امام بخاری نے کہا کہ ”آپ نے ایک روز ایک حدیث بیان فرمائی تھی۔ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ بہت خوش ہیں۔ اور فرطِ مسرت سے سر اور ہاتھوں کو ہلا رہے ہیں۔ دیکھ کر مجھے مسکراہٹ آگئی تھی۔ ابو معشر نے عرض کیا ”اَنْتَ فِیْ حِلٍّ رحمك الله“ آپ پر خدا رحم کرے۔ آپ سے کسی طرح کی باز پرس نہیں۔

ایک[1] دفعہ ایک شخص نے مسجد میں آپ کی ریش مبارک سے ایک تنکا نکال کر وہیں مسجد ہی میں ڈال دیا۔ جب تک لوگ آپ کی خدمت میں حاضر رہے اور باتیں کرتے رہے۔ آپ کی نگاہ برابر اُس تنکے کی طرف تھی۔ لوگوں کی نظر بچا کر آپ نے وہ تنکا اُٹھا کر آستین میں رکھ لیا۔ اور مسجد سے باہر ڈال دیا۔ یہ آداب مسجد اور اُس کا احترام ہے۔ جس چیز سے داڑھی ستھری صاف اور محفوظ رکھی جائے۔ اُس سے مسجد کو بھی صاف رکھنا چاہئیے۔

مزاج میں بہت بڑی احتیاط تھی۔ غیبت سے نہایت کنارہ کش رہتے۔ فرماتے ”ما غیبت منذ علمت ان الغیبۃ حرام“ یعنی جب سے مجھے علم ہوا کہ غیبت کرنی حرام ہے۔ اُس وقت سے میں نے کسی کی غیبت نہیں کی۔ فرماتے تھے مجھے امید ہے کہ میرا کوئی خصم (مدعی) قیامت کے دن نہ ہوگا۔ وراق کہتے ہیں۔ میں نے کہا آپ پر لوگ تاریخ کے بارے میں دھبہ لگاتے ہیں کہ اس میں لوگوں کی غیبت ہے اور غیبت حرام ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تاریخ میں جو کچھ ہے متقدمین کے اقوال منقول ہیں۔ ولم نقله[2] من عند انفسنا ہم نے اپنی جانب سے کوئی بات نہیں کہی۔

---

[1] مقدمۃ الفتح ۱۲ [2] الطبقات الکبریٰ و مقدمۃ الفتح ۱۲

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

امام صاحب کا ایک بے نظیر وصف، اُن کی بے تعصبی ہے۔ جب ہم صحیح بخاری کا مطالعہ کرتے ہیں (جو امام صاحب کی ایسی تالیف ہے جس میں انتہا سے زیادہ احتیاط اور تشدد برتا ہے، اسی احتیاط کا ایک انتہائی درجہ یہ تھا کہ صحت کے یقین ہونے پر بھی استخارہ کے بعد جامع صحیح میں حدیث کو داخل کرتے)، تو جامع صحیح کی سندوں میں ایسے لوگ بھی ملتے ہیں جو مذہب اہل سنت کے خلاف تھے، امام صاحب نے ان سے روایت کرنے میں کچھ تامل نہیں کیا، اگرچہ خود اُن کے مذہب سے اختلاف رکھتے تھے۔

لیکن یہاں یہ بتا دینا بھی ضرور ہے کہ یہ بے تعصبی اور انصاف پسندی وہیں تک محدود تھی جہاں تک ان کو روایت میں اشتباہ نہ پیدا کرتی، چنانچہ محدثین کا یہ قاعدہ ہے کہ اہل ہوا (رافضی، خارجی، معتزلی وغیرہ) سے اسی وقت تک روایت لینا جائز ہے جب تک وہ اپنی بدعت کی ترویج پر زور نہ دیتا ہو، اور نہ اس کے مذہب میں جھوٹ بولنا جائز ہو اور نہ جھوٹ کا کسی حالت میں معتقد ہو۔ تم دیکھو گے۔ ایسے راوی صحیح بخاری میں موجود ہیں جن کی نسبت لکھا ہے رمی بالتشیع باوجود اس تہمت تشیع کے امام صاحب نے اُن سے روایت اخذ کی۔ اور اُس روایت کو صحیح بخاری میں داخل فرمایا، تم کو ایسے بھی بہت راوی کتب رجال میں ملیں گے۔ جن کی نسبت لکھا گیا ہے کہ امام بخاری نے اسے تشیع اور رفض کی تہمت سے ترک کر دیا، بات اس میں اسی قدر ہے کہ شیعوں کی ایک جماعت کذب کی مجوز ہی نہیں بلکہ معتقد ہے۔ اسی لیے اُن سے امام صاحب نے احتراز کیا۔ کیوں کہ ایسے لوگوں کی روایتوں پر کسی طرح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اعتماد نہیں ہو سکتا۔

جہاں جرح میں احتیاط تھی۔ رواۃ حدیث کے اوصاف بیان کرنے میں بھی کمال احتیاط تھی۔ ان کے واقعی اوصاف اور سچی توثیق بیان کرنے میں دریغ نہ کرتے۔

سنن کی پابندیاں

حدیثوں کا سلسلہ سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہوتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضؓ جس قدر آپ کے اقوال وافعال و تقریرات کے شیدا اور شیفتہ تھے۔ اس کا اندازہ قیاس سے باہر ہے۔ رسول اللہ کے صحابیوں کی صحبت تابعیوں نے پائی۔ اور اُسی رنگ میں رنگے گئے۔ ان میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کی قریب قریب وہی گرویدگی رہی جس کو انھوں نے اصحاب رسول اللہ میں دیکھی تھی۔ یہ سلسلہ محدثین پر چل کر ختم ہوتا ہے۔ اگرچہ ہم یہ دعویٰ تو کر نہیں کر سکتے۔ کہ آپ کے صحابیوں میں جس قدر شیفتگی اور

لہ چنانچہ شیعوں کی ایک بڑی جماعت کذب کو عین ایمان جانتی ہے وہ کتاب جس سے بڑھ کر شیعوں کے یہاں معتبر کتاب نہیں ہے (اصول کافی) اس میں اس قسم کی روایات موجود ہیں جن میں ائمہ شیعہ نے علانیہ کذب کی تعلیم کی۔ جہاں کسی طرح کا خوف ہراس نہیں تھا۔ بلکہ شیعوں کے اصول میں اختلاف روایات ائمہ کی تطبیق کا ایک بہت بڑا چلتا ہوا قاعدہ (ہذا محمول علی التقیہ) ہے جس سے کسی روایت پر اعتماد نہیں ہو سکتا۔ ہر بوالہوس اپنی ہوس کی پابندی میں جس روایت کو اپنی خواہش کے خلاف پائے گا بول اُٹھے گا۔ ہذا محمول علی التقیہ چنانچہ استبصار میں شاید ہی کوئی ایسا مقام ہوگا جہاں محمول علی التقیہ نہ کہا گیا ہو ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جوش تھا۔ اُسی پیمانہ اور انداز کا جوش کل تابعیوں میں اور اُن کے بعد کل محدثین تک برابر قائم رہا۔ تاہم محدثین کو احادیث رسول اللہؐ کے ساتھ اور اُن پر عمل کرنے کے ساتھ ایسی ہی شیفتگی اور گرویدگی تھی۔ جس کا بیان آج نادرات سے شمار کیا جاتا ہے۔

امام احمد حنبل فرماتے ہیں " ماکنت قرأت حدیثاً الا عملت بہ حتی مربی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم احتجم واعطی الحجام دیناراً فاحتجمت واعطیت الحجام دیناراً۔" یعنی کوئی حدیث میں نے ایسی نہیں پڑھی۔ جس پر میں نے عمل نہیں کیا۔ حتی کہ جب میں نے یہ پڑھا۔ کہ آپ نے پچھنی لگائی اور حجام کو ایک اشرفی دی۔ تو میں نے بھی پچھنی لگائی اور حجام کو ایک اشرفی دی (تدریب)

وکیع بن جراح ایک بڑے پایہ کے محدث تھے۔ وہ فرمایا کرتے " اذا اردت ان تحفظ حدیثاً فاعمل بہ " اگر حدیث یاد کرنا چاہو تو اُس پر عمل کرو (تدریب)

علامہ ابراہیم بن اسماعیل محدث فرماتے ہیں " کنا نستعین علی حفظ الحدیث بالعمل " حدیثوں کے یاد کرنے کا ذریعہ ہم عمل کو بناتے تھے۔ اس لئے اصول کی کتابوں میں جہاں طالب حدیث کے اور آداب مذکور ہوتے ہیں۔ وہاں ایک ادب یہ بھی ذکر کیا جاتا ہے۔

علامہ سیوطی تدریب میں فرماتے ہیں " طالب حدیث کو لابدی ہے۔ کہ عبادات۔ فضائل اعمال و آداب کے بیان میں جو احادیث سنے اُن پر عمل کرے یہ حدیث کی زکوۃ ہے۔ اور حدیثوں کے یاد ہونے کا باعث " حدیثوں کی اس عملی پابندی کی وجہ سے اور بھی محدثین کو دینی امور میں قیاس اور رائے لگانے سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نفرت اور دوری ہوتی گئی۔ اور اُن کے صفحۂ دل پر فالرائے لیل والحدیث نہارہٗ کا مضمون نقش کا لحجر ہوتا گیا۔ وہ بات بات پر طریقۂ رسول اللہ ص کے متلاشی ہوتے۔ اور کسی ایسے امر کو جس کی صحت ان کو معلوم ہو گئی۔ ترک کرنا نہیں چاہتے تیر اندازی باوجود اس کے کہ عشار کا فن نہیں ہے۔ لیکن چونکہ احادیث میں اس کی سنیت وارد ہے۔ امام بخاری رح تیر اندازی کی مشاقی کے لئے سوار ہوکر برابر میدان میں تشریف لے جاتے تھے۔ اور اس قدر مشاق ہو گئے تھے کہ آپ کا تیر کبھی نشانہ سے خطا نہیں کرتا۔ وراق کہتے ہیں کہ "میں نے کبھی امام بخاری کا تیر خطا کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ حالانکہ میں مدتوں ان کی صحبت میں رہا۔ ہاں ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ہم لوگ فربر سے تیر اندازی کے لئے نکلے اور تیر اندازی شروع ہوئی۔ اتفاقاً امام بخاری کا تیر ایک پل (جو کسی نہر پر بنا ہوا تھا) کی میخ پر جا کر ایسا بیٹھا کہ پل کو نقصان پہنچا۔ آپ فی الفور سواری سے اتر کر پل کے پاس تشریف لے گئے۔ اور تیر کو میخ سے نکالا۔ اور ہم کو آواز دی۔ ہم قریب پہنچے تو آپ نے افسوس سے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا "ابوجعفر (وراق) تم اس پل کے مالک کے پاس جاؤ۔ اور کہو کہ ہم سے تمہارا پل خراب ہو گیا ہے۔ اگر تم اجازت دو تو تمہارا پل جیسا تھا بنا دیں۔ یا تمہاری خوشی ہو تو ہم سے اُس کی قیمت لو۔ اور ہمارا قصور معاف کر دو۔" پل کے مالک (حمید بن الاخضر) نے کہلا بھیجا کہ "امام بخاری کو میرا السلام علیکم کہو۔ اور عرض کرو کہ" کچھ مضائقہ نہیں۔ میرا کل مال اور میری ساری دولت آپ پر قربان ہے۔ آپ کچھ متردد نہ ہوں" امام بخاری یہ سن کر نہایت بشاش ہوئے۔ اور اس خوشی میں انھوں نے تین سو درہم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غربا اور مساکین کو تقسیم کئے۔ اور پانچسو حدیثیں روایت کیں۔[1] شہر بخارا کے باہر ایک مہمان سرا بنوایا تھا۔ تعمیر کے وقت جو مزدور معماروں کو اینٹیں پہنچاتے اُن میں خود امام بخاری بھی شامل تھے۔ اپنے سر پر اینٹیں رکھ کر لے جاتے اور معماروں کو دیتے۔ ایک شاگرد نے ازراہ دلسوزی ایک روز عرض کیا کہ آپ کو اس محنت کی کیا ضرورت ہے۔ امام بخاری نے فرمایا "ہذا الذی ینفعنی" یہ وہ کام ہے۔ جو مجھ کو نفع دے گا۔[2] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ خندق میں اپنے ہاتھوں سے خندق کھودتے تھے۔ بلکہ کوئی سخت چٹان نکل آتی تھی تو آپ ہی اپنے دست مبارک سے اُس کو سر کرتے۔ اور مسجد نبوی کی تعمیر میں اپنے دست مبارک سے صحابیوں کے ہمراہ پتھر اور اینٹیں ڈھوتے۔ عمار رضی اللہ عنہ قوی تھے۔ دو دو اینٹیں لے جاتے تھے۔ تو اس پر آپ کا پیار اور لطف خاص ہوتا۔ اور اس مزدوری کے کام میں کبھی کبھی جوش بڑھ جاتا تو رجز کے اشعار پڑھنے لگتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے تھے۔ ؎

اَللّٰھُمَّ لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْاٰخِرَہ — فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرَہ
ھٰذَا الْحِمَالُ لَا حِمَالَ خَیْبَر — ھٰذَا اَبَرُّ رَبَّنَا وَاَطْھَر

اور صحابیوں کے رجز یہ تھے۔ ؎

اَللّٰھُمَّ لَوْ لَا اَنْتَ مَا اھْتَدَیْنَا — وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّیْنَا

اس رجز کے کئی اشعار ہیں۔ اور صحاح میں یہ واقعات بڑی تفصیل سے

---

[1] مقدمۃ الفتح ۱۲ [2] ایضاً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مذکور ہیں۔ یہ سنت امام بخاری کیونکر چھوڑ سکتے تھے۔

وراق کہتے ہیں "جب مسافر اطیار ہو گیا۔ تو آپ نے دعوت مادبہ کی"[1]

ابو عبد اللہ حاکم اپنی مسلسل سند سے بیان کرتے ہیں۔ کہ امام بخاری رمضان میں جب لوگوں کے ساتھ نماز پڑھتے تھے تو بڑی ہلکی پڑھتے۔ پورے مہینہ میں ایک ختم کرتے تھے۔ اور خود تنہا نصف شب سے سحر تک پڑھتے۔ اور تین روز میں ایک ختم کرتے۔ اور پھر صبح سے لے کر افطار کے وقت ایک ختم روزانہ کرتے۔ اس حساب سے کل ختم رمضان شریف کے اکتالیس ہوتے۔ فرمایا کرتے تھے کہ ہر ختم قرآن پر ایک دعا قبول ہوتی ہے" اس میں کیا شک ہے کہ رمضان کے دنوں میں قرآن نازل کیا گیا۔ اور شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن صاف فرما دیا گیا۔ اور یہ بھی بہ تواتر ثابت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت جبرئیل رمضان میں قرآن کا دور کیا کرتے تھے۔ اس واسطے خدا کے بندوں کو رمضان میں قرآن سے شغف بڑھ جاتا ہے۔ امام بخاری کا یہ معمول ہمیشہ کا تھا۔ کہ پچھلی شب کو تیرہ رکعتیں نماز پڑھتے۔ اُن میں وتر ایک رکعت پڑھتے۔ آپ نے فرمایا کہ "میں نے دربار الٰہی میں دو باتوں کی درخواست کی۔ خدا نے دونوں اُسی وقت منظور کر لی۔ اس سے مجھے خوف ہوا۔ کہ ایسا نہ ہو کہ میری مزدوریوں کا بدلہ یہیں مل جائے۔ اور آخرت گھاٹے میں رہے۔ اس لئے میں نے درخواست کرنی ترک کر دی" امام بخاری کا قول ہے۔ کہ میں نے جب کوئی دنیا کی بات کا تذکرہ کیا۔ تو پہلے اللہ کی حمد و ثنا کر لی۔ اس کے بعد ذکر کیا"

---

[1] یہ کل مضامین مقدمہ فتح الباری اور الطبقات الکبریٰ سے لئے گئے ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور فرماتے تھے کہ "انسان کو ایسی حالت میں رہنا چاہیئے کہ اگر وہ دربار الٰہی میں سوال کرے تو اُس کا سوال رد نہ کیا جائے"[1] یہ ایک نہایت جامع جملہ امام بخاری کے ملفوظات میں ہے جس کی شرح نہایت طویل ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ حلال روزی کھانا چاہیئے۔ سچ بولنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہیئے اُس کے ساتھ اخلاص اور محبت پیدا کرنا چاہیئے۔ اُس سے کبھی غفلت نہ کرنا چاہیئے۔

طبیعت نہایت جفاکش اور محنتی واقع ہوئی تھی۔ جو کام خود کر سکتے تھے کبھی اُس میں دوسروں سے مدد لینا پسند نہ کرتے۔

وراق کہتے ہیں "کتاب التفسیر لکھنے کے وقت رات میں پندرہ بیس بار اُٹھتے اور چراغ جلا کر حدیثوں پر نشان دیتے۔ حالانکہ میں اُن کے پاس موجود ہوتا تھا میں نے ایک روز عرض کی کہ آپ مجھے کیوں نہیں جگا دیتے؟ میں چراغ جلا دیا کروں یا جو کام ہو مجھے فرمایئے۔ جواب میں آپ نے فرمایا۔ انت رجل شاب فلا احب ان افسد علیک نومک۔ تم جوان آدمی ہو۔ میں تمہاری نیند خراب کرنا نہیں چاہتا"[2]

سلاطین اور امرا کی مخالطت سے دوری

سلاطین اور امرا کی مرابطت اور مخالطت سے دور رہتے تھے۔ ان کی جا اور بیجا خوشامدوں اور تعریفوں سے پرہیز کرتے۔ اُن کا یہ خیال تھا کہ ان کی صحبت میں کبھی دین میں استقامت باقی نہیں رہ سکتی۔ ان کی رعایت میں ایک سچا دیندار کہاں سے کہاں کھسک جاتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا۔ تو ہم آج فقہ کی کتابوں میں لاباس آ

---

[1] مقدمہ فتح الباری و للطبقات الکبری [2] تہذیب التہذیب ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی اس قدر کثرت نہ پاتے۔ امام بخاری کا یہ اپنا اجتہاد نہ تھا۔ یہ حدیث نبوی[1] کی تعمیل تھی۔ امام صاحب کے ملفوظات میں ہے۔ کہ امرا کی صحبت میں علم کی ذلت ہے۔ اور ان کی خوشامد میں دین کا نقصان[2]"

خالد بن احمد ذہلی سلطنت طاہریہ[3] کی طرف سے بخارا کا گورنر تھا۔ اس نے امام بخاری رح کی خدمت میں (جب امام المحدثین نے تکمیل کے بعد شہر بخارا میں مسند درس پر متمکن ہو کر درس دینا شروع کیا۔ اور طالبین حدیث اور شائقین علوم کی جماعت

---

[1] مشکوۃ کتاب العلم [2] مقدمۃ الفتح ۱۲ [3] خلفائے عباسیہ کی حکومت سب سے پہلے خراسان میں ضعیف ہوئی۔ یہاں ملوک طاہریہ کا ایک خاندان قائم ہو گیا۔ جس کا پایہ تخت نیشاپور اور بوشنج قرار پایا۔ ملوک طاہریہ کو خلفائے عباسیہ کا خود سر گورنر سمجھنا چاہئے۔ یہ لوگ خلفائے بغداد سے منحرف نہ تھے۔ لیکن اُن کے خاندان میں پے در پے ولایت کا ہونا خاندان کی قوت کا ثبوت دیتا ہے جس سے خلفائے عباسیہ کی کمزوری ضرور لازم آتی ہے۔

ملوک طاہریہ کی بنیاد یوں پڑی کہ طاہر بن حسین (جس نے خلیفہ مامون الرشید عباسی کے بھائی امین الرشید کو قتل کیا تھا) گو یہ طاہر مامون کا بہی خواہ تھا۔ لیکن مامون اپنی عالی منشی کو کیا کرتا کہ وہ اپنے بھائی کے قاتل کو کسی طرح دل سے نہیں پسند کرتا تھا۔ مامون نے اپنے دلی خیالات کو بہت چھپایا لیکن طاہر پر ظاہر ہو ہی گیا اور وہ کسی طرح خراسان کے گورنری کا پروانہ لے کر مامون کی خدمت سے الگ ہو گیا۔

خراسان پہنچ کر طاہر نے ایک روز مامون کا نام خطبہ جمعہ میں نہیں لیا۔ اور یہی ابتدائی بغاوت تھی۔ لیکن اتفاق سے دوسرے ہی دن وہ مر گیا۔ اور اس کے بعد طلحہ بن طاہر علی بن طلحہ۔ عبد اللہ بن طاہر۔ طاہر بن عبد اللہ محمد بن طاہر بن عبد اللہ پے در پے یہ پانچ والی خلفائے بغداد کے حکم سے مقرر ہوتے رہے اور برابر مطیع خلفاء رہے ۱۲ منہ

www.KitaboSunnat.com

فیض یاب ہونے کے لئے جوق جوق چلی آرہی تھی۔ عالم میں ایک شہرت پھیلی ہوئی تھی) یہ درخواست بھیجی کہ آپ حریم شاہی میں تشریف لاکر مجھے اور شاہزادوں کو صحیح بخاری اور تاریخ کا درس دیں۔ امام صاحب نے صاف انکار کر دیا۔ اور دکھا دیا کہ امام مالک جیسے علم کے قدردان اب بھی دنیا میں موجود ہیں۔ جن کو دنیا کی مخالفت کی بالکل پرواہ نہیں نہ زرومال۔ اور دنیاوی جاہ وجلال کی طمع۔ جس کی معرفت درخواست بھیجی تھی۔ امام صاحب نے اُسی کے ذریعہ کہلا بھیجا۔ کہ میں حریم شاہی میں جاکر خوشامدی بننا نہیں چاہتا۔ اس میں علم کی بے قدری ہے۔ پھر اُس نے درخواست کی کہ بہتر اگر آپ حریم شاہی میں تشریف لانا نہیں پسند کرتے تو شاہزادوں کے لئے خاص وقت دیں۔ جس میں عام خلقت کی شرکت نہ ہو۔ آپ نے فرمایا "یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث ہے۔ اس میں تمام وخاص سب کا حق مساوی ہے۔ میری درسگاہ اور مسجد کا دروازہ ہر وقت اور ہر شخص کے لئے کھلا ہوا ہے۔ جس کو شوق ہو آکر مستفید ہو۔ کسی کے لئے روک ٹوک نہیں ہے۔ میں کبھی ایسی درخواست منظور نہیں کر سکتا۔ اگر ناخوش ہو تو میرا درس بند کر دو۔ لیکون لی عند اللہ عذر۔ تا مجھے خدا کے دربار میں عذر ہو۔

اس صاف اور بے لگاؤ جواب سے والی بخارا کو سخت برہمی پیدا ہوئی اور آپ کے خارج البلد کرنے کے فکر میں ہو گیا۔ لیکن امام بخاری کا سکہ تمام مسلمانوں پہ ایسا جما ہوا تھا کہ وہ بزورِ سلطنت کچھ نہ کر سکا۔ آخر چند لوگوں کو اس بات کے لئے مقرر کیا کہ کوئی الزام امام صاحب پہ ایسا قائم کیا جائے جس سے عام لوگوں کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ سے برہمی پیدا ہو۔ چنانچہ ایک جھوٹا اتہام لگاکر شہر چھوڑ دینے کا حکم دیا۔ جس کی تفصیل ہم آگے بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

امام المحدثین کی شہرت اور مسلمانوں کا اشتیاق

امام المحدثین زمین کے جس خطہ میں تشریف لے جاتے مسلمانوں کا اس قدر ہجوم ہوتا کہ ہمارے الفاظ اس کے بیان کے لئے کافی نہیں ہو سکتے لوگ اُن کے فضل وکمال۔ بے نظیر فقاہت۔ خداداد حافظہ۔ تبحر فی العلم کے خلاف قیاس حکایات سن سن کر دیکھنے کی تمنا کرتے جہاں پہنچتے۔ اس قدر ہجوم ہوتا کہ تل دھرنے کی جگہ نہیں ملتی۔

تکمیل کے بعد جب بخارا کا قصد کیا اور بخارا والوں کو آپ کی تشریف آوری کی خبر پہنچی۔ تو سارا شہر استقبال کے لئے امنڈ آیا۔ شہر سے باہر تین میل تک، خیمے استادہ ہو گئے۔ کوئی آدمی قابل تذکرہ شہر میں باقی نہ رہا۔ شہر میں بڑی شان و شوکت سے لائے گئے۔ اور اُن پر اشرفیاں روپے مٹھائیاں نثار کی گئیں۔

امام مسلم فرماتے ہیں کہ جب نیشاپور والوں نے آپ کے نیشاپور تشریف لانے کی خبر پائی تو اہل شہر نے دو دو منزل تین تین منزل پر جاکر اُن کا استقبال کیا۔ اور شہر میں اس شان و شوکت سے لائے گئے کہ امام مسلم کہتے ہیں۔ میں نے وہ شان وہ تزک آج تک نہ کسی حاکم کا دیکھا۔ نہ کسی اہل علم کا۔ محمد بن منصور کہتے ہیں کہ "صرف گھوڑے سوار چار ہزار تھے۔ پیادہ پا چلنے والوں۔ گدھے سواروں خچر سواروں کا اندازہ نہ تھا۔"[1]

---

[1] الفوائد الدراری ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک بار بغداد تشریف لے گئے۔ جو بنی عباس کا دارالخلافت تھا۔ عباسیوں کی قدر دانی نے بغداد کو علوم اسلامیہ کا مرکز بنا رکھا تھا۔ اہل بغداد نے آپ کی شہرت سن کر اُن کے کمالات علمیہ خداداد حافظہ کی جانچ کا سامان نہایت وسیع پیمانہ پر پہلے ہی سے کر رکھا تھا[۱]۔ بصرہ والوں کو اُن کے بصرہ پہنچنے کی خبر معلوم ہوئی۔ تو عجیب ایک ہنگامہ مچ گیا۔

یوسف بن موسیٰ مروزی کہتے ہیں۔ میں بصرہ کی جامع مسجد میں ایک بار موجود تھا۔ ایک نقیب کو پکارتے سنا۔ علم والو! محمد بن اسماعیل بخاری پہنچ گئے۔ لوگ اُن کی تعظیم کو ٹوٹ پڑے۔ میں بھی لوگوں کے ساتھ ساتھ تھا۔ میں نے امام بخاری کو ایک نوجوان آدمی دیکھا۔ اُن کے داڑھی کے بال بالکل سیاہ تھے وہ ایک ستون کے پیچھے نفل پڑھ رہے تھے۔ جب نماز سے فارغ ہو گئے۔ تو لوگوں نے گھیر لیا اور تمام لوگوں کی ٹکٹکی بندھ گئی۔ اہل بصرہ نے درخواست کی کہ آپ ہمارے لئے مجلس املا قائم کریں۔ آپ نے منظور فرمایا۔ نقیب نے دوبارہ جامع بصرہ میں پکارا۔ علم والو! امام بخاری سے مجلس املا کی درخواست کی گئی تھی۔ انھوں نے منظور کر لی ہے۔ کل فلاں مقام پر مجلس املا قائم ہوگی۔ صبح ہوتے ہی فقہا۔ متکلمین۔ محدثین۔ حفاظ کی بڑی بڑی جماعتیں جوق کی جوق آنا شروع ہوئیں۔ یہاں تک کہ تھوڑی دیر میں ہزاروں ہزار کا مجمع ہو گیا۔ امام بخاری املا کے لئے منبر پر رونق افروز ہوئے۔ قبل اس کے کہ حدیثوں کا لکھانا شروع کریں آپ نے فرمایا۔

[۱] اس کی تفصیل آتی ہے ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل بصرہ! آپ لوگوں نے مجھ سے درخواست کی کہ میں آپ لوگوں کے لئے مجلس املا قائم کروں۔ میں نے منظور بھی کر لیا۔ میں ابھی کمسن جوان ہوں میں چاہتا ہوں کہ تمہارے شہر بصرہ کی حدیثوں کو جو تمہارے پاس نہیں ہیں۔ بیان کروں۔ اس پر بصرہ والے متعجب ہوئے۔ اور اُن کا اشتیاق دوبالا ہو گیا۔ نگاہیں اشتیاق میں اُٹھنے لگیں کہ آواز آئی اور پہلی حدیث کا املا یوں شروع ہوا " حدثنا عبد اللہ بن عثمان بن جبلۃ بن رواد العتکی بیلدکم۔ قال ثنا ابی عن شعبۃ عن منصور وغیرہ عن سالم بن ابی الجعد۔ عن انس بن مالک۔ ان اعرابیا جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ فقال یا رسول اللہ الرجل یحب القوم الحدیث۔ (اس حدیث کو لکھا کر آپ نے فرمایا) بصرہ والو۔ یہ حدیث تمہارے پاس منصور کے واسطے سے نہیں ہے۔ بلکہ دوسرے وسطے سے ہے یوسف بن موسیٰ کہتے ہیں۔ کہ وہ ایک مجلس کامل آپ نے اسی طریقہ پر لکھائی۔ ہر حدیث کے بعد فرماتے تھے۔ بصرہ والو! تمہارے پاس یہ حدیث اس سند سے نہیں پہنچی ہے۔ تمہارے پاس یہ حدیث دوسری سند سے مروی ہے[۵] یہ بصرہ وہ شہر ہے۔ جسے حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں آباد کرایا تھا۔ وسعتِ علم اور اشاعتِ حدیث کے اعتبار سے نہایت ممتاز تھا بصرہ اور کوفہ یہ دونوں شہر اسلامی علوم کے دار العلم خیال کئے جاتے تھے۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے ہم پایہ کہنا تو نہایت جسارت ہے۔ اور نہ ایسا ہونا کبھی ممکن ہے۔ تاہم اسلامی علوم کے اعتبار سے یہ دونوں شہر ایک زمانہ

---

[۵] مقدمۃ الفتح ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں بہت بلند پایہ تسلیم کئے گئے ہیں۔ علامہ ذہبی نے اسلام کے دوسرے تیسرے دور میں جن لوگوں کو حاملین حدیث کا لقب دیا ہے۔ اور ان کے مستقل ترجمے لکھے ہیں۔ ان میں مسروق بن الاجدع۔ امام حسن بصری۔ قتادہ۔ شعبہ بن حجاج۔ محمد ابن سیرین فن حدیث اور تعبیر کے امام اسی بصرہ[1] کے رہنے والے یا نزیل تھے رائے وتدبیر۔ عقل۔ فراست۔ ذہانت۔ طباعی۔ امام بخاری کے وہ مشہور اوصاف ہیں۔ جن کو موافق ومخالف سب نے تسلیم کیا ہے۔ امام قتیبہ بن سعید کہا کرتے تھے "میں نے مدتوں علما کی خوشہ چینی کی۔ لیکن جب سے میں نے ہوش سنبھالا۔ محمد بن اسمٰعیل جیسا جامع شخص نہیں دیکھا"۔ امام بخاری اپنے زمانہ میں (باعتبار عقل ودانش۔ فہم وفراست کے) ویسے ہی تھے جیسے خلیفہ عمر بن الخطاب اپنے زمانہ میں۔

امام بخاری کی ذہانت عموماً ضرب المثل ہے۔ یہاں تک کہ اُن کا اجمالی ذکر بھی آجاتا ہے۔ تو ساتھ ہی یہ صفت بھی ضرور بیان کی جاتی ہے۔ علامہ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں ان کا ترجمہ نہایت اختصار کے ساتھ لکھا ہے۔ تاہم اس فقرہ کو نہ چھوڑ سکے "وکان رأسا فی الذکاء رأسا فی العلم"۔ آپ ذکاوت اور علم میں سب سے فائق تھے۔

یہ بات عموماً رائج ہے کہ ہمارے مورخین تذکروں اور رجال کی کتابوں میں علماء کے حالات میں اُن کی تیزی ذہن۔ قوت حافظہ۔ بے نیازی۔ تواضع۔ قناعت زہد۔ اتقاء وغیرہ اس قسم کے اوصاف لکھتے ہیں۔ لیکن عقل۔ رائے۔ فراست۔

[1] معجم البلدان یاقوت حموی ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

تدبیر کا ذکر نہیں کرتے۔ گویا یہ باتیں دنیاداروں کے ساتھ مخصوص ہیں۔ اسی بات کو علامہ ابن خلدون نے اس پیرایہ میں لکھا ہے کہ "علما کا گروہ انتظام اور ریاست سے بالکل مناسبت نہیں رکھتا" اور یہ بالکل صحیح ہے۔ حالانکہ سچ پوچھئے تو علما میں ان اوصاف کی زیادہ ضرورت ہے۔ اسلام بخلاف اور مذہبوں کے دین کے ساتھ دنیوی انتظامات کا بھی مقنن ہے۔

خلفائے اولین کے حالات پڑھو۔ سیاست اور انتظام ملکی کے لحاظ سے تمام دنیا کے سلاطین اور فرمانرواؤں میں کون شخص ان کا ہم پایہ کہا جا سکتا ہے۔ بے شبہ اس خصوصیت کے اعتبار سے امام المحدثین تمام فرقوں کے علما میں ممتاز ہیں۔ کہ وہ مذہبی امور کے ساتھ دنیوی ضرورتوں کے بھی اندازہ داں تھے۔ گو سلاطین اور امرا سے کوسوں الگ رہتے۔ شاہی تعلقات سے انتہا درجہ متنفر رہتے۔ لیکن قیام عمارت سلطنت کے اعلیٰ سے اعلیٰ قوانین آپ نے احادیث و آثار سے مستنبط کر کے بتائے۔ صحیح بخاری کے وہ حصے جن میں معاملات کا بیان ہے کتاب السیر تک غور سے پڑھو اور باریک نگاہ سے دیکھو۔ حقیقت امر یہ ہے کہ جو نکات اور اعلیٰ ترین قوانین شرعیہ امام المحدثین نے صحیح صحیح حدیثوں سے استخراج اور استنباط کر کے صحیح بخاری میں ذکر کئے ہیں تمدن کی جان۔ اور سلطنت کی روح رواں ہے۔ اور حق یہ ہے کہ امام المحدثین ہی کی خداداد [1] ذہانت کا یہ حصہ تھا

---

[1] انسائیکلوپیڈیا جیوگرافیکل ڈکشنری مطبوعہ لندن ۱۸۹۴ء طبع ٹوماس ولیم بیل صاحب لکھتے ہیں کہ امام بخاری ہر مشہور مقنن گزرے ہیں۔ مذہب اسلام کے متعلق ان کا مجموعہ احادیث جو صحیح بخاری کے لقب سے مشہور ہے تمام احادیث میں سب سے بڑا سند سمجھا جاتا ہے۔ منقول از ایک آکٹرس مصنفہ اف اف آربتھنوٹ ام آر اے ایس مطبوعہ لندن ۱۸۹۰ء صفحہ ۳۹۔ امام بخاری اور ان کی صحیح کے متعلق اسی قسم کی ...

... شہادتیں حسب ذیل کتابوں میں بھی موجود ہیں۔ (۱) انسائیکلوپیڈیا آف اسلام جلد اول صفحہ ۷۸۳ و صفحہ ۷۸۴ (۲) انسائیکلوپیڈیا ... [illegible]

www.KitaboSunnat.com

ہم دیکھتے ہیں کہ جو قومیں آج ترقی پر ہیں ۔ جن کا ستارۂ اقبال اوج پر تاباں ہے ۔ امام المحدثین کے قوانین مستنبطہ کو گوگرد احمر سے بھی زیادہ عزت کی نگاہ سے دیکھتی ہیں ۔ جیسے جیسے تجربہ ان کو بتاتا جاتا ہے ۔ ان کا شغف بڑھتا جاتا ہے ۔ اور جس قدر اُن قوانین کی پابندی کی جاتی ہے ۔ سلطنت پُر امن ہوتی جاتی ہے اور تمدن ترقی پذیر ۔

معقول و منقول میں تطبیق دینی ۔ قوانین اسلامیہ کو قوانین عقلیہ کے مطابق کر کے دکھانا ۔ آج اعلیٰ درجہ کا کمال سمجھا جاتا ہے ۔ قوم کی قوم اس کی طرف متوجہ ہے ۔

علامہ ابن تیمیہ ۔ علامہ ابن حزم نے اس موضوع پر مستقل تصنیفیں لکھی ہیں ۔ اسلامی میگزینوں نے تو آج اس کا ٹھیکہ لیا ہے ۔ اور حقیقت میں یہی ایک موضوع ہے ۔ جو علم کلام کی روح رواں ہے ۔ اور اسلام کی کمال خوبی اسی میں ہے ۔ کہ اُس کے قوانین، قوانین عقل کے خلاف نہیں ۔ امام المحدثین کو یہ موضوع ہزار برس سے بھی پہلے خیال میں آیا تھا ۔ چنانچہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب شرح تراجم ابواب میں لکھتے ہیں ” وکثیرا ما یستخرج الآداب المفہومۃ بالعقل من الکتاب والسنۃ بنحو من الاستدلال والعادات الکائنۃ فی زمانہ صلی اللہ علیہ وسلم ومثل ہذا لایدرک حسنہ الا من مارس کتب الآداب واجال عقلہ فی میدان آداب قومہ ثم طلب لہا من السنۃ اصلا “

جہاں مورخین اور تذکرہ نویس امام المحدثین کے اور کمالات کا ذکر کرتے ہیں ۔ وہاں قوت حافظہ کا تذکرہ خصوصیت کے ساتھ علحدہ عنوان قائم

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کر کے لکھتے ہیں۔ اُن کی قوت حافظہ کے واقعات محدثین میں ضرب المثل ہیں۔ جب وہ صغیر السن تھے۔ تو ان کے اساتذہ اس خداداد قوت کو دیکھ کر کہتے۔ "یہ ہونہار لڑکا ہے" ایک روز احمد بن حفص نے آپ کے چہرہ کو دیکھ کر کہا۔ "ہذا یکون لہ صیت" ان کا ڈنکہ بجے گا۔ ایسے ہی ایک روز سلیمان بن حرب نے بھی کہا۔

امام ترمذی کہتے ہیں۔ کہ ایک روز امام بخاری۔ عبداللہ بن منیرؒ کے پاس بیٹھے تھے۔ جب امام بخاری اُٹھے تو عبداللہ بن منیر نے فرمایا "یا ابا عبداللہ جعلک اللہ زین ہذہ الامۃ" خدا تم کو اس امت کی زینت بنائے۔ امام ترمذی کہتے ہیں "خدا نے عبداللہ بن منیر کی دعا سُن لی اور حقیقت میں امام بخاری کو اس امت کے لئے موجب افتخار بنایا"

حاشد بن اسماعیل کہتے ہیں۔ کہ "امام بخاری ہمارے ساتھ شیوخ بصرہ کی درسگاہوں میں شامل ہوتے۔ لیکن لکھنے سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اس حالت میں کچھ دن گذر گئے۔ تو ہم نے اُن کو سمجھانا شروع کیا کہ آپ ناحق اپنا وقت ضائع کرتے ہیں۔ جب ہماری باتوں کو سنتے سنتے گھبرا گئے تو فرمانے لگے۔ قد اکثرتم علیّ۔ تم لوگ حد سے متجاوز ہو چلے۔ اچھا تم لوگوں نے جو کچھ لکھا ہے پیش کرتے جاؤ۔ لوگوں نے اپنے اپنے لکھے ہوئے اجزا نکالے۔ اور پڑھنا شروع کئے۔ جب لوگ سنا کر فارغ ہو چکے۔ تو امام صاحب نے پندرہ ہزار حدیثیں ان اجزا کے علاوہ پڑھ کر سنا دیں اور ہمارے لکھے ہوئے اجزا بھی سب دہرا گئے۔ یہاں تک کہ ہم نے اپنے اپنے

۱ے یہ سب مضامین الفوائد الدراری سے ماخوذ ہیں ۱۲ ۲ے بضم المیم وکسر النون وتحفۃ الباری آخرہ رام مقدمۃ الفتح ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لکھے ہوئے اجزا کی تصحیح آپ کے حفظ سے کر لی۔

ازہر سجستانی کہتے ہیں۔ کہ ہم لوگ امام سلیمان بن حرب کی درسگاہ میں حاضر ہوتے۔ اور ہمارے ساتھ محمد بن اسمٰعیل (بخاری) ہوتے۔ وہ صرف سن لیا کرتے لکھتے نہ تھے۔ بعض لوگوں نے اعتراض کیا کہ یہ کیوں نہیں لکھتے تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ جب بخارا جاتے ہیں تو یہاں (مکہ) کی لکھی ہوئی حدیثیں قلم بند کرتے ہیں۔ مجلس درس میں قلم بند کرنے کا دستور نہیں۔

سلیمان بن حرب[1] اپنے وقت کے بڑے پایہ کے امام، حافظ حدیث اور مکہ کے قاضی ہیں۔ شعبہ، جریر بن حازم جیسے ائمہ فن کے شاگرد ہیں۔ یحییٰ قطان۔ محمد ابن جعفر جیسے لوگ ائمہ جرح و تعدیل ان کے قدیم تلامذہ ہیں۔ حافظہ اس غضب کا تھا کہ دس ہزار حدیثیں روایت کیں اور ہاتھ میں کتاب نہ تھی۔

ابوحاتم کہتے ہیں کہ میں ایک بار شہر بغداد میں ان کی درسگاہ میں حاضر ہوا تو حاضرین درس کا تخمینہ چالیس ہزار تھا۔ ۲۲۴ھ میں وفات پائی۔ یہ امام بخاری کے شیخ ہیں۔ باوجود اس فضل و کمال کے امام بخاری سے فرماتے۔ بیّن لنا اغلاط شعبہ۔ مجھے شعبہ کی غلطیوں پر متنبہ کر دیا کرو۔ کسی نے حافظ ابوالعباس الفضل بن العباس سے (جو فضائل کے ساتھ مشہور ہیں۔ اور نہایت بلند پایہ محدث ہیں) پوچھا کہ دو شخصوں (امام ابوزرعہ اور امام بخاری) میں سے بڑا حافظ حدیث کون ہے؟ ابوالعباس نے

---

[1] الفوائد الدراری۔ ؏ خلیفہ مامون عباسی نے قاضی یحییٰ سے پوچھا کہ تم نے بصرہ میں کس کو چھوڑا۔ قاضی صاحب نے منجملہ اور مشائخ کے سلیمان بن حرب کا نام لیا اور بڑی تعریف کی۔ خلیفہ نے ان کو مکہ کا قاضی مقرر کر دیا۔ ۱۲ تہذیب التہذیب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہا۔ مجھ کو محمد بن اسماعیل بخاری سے ملاقات نہیں۔ مطلب یہ تھا کہ جس کو میں نے دیکھا ہی نہیں، اُس کے علم و فضل کا اندازہ کیونکر کر سکتا ہوں۔ اور دوسرے ذی علم کے ساتھ اُسے نسبت کیونکر دے سکتا ہوں (علامہ فضلک امام نسائی کے شیخ اور قعنبی کے شاگرد ہیں سنہ ۲۷۰ تک زندہ رہے)

علامہ فضلک کہتے ہیں کہ اتفاقاً حلوان اور بغداد کے درمیان میں مجھ سے اور امام بخاری سے ملاقات ہو گئی۔ میں اپنے عزم کو فسخ کر کے امام صاحب کے ہمراہ ہو لیا۔ اور ایک منزل تک برابر ساتھ رہا۔ اور بڑی سعی کی کہ امام کے سامنے ایسی حدیث پیش کروں، جس کو وہ نہ جانتے ہوں۔ آخر میں تھک گیا اور مجھے اس میں کامیابی نہ ہو سکی۔ لیکن ابوزرعہ کے سامنے ان کے سر کے بالوں کی تعداد میں ایسی حدیثیں گن دے سکتا ہوں جن کو وہ نہیں جانتے۔

امام ابوزرعہ بہت بڑے پایہ کے امام ہیں۔ امام ترمذی۔ امام نسائی۔ ابن ماجہ کے شیخ ہیں۔ اور امام المحدثین کے معاصر ۲۶۴ھ میں وفات پائی۔

امام احمد کہتے ہیں "ما جاوز الجسر احفظ من ابی زرعۃ" بغداد دارالخلافت کے پل سے ابوزرعہ سے بڑھ کر احفظ نہیں گزرا۔ صرف قرآن کے باب میں دس ہزار حدیثیں یاد تھیں۔

ابوالطیب حاتم بن منصور وہ شخص ہیں۔ کہ قوت حافظہ کے بارے میں ان کی اور حافظ ابوزرعہ کی محدثین نظیر دیا کرتے ہیں۔ وہ فرمایا کرتے "محمد بن اسماعیل آیۃ من آیات اللّٰہ فی بصرہ ونفاذہ فی العلم" یعنی امام بخاری البصیرت علمی اور

عہ خلاصہ ۱۲ عہ مقدمہ فتح الباری ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علوم میں تبحر کی وجہ سے خدا کی ایک نشانی ہیں۔
اس خداداد حافظہ اور ذکاوت اور کمالِ بصیرت کی وجہ سے آپ کے شیوخ آپ کا بہت احترام کرتے بعض شیوخ اُن کے سامنے درس دینے سے رکنے لگے۔
شروح الفیہ۔ شروح بخاری۔ کتب تواریخ۔ مقدمۃ الفتح، تمییز المشکل۔ تہذیب الاسماء۔ طبقات کبریٰ للسبکی۔ طبقات حنابلہ۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں وغیرہ ان کے علاوہ بہت سی کتابوں میں امام المحدثین کی قوتِ حافظہ و مبصریت کی جانچ کا ایک واقعہ لکھا ہے۔ جو امام صاحب کو دار الخلافت بغداد میں پیش آیا تھا۔ اس امتحان کا قصد علمائے بغداد نے اس وجہ سے کیا تھا کہ امام صاحب کی قوتِ حافظہ اور مبصریت فی الحدیث کے عجیب و غریب قصے اسلامی دنیا میں نہایت زور و شور سے پھیل چلے تھے اور شہرت پکڑتے جاتے تھے۔
امام المحدثین دار الخلافت بغداد میں پہنچے۔ جو اُن دنوں خلفائے بنی عباس کی علمی قدر دانیوں کی وجہ سے اسلامی علوم کا مرکز بنا ہوا تھا۔ بغداد کی علمی ترقی کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ خلیفہ ہارون اور مامون جیسے جامع کمالات اور شائق علوم بغداد کی علمی ترقی کو اوج کمال تک پہنچانے والے تھے۔
مسلم بن ابراہیم کہتے ہیں۔ کہ "میں نے آٹھ سو شیوخ سے فن حدیث حاصل کیا۔ اور باوجود شیوخ کی اس کثرت کے میں پل اُتر کر نہیں گیا۔ یعنی ایک ہی شہر (بغداد) میں آٹھ سو اساتذہ حدیث اُن کو ایسے مل گئے جو شیخ کا لقب حاصل کر چکے تھے۔ متکلمین۔ محدثین۔ فقہا تمام اطرافِ عالم سے سمٹ کر بغداد میں جمع ہو گئے تھے۔ اور بنی عباس کی خلافت کو ایک معتدبہ زمانہ گذر چکا تھا۔ علوم اسلامیہ پر کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موقوف ہے۔ بغداد تمام اہل کمال کا ملجا و ماویٰ تھا۔ ایک مرتبہ صرف اُن طبیبوں کا شمار کیا گیا تھا۔ جن کو سند طبابت عطا کی گئی تھی۔ تو اُن کی تعداد نو سو تھی مزید برآں وہ اطبا اس شمار سے خارج ہیں۔ جو بوجہ شہرتِ فضل و کمال امتحان سے مستثنیٰ رہے۔ یا جن کو سرکارِ خلافت میں تعلق حاصل تھا۔ خدا کو علم ہے کہ ایسے طبیب کتنے ہوں گے۔ اور ان کی تعداد نو سو کی عدد کو کہاں تک بڑھا دیتی۔ قیاس کی آنکھیں دیکھ سکتی ہیں کہ جس شہر میں نو سو سے زیادہ سند یافتہ طبیب ہوں گے۔ اُس میں کتنے محدث ہوں گے اور کس قدر ادیب و مہندس۔ امام بخاری کا بایں شہرت دار الخلافت بغداد میں تشریف لے جانا کوئی معمولی بات نہ تھی امام صاحب کے حفظ۔ اتقان۔ بصیرت۔ ذکاوت کی جانچ کے لیے۔ گویا تمام دار الخلافت کے محدثین نے اتفاق کر کے یہ ترکیب سوچی۔ کہ سو حدیثوں کو لے کر اس طرح الٹ پلٹ کیا کہ ایک حدیث کی سند دوسری حدیث کے متن میں ملا دی۔ اسی طرح پوری سو حدیثوں کی سند اور متن کو خلط ملط کر کے دس آدمیوں کے حوالہ کیا اور ایک مجمعِ عام میں امتحان کی ٹھہری۔ شہر بھر کے اہلِ کمال جمع ہوئے۔ شہر اُمڈ آیا پہلے آدمی نے دس حدیثوں میں سے ایک حدیث پڑھی۔ امام صاحب نے فرمایا "لا ادری" مجھے نہیں معلوم۔ پھر دوسری حدیث پڑھی۔ امام صاحب نے وہی لا ادری فرمایا۔ یہاں تک کہ پہلے شخص نے اپنی غتربود کی ہوئی دسوں حدیثوں کو سنا دیا۔ اور امام صاحب وہی لا ادری کا جملہ دہراتے رہے۔

دوسرا کھڑا ہوا۔ اُس نے بھی ایک ایک کر کے اپنی دسوں حدیثوں کو پیش کیا۔ اسی طرح یکے بعد دیگرے دسوں نے مل کر سو حدیثوں کو پورا کیا اور امام صاحب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا وہی ایک جملہ لاادری کل حدیثوں کے جواب میں تھا۔ جب اس طرح سو حدیثیں پوری ہو چکیں۔ تو مجمع میں جو لوگ امام صاحب سے ناواقف اور اس فن سے نابلد تھے اُن کی باہم چشمک ہونے لگی۔ اور یہ خیال خام ان کے دلوں میں پکنے لگا کہ امام بخاری عاجز رہ گئے۔ اور اُن کے حافظہ۔ مبصریت۔ کمالات علمی کے جس قدر افسانے سنے گئے ہیں۔ غلط ہیں۔ لیکن جو لوگ آپ کے فضل وکمال سے کسی قدر واقف تھے بول اُٹھے فہم الرجل۔ امام ہماری اس ترکیب کو سمجھ گئے۔ امام المحدثین اسی وقت کھڑے ہو کر پہلے سائل کی طرف مخاطب ہوئے۔ اور اُس کے سوالات کی پہلی حدیث پڑھ کر فرمایا۔ اما حدیثک الاول فہذا الاسناد خطأ وصوابہ کذا۔ یعنی تمہاری پہلی حدیث جس سند سے تم نے بیان کی تھی غلط تھی۔ اُس کی اصل سند یہ ہے۔ اسی طرح دوسری حدیث تیسری حدیث یہاں تک کہ دسوں حدیثوں کو اُسی کی ترتیب سے پڑھ کر غلط کو صحیح سے الگ کر دیا۔ اسی طرح دوسرے۔ تیسرے چوتھے حتی کہ دسوں سائلین کی پوری سو حدیثوں کو بہ ترتیب سوال پڑھ کر سنا دیا اور اُن کی سندوں کو صحیح کر دیا۔ اس خداداد حافظہ و ذکاوت و تبحر کو دیکھ کر اہل بغداد حیرت میں آگئے۔ اور آپ کے کمالات کا سب کو ایسا ہی یقین ہو گیا جیسا کہ آفتاب نکلنے پر دن کا۔

صاحب مرقاۃ لکھتے ہیں فہر الناس عند ذالک واذعنوا لہٗ[عہ]۔ مبصرین فن اور اہل کمال کے نزدیک غلط سندوں کو صحیح کر کے بتا دینا اگرچہ بڑا کمال ہے لیکن سب سے زیادہ تعجب خیز بات اس امتحان میں یہ ہوئی کہ ان سو غلط اسنادوں کو جو

عہ یعنی لوگ حیرت میں ہو گئے اور امام بخاری کے کمالات کا یقین ہو گیا۔ ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوالوں میں پیش کی گئی تھیں۔ امام المحدثین نے ایک ہی بار سنا تھا لیکن جس ترتیب سے سنا تھا۔ اسی ترتیب سے ان سب کو پڑھ کر دہرا دیا۔ اور فرمایا کہ تمھاری یہ سب سندیں ان متنوں کے ساتھ غلط ہیں۔ فلاں متن کی فلاں سند صحیح ہے اور فلاں متن کی فلاں سند۔

اسی طرح امام بخاری جب سمرقند پہنچے۔ اُس وقت سمرقند میں چار سو محدث ایسے کامل الفن موجود تھے جو مرجع خلائق خیال کئے جاتے تھے۔ امام المحدثین کی مہارت اور تبحر علمی کی خبر ان کو پہلے سے پہنچ چکی تھی۔ اور ان کے کان اس صدا سے بھر چکے تھے اہل سمرقند نے اتفاق کر کے نو دن تک بڑا مجمع کیا۔ اور امام المحدثین کے مغالطہ دینے میں ساری قوت صرف کر ڈالی اہل شام کی حدیثوں کو عراقیوں کی اسانید میں۔ اور اہل عراق کی سندوں کو شامیوں کی حدیث میں ملا دیا۔ حجاز کے متنوں کو یمنیوں کی سندوں میں خلط ملط کر کے امام المحدثین پر پیش کی۔ لیکن امام المحدثین نے ساری غلطیوں کی قلعی کھول دی اور نہ کہیں سند میں چوکے نہ متن میں۔ آخر اہل سمرقند عاجز آگئے اور آپ کے خداداد حافظہ اور مہارت کے آگے ان کے سر خم ہو گئے۔

ملا علی قاری لکھتے ہیں " فما استطاعوا اہل سمرقند مع ذلک ان یتعلقوا علیہ بسقطۃ لافی اسناد ولافی متن " امام المحدثین خود فرماتے ہیں کہ " ایک روز میں نے حضرت انس صحابی کے شاگردوں کا شمار کیا۔ تو تین سو شاگرد حضرت انس کے ایک لمحہ میں مجھے یاد آ گئے "

وراق کہتے ہیں کہ " ایک روز امام بخاری نے رات میں احادیث شمار کرنی شروع

عہ مقدمۃ الفتح ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی۔ تو دو لاکھ حدیثوں کو شمار کیا۔ جو انھوں نے اپنی مختلف تصانیف میں داخل کی تھیں اور فرمایا کہ اگر مجھ سے کہا جائے۔ تو میں ابھی بیٹھ کر صرف ایک سناد کے متعلق دس ہزار حدیثیں روایت کر سکتا ہوں[۱]۔

وراق کہتے ہیں کہ[۲] امام بخاری رح نے کتاب الہبہ لکھی جس میں انھوں نے پانسو حدیثیں روایت کیں حالانکہ وکیع کی کتاب الہبہ میں صرف دو یا تین حدیثیں مسند ہیں۔ اور ابن المبارک کی کتاب الہبہ میں صرف پانچ یا چھ "

ابوبکر کلوذانی کہتے ہیں[۳] "میں نے محمد بن اسماعیل جیسا آدمی نہیں دیکھا جو کتاب کو اٹھا کر ایک نظر دیکھتے یاد کر لیتے "

درس و افتا اور تصنیف زندگی

جس بات نے مسلمانوں کو اس پر مجبور اور آمادہ کیا کہ امام المحدثین کو مسند درس پر بٹھا کر ان سے استفادہ کریں۔ وہ قوت اجتہاد میں کمال اور علم رجال سے کامل واقفیت فن حدیث کے نکات سے کمال آگاہی تھی۔ اور حدیثوں کی علل غامضہ (جس کے قریب تک بڑے بڑے ماہرین فن کے ذہن نہیں پہنچ سکتے تھے) میں تبحر تھا۔ ان کے علاوہ خدا داد حافظہ۔ اور ذکاوت و فقاہت نے اس پر اور بھی رنگ چڑھایا تھا۔ کہ آپ کے حافظہ سے لوگ کتابوں کی صحت کرتے۔ فقاہت کے عجیب و غریب کارنامے صحیح بخاری کے تراجم ابواب سے واضح ہیں۔ اس کا اجمالی بیان حصہ دوم میں آتا ہے۔

حاشد بن اسماعیل کہتے ہیں[۴]۔ کہ اہل علم امام بخاری کے پیچھے پڑے تھے۔ یہاں تک کہ

---

[۱] الفوائد الدراری ۱۲ [۲] مقدمہ فتح الباری ۱۲ [۳] طبقات کبری ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کو روک کر مجبور کرتے۔ اور راہ میں بٹھا کر ان سے حدیثیں لکھتے۔ اور ہزاروں ہزار کا مجمع ہو جاتا۔ حالانکہ ابھی آپ سبزہ آغاز بھی نہ ہوئے تھے۔ وکان شابا لم یخرج وجھہ۔ ابوبکر بن العباس الاعین[1] کہتے ہیں۔ کہ ہم نے امام بخاری سے امام فریابی کے دروازہ پہ حدیث لکھی۔ حالانکہ وہ بہت کم سن تھے۔ امام فریابی کی وفات سنہ ۲۱۲ھ ہجری میں ہے۔ اس حساب سے امام بخاری کا سن اُس وقت سترہ خواہ اٹھارہ برس کا ہوگا۔ اس کم سنی پہ بھی لوگ امام المحدثین کو درس دینے پر مجبور کرتے تھے۔ اور بڑی سعی اور سفارش کی جاتی تھی کہ امام بخاری مسندِ درس کو مزین فرمادیں۔ لیکن امام المحدثین انکساری کو راہ دیتے

امام المحدثین کے شاگرد وراق محمد بن ابی حاتم کہتے ہیں۔ کہ مجھ سے امام المحدثین نے فرمایا کہ میں درس دینے کے لئے اُس وقت تک نہیں بیٹھا۔ جب تک صحیح حدیثوں کو سقیم سے امتیاز نہیں کرلیا۔ اور اہل الرائے کی کتابوں کو بالاستیعاب مطالعہ نہیں کرلیا اور بصرہ کی کل حدیثوں کا استقصا نہیں کرلیا۔ صحیح حدیثوں کو سقیم سے امتیاز کرنا جیسا مشکل امر ہے مخفی نہیں۔ اس کے لئے کتنے فنون کی تکمیل ضروری ہے۔ علم تاریخ۔ انساب موالید۔ وفیات۔ حدیثوں کے عللِ غامضہ پہ عبور۔ مراتب جرح و تعدیل کی شناخت اور قوت اجتہادیہ میں کمال۔ انھیں کمالات کی وجہ سے امام المحدثین کے شیوخ تمامتر امام المحدثین سے حدیث لینے کی لوگوں کو ترغیب دیتے۔ امام اسحاق بن راہویہ فرماتے۔

یا معشر اصحاب الحدیث انظروا الی ہذا الشاب وخذوا عنہ فانہ لو کان فی زمن الحسن البصری لاحتاج الیہ لمعرفتہ بالحدیث وفقہہ۔ یعنی اے جماعت حدیث والوں کی دیکھو اس نوجوان (امام بخاری) سے فن حدیث لو۔ کیونکہ اگر یہ نوجوان امام حسن بصری کے زمانے میں

---

[1] تہذیب الاسماء واللغات ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی ہوتا۔ تو وہ بھی اس کے (علم کے) محتاج ہوتے۔ اس وجہ سے کہ اس کو حدیث و فقاہت میں بصیرتِ کاملہ ہے۔ جب امام المحدثین نے درس دینا شروع کیا۔ اور اُن کے درس کی شہرت ہوئی۔ تو درس گاہ میں اس قدر ہجوم ہوتا کہ تل دھرنے کی جگہ نہ ملتی۔ امام المحدثین نے مختلف مقامات میں درس دیا ہے۔ کبھی بصرہ۔ کبھی بغداد کبھی بخارا لیکن اخیر عمر میں برابر بخارا میں درس دیتے رہے۔

امام المحدثین کے تلامذہ کا سلسلہ غیر محدود نظر آتا ہے۔ دنیائے اسلام کا کوئی حصہ ایسا نہیں ہے۔ جہاں آپ کے تلامذہ کا اثر سلسلہ بہ سلسلہ نہ پہنچا ہو۔

امام فربری کہتے ہیں کہ امام المحدثین سے بلاواسطہ نوے ہزار محدثین نے صرف صحیح بخاری سنی۔ امام المحدثین کی درسگاہ میں امام صاحب کے قدیم شیوخ آکر زانوئے تلمذ تہ کرتے۔ اور امام المحدثین کی تقریریں ضبط کرتے۔ محدثین و مورخین نے اُن تلامذہ کی فہرست علٰحدہ قائم کی ہے۔ جو پہلے امام المحدثین کے شیوخ تھے۔ اور جب امام المحدثین نے مسندِ درس کو مزین کیا۔ تو اُن لوگوں نے تلمذ اختیار کیا۔ اور برابر امام المحدثین سے استفادہ کرتے۔ اور اُن کے حلقۂ درس میں آکر حاضری دیتے رہے۔

عبداللہ بن محمد المسندی، عبداللہ بن منیر، اسحاق بن احمد السرماری، محمد بن خلف، ابن قتیبہ، وغیرہ بڑے پایہ کے لوگ ہیں۔ اور خود بڑے صاحبِ کمال ہیں۔ لیکن امام صاحب کے نکات حدیثیہ اور تدقیقاتِ فقہیہ کے ضبط

ا بغداد۔ بصرہ۔ بخارا۔ حجاز کے علاوہ طرطوس بلخ بھی امام بخاری کے درس کے ممنون ہیں ۱۲ مقدمہ قسطلانی تقیید المہمل و طبقات کبریٰ ۱۲ ۲ مقدمہ فتح الباری ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے ان کو چارہ نہ تھا۔

امام المحدثین کے وہ اقران جن کو امام المحدثین سے ہمسری کا دعویٰ تھا۔ لیکن امام المحدثین کے فضل وکمال کو مان کر اُن کے حلقۂ درس میں آکر مستفید ہوئے۔

امام ابوزرعہ رازی، ابوحاتم رازی، ابراہیم الحربی، ابوبکر بن ابی عاصم، موسیٰ بن ہارون حمال، محمد بن عبداللہ مطین، اسحاق بن احمد بن زیرک الفارسی، ابوبکر محمد بن اسحاق ابن خزیمہ، قاسم بن زکریا۔ محمد بن عبداللہ الحضرمی، صاحب المعارف محمد بن قتیبہ[1] ابوبکر الاعین، جیسے لوگ علم الرجال۔ فن تاریخ۔ فن حدیث۔ فن تعدیل وجرح کے امام مانے جاتے ہیں۔ علامہ ذہبی نے ان کے مستقل تراجم لکھے ہیں۔ امام المحدثین کی تحقیقات کے دلدادہ تھے۔ حلقۂ درس میں آکر امام صاحب کی تقریروں کو لکھتے۔

امام المحدثین کے وہ تلامذہ جن کی آج عالم میں بڑی شہرت ہے۔ جو فنون اسلامیہ کے رکن مانے جاتے ہیں۔ جن کی روایتوں اور حدیثوں پر اسلامی مسائل کا بڑا دارومدار ہے۔

امام مسلم بن حجاج صاحب الصحیح۔ امام ابوعبدالرحمن نسائی صاحب سنن المجتبیٰ، امام ابوعیسیٰ ترمذی صاحب الجامع، امام محمد بن نصر مروزی صاحب تالیفات، امام دارمی، امام ابن خزیمہ فقیہ صاحب الصحیح، وغیرہ ہیں۔ یہ تلامذہ بڑے بڑے پایہ کے محدث اور فقیہ ہیں۔ خاتمہ میں مشہور تلامذہ کی تفصیل آتی ہے انشاء اللہ الرحمن

اگرچہ امام المحدثین تحصیل ہی کے زمانہ سے فتویٰ دینے پر مجبور کئے گئے۔ اور ان کے سامنے ان کے اساتذہ بھی فتویٰ دینے سے رکتے اور انھیں کی طرف اشارہ کرتے لیکن تحصیل کے بعد جب سے بخارا میں درس دینا شروع کیا۔ تو درس کے ساتھ

---

[1] مقدمہ فتح الباری ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

افتاء کا کام بالاستقلال برابر جاری تھا۔ اور گو ان کے تلامذہ نے ان کے فتاوے کو جو مختلف اوقات میں ان سے پوچھے گئے مستقل تالیف میں علیحدہ جمع کرنے کا التزام نہیں کیا۔ لیکن صحیح بخاری کے تراجم ابواب کو ان کے فتاوی کی مستقل تصنیف خیال کرنا چاہیے۔ جو مسئلہ ان پر پیش کیا جاتا۔ قرآن سے یا حدیثوں یا آثار صحابہ سے ثابت کرتے۔ استدلال میں اکثر ایسا دقیق اور لطیف پیرایہ ہوتا کہ معمولی دل و دماغ کا آدمی مشکل سے سمجھتا۔ اور جب دلیل نہ ملتی تو سکوت فرماتے۔ اسی لئے کچھ تراجم ابواب صحیح بخاری میں حدیث یا آیت یا آثار صحابہ سے خالی ہیں اور بعض میں صرف قرآن کی آیت اور بعض میں آثار صحابہ ہی ہیں۔ ناسخین نے بیاض نہیں چھوڑے بلکہ ملا کر لکھ دیا۔ اس لئے تراجم ابواب میں پیچیدگی زیادہ بڑھ گئی۔ ورنہ بہت آسانی تھی۔ امام المحدثین نے خود قضایائے صحابہ و تابعین کے جمع کرنے کا التزام ابتدا ہی میں کیا۔ اور انھیں سے زیادہ کام لیتے رہے۔ اس لئے کہ امام صاحب کے خیال میں مسائل قیاسیہ سے احادیث نبوی یا قضایائے صحابہ پر نقض وارد کرنا اور ہر ہر مسئلہ میں اپنی ایک مستقل رائے رکھنی یہی وہ چیز ہے جس کو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لغزش کی نگاہ سے دیکھتے۔

یہ مکرر گذر چکا ہے کہ امام المحدثین کے درس و افتاء کے زمانہ سے کہیں پہلے سے تمام خراسان بلکہ عراق عجم پر اہل الرائے کا غلبہ ہو گیا تھا۔ ان کو اپنے اساتذہ کے اقوال اور قیاسات پر بہت سخت جمود تھا۔ وہ اپنے اساتذہ کے مقابل میں صحابہ کو بھی کم لگاتے (اس کی مزید تفصیل حصہ دوم میں آتی ہے۔) اور بخارا وغیرہ میں اہل الرائے کا ایسا قوی اثر تھا کہ دوسرے لوگوں کو بولنا مشکل تھا۔ لیکن امام صاحب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے اس کی مطلقاً پرواہ نہ کی۔ کیونکہ ان کی طبیعت فطرۃً حق گوئی میں بے باک واقع ہوئی تھی۔ انھوں نے صحیح بخاری میں اہل الرائے پر جس طرح تعریضات کی ہیں مخفی نہیں۔ مدتوں بخارا میں صحیح بخاری کا درس دیتے رہے۔ بالآخر اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ ان کے لئے والی ملک سے سازش کی گئی۔ اور یہ حکم صادر کرایا گیا کہ وہ فتوے دینے کا منصب نہیں رکھتے اور قصہ یہ مشہور کیا گیا کہ امام بخاری نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ ایک بکری کا دودھ دو لڑکے پی لیویں تو رضاعت ثابت ہوجاتی ہے۔ حالانکہ اس فتویٰ کے ناقل بجز اہل الرائے کے دوسرے لوگ نہیں ملتے۔ اور اُن کو جو تعصب دوسروں سے تھا وہ ظاہر ہے۔ محدثین کی ایذا رسانی میں اُن کو خاص قسم کا مزہ آتا اس لئے اس واقعہ کے صدق پر کیونکر اعتماد کیا جاسکتا ہے اور کونسا قرینہ ہے کہ امام صاحب نے ایسا فتوی دیا اور فقہائے اہل الرائے نے جھوٹ تصنیف کر کے اُن کی طرف نسبت نہیں کی ہوگی۔ جبکہ وہ امام شافعی کی شان میں جھوٹی حدیثیں تصنیف کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف قال رسول اللہ کے ساتھ نسبت کر دیتے ہیں۔ [عـہ]

اگر دو منٹ کے لئے بفرض محال یہ تسلیم کرلیں کہ امام المحدثین نے ایسا فتویٰ دیا بھی ہو تو وہ اس جرم میں فتویٰ دینے کے منصب سے برخاست کیوں معزول کرائے گئے۔ حالانکہ تم فقہائے اہل الرائے کے فتاوی اُٹھا کر دیکھو۔ ان میں ایسے ایسے مسائل ملتے ہیں۔ جن کو دیکھ کر سخت حیرت ہوتی ہے کہ اہل الرائے نے ایسے

عـہ وہ موضوع حدیثیں جن کو اہل الرائے نے گھڑ کر رسول اللہ صلعم کی طرف منسوب کر دی ہیں۔ ان کا وضع کرنا خود اہل الرائے کو مسلم ہے ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاوی اور مسائل بتائے ہوں گے۔ لیکن اس پر بھی وہ کبھی اس منصب سے معزول نہیں کئے گئے کیوں؟ اس لئے کہ المجتہد یخطی ویصیب۔

فاضل لکھنوی مولانا عبدالحی الفوائد البہیہ میں لکھتے ہیں۔

وہی حکایۃ مشہورۃ فی کتب اصحابنا۔ ذکرہا ایضاً صاحب العنایۃ وغیرہ من شراح الہدایۃ۔ لکنی استبعد وقوعہا بالنسبۃ الی جلالۃ قدر البخاری ودقۃ فہمہ وسعۃ نظرہ وغور فکرہ مما لا یخفی علی من انتفع بصحیحہ وعلی تقدیر صحتہا فالبشر یخطی۔

فاضل لکھنوی نے اس عبارت میں تین جواب دئے ہیں

پہلا جواب

یہ قصہ صرف ہماری (حنفیوں) کتابوں میں مشہور ہے۔ لیکن اس کا ناقل دنیا کا کوئی مورخ نہیں حالانکہ امام بخاری کی سوانح عمری مختصر اور مطولا سعد سے بالا کتابوں میں لکھی گئی ہے۔

دوسرا جواب

امام المحدثین (بخاری) کی نسبت ایسا واقعہ بعید الوقوع ہے۔ کیونکہ امام بخاری کی جلالت قدر۔ دقت فہم۔ وسعت نظر۔ ان کا غور و فکر ایسے شخص پر کسی طرح پوشیدہ نہیں ہو سکتا جس نے ان کی صحیح بخاری کو سمجھا اور اس سے نفع اٹھایا ہو۔ پھر کیونکر خیال کیا جا سکتا ہے کہ ایسا فتوی امام المحدثین جیسے شخص نے دیا ہوگا۔

تیسرا جواب

اچھا مان لو کہ انہوں نے ایسا فتوی دیا ہو۔ لیکن یہ بتاؤ کہ خطا مجتہد ...

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے ہوتی ہے یا نہیں۔ (المجنہد یخطی و یصیب) ۵

منکراں چوں دیدۂ شرم وحیا برہم زنند ٭ تہمت آلودگی بر دامن مریم نہند

عظیم آباد کے بعض کوتاہ بینوں نے اس واقعہ کی (جس کی حقیقت معلوم ہو چکی) آج کل بڑی شہرت دی ہے اور خوب چمکایا ہے۔

وفات شب عید الفطر وقت عشا ۲۵۶ھ

خالد بن احمد ذہلی۔ حاکم بخارا کی درخواست نامنظور کرنے کا واقعہ اجمالاً مذکور ہو چکا ہے۔ آپ نے اُس کی درخواست نامنظور کر دی، تو حاکم شہر کو یہ بات آداب شاہی اور حکومت کی شان و شوکت کے خلاف معلوم ہوئی۔ اس سے اُس کو سخت برہمی پیدا ہوئی۔ حکومت کے زور پر تو وہ آپ کا کچھ کر نہ سکا۔ تب اس کے لئے اُس نے یہ تدبیر سوچی کہ حریث بن ورقا[1]، اور اسی طرح کے چند اشخاص کو اس بات

---

[1] یہ شخص شہر بخارا کے مشہور اور بڑے فقہائے حنفیہ میں شمار کیا جاتا ہے[2]۔ فقہائے حنفیہ کو (جن کی معراج علمی قیاس تک محدود تھی۔ جو اپنے ائمہ کے اقوال یا قواعد مخترعہ کو وحی آسمانی تصور کر کے اسی پر استخراج مسائل کی بنا رکھتے اور اپنے ائمہ کے مقابل میں کسی کو نہیں لگاتے تھے) محدثین سے خاص قسم کی پرخاش تھی۔ ابو حفص کبیر علمائے حنفیہ میں بڑے مشہور اور مستند شخص ہیں۔ اور امام بخاری کے ہم عصر ہیں۔ ان کے زمانہ میں ایک شخص مذہب حنفی یعنی رائے و قیاس کو چھوڑ کر امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے لگا۔ اور رفع الیدین کرنے لگا۔ شیخ ابو حفص کو اس کی خبر ہو گئی۔ تو وہ سخت غضبناک ہوئے اور اُس کے بارے میں سخت و سست کہنے لگے، اور بادشاہ سے جا کر کہا۔ بادشاہ نے جلاد کو حکم دیا کہ بر سر بازار اُس کے دُرّے لگائے جائیں۔ آخر کار کچھ لوگ (رحم کھا کر) شیخ موصوف کے پاس آئے۔ اور اُس کے بارے میں سعی سفارش کی اور اس کو لا کر اُن کے حضور میں حاضر کیا اور اس سے توبہ کی تو اس سے عہد و پیمان لے کر (گویا از سر نو مسلمان کر کے) چھوڑا تب اس کی جان بچی (فتاوی حمادیہ و تاتارخانیہ) صفحہ ۱۸۳۔ [2] طبقات کبری ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر مامور کیا کہ آپ پر کوئی الزام قائم کریں جس سے عوام کے قلوب پر خاص اثر پڑے۔ اور آپ کے تبحر علمی اور تقدس کا سکہ جو تمام مسلمانوں کے قلوب پر چھا ہوا ہے۔ اس الزام کے ذریعہ اٹھا کر مسلمانوں کے قلوب کو آپ سے پھیر دیں ان لوگوں نے امام المحدثین پر یہ تہمت قائم کی کہ آپ قرآنی الفاظ کے مخلوق ہونے کے قائل ہیں۔ اس غلط الزام کی عام طور پر شہرت دی گئی۔ جب شہر میں ایک ہنگامہ مچ گیا۔ تو آپ کو شہر چھوڑ دینے کا حکم دیا گیا۔ آپ نے شہر سے نکلنے کے وقت بد دعا دی۔ اللھم ارھم ماقصدونی بہ فی انفسھم واولادھم بارخدایا جس بات کا مجھ پر ان لوگوں نے ارادہ کیا تو وہی بات ان کو انھیں کی ذات اور اولاد میں دکھا۔" چند روز کے بعد اس دعا کا یہ اثر مرتب ہوا۔ کہ خالد بن یحییٰ حاکم بخارا کے بارے میں طاہریوں کی طرف سے (جو اس وقت خراسان پر حکمران تھے) یہ حکم پہنچا کہ خالد بن یحییٰ کو گدھے پر بٹھا کر تشہیر کی جائے اور بعد تشہیر قید کیا جائے۔ انجام یہ ہوا کہ قید خانہ ہی میں بعد چندے مر گیا ؎

دیدی کہ خونِ ناحق پروانہ شمع را ✣ چنداں اماں نداد کہ شب را سحر کند

ان مفسدین میں سے ہر ایک شخص کسی نہ کسی آفت میں مبتلا ہوا۔ کسی کو اپنی جان میں روز بد دیکھنا پڑا۔ کسی کو اپنی اولاد میں۔ حریث بن ورقا کو اپنے گھر والوں میں وہ ذلت اٹھانی پڑی جو قابل بیان نہیں۔

امام صاحب بخارا سے نکل کر بیکند پہنچے۔ چونکہ اس بہتان کی تشہیر میں کوئی دقیقہ کوشش کا باقی نہیں رکھا گیا تھا۔ اس کی خبر بیکند میں پہلے ہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے پہنچ چکی تھی۔ بیکند کے لوگ دو فریق ہو گئے۔ ایک فریق امام بخاری کو اس الزام سے بری جانتا تھا۔ دوسرا مفسدین کا شریک تھا۔ امام بخاری نے اس اختلاف کی وجہ سے وہاں ٹھہرنا نامناسب جانا۔ اس درمیان میں سمرقند کے لوگوں کو امام بخاری کے بیکند تشریف لانے کی خبر پہنچ گئی۔ سمرقندیوں نے آپ کی خدمت میں درخواست کی کہ سمرقند تشریف لاکر مسند درس کو مزین فرما دیں۔ آپ نے درخواست منظور فرمائی اور سمرقند کی جانب روانہ ہوئے۔ سمرقند کے قریب ایک بستی میں جس کا نام خرتنک تھا اپنے ایک قرابت کے مکان پر فروکش ہوئے۔[۱]

عبدالقدوس بن المختار[۲] کہتے ہیں کہ "خرتنک پہنچ کر ایک روز میں نے ان کو تہجد کی نماز کے بعد دعا کرتے سنا کہ خدایا! تیری زمین باوجود کشادہ ہونے کے مجھ پر تنگ ہو گئی ہے۔ مجھے اپنے پاس بلا لے۔ خدا نے یہ دعا قبول کر لی۔ اور چند روز کے بعد ہی آپ نے وفات پائی۔ غالب بن جبریل (جن کے یہاں امام بخاری مقیم تھے) کہتے ہیں چند روز تک امام بخاری میرے مکان پر صحیح و تندرست تھے۔ آخر بیمار ہو گئے۔ اسی حالت میں سمرقندیوں کی طرف سے درخواستیں آنی شروع ہوئیں۔ اور بہت زور دیا گیا۔ کہ آپ سمرقند تشریف لے جائیں۔ انھوں نے حالت مرض ہی میں جانا منظور فرما لیا لیکن جب ان کو یہ خبر معلوم ہوئی کہ بخارا کا فتنہ سمرقند میں بھی پہنچ گیا۔ اور بیکند کی طرح سمرقند میں بھی دو جماعتیں ہو گئی ہیں ایک مخالف، دوسری موافق، تو انھوں نے اپنے لئے دعا فرمائی۔ کہ خدایا! مجھے اپنے پاس بلا لے۔ مجھ پر تیری زمین باوجود کشادہ ہونے کے تنگ

[۱] مقدمہ فتح الباری ۱۲ [۲] ایضا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوگئی ہے، اختلاف کے بعد سمرقند والوں نے اس بے بنیاد تہمت کے غلط ہونے پر اتفاق کیا، اور آپ کے سمرقند لے جانے پر بہت زور دیا، آپ نے سواری طلب کی اور چلنے کے لئے تیار ہو گئے۔ موزے پہنے، عمامہ باندھا، میں اور ایک دوسرے آدمی نے مل کر اُن کے دونوں بازو تھامے۔ سواری کی طرف پندرہ بیس قدم بڑھے ہوں گے، کہ فرمایا مجھے چھوڑ دو مجھ میں ضعف بڑھتا جاتا ہے۔ ہم نے آپ کو چھوڑ دیا آپ نے دستِ مبارک اٹھا کر کچھ دعائیں کیں اور لیٹ گئے۔ آپ کے جسم سے بے انداز پسینا جاری ہو گیا، یہاں تک کہ آپ نے شب عید الفطر ۲۵۶ھ کو تیرہ دن کم ۶۲ برس کی عمر میں وفات[1] پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

روح پرواز کر جانے کے بعد بھی برابر جسم سے پسینہ جاری رہا۔ یہاں تک کہ غسل دے کر کفن میں لپیٹ دیئے گئے۔ کچھ لوگ سمرقند لے جانے کے خواہاں ہوئے اور تدفین کی جگہ میں اختلاف ہوا، لیکن بعد اختلاف اسی پر اتفاق ہو گیا کہ اسی موضع خرتنک میں دفن کئے جائیں۔ عید الفطر کے دن بعد نماز ظہر دفن کر دیئے گئے۔ اور اس طرح وہ آفتابِ عالمتاب احادیث رسول اللہ کا خادم، تمام دنیا کے مسلمانوں کا محسن حاملِ علومِ نبویہ خاک میں چھپ گیا اور دنیا میں تاریکی چھا[2] گئی۔

ایک شاعر نے دلچسپ اختصار کے ساتھ امام صاحب کا سالِ ولادت، و سالِ وفات اور تعداد سن ذیل کے دو شعروں میں یوں نظم کیا ہے ؎

کان البخاری حافظاً و محدثا	جمع الصحیح مکمل التحریر
میلاده صدق (۱۹۴) و مدة عمره	فیها حمید (۶۲) و انقضی فی نور (۲۵۶)

---

[1] تذکرۃ الحفاظ ۱۲ [2] الفوائد الدراری و مقدمہ فتح الباری الطبقات الکبریٰ ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دفن[۱] کے بعد قبر سے ایک نہایت تیز خوشبو پھیلی جس کو مورخین عنبر اور مشک سے بھی بڑھی ہوئی لکھتے ہیں۔ اور اس خوشبو کا اس قدر شہرہ ہونا بیان کرتے ہیں کہ دور و دراز سے لوگ اس خبر کی تصدیق کے لئے آتے اور مٹی لے جاتے تھے۔ بستی والوں کو خوف ہوا کہ قبر کی مٹی بچ نہیں سکتی۔ اس کے لئے کوئی حفاظت چاہیئے۔ مجبور ہو کر قبر گھیر دی گئی اور اس طرح مٹی کی حفاظت[۲] کی گئی۔ وراق کہتے ہیں، کہ امام صاحب نے مرنے سے پہلے وصیت فرمائی کہ مجھے (مطابق سنت) تین کپڑوں میں کفنانا[۳] ان میں کرتہ عمامہ نہ ہو۔

خطیب اپنی سند سے[۴] عبدالواحد بن آدم الطواویسی کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ دیکھا کہ آپ ایک جگہ کسی کے انتظار میں کھڑے ہیں۔ میں نے سلام کر کے عرض کیا کہ کس کا انتظار ہے؟ فرمایا۔ انتظر محمد بن اسماعیل میں محمد بن اسماعیل کا منتظر ہوں۔ چند روز کے بعد جب امام بخاری کے انتقال کی خبر مجھے معلوم ہوئی، تو میں نے اپنے خواب اور وقت کو ملایا تو امام صاحب کے انتقال کا وہی دن اور وقت نکلا جو میں نے خواب میں دیکھا تھا[۵]۔ گو تاریخی حیثیت سے خواب چنداں اعتبار کی چیز نہ ہو مگر شریعت نے مستند اور سچے خواب کو نبوت کا چھیالیسواں جز بتایا ہے۔ بالخصوص وہ خواب

---

[۱] اس طرح کے واقعات اور بھی بسند صحیح ثابت ہیں۔ عطا کہتے ہیں کہ مجھ سے مالک بن دینار نے بیان کیا کہ عبداللہ بن غالب جب شہید ہوئے اور دفن کئے گئے تو اُن کی قبر سے ایسی تیز خوشبو پھیلی جو مشک سے بڑھ کر تھی۔ ۱۲ تاریخ صغیر بخاری۔ منہ

[۲] مقدمہ فتح الباری ۱۲ [۳] ایضا

[۴] ایضا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس میں کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو۔ امام بخاری کی وفات پر علمائے امت نے بڑی حسرتیں ظاہر کیں ؎

یحییٰ بن جعفر بیکندی فرمایا کرتے امام بخاری کی موت علم کی موت ہے۔"

علامہ ولی الدین خطیب مؤلف مشکوٰۃ المصابیح نے اکمال میں۔ اور ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے۔ کہ امام بخاری نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔

علامہ عجلونی نے اس پر یہ سوال پیش کیا ہے۔ کہ ابوعبداللہ آپ کی کنیت کیونکر صحیح ہو سکتی ہے۔ لیکن خود علامہ نے اس سوال کا جواب بھی دیا ہے کہ کنیت کے لئے اولاد ہونا شرط نہیں۔ عرب کا قدیم دستور ہے کہ اپنے لڑکے اور لڑکیوں کی کنیت بلا اولاد ہوئے صغر سنی ہی میں رکھ دیا کرتے۔ جس کی بے شمار نظیریں موجود ہیں۔ امام صاحب گو عجمی النسل ہیں۔ لیکن بلادِ خراسان میں بالخصوص اہل علم پر جو اثر اہل عرب کا تھا۔ مخفی نہیں۔

افسوس ہمیں اس بارے میں قدیم سے قدیم شخص کا جو قول مل سکا۔ وہ ولی الدین عراقی ہیں۔ جو بہت متاخر صدی کے آدمی ہیں۔ علامہ عجلونی نے تو نکاح ہی میں شبہ کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ اگر امام صاحب نے نکاح کیا ہوتا۔ تو ضرور اس کا ذکر ہوتا۔ ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ مورخین کا یہ قاعدہ نہیں کہ نکاح کا حال بھی لکھا کریں۔ سینکڑوں نام ایسے تاریخ کی کتابوں میں ملیں گے۔ جن کے نکاح کا ذکر نہیں۔ پھر ایسے ایسے ضعیف احتمالات کی وجہ سے ایک سنت موکدہ سے امام صاحب کیونکر محروم کہے جا سکتے ہیں جب تک صحیح سند سے ترک ثابت نہ ہو۔

میں یہ کہتا ہوں کہ امام صاحب نے گو کوئی صلبی اولاد نہ چھوڑی ہو۔ تاہم آج

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دنیا میں امام بخاری کی روحانی اولاد کی تعداد ۲۲ کروڑ ۶ لاکھ ۴ ہزار کے قریب پہنچی[ع۵] ہے۔ اگر ان میں سے اُن بے نصیب مسلمانوں کو مستثنیٰ بھی کر دیا جائے۔ جو موجودہ قرآن پر بوجہ ترتیب عثمانی رضؓ یقین کرنے میں پس وپیش کرتے ہیں۔ اور اپنے لئے صحیح قرآن کسی غار میں بند سمجھتے ہیں۔ تو بھی ان معدودے چند کی نفی سے امام صاحب کی معنوی اولاد میں کسی طرح کی کمی نہیں ہو سکتی۔ خدا کے فضل سے اصح الکتب بعد کتاب اللہ کے ماننے والوں کی تعداد یوماً فیوماً ترقی ہی کرتی جاتی ہے۔

امام بخاری شاعر نہ تھے لیکن کبھی کبھی کلام منظوم سے دلچسپی لے لیا کرتے تھے۔ اور اُن کی زبان سے نصیحت آمیز اشعار موزون ہو جاتے تھے۔ جس کو شاعری نہیں کہتے اور نہ اس پر (فی کل واد یہیمون) صادق آتا ہے۔ خود رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم سے برجستہ الفاظ موزون نکل پڑتے۔ جو صحیح حدیثوں میں مذکور ہیں۔ ابو عبداللہ حاکم کہتے ہیں۔ میں نے بخطِ مستملی امام بخاری کا یہ شعر لکھا ہوا دیکھا ؎

اغتنم فی الفراغ فضل رکوع — فعسی ان یکون موتك بغتة

کم صحیح رایت من غیر سقم — ذهبت نفسه الصحیحة فلتة

یعنی فراغت کے وقت رکوع (نماز) کی فضیلت حاصل کرنے کو غنیمت جانو۔ کیا معلوم تمہاری موت اچانک پہنچ جائے۔ بہتیرے صحیح اور تندرست آدمیوں کو میں نے دیکھا کہ ان کی جان جو ہر طرح صحیح سالم تھی۔ اچانک جاتی رہی۔

جب امام المحدثین کو اُن کے تلمیذ امام حافظ عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی صاحب السنن کی موت کی خبر پہنچی۔ تو آپ نے یہ عبرت کا شعر فرمایا اور بہت دیر

ع۵ یہ تعداد مسلمانوں کی مردم شماری بابت ۱۸۹۶ء کے مطابق ہے۔ دیکھو اخبار المؤید ۱۲ منہ ...

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تک سر بگریبان رہے ؎

ان عشت تفجع بالاحبة کلھم ۔۔۔ وبقاء نفسک لاابالک افجع

اگر حیات طول ہوئی تو تم کو اپنے کل احباب کی موت کے غم اٹھانے ہوں گے۔ اس وجہ سے تمہارا زندہ رہنا بڑا دردمند ہوگا۔

نصیحت سے بھرا ہوا امام المحدثین کا ایک شعر یہ ہے ؎

مثل البھائم لاتری اٰجالھا ۔۔۔ حتی تساق الی المجازر تنحر

یعنی غافلوں کی مثال چارپایوں جیسی ہے کہ منحر تک لے جاکر ذبح کرنے تک انکھیں موت کی کچھ حس نہیں ہوتی۔

ایک شعر حکمت آموز یہ ہے ؎

خالق الناس بخلق واسع ۔۔۔ لاتکن کلباً علی الناس تھرّ

وسیع خلق کے ساتھ لوگوں سے ملتے جلتے رہو۔ اور خندہ پیشانی سے برتاؤ رکھو کتّے کی طرح لوگوں پر بھونکتے نہ رہو۔ فی الحقیقت یہ اشعار حکیمانہ مقولے ہیں جو ان من الشعر لحکمة کے مصداق ہیں۔

یہ اشعار علامہ تاج الدین سبکی نے طبقات کبریٰ میں نقل کئے ہیں۔

امام بخاری کے بارے میں اُن کے شیوخ کی رائیں

شیخ کی رائے اس کے تلمیذ کی نسبت جیسی معتبر اور صحیح ہوتی ہے۔ اور ہونی چاہئے دوسرے لوگوں کی نہیں ہوسکتی۔ نہ معاصرین کی نہ متاخرین کی۔ شیخ تلمیذ کی ذہانت لیاقت۔ محنت۔ شوق۔ جفاکشی۔ سمجھ۔ فراست سے بہت کچھ واقف ہوتا ہے اُستاد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو شاگرد کے کسبی یا طبعی جوہر کے جانچنے کا زیادہ موقع ملتا ہے۔ وہ درس دینے میں اچھی طرح تلمیذ کی ہر ادا پر نگاہ رکھتا ہے۔

ہم مناسب خیال کرتے ہیں کہ امام صاحب کے جوہرِ طبعی یا کسبی کے اندازہ کے لئے امام صاحب کے اساتذہ کے اقوال پیش کریں۔

سلیمان بن حرب کا قول "بیّن لنا اغلاط شعبۃ" پہلے گذر چکا۔ سلیمان بن حرب کے رتبہ سے کون واقف نہیں باوجود اُستاد ہونے کے امام بخاری سے اُن کا یہ جملہ فرمانا کہ مجھے شعبہ کی غلطیوں پر متنبہ کر دیا کرو۔ امام بخاری کے تبحر علمی کی بڑی قوی دلیل ہے۔

اسماعیل بن اویس امام مالک کے شاگرد اور امام بخاری و مسلم کے شیخ ہیں۔ ۲۲۰ھ میں وفات پائی۔ امام بخاری جب ان کی کتابوں سے صحیح حدیثوں کو چنتے۔ تو وہ خود بھی اپنے لئے ان منتخب حدیثوں کو لکھ لیتے۔ اور فخر یہ بیان کرتے۔ "کہ یہ حدیثیں محمد بن اسماعیل (امام بخاری) کی منتخب کردہ ہیں" ایک روز امام بخاری سے فرمایا کہ "تم میری ساری کتابوں کو دیکھ دو۔ اور جس قدر مال و دولت میرے پاس ہے وہ سب تمہارا ہے۔ اور میں تمام عمر ممنون رہوں گا"

ایک دن محدثین نے جمع ہو کر امام بخاری سے (اس وجہ سے کہ امام صاحب کو اسمعیل بن اویس بہت مانتے ہیں) کہا کہ آپ شیخ سے سفارش کیجئے۔ کہ آج کچھ حدیث کا درس بڑھا دیں۔ امام نے سفارش کی۔ تو شیخ نے اس سفارش کی یہ قدر کی۔ کہ لونڈی کو بلایا اور حکم دیا کہ اشرفیوں کی ایک تھیلی لے آ۔ جب اشرفیوں کی تھیلی آگئی۔ تو امام صاحب سے کہا۔ کہ آپ اس کو تقسیم کر دیجئے۔ امام نے عرض کیا۔ میں نے حدیث کے

ع اساتذہ اور شیوخ کی شہادتیں زیادہ تر مقدمہ فتح الباری۔ تقیید المہمل طبقات۔ تہذیب التہذیب سے ماخوذ ہیں ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

درس میں زیادتی کی درخواست کی تھی۔ اس کی درخواست نہ تھی۔ اسماعیل نے کہا۔ آپ کی سفارش منظور ہے۔ اور یہ اس پر اضافہ ہے۔"

ابو مصعب احمد۔ امام مالک کے شاگرد ہیں۔ خلیفہ مامون الرشید کی طرف سے مدینہ کے عہدۂ قضا پر مامور تھے۔ ذہبی نے لکھا ہے "کان اماما فی السنۃ والاحکام فقیہا فصیحا بلیغا" زبیر کہتے ہیں کہ "ابو مصعب بلا شرکت غیرے فقیہ ہیں" یعنی ان کا کوئی ہم پایہ نہ تھا۔ مولفین صحاح ستہ کے شیخ ہیں ۲۴۲ھ میں وفات پائی وہ فرماتے ہیں "محمد بن اسماعیل افقہ عندنا وابصر بالحدیث من احمد بن حنبل" یعنی امام بخاری ہمارے خیال میں امام احمد بن حنبل سے فقاہت میں زیادہ کمال اور حدیث میں زیادہ بصیرت رکھتے ہیں۔

ایک شخص نے اعتراض کیا۔ کہ ابو مصعب! آپ نے تو حد سے بڑھا دیا۔ ابو مصعب بولے "اگر تم امام مالک سے ملے ہوتے۔ اور امام بخاری اور امام مالک دونوں کے چہروں پر غور کیا ہوتا۔ تو تم بول اٹھتے۔ کہ دونوں فقاہت اور بصارت فی الحدیث میں برابر ہیں"

عبدان بن عثمان مروزی کہتے ہیں "میں نے اس جوان (امام بخاری) سے بڑھ کر بصیر نہیں دیکھا"

محمد بن قتیبہ کہتے ہیں کہ ایک روز میں ابو عاصم النبیل کی خدمت میں حاضر تھا۔ میں نے ان کے پاس ایک لڑکے کو دیکھ کر پوچھا کہ تمہارا وطن کہاں ہے۔ کہا۔ بخارا۔ پوچھا لڑکے کس کے ہو؟ کہا اسماعیل کے۔ میں نے کہا۔ تم میرے قرابت دار ہو۔ امام ابو عاصم کے سامنے اسی مجلس میں حاضرین سے ایک شخص نے کہا "ہذا الغلام یناطح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الکباش یعنی یقادم الشیوخ" یعنی یہ لڑکا تو شیوخِ وقت کا مقابلہ کرتا ہے۔ حالانکہ ابو عاصم النبیل کا مرتبہ جو فن حدیث میں تسلیم کیا گیا ہے، ظاہر ہے۔ امام شعبہ باوجود اس فضل وکمال کے فرماتے "واللہ ما رایت مثلہ" یعنی ابو عاصم النبیل جیسا میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ بڑے بڑے اہل کمال کو ان کی شاگردی پر ناز تھا۔

قتیبہ بن سعید ثقفی (امام مالک۔ لیث اور اسماعیل بن جعفر کے شاگرد ہیں۔ امام مسلم۔ ابو داؤد۔ ترمذی اور نسائی کے شیخ ہیں۔ یہ بہت بڑے امام مانے جاتے ہیں علامہ حمیدی اور امام احمد ان کے ساتھیوں سے ہیں۔ سنہ ۲۴۰ھ میں وفات پائی) قتیبہ فرماتے ہیں۔ میں فقہاء۔ محدثین۔ زہاد۔ عباد کی خدمتوں میں مدتوں رہا۔ اور ایک زمانہ تک اُن کی خوشہ چینی کی۔ لیکن جب سے میں نے ہوش سنبھالا۔ محمد بن اسمٰعیل (امام بخاری) جیسا جامع کمالات نہیں دیکھا۔ امام بخاری اپنے زمانے میں (فہم و فراست۔ عقل۔ دانش۔ حق گوئی کے اعتبار سے) ویسے ہی تھے۔ جیسے خلیفہ عمر[۱] رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ میں۔ اگر امام بخاری صحابہ میں ہوتے تو خدا کی ایک بڑی نشانی ہوتے"

محمد بن یوسف ہمدانی کہتے ہیں۔ کہ ہم لوگ قتیبہ کی مجلس میں بیٹھے تھے۔ کہ ایک شعرانی نے جس کا نام ابو یعقوب تھا۔ آکر قتیبہ سے امام بخاری کی تعریف پوچھی قتیبہ نے فرمایا۔ لوگو! سنو میں نے فن حدیث میں بھی مہارت حاصل کی (فقہ ورائے میں بھی تبحر حاصل کیا۔ فقہا۔ زہاد۔ عباد کی مجلسوں میں بھی مدتوں بیٹھا۔ لیکن جب

---

[۱] (لطیفہ) ہم دیکھتے ہیں کہ فرقہ قیسی امام المحدثین سے بہت ناخوش ہے۔ پرچہ اصلاح (جو برعکس نہند نام زنگی کافور کی سچی مثال ہے) کو امام المحدثین کی نسبت بہت زبان درازی کرتے دیکھا۔ اس کی وجہ ہماری سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ امام ثقفی کے مقولہ کو دیکھنے اور بخاری کے حالات پڑھنے سے یہ وجہ معلوم ہوگئی وہ کیا؟ حق گوئی اور فہم وفراست میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مشابہت ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے میں نے ہوش سنبھالا۔ محمد بن اسماعیل جیسا کسی کو نہیں دیکھا"۔ قتیبہ بن سعید سے ایک بار مسئلہ پوچھا گیا۔ کہ نشہ میں جو شخص طلاق دے اس کا کیا حکم ہے؟ اس وقت اتفاقاً محمد بن اسماعیل پہنچ گئے۔ قتیبہ نے سائل کو مخاطب کر کے فرمایا۔ دیکھو۔ امام احمد بن حنبل۔ اسحاق بن راہویہ۔ علی بن مدینی کو خدا نے تمہارے پاس بھیج دیا ہے ان سے مسئلہ پوچھو۔ مہیار کہتے ہیں۔ میں بصرہ میں قتیبہ بن سعید کی خدمت میں حاضر تھا۔ انھوں نے فرمایا کہ "میری درس گاہ میں پورب پچھم۔ غرض ساری دنیا کے طلبا اور محدثین دور دراز کی مسافت طے کر کے پہنچے۔ لیکن اب تک محمد بن اسماعیل (امام بخاری) جیسا شخص نہیں آیا"۔

مہیار کہتے ہیں کہ قتیبہ نے صحیح کہا۔ میں نے یحییٰ بن معین اور قتیبہ دونوں کو دیکھا کہ امام بخاری کے یہاں آتے تھے۔ اور یحییٰ بن معین حدیث اور معرفت اسناد میں امام بخاری کے منقاد رہتے"۔

ابراہیم بن محمد بن سلام کہتے ہیں "رؤسائے محدثین سعید بن ابی مریم، حجاج بن منہال، اسماعیل بن ابی اویس، حمیدی، نعیم بن حماد، محمد بن یحییٰ بن ابی عمر، الخلال حسین بن علی الحلوانی، محمد بن میمون، ابراہیم بن المنذر، ابو کریب محمد بن العلاء، ابن الاشج، اور ابراہیم بن موسیٰ وغیرہ محمد بن اسماعیل (امام بخاری) کو بصیرت اور معرفت فی الحدیث میں اپنی ذات پر ترجیح دیتے"۔

امام احمد بن حنبل جو مذہب کے ایک رکن مانے جاتے ہیں۔ فرماتے خراسان کی زمین نے امام بخاری جیسا کسی کو نہیں پیدا کیا۔ امام احمد بن حنبل کے صاحبزادے عبداللہ نے اپنے والد سے حفاظ حدیث کا سوال کیا۔ تو امام احمد نے اول اول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام المحدثین ہی کا نام لیا۔

امام المحدثین کی فقاہت کا اندازہ فقہا و محدثین کی شہادتوں سے کیا جا سکتا ہے تو یہ فحول محدثین جو بجائے خود ایسے ایسے منازل پر پہنچے ہیں۔ جن کے مستقل تذکرے لکھے گئے ہیں۔ امام بخاری کی فقاہت کی کن پُرزور لفظوں میں شہادت دے رہے ہیں۔ لیکن امام کی فقاہت کا معیار ہم اقوال الرجال کو بنانا نہیں چاہتے بلکہ اُس کی جانچ کا طریقہ اور ہے۔ اس کی مستقل بحث حصہ ثانیہ میں آتی ہے۔

یعقوب بن ابراہیم دورقی اور نعیم بن حماد خزاعی کہتے ہیں "محمد بن اسماعیل فقیہ ہذہ الامۃ"۔ محمد بن بشار (جو بلقب بندار مشہور ہیں) فرماتے ہیں۔ محمد بن اسماعیل افقہ خلق اللہ فی زماننا"

حاشد بن اسماعیل کہتے ہیں۔ میں بصرہ میں موجود تھا کہ محمد بن اسماعیل (امام بخاری) کی آمد کی خبر پہنچی۔ محمد بن بشار نے سن کر فرمایا۔ قدم الیوم سید الفقہاء۔ آج سید الفقہاء آئے ہیں"

محمد بن ابراہیم بوشنجی عـه کہتے ہیں۔ کہ میں نے محمد بن بشار کو ۲۴۸ھ میں فرماتے سنا۔ انا افتخر بہ (محمد بن اسماعیل) منذ سنین۔ میں امام بخاری کی وجہ سے برسوں سے فخر کرتا ہوں۔ حالانکہ امام بخاری محمد بن بشار کے تلامذہ میں ہیں۔

علی بن حجر فرماتے ہیں۔ کہ خراسان نے تین شخصوں کو پیدا کیا۔ اول ان میں امام بخاری ہیں۔ اور امام بخاری سب میں زیادہ فقیہ اور سب سے علم میں زیادہ ہیں

عـه نسبۃ الی بُوشَنج بضم الموحدۃ وفتح الشین المعجمۃ وسکون النون وجیم بلیدۃ نزہۃ خصیبۃ فی واد مشجر من نواحی ہراۃ بینہما عشرۃ فراسخ ۱۲ معجم البلدان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(علی بن حجر بڑے پایہ کے محدث ہیں۔ شریک۔ اور اسماعیل بن جعفر کے تلمیذ۔ اور امام بخاری۔ نسائی۔ مسلم اور ترمذی کے شیخ ہیں ۲۴۴ھ میں وفات پائی) احمد بن اسحاق سرماری[1] (جو بہت بڑے ذی علم اور زاہد تھے۔ امام المحدثین کے شیخ تھے۔ اور یعلی بن عبید جیسے لوگوں کے تلمیذ تھے ۲۴۲ھ میں وفات پائی) فرماتے کہ "جو شخص چاہے کہ سچے اور واقعی فقیہ کو دیکھے۔ تو وہ محمد بن اسماعیل کو دیکھے۔

حاشد بن اسماعیل کہتے ہیں۔ میں ایک روز امام صاحب کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ کے پاس عمرو بن زرارہ۔ اور محمد بن رافع موجود تھے۔ اور امام المحدثین پر علل حدیث کے سوالات پیش کر رہے تھے۔ وقت رخصت ان دونوں نے حاضرین کو خطاب کر کے فرمایا۔ امام بخاری کی شان میں غلطی نہ کرو (جس پایہ کے فقیہ وہ ہیں ان کی قدر شناسی کرو) ان پر ہمارا رتبہ نہ بڑھاؤ۔ وہ ہم سے فقاہت اور بصیرت اور علم میں بڑھے ہوئے ہیں۔

عبد اللہ بن محمد بن سعید کہتے ہیں۔ کہ احمد بن حرب نیشاپوری کا انتقال ہو گیا۔ تو امام اسحاق بن راہویہ اور امام بخاری جنازہ کے ساتھ جا رہے تھے۔ میں نے اہل علم و اہل بصیرت کو کہتے سنا۔ کہ امام بخاری اسحاق بن راہویہ سے زیادہ فقیہ ہیں۔

عبد اللہ بن محمد فرھیانی لکھتے ہیں کہ میں ابن اشکاب کی درس گاہ میں حاضر تھا۔ ایک شخص نے (جو حفاظ حدیث میں گنا جاتا تھا) آکر یہ کہا کہ ہم کو محمد بن اسماعیل (بخاری) کی حاجت نہیں۔ ابن اشکاب یہ جملہ سن کر بہت رنجیدہ ہوئے۔ درس کو بند کر دیا۔ اور

---

[1] بضم اولہ وسکون ثانیہ وبعد الالف راء نسبۃ الی سرماری قریۃ بینہا وبین بخاری ثلاثۃ فراسخ ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ناخوش ہو کر مجلس درس سے اُٹھ گئے۔ (ابن اشکاب بڑے پایہ کے محدث۔ امام وقت تھے ذہبی لکھتے ہیں الحافظ الامام ۲۱۶ھ میں وفات پائی)

موسیٰ بن قریش کہتے ہیں۔ عبداللہ بن یوسف تنّیسی[1] نے امام بخاری سے کہا۔ انظر فی کتبی واخبرنی بما فیہا۔ آپ میری کتابوں کو دیکھئے اور مجھے اُن کی غلطیوں پر متنبہ کر دیجئے۔ امام بخاری نے فرمایا۔ نَعَمْ ہاں۔

یہ حیرت سے دیکھا جائیگا کہ امام بخاری اپنے شیوخ کے علمی مباحث چکانے کے لئے حکم مانے جاتے ہیں اور جو فیصلہ کرتے ہیں بے تامل اُن کے شیوخ مان لیتے ہیں۔ حالانکہ وہ خود اس فن کے ماہر ہیں۔ امام المحدثین ایک روز علامہ حمیدی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اتفاقاً علامہ حمیدی اور ایک دوسرے محدث کے مابین ایک حدیث میں اختلاف ہو رہا تھا۔ جب علامہ حمیدی نے امام بخاری کو دیکھا۔ تو فرمایا۔ کہ اب ہمارا فیصلہ ہو جائے گا۔ جب وہ بحث امام بخاری پر پیش کی گئی تو امام بخاری نے علامہ حمیدی کو ڈگری دی۔ کیونکہ حق بجانب وہی تھے (علامہ حمیدی بہت بڑے امام فن تھے۔ ان کی روایت بڑے پائے کی سمجھی جاتی ہے)

ابو بکر مدینی کہتے ہیں کہ ہم لوگ ایک دن اسحاق بن راہویہ کی مجلس درس میں موجود تھے۔ وہ ایک حدیث پڑھتے۔ جس کی سند میں صحابی کے شاگرد عطا کیخارانی[ع] تھے۔ اسحاق بن راہویہ نے امام بخاری سے پوچھا اِیْشَ هِيَ کیخاران کیا ہے؟ امام المحدثین نے فرمایا یمن کا ایک گاؤں ہے۔ اس کے بعد تفصیل بیان کی کہ حضرت معاویہ

---

[1] بکسرتین وتشدید النون ویاء ساکنۃ والسین مہملۃ نسبۃ الی تنیس جزیرۃ فی بحر مصر قریبۃ من البر مابین الفرما ودمیاط والفرما فی شرقیہا ۱۲ معجم البلدان

[ع] بفتح الکاف والمعجمۃ بینہما تحتانیۃ ساکنۃ ۱۲ خلاصہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے اپنے عہدِ خلافت میں ایک صحابی کو یمن بھیجا تھا۔ اُسی وقت عطا کیخارانی نے یہ حدیثیں اسی صحابی سے سنی تھیں۔ اسحاق بن راہویہ نے اس تحقیق کو سن کر امام المحدثین سے فرمایا کہ آپ نے ایسا مفصل بیان کیا کہ گویا آپ وہاں موجود تھے۔

فتح بن نوح نیشاپوری کہتے ہیں۔ میں ایک دفعہ علی بن مدینی کی درس گاہ میں موجود تھا۔ امام المحدثین (بخاری) علی بن مدینی کے دائیں جانب بیٹھے تھے۔ جب علی بن مدینی کوئی حدیث بیان کرتے تو مرعوب ہو کر امام المحدثین کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھتے۔ کہ کہیں کوئی غلطی تو اس میں نہیں ہوئی۔ امام بخاری کہتے ہیں میں نے کسی ذی علم کے پاس سوائے علی بن مدینی کے اپنے کو ہیٹا نہ جانا۔ کیونکہ وہ بڑے اہلِ کمال سے تھے۔ حامد بن احمد کہتے ہیں۔ جب اس کا ذکر علی بن مدینی سے کیا گیا۔ تو انھوں نے فرمایا "دعوا قوله فانه مارای مثله" یعنی امام بخاری کی بات چھوڑ دو۔ کیونکہ اُنھوں نے اپنے جیسا کسی کو نہیں پایا۔

امام المحدثین کہتے ہیں۔ علی بن مدینی مجھ سے مشائخ خراسان کے حالات پوچھتے۔ جب میں محمد بن سلام بیکندی[1] (امام بخاری کے قدیم شیخ ہیں) کا ذکر کرتا۔ تو وہ نہیں پہچانتے۔ آخر ایک دن کہنے لگے کہ امام بخاری جس کو تم سکار ووہ میرے نزدیک اچھا ہے۔ (نہیں پہچانتا" اس کے معنی ہوئے مستور الحال ناقابلِ حجت ہونا۔ یہ ایک قسم کی جرح ہے)

ایک دفعہ عمرو بن علی فلاّس کے شاگردوں نے ایک حدیث امام المحدثین سے پوچھی۔ امام نے فرمایا۔ لاأعرفه۔ مجھے نہیں معلوم۔ یہ سن کر سائلین کو بڑی خوشی ہوئی۔ اور یہ سمجھے کہ امام بخاری کو یہ حدیث معلوم نہیں۔ وہ لوگ عمرو بن علی فلاّس کے پاس گئے

[1] بکسر الموحدة وسکون التحتانیة بعدها کاف مفتوحة نسبة الی بیکند بلدة بین بخارٰی وجیحون علی مرحلة من بخارٰی ۱۲ معجم البلدان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور عرض کیا کہ ہم نے ایک حدیث امام بخاری سے پوچھی۔ وہ حدیث اُن کو معلوم نہ تھی۔ ابن فلاس نے کہا جس حدیث کو امام بخاری نہ پہچانیں وہ حدیث ہی نہیں۔ یہ تمہاری خوشی بے موقع ہے۔ ابن فلاس کہا کرتے میرے دوست محمد بن اسماعیل جیسا خراسان میں کوئی نہیں۔

حافظ رجا بن مُرجا (بڑے پایہ کے محدث ہیں۔ خطیب کہتے ہیں "امام فی علم الحدیث" ان کے اوصاف جوال۔ رجال مصنف مشہور اوصاف ہیں۔ ۲۴۹ھ میں انتقال فرمایا) فرماتے "فضل محمد بن اسماعیل علی العلماء کفضل الرجال علی النساء" امام بخاری کی فضیلت سارے علماء (فقہا محدثین) پر ایسی ہی ہے۔ جیسے مردوں کو عورتوں پر۔ اور فرماتے "ہو آیۃ من آیات اللہ تمشی علی الارض" یعنی امام بخاری خدا کی ایک نشانی ہیں۔ جو زمین پر چلتی پھرتی ہے۔

حسین بن حریث (جو امام بخاری۔ نسائی۔ ترمذی۔ اور مسلم کے شیخ ہیں، اور عبداللہ بن مبارک۔ فضل بن موسیٰ اور نضر بن شمیل جیسے تابعیوں کے شاگرد ہیں۔ بہت بڑے شخص ہیں سنہ ۲۴۴ھ میں وفات پائی) کہا کرتے "ما رایت مثل محمد بن اسماعیل کانہ لم یخلق الا للحدیث" میں نے امام بخاری جیسا کسی کو نہیں دیکھا۔ گویا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں ہی کی خدمت کے لئے پیدا کیے گئے تھے۔

ابوبکر بن ابی شیبہ اور محمد بن عبد بن نمیر سے کون ناواقف ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں۔ ہم نے امام بخاری جیسا اہل کمال کسی کو نہیں دیکھا۔ امام ابوبکر بن ابی شیبہ امام صاحب کو "بازل" (کامل) کہا کرتے۔

فربری کہتے ہیں۔ عبداللہ بن منیر کو میں نے دیکھا۔ کہ امام بخاری سے احادیث لکھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہے ہیں۔ اور فرماتے ہیں "انا من تلامذتہ" حالانکہ وہ امام صاحب کے شیوخ سے ہیں۔ امام صاحب نے صحیح بخاری میں بہت سی حدیثیں ان سے روایت کی ہیں۔ ان کی وفات اور امام احمد بن حنبل کی وفات ایک سنہ میں واقع ہوئی۔ امام المحدثین خود ان کی مدح میں فرماتے "لم ار مثلہ"

وراق کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ ابن جعفر بیکندی کو کہتے سنا۔ کاش میں اپنی عمر کا ایک حصہ امام بخاری کی حیات میں بڑھا دیتا۔ میری موت آدمی کی موت ہوگی۔ اور امام بخاری کی موت علم کی موت ہے۔ اور فرماتے اگر امام بخاری نہ ہوتے تو دنیا پور میں زندگی خوشگوار نہ ہوتی۔

عبداللہ بن محمد المسندی فرماتے۔ امام بخاری امام ہیں۔ جو اُن کو امام نہ جانے اُسے متہم سمجھو۔ اور فرماتے حفاظ (دنیا میں) تین ہیں۔ اول ان میں امام بخاری ہیں۔

حاشد کہتے ہیں۔ ایک دفعہ ہم لوگ امام بخاری کی درس گاہ میں حاضر تھے۔ اسحاق ابن راہویہ اور عمرو بن زرارہ بھی موجود تھے۔ عمرو بن زرارہ امام بخاری کے مستملی تھے۔ اور محدثین امام بخاری سے حدیثیں لکھ رہے تھے۔ اسحاق بن راہویہ لوگوں سے کہتے جاتے تھے۔ محمد بن اسماعیل البصرمنی۔ امام بخاری مجھ سے زیادہ بصیرت رکھتے ہیں۔ حالانکہ امام بخاری اُس وقت سبزہ آغاز جوان تھے۔

امام بخاری کے معاصرین اور اقران کی رائیں

"المعاصرۃ سبب المنافرۃ" ایک مشہور مقولہ ہے۔ معاصرین کی چشمک سے بچنا نہایت مشکل امر ہے۔ یہ عادت قریباً طبیعت ہوتی ہے۔ کہ جو ہم فن اہل کمال ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زمانہ میں ہوتے ہیں وہ ایک دوسرے کے کمال کا اعتراف کماحقہ نہیں کرتے۔ اِلاّ ماشاء اللہ۔ جب ایک ہی عہد کے دو ہم فن اہل کمال کے دل ٹٹولے جاتے ہیں۔ تو ان کی باہمی بے پروائی رقابت کے اثر سے کم و بیش پرخاش و منافرت کی حد تک ترقی کی ہوئی نظر آتی ہے۔ ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ امام بخاری کے بارے میں ان کے اُن معاصرین کی آراء و اقوال کی نقل کریں جن کا فضل و کمال مانا ہوا ہے۔ اور وہ باوجود معاصرت کے امام صاحب کے کمالات کو صرف حیرت ہی کی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ بلکہ ان کے فضل و کمال کا اعتراف ایسے الفاظ میں کرتے ہیں۔ جن سے امام صاحب کی اعلیٰ درجہ کی علمی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اور ہر منصف مزاج کے لئے ان کی خداداد فقاہت اور قوتِ حافظہ فہم و تجر علمی کے اندازہ کرنے کا پیمانہ ہاتھ لگتا ہے۔ گو صحیح بخاری کے رہتے ہوئے ان خارجی شہادتوں کی ضرورت نہیں۔

امام ابوحاتم رازی کہتے ہیں۔ کہ خراسان میں امام بخاری جیسا کوئی احفظ نہیں ہوا۔ اور نہ خراسان سے عراق کی طرف امام بخاری جیسا ذی علم کوئی آیا۔

محمد بن حریث کہتے ہیں کہ میں نے امام ابوزرعہ سے ابن لہیعہ کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے کہا۔ "ترکہ ابو عبداللہ" یعنی امام بخاری نے اسے متروک کر دیا ہے۔ پھر اُس کے بارے میں کیا پوچھنا ہے۔

حسین عجلی کہتے ہیں۔ کہ میں نے امام بخاری اور مسلم سے بڑھ کر حافظ حدیث نہیں دیکھا۔ امام مسلم سب کچھ تھے۔ لیکن امام بخاری کے رتبے کو نہ پہنچ سکے۔ اور میں نے امام ابوزرعہ اور ابوحاتم رازی کو امام بخاری کی باتوں پر کان لگا کر دھیان سے سنتے دیکھا۔

امام المحدثین کی نسبت عجلی کے اور الفاظ یہ ہیں۔ وکان امۃً من الامم دیناً فاضلاً یحسن کل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شئ وکان اعلم من محمد بن یحیی الذہلی بکذا وکذا" یعنی امام بخاری ایک امت تھے۔ بڑے دیانت دار۔ ہر فن کو اچھا جانتے تھے۔ اور محمد بن یحییٰ ذہلی سے کئی گونہ بڑھ کر تھے۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی صاحب السنن فرماتے ہیں کہ میں حرمین۔ حجاز۔ شام عراق سب جگہ پھرا۔ اور علما سے ملاقات کی۔ لیکن امام بخاری جیسا جامع کسی کو نہیں پایا۔ امام بخاری ہم سے کہیں بڑھ کر فقیہ عالم طالب حدیث تھے۔

امام دارمی سے ایک حدیث کی صحت کا سوال کیا گیا۔ جس کی تصحیح امام بخاری کر چکے تھے۔ امام دارمی نے امام صاحب کی تصحیح مان کر سائل سے فرمایا۔ امام بخاری مجھ سے کہیں بڑھ کر بصیرت والے ہیں۔ امام دارمی کے اور الفاظ یہ ہیں "ہو اکیس خلق اللہ عقل عن اللہ ما امر بہ ونہی عنہ من کتابہ وعلی لسان نبیہ اذا قرأ محمد القرآن شغل قلبہ وبصرہ وسمعہ وتفکر فی امثالہ وعرف حلالہ من حرامہ" یعنی امام بخاری خدا کی مخلوق میں بڑے ہوشیار دانا ہیں۔ خدا نے قرآن میں یا اپنے نبی کی زبان پر (احادیث نبویہ میں) جو احکام فرمائے یا جس سے منع کیا۔ ان کو امام بخاری نے خوب سمجھا۔ جب وہ قرآن پڑھتے ان کی آنکھ اُن کا دل قرآن میں گڑ جاتا۔ وہ اس کے کلیات میں غور کرتے۔ اُس کے حلال وحرام پہچانتے۔

ابو حاتم بن منصور فرماتے ہیں کہ امام بخاری بوجہ علمی بصیرت اور عبور کے خدا کی ایک نشانی ہیں۔

ابو سہیل فقیہ کہتے ہیں کہ "میں بصرہ۔ کوفہ۔ شام۔ حجاز سب جگہ پھرا اور ہر جگہ کے علماء سے ملا۔ جب امام بخاری کا تذکرہ ان کے درمیان میں ہوتا۔ تو سب کے سب بالاتفاق امام بخاری کو اپنے اوپر فضیلت دیتے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابوسہیل کہتے ہیں۔ میں نے مصر میں تیس اہل کمال سے زیادہ کو کہتے سنا کہ ہماری آرزو دنیا میں صرف یہی ہے کہ ہم امام بخاری کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے۔ ان کی زیارت سے ہماری آنکھیں منور ہوتیں۔

صالح بن محمد جزرہ کہتے ہیں " ما رایت خراسانیاً افہم من محمد بن اسماعیل واحفظ للحدیث

امام بخاری دارالعلوم بغداد میں درس دے رہے تھے۔ تو صالح بن محمد امام صاحب کے مستملی تھے۔ صالح بن محمد کہتے ہیں کہ امام صاحب کی درس گاہ کے حاضرین کی تعداد بیس ہزار تھی۔ محمد بن عبدالرحمن کہتے ہیں " بغداد کے اہل علم نے امام بخاری کو ایک خط لکھا۔ جس میں امام صاحب کو مخاطب کرکے یہ شعر لکھا ؎

المسلمون بخیر ما بقیت لہم ولیس بعدک خیر حین تفتقد

یعنی امام بخاری جب تک تم زندہ ہو مسلمانوں میں خیروبرکت ہے۔ خدانخواستہ آپ جس وقت نہیں رہیں گے تو اس وقت خیروبرکت کہاں۔

امام محمد بن اسحاق بن خزیمہ کہتے ہیں۔ امام بخاری سے بڑھ کر احادیث رسول اللہ کا عالم آسمان کے نیچے کوئی نہیں ہے۔

ابوعمرو خفاف کہتے ہیں " امام بخاری علم حدیث میں امام احمد و اسحاق سے بیسوں درجہ بڑھ کر ہیں۔ جو شخص امام بخاری کے بارے میں کلام کرے گا۔ اس پر میری طرف سے ہزاروں لعنتیں ہیں۔ اگر امام بخاری اس دروازہ سے گذر جائیں۔ اور میں حدیث بیان کرتا ہوں تو میں رعب سے گھبرا جاؤں "

عبداللہ بن حماد آملی کہتے ہیں " میری یہی تمنا تھی کہ میں امام بخاری کے جسم کا ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بال ہوتا۔ اور جو شرف اُس بال کو حاصل ہے۔ مجھے حاصل ہوتا"

سلیم بن مجاہد کہتے ہیں۔ ساٹھ برس گذر گئے کہ میں نے کسی کو امام بخاری سے زیادہ فقیہ نہیں دیکھا۔ حافظ موسیٰ بن ہارون حمال کہتے ہیں۔ کہ میری تحقیق ہے کہ اگر کل اہل اسلام مجتمع ہو کر امام بخاری جیسا شخص دکھلانا چاہیں تو نہ دکھلا سکیں گے"

تقیید المہمل اور مقدمہ فتح الباری وغیرہ سے بخیال اختصار مشاہیر فضلا کے چند نام گنائے گئے جن کا علم و فضل مسلم ہے۔ اور جن کی تحقیقات پر اہل اسلام ناز کرتے ہیں۔ اس سے زیادہ لکھنے کی اس مختصر میں گنجائش نہیں۔ اس کے لئے طبقات کبریٰ۔ الفوائد الدراری۔ مقدمہ فتح الباری کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

فضلائے متاخرین کی رائیں

امام بخاری کی مدح وثنا میں اگر متاخرین کے اقوال نقل کئے جائیں تو کتنے دفتر لکھنے پڑیں۔ حافظ ابن حجر کا یہ مقولہ نہایت صحیح ہے۔ "ولو فتحت باب ثناء الائمة علیه ممن تاخر عن عصره لفنی القرطاس ونفدت الانفاس فذاک بحر لا ساحل له۔ وانما ذکرت کلام ابن عقدة وابی احمد عنوانا لذالک۔ وبعد ما تقدم من ثناء کبار مشایخه علیه لا یحتاج الی حکایة من تاخر لان اولئک انما اثنوا بما شاهدوا ووصفوا بما علموا بخلاف من بعدهم فان ثناءهم وصفهم مبنی علی الاعتماد علی ما نقل الیهم وبین المقامین فرق ظاهر۔ ولیس العیان کالخبر" یعنی امام بخاری کی مدح میں اگر متاخرین کے اقوال نقل کرنے شروع کروں۔ تو کاغذ ختم ہو جائے۔ اور عمر صرف ہو جائے۔ متاخرین کی مدح سرائی بحر بے پایاں ہے۔ متاخرین میں ابن عقدہ۔ اور ابو احمد کے اقوال میں نے بطور نمونہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے نقل کئے ہیں۔ کیونکہ مشائخ کبار کی مدح کے بعد متاخرین کی ہمسرائی کی کوئی حاجت نہیں۔ متاخرین نے وہی باتیں کہیں جو متقدمین سے سنیں یا دیکھیں۔ اور ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ +

ہمارا پختہ ارادہ تھا کہ امام المحدثین کی شان میں فضلائے متاخرین کے اقوال بالتفصیل لکھیں۔ اور ہر صدی کے اہل علم کے اقوال ملتقط کر کے ان کے لئے علیحدہ علیحدہ عنوان قائم کریں۔ لیکن ایسا کرنے میں تطویل لاطائل تھی جس سے ہم کو ہمارے احباب نے بزور روکا۔ اور حقیقت میں کتاب کا حجم اس قدر بڑھ جاتا کہ طبع کے بار کا متحمل ہونا مشکل تھا۔ اس لئے ہم نے مجبور ہو کر شیخ الاسلام کے فقرات مذکورہ بالا پر اکتفا کی جس کا جی چاہے شروح صحیح بخاری اور کتب تاریخ و رجال سے ان اقوال کو ملتقط کرے۔

تاہم اس خصوصیت کے لحاظ سے کہ یہ کتاب اردو زبان میں لکھی گئی ہے۔ اور زیادہ حصہ اس زبان کے سمجھنے والوں کا وہ ہے۔ جو انھیں بزرگوں کے اقوال کا پابند ہے جو ان کے ہم مشرب ہوں۔ اس لئے ان کے ہم مشرب علماء کے چند اقوال ان کی تشفی کے لئے نقل کر دیئے جاتے ہیں۔ علامہ عینی حنفی فرماتے ہیں۔ الحافظ الحفیظ الشہیر المميز الناقد البصير الذي شهدت بحفظه العلماء الثقات واعترفت بضبطه المشائخ الاثبات۔ ولم ينكر فضله علماء هذا الشان۔ ولا تنازع في صحة تنقيده اثنان۔ الامام الهمام حجة الاسلام ابو عبد الله محمد بن اسماعيل البخاري (عینی شرح بخاری صفحہ ۵)

امام بخاری حدیثوں کے پرکھنے والے اہل البصیرت و اہل شہرت میں امام ہیں اہل اسلام کے لئے حجت ہیں۔ علمائے ثقات نے ان کی فضیلت کا اقرار کیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایضاً صحیح بخاری کے بارے میں لکھتے ہیں۔ اتفق علماء الشرق والغرب علی انہ لیس بعد کتاب اللہ اصح من صحیح البخاری ومسلم (عینی شرح بخاری ص ۷) تمام دنیا کے علماء اس بات پر متفق ہیں کہ خدا کی کتاب کے بعد صحیح بخاری ومسلم سے بڑھ کر کوئی کتاب نہیں۔

ایضاً قد اطبق علی قبولہ بلا خلاف علماء الاسلاف والاخلاف (عینی علی البخاری) یعنی علمائے متقدمین ومتاخرین صحیح بخاری کی مقبولیت پر متفق ہیں۔

علامہ ابن عابدین شامی صاحب رد المختار شارح در المختار کا قول "الامام البخاری معجزۃ للرسول البشیر النذیر حیث وجد فی امتہ مثل ہذا الفرد العدیم النظیر من کان وجودہ من النعم الکبری علی العالم امیر المومنین فی الحدیث احد سلاطین الاسلام الامام المجتہد ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری بن ابراہیم بن المغیرۃ بن بردزبۃ الجعفی مولاہم امیر المومنین وسلطان المحدثین الحافظ الشہیر والناقد البصیر۔ وقد اجمع الثقات علی حفظہ واتقانہ وجلالۃ قدرہ وتمیزہ عما عداہ من اہل عصرہ[ع] یعنی امام بخاری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہیں کہ حضرت صلعم کی اُمت میں ایسا بے نظیر شخص پایا گیا ہے جو بے مثل ہے جس کا وجود ایک نعمت کبریٰ ہے جو امیر المؤمنین فی الحدیث ہیں۔ سلطان المحدثین ہیں۔ امام ہیں۔ مجتہد ہیں۔ ناقد۔ بصیر ہیں۔ آگے لکھتے ہیں (امام بخاری کی جلالتِ قدر پر۔ حفظ پر۔ اتقان پر تمام دنیا کے ثقہ لوگوں نے اتفاق کیا ہے۔

(ایضاً صحیح بخاری کے بارے میں) وکتابہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ ذی الجلال و

ع عقود اللآلی فی سند العوالی مطبوعہ مصر ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اصح من صحیح مسلم علی اصح الاقوال" صحیح بخاری کتاب اللہ کے بعد اصح الکتب ہے اور صحیح مسلم سے اس کا اصح اور بلند پایہ ہونا ہی صحیح قول ہے۔

شیخ نور الحق پسر شیخ عبد الحق محدث دہلوی حنفی کا قول "وے (امام بخاری) در زمان خود در حفظ احادیث و اتقان آں و فہم معانی کتاب و سنت وحدت ذہن و جودت قریحہ و وفور فقہ و کمال زہد و غایت ورع و کثرت اطلاع بر طرق حدیث و علل آں و دقت نظر و قوت اجتہاد و استنباط فروع از اصول نظیرے نداشت"[1] حقیقت امر یہ ہے کہ متاخرین علما کے اقوال سے امام المحدثین کی تبحر علمی، وسعت معلومات، ذکاوت، قوت اجتہاد، سیلان ذہن، قوت حافظہ پر روشنی ڈالنی بے شبہ آفتاب کو مشعل دکھانا ہے۔ بے ساختہ یہ مصرع زبان پر جاری ہو جاتا ہے ع آفتاب آمد دلیل آفتاب +

شیخ عبد الحق محدث دہلوی یا علامہ بحر العلوم لکھنوی یا دیگر فضلاء کے اقوال سے امام المحدثین کی رفعت شان دکھلانی ایک فعل عبث ہے بلکہ امام المحدثین کی عظمت شان کو گھٹانا ہے۔ علامہ سبکی کا یہ فرمانا بہت صحیح ہے ؎

کانما المدح من مقدار یضع علا عن المدح حتی ما یزان بہ[2]

امام بخاری کی نسبت بلند خیال لوگوں کی باتیں

جہاں بلند خیال اہل تقلید نے اپنی وسعت دماغی اور بلند پروازی سے حضرت

---

[1] شرح فارسی بخاری ۱۲ [2] مادحین کی مدح ان کے ہم رتبہ نہیں ہو سکتی۔ اس لیے کہ مدح اُن کے رتبہ سے نیچی رہ جاتی ہے۔ ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عیسیٰؑ اور امام مہدیؒ جیسے لوگوں سے اپنے ائمہ کی تقلید کرا چھوڑی حنفیوں نے کہا امام آخرالزماں حنفی ہوں گے، شافعیوں نے کہا شافعی ہوں گے، جس سے صوفی وقت علامہ محی الدین ابن عربی جیسے صاف طینت کو اس قدر تکلیف پہنچی کہ ان سے بھی باوجود سادہ دلی کے نہ رہا گیا۔ اور فتوحات مکیہ میں صفحے کے صفحے سیاہ کر ڈالے، خلاف عقل تھا کہ ایسے بلند خیال لوگ امام المحدثین سے چوک جائیں۔ علامہ عجلونی لکھتے ہیں، کہ امام صاحب کے مذہب میں (اہل تقلید نے) اختلاف کیا ہے، بعض لوگوں کا

لہ درمختار میں لکھتے ہیں وقد جعل اللہ الحکم لاصحابہ واتباعہ من زمنہ الی ہذہ الایام الی ان یحکم بمذہبہ عیسیٰ علیہ السلام اور علامہ طحطاوی لکھتے ہیں ادعی لبعض الحنفیۃ ان کلا من عیسی والمہدی یقلدان مذہب الامام ابی حنیفۃؒ یعنی صاحب درمختار فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ کا مذہب برابر رہے گا، یہاں تک کہ عیسیٰ علیہ السلام انھیں کے مذہب کے مقلد ہوں گے۔ اسی طرح علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ بعض حنفیہ نے یہ بھی کہا کہ حضرت عیسیٰ اور امام مہدی دونوں امام ابو حنیفہؒ کے مقلد ہوں گے۔ پھر لکھتے ہیں علا ان الشافعیۃ یقولون بموافقۃ اجتہادہ للشافعیؒ۔ ۱۲ منہ

ٹہ اصل عبارت یہ ہے:۔ تنبیہ۔ ما تقدم انہ من اخذ البخاری عن الکرابیسی والزعفرانی و ابی ثور ان یکون شافعیا وقد اختلف فی مذہبہ فقیل انہ شافعی المذہب وجری علیہ التاج السبکی فی طبقاتہ فقال ذکرہ ابوعاصم فی طبقات اصحابنا الشافعیۃ وقال انہ سمع من الکرابیسی و ابی ثور والزعفرانی وتفقہ علی الحمیدی وکلہم من اصحاب الشافعی انتہی وقیل انہ حنبلی وذکرہ ابوالحسن بن العراقی فی اصحاب الامام احمد بن حنبل واسند عن البخاری انہ قال دخلت بغداد ثمان مرات وفی کل ذلک اجالس احمد بن حنبل فقال لی اخر ما ودعتہ یا ابا عبد اللہ تترک العلم والناس وتصیر الی خراسان فقال البخاری فانا الان اذکر قولہ ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو یہ خیال ہے کہ امام صاحب شافعی تھےعہ ، ابو عاصم نے امام صاحب کو طبقات شافعیہ میں شمار کیا اور وجہ یہ لکھی انہ سمع من الکرابیسی و ابی ثور والزعفرانی و تفقہ علی الحمیدی وکلھم من اصحاب الشافعی، یعنی امام بخاری اس جرم میں شافعی ہیں کہ انھوں نے کرابیسی - ابی ثور - زعفرانی سے حدیثیں سنیں، اور حمیدی سے تفقہ حاصل کیا اور یہ سب امام شافعی کے تلامذہ ہیں۔ ابو عاصم کے خلاف علامہ ابو الحسن ابن العراقی یہ فرماتے ہیں کہ نہیں امام صاحب حنبلی المذہب تھے۔ اس لئے کہ امام احمد بن حنبل کے تلامذہ عہ میں ہیں۔ امام بخاری کا خود اپنا بیان ہے کہ میں آٹھ بار بغداد گیا ہوں اور ہر بار امام احمد کے پاس بیٹھا ہوں۔ آخری بار جب میں رخصت ہونے لگا تو آپ نے اجازت دینے میں تامل فرمایا تھا۔

لیکن افسوس یہ ہے کہ امام صاحب کو کسی نے حنفی نہیں لکھا۔ حالانکہ جب تفقہ کے خیال سے حنبلی یا شافعی کہا جاتا ہے تو امام صاحب کو حنفی بھی ضرور کہنا چاہیئے کیونکہ ابتدا تحصیل میں قبل از سفر امام صاحب نے فقہ حنفی اور اس کے اصول تخریج کو حاصل ہی نہیں بلکہ اچھی طرح ازبر کر لیا تھا۔ خود امام صاحب کا بیان ہے حفظت وفقہت کلام ھولاء - افسوس کسی صاحب نے اس طرف

عہ صحیح بخاری میں امام شافعی پر مسائل فقہیہ میں بجاستہ غسالۃ الشعر و صلوۃ الجمعۃ عن الاربعین وغیرہ میں صراحۃً رد موجود ہے ۱۲ منہ

عہ اگر سلسلہ تلمذ سے مقلد ہونا ثابت ہو سکتا ہے تو امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کس جرم میں اس قانون سے الگ کئے جاتے ہیں۔ حالانکہ امام ابو حنیفہ کا تلمذ امام مالک سے کتب اصول حدیث (تدریب وغیرہ) میں بصراحت موجود ہے۔ اور امام شافعی کا تلمذ محتاج بیان نہیں پھر یہ لوگ کیوں مالکی نہ ہوئے ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

توجہ نہ کی۔ شاید صحیح بخاری کے لبعض الناس نے اس طرف سے خیال پھیر دیا، ہمیں افسوس ہے ان لوگوں پر جن کو طبقات شافعیہ کے مطالعہ کی بھی نوبت آئی ہے اور پھر امام بخاری کو شافعی المذہب قرار دیتے ہیں، حالانکہ ابو عاصم اور سبکی و ابن الملقن وغیرہ کی ایک خاص اصطلاح ہے وہ یہ کہ جن کو امام شافعی یا امام احمد سے علاقہ تلمذ کا ہوتا ہے ان کو طبقات شوافع و طبقات حنابلہ میں شمار کرتے ہیں اگرچہ اُس نے امام شافعی اور امام احمد بن حنبل سے مذہب میں مخالفت کی ہو اور اگرچہ وہ مذہب مستقل رکھتا ہو اور صاحب اجتہاد ہو۔ اسی بنا پر ابو عاصم اور علامہ سبکی نے طبقات شوافع میں امام احمد بن حنبل اور داؤد ظاہری وغیرہ کو شمار کیا حالانکہ یہ لوگ بلا نکیر صاحب اجتہاد اور صاحب مذہب مستقل ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ جب اہل تقلید نے ائمہ کی تقلید کے وجوب کا دعویٰ کیا وہ بھی ائمہ اربعہ کی تقلید کا تو اب اس دعوائے وجوب کے بعد کسی کو محقق کیونکر کہہ سکتے تھے، اور اپنے ائمہ کی تخریجات کے سامنے کسی کے علم و قوت اجتہاد کو کیونکر تسلیم کر سکتے تھے، شاید اور بھی ممکن ہوتا تو ترقی کر کے تابعین و صحابہ کو اپنے ائمہ کا مقلد بناتے، آخر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیغمبر اولو العزم کو اور امام مہدی ؑ کو حنفی اور شافعی بنا دیا۔

علامہ عجلونی ان دو قولوں کے بعد ایک تیسرا قول لکھتے ہیں وقیل کان مجتہدا مطلقا واختارہ السخاوی قال والمیل بکونہ مجتہدا مطلقا صرح بہ تقی الدین بن تیمیۃ نقال انہ امام فی الفقہ من اہل الاجتہاد۔ یعنی امام بخاری مجتہد مطلق تھے اسی کو علامہ سخاوی نے مختار کیا ہے اور کہا اسی کو ترجیح ہے کہ امام بخاری مجتہد مطلق تھے ان کے مجتہد مطلق ہونے کی تصریح کی ہے علامہ تقی الدین بن تیمیہ نے۔ وہ لکھتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ امام المحدثین امام فی الفقہ تھے اور اہل اجتہاد تھے۔

طبقاتِ صوفیہ میں امام صاحب کا شمار

یہ بات کچھ کم حیرت سے نہیں دیکھی جائے گی کہ "مشہور محقق علامہ شعرانی نے امام المحدثین کو ان صوفیوں میں شمار کیا ہے جن کا تصوف مانا ہوا ہے اور جن کی پیروی کی جاتی ہے، علامہ موصوف اپنی اس قابل قدر تصنیف کے بارے میں (جس میں انھوں نے امام صاحب و دیگر صوفیائے کرام و اولیاء اللہ کے حالات انتخاب فرمائے ہیں) لکھتے ہیں لخصت فیہ جماعۃ من الاولیاء الذین یقتدی بھم من الصحابۃ و التابعین الی اخر القرن التاسع وبعض العاشر خلاصہ یہ کہ میں نے اس کتاب میں صحابہ اور تابعین اور نویں صدی تک کے تمام تر، اور دسویں صدی کے بعض اُن اولیاء اللہ کی جماعت کو منتخب کیا ہے جن کی اقتدا کی جاتی ہے، یہ کتاب علامہ موصوف کی مشہور کتاب الطبقات الکبریٰ کا ایک حصہ ہے، اس حصہ کا نام محقق موصوف نے لواقح الانوار فی طبقات الاخیار رکھا ہے، علامہ کے قول سے واضح ہے کہ اس کتاب کا موضوع ہی علامہ نے مانے ہوئے اولیاء اللہ کے نفوس قدسیہ کو قرار دیا ہے، پھر علامہ نے اپنی اس تالیف کی غایت یہ بتائی ومقصودی من ھذا التالیف فقد

ع؎ اسی طرح علامہ شامی و شیخ نور الحق و شیخ الاسلام و دیگر لوگوں نے امام صاحب کے مجتہد مطلق ہونے کی تصریح کی ہے ۱۲ منہ وقال صاحب الفیض ان البخاری مجتہد لاریب فیہ وما اشتھر انہ شافعی فلموافقتہ ایاہ فی المسائل المشھورۃ انتھی وقد بسط شیخنا الکلام علی مذاھب اصحاب الصحاح الست فی مقدمۃ تحفۃ الاحوذی ص۱۶۳ فارجع الیھا ۱۲ عبید اللہ الرحمانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طریق القوم فی التصوف من اداب المقامات والاحوال لاغیر۔ یعنی میرا مقصود اس تالیف سے سلف کا طریقہ بتانا ہے کہ ان کا طریقہ تصوف میں کیا تھا۔ ان کے مقامات ان کے احوال کیسے تھے۔

امام بخاری کو طبقاتِ صوفیہ میں شمار کرنے کو دو جماعتیں سخت حیرت کی نگاہ سے دیکھیں گی۔ ان میں پہلی جماعت موجودہ صوفیوں کی ہے۔ اس لئے کہ موجودہ زمانہ کے عملی تصوف اور مروجہ صوفیت پر نظر کرتے ہوئے یہ جملہ کہ "امام بخاری مانے ہوئے کامل صوفی تھے" نہایت بے جوڑ سی بات معلوم ہوتی ہے۔ امام بخاری کے دربار میں نہ عرس تھا نہ محفل قوالی۔ نہ تصور شیخ نہ آنکھیں بند کرانی۔ نہ چلہ کشی۔ نہ رسم گاگر۔ نہ مُردوں سے مدد مانگنی۔ نہ کوئی درگاہ۔ نہ قل۔ نہ فاتحہ۔ نہ مریدوں کے نذرانے پر گذارہ۔ نہ قبروں کا چڑھاوا۔ نہ قیام مولد۔ نہ مجلس مولود کی ہیئت کذائی۔ نہ گلے ملا ملا کر غزلیات گانے نہ اہل حال کا اُچھل کود۔ نہ وحدت وجود کا عقیدہ۔ نہ صلوٰۃ غوثیہ۔ نہ مراقبہ کشف قبور۔ بلکہ صرف احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا درس اُسی کی پابندی اُسی کا چرچہ تھا جو موجودہ تصوف کی بیخ و بنیاد کا استیصال کرتا ہے"۔

دوسری جماعت اہلحدیث کی ہے۔ امام بخاری کی نسبت یہ جماعت یقین کرتی ہے کہ وہ سیرۃ رسول اللہ کے دلدادہ تھے۔ اسی کی تدوین اور اشاعت و پابندی میں اپنی عمر کا سارا حصہ تمام کر دیا۔ بدعات سے محترز تھے۔ اسی وجہ سے جس قدر فرقے نئے نئے پیدا ہو گئے تھے۔ ان کو امام صاحب بدعتی اور مُحدَث کہتے تھے۔ اور ان کا رد نہایت جوش سے صحیح بخاری میں لکھا ہے۔ یہاں تک کہ اعمال کے جزو ایمان ہونے کا صراحتاً حدیثوں میں تذکرہ وارد ہوا۔ اس وجہ سے جو اس کا قائل نہ ہوتا اس کو امام صاحب مُرجی کہتے۔ امام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صاحب کی اس طرزِ زندگی پر نظر کرتے ہوئے کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ وہ صوفی تھے کیونکہ تصوف بھی ایک محدث چیز ہے امام صاحب کو صوفی کہنا امام صاحب کے دامن تقدس پر بدعت کا دھبہ لگانا ہے۔

اس میں کیا شک ہے کہ تصوف جس نے آج اپنے اتباع کو حد سے زیادہ بدنام کر رکھا ہے کسی زمانہ میں بڑی خیر و برکت اور بہت ہی محمود چیز تھی۔ احکام شرعی کی سختی سے پابندی۔ ایثار نفس۔ ..... ہدایتِ مخلوق ہیں سعی کرنی۔ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی سنتوں کی پیروی کا شوق۔ مصائب پر صبر و استقامت۔ جہاد کے لئے ہمہ تن مستعد رہنا۔ اپنے نفس کا انتقام نہ لینا۔ مکارم اخلاق کا پھیلانا۔ دنیا سے بے رغبتی۔ پابندی تقوی۔ بدعات سے اجتناب۔ غرض شریعت نے جن باتوں کو عزم امور (تاکیدی باتیں اور اصلی مقاصد فرمائی ہیں) انھیں کا اصلی مرقع تھا۔ ان کو کون محمود نہ کہے گا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں باتوں سے خاک سے اکسیر اور مس سے کندن بن گئے۔ ان کا تصوف نام رکھنا اصطلاحِ جدید تو بیشک ہے۔ لیکن مقصود واضح ہوجانے پر چنداں مضائقہ نہیں۔ ولا مشاحة فی الاصطلاح۔

اس عالم کا ایک عام قانون ہے "تغیر" اس عام قانون سے تصوف کیونکر مستثنیٰ رہ سکتا تھا۔ اختلاط اقوام و مذاہب و امتداد زمانہ سے اس نے بھی کئی رنگ اختیار کئے۔ اگر ہمارے وہ برادران جو صاف اور بے لوث مسلمان رہنا پسند فرماتے ہیں ہمیں اجازت دیں تو ہم کہہ سکتے ہیں (گو اصطلاح جدید ہے) کہ ابتدائی حالت تصوف کی وہی تھی جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے عملی برتاؤ سے دکھا دیا جو آج تک کتب احادیث و ذخائر حدیثیہ میں بے کم و کاست محفوظ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ جب تک فلسفہ یونان نے مسلمانوں میں زور نہیں پکڑا تھا۔ رومن کیتھلک کا اختلاط نہیں ہوا تھا۔ تصوف اپنی اصلی صورت پر باقی تھا۔ لیکن فلسفہ کی یورش۔ رومن کیتھلک کے اختلاط نے تصوف میں بہت بڑا اثر پیدا کیا، وحدت وجود خاص فلسفۂ یونان کا مسئلہ ہے۔ تصوف کا جزو اور لازمی امر مانا گیا۔ منصور کا انا الحق۔ اور ایک دوسرے صوفی کا یہ شعر ؎ پنجہ در پنجۂ خدا داریم + ماچہ پروائے مصطفٰے داریم۔ اسی تصوف کا نتیجہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا دوسرے بزرگانِ دین کو حاضر ناظر جاننا مخلوق کو خالق میں اور خالق کو مخلوق میں گھٹ میل کرنا اسی کے تخیلات کا نتیجہ ہے۔ فصوص الحکم - و تالیفات محقق طوسی وغیرہ اسی فلسفہ کے اختلاط کے نتائج ہیں۔ تصوف نے فلسفہ یونان سے وہ وہ دقیق ابحاث لئے جو عام ذہنوں سے کہیں بالاتر تھے۔ اسی وجہ سے تصوف بہت مشکل امر سمجھا گیا اور بات یہ بنائی گئی کہ یہ علم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے واسطے سے سینہ بسینہ آتا ہے۔ جو جس قدر فلسفی تھا اسی قدر کامل صوفی سمجھا گیا۔ اور تصوف ایک نہایت دقیق فن شمار کیا گیا۔ یہ ہے تصوف کا دوسرا دور جو درحقیقت فلسفۂ یونان ہے۔ اس کے بعد تصوف نے ہنود پارسیوں جوتشیوں جوگیوں گبروں ؎ کے اختلاط سے ایک تیسرا رنگ اختیار کیا۔ تصوف شیخ جو کہ

لہ ہمارے اس دعوی کے ثبوت کے لئے نعمانی صاحب کی وہ شہادت کافی ہے جو آپ نے الندوہ جلد ۲ ۱۱ میں دی ہے، آپ لکھتے ہیں "بہت سے مسلمانوں کے فضلاء نے آذرکیوان کی شاگردی کی، اور چونکہ وہ موحد صوفی تھا اس لئے سلوک کے مقامات اس سے طے کئے، ان میں سے محمد علی شیرازی۔ محمد سعید اصفہانی، عاشور بیگ، محمود بیگ کا حال مصنف دبستان نے تفصیل سے لکھا ہے۔ لوگوں کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ شیخ بہاء الدین عاملی نے بھی آذرکیوان کی صحبت سے فیض اٹھایا تھا۔ آذرکیوان کا موبدان سے سلوک کے مقامات حل کرنا یہ بین دلیل ہے کہ یہ تصوف نہ تو اسلامی چیز ہے اور (بقیہ صفحہ ۱۴۳ پر)

؎ یہ گبری شخص ہے ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ما ھذہ التماثیل اللتی انتم لھاعاکفون۔ کا پورا فوٹو ہے جو تصوف قرار دیا گیا اپنے ایجاد کردہ ریاضات۔ عملیات اور زیادہ تر جوگیوں جو تشیوں برہمنوں گبروں کے عملیات ریاضات کی مشاقی سے سروکار رہ گیا۔ اس کے علاوہ عرس کرنا طواف قبر کرنا مُردوں کو پکارنا۔ قبروں پر غلاف چڑھانا۔ رسول اللہ صلعم اور دوسرے بزرگوں کو غیب دان یقین کرنا۔ چلہ کشی کرنی آنکھیں بند کرنی۔ کا کلمیں پڑھانی۔ قوالی کرانی کشف قبور کے لئے مراقبہ کرنا۔ غرض اسی طرح کی بیسیوں باتیں ہیں جو آج کل تصوف کی جان سمجھی جاتی ہیں۔ جس شخص میں یہ باتیں نہیں ہیں نہ عام طور سے لوگ اُسے صوفی جانتے ہیں نہ وہ اپنے کو صوفی سمجھتا ہے۔ یہ تصوف کا تیسرا دور ہے۔

تصوف کی پچھلی دو صورتوں کے لحاظ سے ایک ایسے مُحدّث کو صوفی کہنا جو تنقید رجال میں متشدد ہو تنقید حدیث میں سخت شروط کا پابند ہو۔ فن تاریخ میں مقدم قوم ہو۔ امام المحدثین کے لقب سے ممتاز ہو۔ احادیث کے خلاف عمل کرنے والے کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہو۔ کیا حیرت بخش نہیں ہے؟ بہر حال علامہ موصوف لکھتے ہیں

(بقیہ صفحہ ۱۴۲) نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بواسطہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سینہ بسینہ آیا ہے۔ اسی واسطے آج دنیا میں یہود۔ نصاریٰ۔ گبر۔ ہنود وغیرہ تمام فرقوں میں صوفی پائے جاتے ہیں۔ پھر نعمانی صاحب لکھتے ہیں۔ موبد سروشی زردشت کی نسل سے تھا اکثر خوارق عادات اس سے صادر ہوتے۔ پھر لکھتے ہیں۔ موبد خوشی مجوسی ایک مدت تک حق کی تلاش میں تمام دنیا میں پھرتا رہا آخر آذر کیوان کی خدمت میں پہنچا اور اس سے مقامات سلوک تحصیل کئے۔ دیکھو رسالہ الندوہ ۱۱ جلد ۲۔ یہ ہے تصوف کی حالت جس کو سینہ بسینہ حضرت ابوبکر رضی اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے چلے آنے کا دعویٰ کیا جاتا ہے۔ ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ صوفی بزرگان اور اولیاء اللہ جن کی آج عالم میں پیروی کی جاتی ہے اور مانے ہوئے صوفی ہیں۔ ان میں امام بخاری بھی ہیں (رضی اللہ عنہم) امام بخاری ان علمائے عاملین سے ہیں جن کے تذکرے کے وقت خدا کی رحمت و برکت نازل ہوتی ہے۔ امام بخاری صائم الدہر (ہمیشہ روزہ رکھنے والے) و جاع تھے۔ اس خیال سے کہ بیت الخلا میں بار بار جانے میں بے ستر ہونا پڑتا ہے۔ خداوند عالم سے حیا چاہیئے آپ نے غذا کم کرنی شروع کردی۔ چند روز میں عادت کرتے کرتے یہ نوبت پہنچی کہ ایک خرما یا ایک بادام پر گذارا دینے کی عادت ہوگئی۔ سنہ ۱۹۴ ہجری میں ولادت ہوئی۔ سنہ ۲۵۶ھ میں عید الفطر کی شب میں وفات پائی۔ سمرقند سے دو میل کے فاصلہ پر قریہ خرتنک میں مدفون ہوگئے۔

امام بخاری فرماتے ہیں۔ میرے نزدیک میری مدح اور ذم کرنے والے دونوں برابر ہیں اور فرماتے ہیں مجھے امید ہے کہ میں خدا سے ایسی حالت میں ملوں گا کہ مجھ سے اس امر کا سوال نہ ہوگا کہ تو نے فلاں شخص کی غیبت کی تھی۔ کبھی آپ بیع و فروخت کے معاملے میں نہیں پڑے (دوسرے لوگ انجام دیتے) انتہا درجہ کے پرہیزگار تھے۔ اندھیرے میں سوتے اور راتوں کو بیسیوں بار اٹھ کر چقماق سے چراغ روشن کر کے احادیث لکھتے یا صحیح حدیثوں پر نشان دیتے اور سو رہتے۔

راتوں کو اٹھ کر تہجد کی نماز تیرہ رکعتیں پڑھتے۔ ان میں ایک رکعت وتر علیحدہ پڑھتے رمضان کی راتوں میں ثلث قرآن روزانہ اکیلے تہجد کی نماز میں پڑھتے اور تیسرے روز ختم قرآن کرتے۔ فرمایا کرتے کہ ہر ختم قرآن پر دعا مقبول ہوتی ہے۔ امام بخاری نے جب کوئی حدیث صحیح بخاری میں داخل فرمائی تو شکرانہ کی دو رکعتیں ادا کیں۔ اپنے والد کے مال سے کھاتے رہے۔ اس وجہ سے کہ ان کے والد کا مال غیر مشتبہ تھا۔ ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے علاوہ امام صاحب کے اور اوصاف بکثرت ہیں اور مشہور ہیں۔

علامہ شعرانی نے امام صاحب کے ولی اللہ اور برگزیدۂ خدا ہونے کے وجوہات نہایت اختصار کے ساتھ تلخیص کئے ہیں۔ ہماری اس کتاب کے ناظرین کو امام صاحب کے وہ حالات مفصل معلوم ہوں گے جو تصوف کی روح رواں ہیں۔ مثلاً احادیث کی تحقیق۔ تنقید۔ جمع۔ نشر میں عمر عزیز کو ختم کر دینا۔ سیرت رسول اللہ صلعم کا دلدادہ ہونا۔ ساری عمر اسی دُھن میں رہنا۔ اس میں تکلیفوں کو راحت جاننا۔ بدعات اور خلاف طریقۂ رسول اللہ صلعم کو نفرت کی نگاہ سے دیکھنا۔ ان کی تردید کرنی۔ اشاعت احادیث اور فقہ الحدیث میں سرگرم رہنا۔ سنن کی پابندی میں مضبوط رہنا وغیرہ وغیرہ

جب ایک مشہور علامہ نے امام صاحب اور نیز دیگر اکابر ملت (صحابہ و تابعین و تبع تابعین و ائمہ مجتہدین) کی ایک جماعت کو صوفیوں میں شمار کیا ہے تو مناسب ہے کہ تصوف محدثہ[1] پر بھی ایک نگاہ ڈالی جائے۔ جس سے ان اکابر ملت کا اس مروجہ تصوف سے بیزاری کا یقین کیا جائے اور یقین کیا جائے کہ اگر یہ اکابر ملت صوفی تھے تو وہ تصوف "مروجہ تصوف" سے کوئی نسبت نہیں رکھتا تھا۔ بلکہ وہ کچھ اور ہی تھا

عام طور پر اب تصوف کے لئے سلسلۂ بیعت بالخصوص قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ مجددیہ، صابریہ، شاذلیہ، نظامیہ، سہروردیہ وغیرہ کا ہونا شرط بتایا جاتا ہے۔ اب تک سلسلۂ بیعت کے سینکڑوں طریقے ایجاد ہو چکے ہیں۔ اور ایجاد ہوتے جاتے ہیں۔ اور کتنے آئندہ ایجاد ہوں گے۔ اور ہر ایک کے آداب اشغال و وظائف جداگانہ، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک اور اس کے بعد خلفائے راشدین،

---

[1] نیا نکالا ہوا ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ونیز تابعین و تبع تابعین، اور اُس کے بعد کئی صدیوں تک تو بجز بیعتِ امارت اور بیعتِ توبہ کے دوسری بیعتوں کا پتہ نہیں، اور ان دونوں بیعتوں کے لئے خود عہد مبارک نبوی میں اور اس کے بعد کے عہد صحابہ وتابعین و تبع تابعین میں نہ سلسلہ بیعت تھا، نہ اس کا ثبوت کہیں سے پایا جاتا ہے۔ بیعت امارت یا خلافت کا حق امیر اور خلیفہ وقت کو ہوتا جو حاکم ہوتا یا امیر لشکر، لیکن وہ بیعت امارت کے وقت نہ سلسلہ بیعت ملاتا نہ اُس کا کوئی سلسلہ ہوتا۔ اسی طرح بیعتِ توبہ کے وقت توبہ کرالیتا۔ اور ترکِ معاصی پر اقرار لے لیتا۔ اور اس بیعت کا لینے والا بھی وہی خلیفہ یا امام ہوتا۔ لیکن آگے چل کر جب خلافت سلطنت کی صورت میں بدل گئی اور دنیاوی فرماں رواؤں اور دینی مقتداؤں کا دو گروہ جداگانہ قائم ہوگیا۔ تو بیعتِ توبہ حاکمِ وقت سے منتقل ہو کر دینی مقتداؤں میں چلی آئی لوگ کسی مقتدائے وقت (جو اعلیٰ درجہ کا متقی ہوتا) کے ہاتھ پر توبہ کر لیتے۔ وہ بیعتِ توبہ لے لیتا۔ لیکن پھر بھی سلسلہ بیعت نہیں ملاتا کہ مجھے فلاں کے ہاتھ پر بیعت توبہ حاصل ہے اور اُن کو فلاں کے ہاتھ پر۔ رفتہ رفتہ گدیاں قائم ہو گئیں۔ خانقاہیں بنیں تو سلسلہ بیعت بھی ملایا جانے لگا، اب جس قدر مسلمان ہیں قریب قریب سب اس کے خوگر ہو گئے"۔ یہ ہے بیعت[1] کی مختصر کیفیت۔ جب سلسلۂ بیعت قائم ہوا۔ تو ہر ایک کے آداب، اشغال، وظائف، طریقے جداگانہ قائم ہو گئے۔ اور ہر گدی نشین نے اپنے مذاق کے موافق جو چاہا اپنے عقیدتمندوں میں جاری کیا اور آئندہ چل کر وہ خدائی چیز ٹھہر گئی۔

[1] بیعت کی پوری بحث دیکھنی ہو تو رسالہ التحقیق بیعت (مصنفہ مولانا سلامت اللہ صاحب جیراج پوری) دیکھ جاؤ یہ کتاب اپنے باب میں بے مثل اور نہایت مکمل ہے۔ بڑے سلیس پیرائے میں محققانہ اور مدلل لکھی گئی ہے ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ اس تصوف پر سنن دارمی کی ایک حدیث سے روشنی ڈالیں جس سے اس کے محدث اور خلافِ طریقۂ اسلام ہونے اور اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیزاری کا اندازہ کیا جا سکے۔

عبداللہ بن مسعودؓ جیسے جلیل القدر صحابی سے کون واقف نہیں؟ حبرِ اُمت عبداللہ ابن عباس کہتے ہیں، کہ ہم لوگ قبل نماز فجر عبداللہ بن مسعود کے دروازہ پر ان کے انتظار میں بیٹھتے اور ساتھ ہو کر مسجد آتے۔ ایک روز ابو موسیٰ اشعری (گھبرائے ہوئے) آئے۔ ہم سے پوچھا کہ ابو عبدالرحمٰن (عبداللہ بن مسعود کی کنیت ہے)، نکلے۔ ہم نے کہا نہیں۔ وہ بھی انتظار میں بیٹھ گئے۔ جب ابن مسعود نکلے تو ابو موسیٰ نے کہا ابھی ابھی میں نے مسجد نبوی میں ایک امر منکر (خلاف طریقۂ رسول اللہ یعنی بدعت) دیکھا ہے لیکن دیکھنے میں بھلا معلوم ہوتا ہے۔ ابن مسعود۔ کیا دیکھا ہے؟ ابو موسیٰ، میں نے ایک جماعت کو دیکھا کہ ہمارے انتظار میں مسجد نبوی میں حلقے باندھ باندھ کر بیٹھی ہے اور ان کے ہاتھوں میں کنکریاں ہیں۔ ہر حلقے میں ایک شخص ہے جو کہتا ہے کبروا مائۃ تکبیرۃ فیکبرون مائۃ۔ یعنی سو بار تکبیر کہو۔ وہ سو بار تکبیر کہتے ہیں۔ پھر کہتا ہے۔ ہللوا مائۃ فیہللون مائۃ۔ یعنی سو بار لا الٰہ الا اللہ کہو۔ وہ لا الٰہ الا اللہ کہتے ہیں۔ پھر اسی طرح سو بار سبحان اللہ کہنے کی ہدایت کرتا ہے۔ وہ سبحان اللہ کہتے ہیں۔ ابن مسعود۔ تو تم نے کیا کہا؟ ابو موسیٰ۔ آپ کے انتظار میں میں نے کچھ نہیں کہا۔ بات کرتے کرتے دونوں مسجد میں پہنچ گئے تو دیکھا کہ ابو موسیٰ کے بیان کے موافق مسجد نبوی میں ذکر جاری ہے۔ ابن مسعود نے ایک حلقہ والوں سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ کنکریاں ہیں (جب تک تسبیح اور مالا وغیرہ ایجاد نہیں ہوا تھا)۔ ان پر اللہ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تکبیر، تہلیل، تسبیح پکارتے ہیں۔ ابن مسعود نے فرمایا تم بجائے تکبیر تہلیل تسبیح کے اپنے گناہوں کو شمار کرو۔ میں ضمانت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمہارے حسنات کو ضائع نہیں کرے گا۔ افسوس ہے تم کو اے امت محمد صلعم کس قدر جلد تمہاری خرابی پہنچ گئی۔ ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تم میں کثرت سے موجود ہیں، ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ملبوس کپڑے بھی نہ پھٹے۔ ابھی آپ کے استعمال کے باسن بھی نہ ٹوٹے (اور تم میں بدعتیں شروع ہوگئیں) تو شاید تم ایسے طریقہ پر ہو جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ سے عمدہ ہے اور زیادہ ہدایت والا ہے۔ کیا تم اس بدعت سے ضلالت کا دروازہ کھول رہے ہو، لوگوں نے معذرۃً کہا۔ واللہ ما اردنا بہ الا الخیر، خدا کی قسم اس سے ہم نے خیر ہی کا ارادہ کیا ہے، ابن مسعود نے فرمایا۔ کم من مرید للخیر لن یصیبہ۔ کتنے خیر کے ارادہ کرنے والے ہیں جو ہرگز خیر کو نہیں پہنچتے[1]۔

اس سے ان اوراد و اشغال اور ذکر کے طریقوں کا اندازہ کرو جو سینکڑوں برس بعد گدی نشینوں نے ایجاد کر کے اپنے عقیدتمندوں میں جاری کئے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اس کو کس نفرت کی نگاہ سے دیکھتے، صحابی کے اس اثر سے مسلمان کو عموماً اور صوفیوں کو خصوصاً عبرت پکڑنی چاہئے۔ آج ہزاروں وظائف، اوراد، اذکار نئے نئے ایجاد ہو گئے ہے ہر کہ آمد عمارتے نو ساخت ÷ یہ بات عام طور پر دیکھی جاتی ہے کہ اگر کسی کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ اور وظیفہ بتایا جائے جو صحیح سند سے ثابت ہے تو اس کی طرف التفات بھی نہیں کرتا۔ لیکن اگر کسی بیعت والے پیر کا وظیفہ بتایا جاتا ہے تو عمل کے لئے طیار، اللہ تعالیٰ ملت بیضا کو اپنی اصلی حالت پر لادے اور مسلمانوں کو

[1] دارمی مطبوعہ مصر ج ۱ صفحہ ۶۸-۶۹ ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان جاہلوں سے نجات دے کہ وہ قعر مذلت سے نکلیں اور ترقی کریں اور قرون اولیٰ کا سماں ان میں بھی نظر آئے۔ سچ ہے خیر الہدی ہدیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (مسلم) یعنی سب سے بہتر طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

امام صاحب کے ملفوظات

قاضی ولید بن ابراہیم (امام بخاری کے تلامذہ میں ہیں، رَی کی قضا پر مامور تھے) کہتے ہیں، کہ جب میری عزیز عمر کا بہت سا حصہ گذر چکا۔ تو مجھے علم حدیث کا شوق پیدا ہوا، اس وقت امام بخاری کا عالم میں غلغلہ تھا میری نگاہ بھی امام صاحب ہی کی درسگاہ کی جانب اٹھی۔ کیونکہ شرق سے غرب تک انھیں کا چرچہ تھا میں نے حاضر ہو کر امام صاحب سے اپنے دلی مقصد کا اظہار کیا۔ امام صاحب نے میری درخواست سن کر فرمایا، یا بنی لاتدخل فی امر الا بعد معرفۃ حدودہ والوقوف علی مقادیرہ یعنی پیارے صاحبزادے کسی کام میں ہرگز نہ ہاتھ لگاؤ جب تک اس کے حدود، اور اس کی مقادیر سے واقفیت نہ حاصل کر لو۔ پھر فرمایا۔ واعلم ان الرجل لایصیر محدثا کاملا فی حدیثہ الا بعد ان یکتب اربعا مع اربع کاربع مثل اربع فی اربع عند اربع باربع علی اربع عن اربع لاربع، وکل ہذہ الرباعیات لا تتم الا باربع مع اربع فاذا تمت لہ کلہا ہان علیہ اربع وابتلی باربع، فاذا صبر علی ذالک اکرمہ اللہ فی الدنیا باربع واثابہ فی الآخرۃ باربع خلاصہ یہ کہ بغیر ان بارہ رباعیات کے انسان محدث کامل نہیں ہوسکتا، اور جب یہ بارہ رباعیات کسی کو حاصل ہو جائیں تو اُس کے لئے فلاح دارین ہے، قاضی صاحب کہتے ہیں، کہ میں ان بارہ رباعیات کو سن کر (گھبرا گیا) عرض کیا۔ کہ آپ اس اجمال کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تفصیل فرمائیے۔ امام صاحب نے فرمایا (نعم) ہاں ابھی تفصیل لو، پھر امام صاحب نے اس کی تفصیل فرمائی۔

پہلی رباعی[1]، ان یکتب اربعاً، یعنی چار چیزیں لکھے، (اول) احادیث رسول اللہ ﷺ (ثانی) حالات صحابہ اور اُن کی تعداد (ثالث) تابعی اور اُن کے حالات (رابع) بقیہ علمائے امت اور اُن کی تواریخ۔

دوسری رباعی۔ مع اربع، چار کے ساتھ لکھے (اول) رجال حدیث کے نام۔ (ثانی) ان کی کنیت (ثالث) ان کی جائے سکونت (رابع) ان کے سنوات ولادت ووفات۔

تیسری رباعی۔ کاربع، چار کی طرح لکھے، جس طرح خطیب کے لئے حمد لازم ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے لئے درود ضروری ہے۔ سورتوں کے لئے بسم اللہ اور نماز کیلئے تکبیرات، لازم ہیں، ایسے ہی رجال کے نام ان کی کنیت، ان کی جائے سکونت ان کے سنوات ولادت ووفات لکھنے کو لازم جانے۔

چوتھی رباعی۔ مثل اربع، چار کے مثل لکھے، مسندات (وہ حدیثیں جن کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے)۔ مرسلات، (وہ حدیثیں جن میں صحابی مذکور نہ ہوں)، موقوفات (وہ حدیثیں جو صحابی یا تابعی کے اقوال ہیں) مقطوعات (جس حدیث کا بیچ سے کوئی راوی چھوٹ گیا ہو)۔ غرض ہر قسم کی حدیث کا استقصا کرے۔

پانچویں رباعی۔ فی اربع، چار وقتوں میں لکھے۔ کم سنی میں، جوانی میں، سن کہولت یعنی ادھیڑ پن میں، بڑھاپے میں، غرض کسی سن میں تحصیل کا جوش کم نہ ہو، اور نہ کسی سن میں قلم رکے اور طلب سے سیری ہو۔

---

[1] رباعی سے مطلب ہے چار باتوں کا مجموعہ ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چھٹی رباعی - عند اربع، چار حالتوں میں، عدیم الفرصتی - فرصت، فراغ دستی، تنگدستی، جس حالت میں ہو خیال بندھا رہے۔

ساتویں رباعی - باربع، چاریں لکھے، پہاڑ، سمندر، آبادی، جنگل، غرض جہاں پائے لکھے۔

آٹھویں رباعی - علی اربع، چار چیزوں پر لکھے، پتھر، چمڑے، ہڈی، سیپ، جب تک کاغذ میسر نہ ہو۔

نویں رباعی - عن اربع، چار سے لے کر لکھے - جو سن میں بڑے ہوں، اور جو سن میں کم ہوں اور جو سن میں برابر ہیں، اور اپنے والد کے خط سے بشرطیکہ خط کا یقین ہو۔

دسویں رباعی - لاربع، چار کاموں کے لئے لکھے، اللہ کی رضامندی کے لئے، عمل کے لئے بشرطیکہ کتاب اللہ کے مخالف نہ ہو، طالبین حدیث میں اشاعت کے لئے تالیفات میں جمع کرنے کے لئے، کیونکہ تالیفات کی وجہ سے اس کا قیام رہتا ہے۔

ہاں یہ دس رباعیات جن کے بغیر نہیں پوری ہوتیں وہ دوسری دو رباعیاں ہیں، پہلی کسبی ہے (۱) فن کتابت - علم لغت، صرف و نحو، میں، ماہر ہونا۔

(۲) دوسری رباعی - وہبی اور خدا کی عطا یعنی صحت، قدرت، علم کا شوق، قوت حافظہ جب یہ بارہ رباعیات کسی کو نصیب ہو جائیں، تو ان کی خوشی میں وہ چار چیزوں کو جو نہایت پیاری ہیں (یعنی بیوی، اولاد، مال، وطن) بے وقعت سمجھتا ہے۔ اور چار چیزوں میں مبتلا ہوتا ہے، دشمنوں کی خندہ زنی میں، دوستوں کی ملامت میں، کوتاہ بینوں کی طعن زنی میں، علمائے عصر کے حسد میں، جب ان چار پر صبر کرتا ہے۔ تو دنیا میں اللہ تعالیٰ اُس کو چار چیزوں سے معزز کرتا ہے۔ قناعت کی عزت سے، ایمانی رعب سے، ہیبت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حق است ایں از خلق نیست) دائمی خوشی سے (وَلَنُحْیِیَنَّهٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً)
علمی لذت سے؛ اور آخرت میں چار دولتوں سے مالامال کیا جائیگا (انشاء اللہ)
اپنے بھائیوں کے شفیع بننے کا درجہ ملنے سے، عرش اعظم کے سایہ سے (حیث لا ظل الا ظلہ)
حوض کوثر پر پانی پلانے کے درجہ سے (حیث لا ماء الا ماءہ)، انبیاء اور مرسلین کی
ہمسائگی سے (اُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ)، یہ کہہ کر فرمایا لو!
صاحبزادے ہم نے جو شیوخ سے متفرق سنے تھے تم کو ایک ہی بار سنا دیا۔ اب چاہو
علم حدیث حاصل کرو یا چھوڑ دو۔ قاضی ابو العباس کہتے ہیں۔ امام بخاری کا یہ کلام سن
کر میں متفکر اور ساکت ہو گیا اور دیر تک سر نیچے کئے ہوئے تھا۔ کیونکہ فن حدیث کی تحصیل
کا بار گراں جس کو امام صاحب نے رباعیات مذکورہ بالا میں بیان کیا تھا میں متحمل نہیں
ہو سکتا تھا۔ امام صاحب نے میرے سکوت اور تفکر کو دیکھ کر فرمایا۔ فان لم تطق احتمال
المشاق کلہا فعلیک بالفقہ الذی یمکنک تعلمہ وانت فی البیت قار ساکن لا یحتاج الی
بعد الاسفار و وطی الآبار و رکوب البحار وہو مع ذا ثمرۃ الحدیث۔ خلاصہ یہ کہ اگر تم سے علم حدیث
کی تحصیل بوجہ مشقتہائے کثیرہ ممکن نہ ہو تو تم علم فقہ ہی حاصل کرو جس میں سفر کی تکلیفوں
سے نجات مل جائے گی اور علم فقہ باوجود سہل الحصول ہونے کے حدیث ہی کا ثمرہ
ہے (تدریب الراوی)

ایک دوسرا ملفوظ امام بخاری کا حافظ ابن حجر نے یہ نقل کیا ہے۔ لا اعلم شیئاً یحتاج
الیہ الا وہو فی الکتاب والسنۃ قیل لہ یمکن معرفۃ ذالک قال نعم۔ یعنی کوئی ایسا مسئلہ نہیں،
جس کی حاجت ہو اور وہ قرآن و حدیث میں نہ ہو۔ پوچھا گیا کیا ان کا جاننا بھی ممکن ہے۔
فرمایا ہاں۔ خلاصہ یہ کہ کسی امام یا عالم کے قواعد مخترعہ یا سکوت کو نص کے برابر تسلیم کر کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اُن سے مسائل اور جزئیات پیش آنے والی کی تخریج کرنا اور پھر ان مسائل مستخرجہ کو بجائے نص مان کر تخریج در تخریج کرتے رہنا اس کا حکم اللہ اور رسول نے نہیں دیا ہے۔ امام المحدثین کا خلاصہ زندگی یہ ہے کہ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کر کے سیرت رسول اور سیرت صحابہ کا نمونہ عالم کے سامنے پیش کر دیا اور اہل اسلام کو بتا گئے کہ یہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث صحیحہ اور ان پر عمل اس طرح کیا جاتا ہے اور اس کے جنب میں آراء الرجال کو اس طرح بے وقعت سمجھا جاتا ہے اور ان سے پرہیز کیا جاتا ہے ؎

نزارُ از کشکول اہل الرائے نتواں لقمہ خورد
بر سرِ خوان رسول اللہ مہمانیم ما

تمت

حصہ اوّل میں امام بخاری کے واقعات زندگی لکھے گئے ہیں حصہ دوم میں ان کے علمی کارنامے دکھائے گئے ہیں اور ان کی تصنیفات اور فقاہت وغیرہ پر مفصل بحث کی گئی ہے۔ اور حقیقت میں حصہ ثانی حضرت مؤلف رحمہ اللہ کی محنتوں اور کوششوں کی تماشا گاہ ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حصہ دوم

امام المحدثین کی تصنیفات

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

قطع نظر تواتر اور شہرت کے امام بخاری کی تصنیفات کا سلسلۂ سند امام صاحب تک ایک دو نہیں سینکڑوں طریقے سے ملتا ہے جو ہر طرح صحت کا جامع ہے، اور آج تک علمائے اسلام نے (خواہ کسی مذہب کے ہوں باستثناء بعض فرق) اپنے سلسلہ سند کو امام صاحب تک پہنچانے کا التزام رکھا ہے، ان سب میں صحیح بخاری کو ایک خصوصیت خاص اور امتیاز خاص حاصل ہے۔ جس کتاب کو مولف کی حیات میں مولف سے نوے ہزار شاگردوں نے پڑھا ہو اُس کے تواتر کا کیا پوچھنا ہے ایک امام نجم الدین ابو حفص عمر بن محمد النسفی الحنفی المتوفی ۵۳۷ھ نے صحیح بخاری کی شرح لکھی ہے۔ (جس کا نام النجاح فی اخبار الصحاح ہے) لائق شارح نے اس شرح میں لکھا ہے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میرا سلسلۂ سند امام بخاری تک پچاس طریق سے پہنچتا ہے۔

آج ایسی تالیفات سینکڑوں کی تعداد میں پائی جاتی ہیں، جن کی نسبت امام صاحب کے معاصرین بلکہ اُن سے بھی پہلے کے لوگوں کی طرف کی جاتی ہے، لیکن اس وجہ سے قابل وثوق نہیں سمجھی جاتیں کہ ان کا سلسلۂ سند ان کے مولفین تک قابل اعتبار نہیں۔ اولاً تو سلسلۂ سند قائم ہی نہیں اور بعض معتقدین نے سلسلہ ملانا بھی چاہا۔ تو بیچ میں کتنے رجال مجہول مستور بے اعتبار آتے ہیں جو سند کو پایۂ وثوق سے گرا دیتے ہیں، اگر شک ہو تو مسند خوارزمی کو دیکھو، ہمعصر نعمانی صاحب اس مسند کے بارے میں لکھتے ہیں۔ جو لوگ امام ابوحنیفہ صاحب کے سلسلہ کمالات میں تصنیف و تالیف کا وجود بھی ضروری سمجھتے ہیں وہ انھیں مفصلہ بالا کتابوں کو شہادت میں پیش کرتے ہیں لیکن انصاف یہ ہے کہ ان تصنیفات کو..... امام ابوحنیفہ کی طرف منسوب کرنا نہایت مشکل ہے آگے لکھتے ہیں "مسند خوارزمی کو امام ابوحنیفہ کی مسند کہنا مجازی اطلاق ہے خوارزمی خود ساتویں صدی میں تھے۔ جن مسندوں کو جمع کیا ہے، وہ بھی اکثر تیسری چوتھی صدی یا اس سے بھی بعد کی ہیں۔ حماد۔ قاضی ابویوسف۔ البتہ امام صاحب کے ہمعصر ہیں اور اُن کا مسند بے شبہ امام ابوحنیفہ کا مسند کہا جا سکتا تھا۔ لیکن خوارزمی کے سوا اور کسی نے اُن مسندوں کا نام نہیں لیا ہے۔ حالانکہ حدیث کی کتاب جب تک

عـــہ افسوس اور حیرت ہے لکھنؤ کے بعض اہل مطبع پر کہ مسند خوارزمی کو طبع کر کے اسے امام ابوحنیفہ کی طرف بلا تامل منسوب کر دیا۔ اور ذرا تحقیق سے کام نہیں لیا۔ حالانکہ وہ بڑے بڑے محققین پر نکتہ چینی کرتے ہوئے حد سے بڑھ جاتے ہیں۔ کسی کو جاہل بناتے میں کسی کو سفیہ۔ امام ابوحنیفہ کی جس قدر مسندات کہی جاتی ہیں۔ ان کے رواۃ کی جانچ میزان الاعتدال اور فوائد بھیہ وغیرہ سے کر کے دیکھو کیا حالت ہے ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشہور اور مستند روایتوں سے نہ ثابت ہو۔ اُس کا اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ ہمارے نزدیک اس بحث میں شاہ ولی اللہ صاحب کا فیصلہ کافی ہے۔ وہ حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں کہ "طبقہ رابعہ کی وہ کتابیں ہیں جن کے مصنفوں نے ایک مدت دراز کے بعد اُن روایتوں کو جمع کرنا چاہا جو دو پہلے طبقوں میں موجود نہ تھیں اور گمنام مسندوں اور مجموعوں میں پائی جاتی تھیں۔ ان لوگوں نے اُن کو بلند نام کرنا چاہا۔ حالانکہ وہ حدیثیں ان لوگوں کی زبانوں پر تھیں جن کا محدثین اعتبار نہیں کرتے۔ مثلاً زیادہ گو واعظین اور اہل بدعت اور ضعیف الروایۃ۔ یا وہ صحابہ اور تابعین کے آثار تھے یا بنی اسرائیل کے قصے تھے یا حکما اور واعظین کے مقولے تھے۔ جن کو راویوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام سے مخلوط کر دیا تھا۔ یا قرآن اور حدیث کے محتمل مضامین تھے جن کو اُن نیک آدمیوں نے بالمعنی روایت کیا جو فن روایت کی باریکیوں سے ناواقف تھے۔ اِن لوگوں نے اُن باتوں کو رسول اللہ کی طرف منسوب کر دیا۔ یا ایسے مضامین تھے جو قرآن اور حدیث سے مستنبط ہوتے تھے۔ اُن کو قصداً حدیث نبوی بنا دیا۔ یا مختلف حدیثوں کے ٹکڑے تھے جو ایک عبارت میں مرتب کر دیئے گئے۔ اس قسم کی حدیثیں کتاب الضعفاء ابن حبان۔ کامل ابن عدی۔ تصنیفات خطیب و ابو نعیم و جوزقانی۔ و ابن عساکر۔ و ابن نجار و دیلمی میں مل سکتی ہیں۔ مسند خوارزمی بھی قریباً اسی طبقہ میں داخل ہے۔"

شاہ صاحب کے فیصلہ کے بعد معصر موصوف لکھتے ہیں "بات اتنی ہے کہ جن مسندوں کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ امام صاحب کے شاگردوں نے لکھے اُن کا نہ تاریخوں سے ثبوت ملتا ہے نہ وہ خود کہیں پائے جاتے ہیں۔ جو مسند امام صاحب کے زمانہ سے بہت پیچھے لکھے گئے وہ البتہ موجود ہیں۔ لیکن اُن کی حدیثوں کا امام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صاحب تک بسند صحیح متصل پہنچنا نہایت مشتبہ ہے۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ بعض بعض مسانید میں بے اعتباری کی اندرونی شہادتیں موجود ہیں مسند حصفکی میں کئی روایتیں امام صاحب کی طرف منسوب ہیں جن کو انھوں نے خود صحابہ سے سُنا اور روایت کیا ہے۔ حالانکہ امام صاحب کا صحابہ سے روایت کرنا محدثانہ تحقیقات کی رُو سے ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا۔ خوارزمی نے آثار امام محمد کو بھی امام کی مسانید میں داخل کیا ہے۔ بلے شبہ اس کتاب میں اکثر روایتیں امام صاحب ہی سے ہیں۔ اس لئے ناظرین کو اختیار ہے کہ اُس کو امام ابوحنیفہ کا مسند کہیں یا آثارِ امام محمد کے نام سے پکاریں۔ لیکن یاد رہے کہ امام محمد نے اس کتاب میں بہت سے آثار اور حدیثیں دوسرے شیوخ سے بھی روایت کی ہیں۔ اس لحاظ سے اس مجموعہ کا انتساب امام محمد کی طرف زیادہ موزوں ہے"۔

صحیح بخاری کے علاوہ امام بخاری کی ایک ایک تصنیف (جن کی تفصیل آتی ہے) نہایت وقعت اور وثوق کی نگاہ سے دیکھی گئی۔ امام ابو علی غسانی لکھتے ہیں کہ "امام بخاری نے تاریخ کبیر لکھی تو امام اسحاق بن راہویہ جیسے باکمال شیخ نے اس نادر تالیف کو امیر عبد اللہ بن طاہر حاکم رے کے دربار میں پیش کر کے فرمایا الا اریك سحرا کیا میں تمھیں ایک بڑا جادو نہ دکھاؤں۔

علامہ تاج الدین سبکی اسی تاریخ کی نسبت لکھتے ہیں۔

وکتاب محمد بن اسماعیل فی التاریخ کتاب لم یسبق الیہ ومن الف بعدہ شیئا فی التاریخ او الاسماء او الکنی لم یستغن عنہ فمنھم من نسبہ الی نفسہ مثل	امام بخاری کی تاریخ وہ کتاب ہے کہ اس سے پہلے کسی نے ایسی مبارک تالیف نہیں لکھی، اور جس شخص نے امام بخاری کے بعد تاریخ۔ اسماء۔ کُنیٰ میں تالیف کرنی چاہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابی زرعۃ وحاتم ومسلم ومنھم من حکاہ عنہ فاللہ یرحمہ فانہ اصل الاصول۔ وہ اس سے کسی طرح مستغنی نہیں ہو سکا بعض اہل علم نے پیرایہ بدل کر اسے اپنی طرف منسوب کرلیا جیسے ابوزرعہ، ابوحاتم، امام مسلم، اور بعض نے بحوالہ نقل کیا۔ اللہ تعالیٰ امام بخاری پر رحم کرے کیونکہ انھوں نے تاریخی اصول کی بنیاد ڈالی،، حافظ ابوالعباس بن عقدہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص بیس ہزار حدیثوں کو لکھے تو بھی امام بخاری کی تاریخ سے اُس کو استغنا نہیں ہو سکتا۔[1]

امام بخاری کا اپنی تالیف میں کسی کو ذکر کر دینا، یہی اُس کے لئے باعث فخر سمجھا جاتا ہے، مورخین اس کو جس وقعت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، امام فخر الدین رازی، اور صاحب سیرۃ النعمان، کے کلام سے اس کا اندازہ کیا جا سکتا ہے، صاحب سیرۃ النعمان رقمطراز ہیں "لیکن رجال اور تاریخ کی مستند کتابیں جن میں امام ابوحنیفہ رح کا ذکر ہے اکثر میری نظر سے گذریں، جن میں تاریخ صغیر بخاری رح معارف ابن قتیبہ اور فلاں فلاں کتابیں بھی ہیں،، حالانکہ تاریخ صغیر میں جس طرح جناب امام ابوحنیفہ رح کا ذکر ہے اہل علم سے پوشیدہ نہیں۔ باوجود اس کے صاحب سیرۃ النعمان اسے افتخاراً لکھتے ہیں۔

اسی طرح تاریخ کبیر میں امام شافعی کا ذکر ہے جس کی نسبت صاحب سیرۃ النعمان تحریر فرماتے ہیں، امام بخاری نے تاریخ کبیر میں امام شافعی کا ذکر کیا ہے۔ لیکن جس بے پروائی سے کیا ہے اُس کے لحاظ سے امام رازی نے یہی غنیمت سمجھا کہ تضعیف نہیں کی، چنانچہ امام شافعی کے فضائل میں فرماتے ہیں،

واما الامام محمد بن اسمعیل البخاری امام بخاری نے امام شافعی کا ذکر تاریخ کبیر

[1] تقیید المہمل ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فقد ذکر الشافعی فی تاریخہ الکبیر فقال	میں کیا ہے، چنانچہ فلاں باب میں لکھا ہے
فی باب محمد یعنی محمد بن ادریس ابو	کہ محمد بن ادریس بن عبداللہ محمد الشافعی القرشی
عبداللہ الشافعی القرشی سکن مصرمات	نے ۲۰۴ھ میں وفات پائی۔ لیکن ان کو ضعفا
سنۃ اربع ومائتین ثم انہ ما ذکرہ	کے باب میں نہیں ذکر کیا حالانکہ امام بخاری
فی باب الضعفاء مع علمہ بانہ قد روی	جانتے تھے کہ امام شافعی نے بہت سی حدیثیں
شیئاً کثیراً من الحدیث ولو کان من	روایت کی ہیں، اگر وہ اس باب میں ضعیف
الضعفاء لذکرہ۔	ہوتے، تو امام بخاری ضرور ان کو ضعیف لکھتے"

علامہ تاج الدین سبکی شافعی طبقات کبرے میں فرماتے ہیں "ذکر الشافعی فی موضعین من صحیحہ فی باب فی الرکاز الخمس وفی باب تفسیر العرایا من البیوع ورقم شیخنا المزی فی التھذیب الشافعی بالتعلیق وذکر ھذین المکانین" یعنی امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں امام شافعی کا ذکر دو مقاموں میں کیا ہے (۱) باب فی الرکاز الخمس (۲) باب تفسیر العرایا (کتاب البیوع) میں، اور علامہ مزی نے ان دو نو مقاموں کا ذکر تہذیب میں کیا ہے۔ امام بخاری کا اپنی جامع صحیح میں شافعی کو ذکر کرنا ہی ازبس غنیمت شمار کیا گیا۔

پھر دفع دخل کے طور پر علامہ سبکی اس سوال کے جواب میں کہ امام شافعی سے روایت کیوں نہیں کی۔ "اسی طبقات کبریٰ میں لکھتے ہیں:۔ ولم یروعن الشافعی فی الصحیح لانہ ادرك اقرانہ والشافعی مات مکتھلاً فلا یرویہ نازلا۔ یعنی امام بخاری نے کوئی حدیث امام شافعی کے واسطے سے اپنی جامع صحیح میں اس لئے نہیں روایت کی کہ امام بخاری نے امام شافعی کے اقران کو پایا اور اُن کے معاصرین سے اخذ روایت کیا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چونکہ امام شافعی کا انتقال سنِ کہولت ہی میں ہو گیا تھا۔ اگر امام شافعی کے واسطے سے روایت کرتے تو حدیث کے سلسلہ سند میں واسطہ بڑھ جاتا اور سند نازل ہو جاتی۔ اس لیے امام شافعی کے واسطہ سے امام بخاری نے کوئی حدیث روایت نہیں کی۔

اصل بات یہ ہے کہ امام بخاری، یا مولفین صحاح ستہ کی تنقیدی نگاہ میں کسی راوی کا نہ ٹھہرنا، یا مجروح ترک کر دینا، یا صحاح میں اس سے روایت نہ کرنا، یہ ایک ایسی بات تھی۔ جو اس کی طرف سے شبہہ پیدا کرتی تھی، اور اس کے دامن ثقاہت پر دھبہ لگاتی تھی۔ اسی وجہ سے امام شافعی اور جناب امام ابو حنیفہؒ کے اتباع میں بڑی کھلبلی مچ گئی، اور اس کی توجیہات میں انھیں بڑی دقتیں پیش آئیں، صاحب سیرۃ النعمان نے تو یہ کہہ کر ٹالا کہ اس الزام میں امام ابو حنیفہ کے ساتھ امام شافعی بھی شریک ہیں، چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ "یہ سچ ہے کہ صحاح ستہ کے مصنفین نے امام صاحب سے روایت نہیں کی۔ (دو ایک روایتیں مستثنیٰ ہیں) لیکن اس الزام میں اور ائمہ بھی شریک ہیں۔ امام شافعی جن کو بڑے بڑے محدثین مثلاً اسحاق بن راہویہ۔ امام احمد بن حنبل۔ ابو ثور حمیدی۔ ابو زرعۃ الرازی۔ ابو حاتم نے حدیث و روایت کا مخزن تسلیم کیا ہے۔ ان کی سند سے صحیحین میں ایک بھی روایت موجود نہیں۔ بلکہ بخاری و مسلم نے کسی اور تصنیف میں بھی امام شافعی کی سند سے کوئی روایت نہیں کی۔ امام رازی نے بخاری اور مسلم کی اس بے اعتنائی کی بہت سی تاویلیں کی ہیں۔ مگر کوئی معقول وجہ نہیں بتا سکے۔ صحیحین پر موقوف نہیں۔ ترمذی۔ ابو داؤد۔ ابن ماجہ نسائی میں بھی بہت کم ایسی حدیثیں ہیں جن کے سلسلہ رواۃ میں امام شافعی کا نام آیا ہو۔"

صاحب سیرۃ النعمان، امام رازی کی توجیہات پر نکتہ چینی کرتے ہوئے خود امام بخاری اور مولفین صحاح کے امام کو فہ سے روایت نہ لینے کی یہ وجہ لکھتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"حقیقت یہ ہے کہ بعض محدثین نے اعتماد اور استناد کا جو معیار قرار دیا تھا۔ اُس میں اہلِ نظر بلکہ اکثر لوگوں کے لئے کم گنجائش تھی، علامہ قسطلانی نے شرح بخاری میں لکھا ہے کہ امام بخاری فرمایا کرتے تھے، میں نے کسی ایسے شخص سے حدیث نہیں لکھی جس کا یہ قول نہ تھا الایمان قولٌ و عملٌ، اگر یہ قول صحیح ہے تو امام ابوحنیفہ کو اُن کے دربار میں پہنچنے کی کیونکر امید ہو سکتی ہے"

ایک وجہ اور لکھتے ہیں، لطف یہ ہے کہ مجتہدین جس چیز پر فخر کر سکتے ہیں۔ وہ دقتِ نظر قوتِ استنباط۔ استخراج مسائل تفریع احکام ہے، لیکن محدثین کے ایک گروہ کے نزدیک یہی باتیں عیب اور نقص میں داخل ہیں۔ علامہ ابوجعفر محمد بن جریر طبری، قاضی ابویوسف کے ذکر میں لکھتے ہیں۔ کہ اہلِ حدیث میں سے ایک گروہ نے ان کی روایت سے اسی بنا پر احتراز کیا کہ اُن پر رائے غالب تھی اور فروع احکام کی تفریع کرتے تھے۔ ان باتوں کے ساتھ بادشاہ کی صحبت میں رہتے تھے اور منصب قضا پر مامور تھے۔ اگر فروع اور احکام کا استنباط بھی جرم ہے تو بے شبہ امام ابوحنیفہ قاضی ابویوسف سے زیادہ مجرم ہیں"

افسوس اور حیرت ہے کہ ایک مورخ ایسی تحقیق سے گری ہوئی بات لکھے جس کو دیکھ کر تھوڑی نظر کا آدمی بھی انگشت بدنداں ہو۔ معصر موصوف کی یہ دونوں توجیہیں امام بخاری اور مولفین صحاح ستہ کی نسبت کسی طرح صحیح نہیں مانی جا سکتیں، تکثیر مسائل استنباطِ فروع تفریعِ احکام۔ دقتِ نظر، یہ تو خود مولفین صحاح ستہ بالخصوص امام بخاری کا مہتم بالشان مقصود ہے، ان کے تراجم الابواب ایسے کھلے شواہد موجود ہیں جن سے کسی طرح انکار نہیں ہو سکتا، امام بخاری تو اسی لئے تکرار احادیث کی پرواہ نہیں کرتے اور یہ ایک ایسی بات ہے جس کے معترف تمام شراحِ حدیث

ع دراصل رائے کے غلبہ اور فروع احکام کی تفریع اور بادشاہ کی صحبت کے انہماک کی وجہ سے جو فنِ حدیث کی طرف سے بے اعتنائی ہو گئی تھی یہ وجہ ہے اور علامہ ابن جریر کا لکھنا بہت صحیح ہے ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ خود صحاح ستہ موجود ہے۔ ان کے مولفین کی دقتِ نظر۔ قوت استنباط۔ تفریع احکام، تکثیر مسائل، استنباطِ فروع آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہیں اور علامہ ابن خلدون کا یہ جملہ نہایت جامع ہے ولذالک یحتاج الی امعان النظر فی التفقہ فی تراجمہ انہیں وجوہات سے امام بخاری کے تراجم الابواب میں بڑی غور کی نگاہ اور نظرِ دقیق کی ضرورت پڑتی ہے

رہی پہلی توجیہ، یہ بات ہر خاص و عام کے نزدیک مسلم ہے کہ امام بخاری اور مولفین صحاح ستہ کا ایک بے نظیر وصف ان کی بے تعصبی ہے۔ ان کے سلسلۂ اسانید کو پڑھو تو سینکڑوں رواۃ ایسے ملتے ہیں جو اُن سے مذہب میں اختلاف رکھتے ہیں۔ بلکہ عام اہلِ سنت سے اختلاف رکھتے ہیں، لیکن عدل، صدق۔ دیانت۔ حافظہ وغیرہ مقررہ شرائط کے پائے جانے پر بلا تامل ان سے روایت لیتے ہیں، خود صحیح بخاری کے سلسلۂ اسانید میں ایسے رواۃ موجود ہیں جن کی نسبت "مرجی" لکھا گیا ہے جو اعمال کو جزو ایمان نہیں جانتے تھے۔ اسی طرح رمی بالتشیع یا دیگر امور ایسے مذکور ہیں جن سے اعتقاداً امام بخاری کو اختلاف ہے لیکن شرائطِ روایت موجود ہونے پر کمال بے تعصبی سے ان سے روایت کرتے ہیں۔

ہم یہ مانتے ہیں کہ امام بخاری کو الایمان قول و عمل، میں خاص قسم کا کد اور تشدد تھا جس کی شہادت صحیح بخاری کی کتاب الایمان سے بھی ملتی ہے۔ اور امام بخاری کا یہ مقولہ کہ "میں نے ہزار سے زائد شیوخ سے حدیث لی۔ لیکن ایسے شیوخ کے پاس نہیں گیا جو الایمان قول و عمل، کے قائل نہ تھے" جیسا کہ مقدمہ فتح الباری وغیرہ میں مذکور ہے، بہت صحیح ہے۔ کسی طرح اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن یہ بھی غور کرنا چاہیے کہ اس قول سے امام بخاری کا تشدد امام بخاری کے اپنے شیوخ تک محدود معلوم ہوتا ہے، کیونکہ امام بخاری کو ایسے شیوخ کے پاس جانے میں البتہ احتراز تھا جن میں کسی طرح کی بے اعتنائی یا مخالفت صحیح حدیثوں کے ساتھ پائی جاتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھی، اور یہ امام صاحب کا کمال التقاء تھا۔ لیکن اوپر کے شیوخ میں اس قسم کی پابندی نہیں، اسی وجہ سے شیوخ الشیوخ یا اور بھی اوپر کے شیوخ ان کے سلسلہ روایت میں ایسے مل سکتے ہیں جن کا قول الایمان قول وعمل نہ تھا، لہٰذا یہ توجیہ امام بخاری کے بلاواسطہ شیوخ میں چل سکتی ہے اوپر کے سلسلے میں یہ توجیہ بالکل غلط ہو جاتی ہے، اور توجیہ القول بمالا یرضی بہ قائلہ کی مصداق بن جاتی ہے، امام بخاری کے شرائط میں کہیں اس کا ذکر نہیں، لہٰذا یہ دونوں توجیہیں پایۂ تحقیق سے ساقط ہیں۔

دراصل مؤلفین صحاح ستہ اور امام بخاری کے اہل کوفہ سے احتراز کرنے اور ان کی روایات کے ساتھ اعتنا نہ کرنے کی وجہ دوسری ہے اور درحقیقت یہی وجہ صحیح ہے، وہ یہ ہے کہ ائمہ کوفہ کا میلان اقوال الرجال سے تخریج مسائل اور تفریع احکام کی طرف کچھ اس طرح بڑھا کہ اور فنون اسلامیہ سے ان کو یوماً فیوماً بُعد ہوتا گیا۔ شدہ شدہ یہ نوبت پہنچی کہ خود اہل کوفہ کو اپنے ائمہ کی روایت اور ان کی تنقید اور تحقیق پر اعتماد نہ رہا، اسی واسطے امام محمد کو مدینہ جا کر امام مالک سے فن حدیث پڑھنا پڑا، امام محمد نے مدینہ جا کر امام مالک کی خدمت میں تین برس سے اوپر حاضری دی، بعد فراغ جب کوفہ پہنچے تو وہاں مجلس درس قائم کی، حالت یہ ہوئی کہ اہل کوفہ کو ان کی حدیثوں پر نہایت اعتماد ہوا، جس روز امام محمد اپنے شیخ امام مالک سے روایت بیان کرتے تو ان کا مکان بالکل بھر جاتا، لوگ ٹوٹے پڑتے تھے، لیکن جس روز ائمہ کوفہ سے روایت کرتے۔ تو بہت تھوڑے لوگ درس گاہ میں آتے۔ وہ بھی بکراہت، یہ حالت دیکھ کر امام محمد کو بہت غصہ آیا وہ نہایت رنج ہوئے اور فرمایا۔

ما اعلم اسوء ثناء علی اصحابہ منکم اذا حدثتکم عن مالک ملأتم علی الموضع و

کوفہ والو! تم سے بڑھ کر اپنے شیوخ سے بدخیال میں کسی کو نہیں سمجھتا۔ جب امام مالک سے حدیث

www.KitaboSunnat.com

اذا حدثتکم عن اصحابکم اتیتمونی متکارھین (تہذیب الاسماء واللغات) — بیان کرتا ہوں تو تم لوگوں سے بیزار گھبرا جاتا ہے اور جب کوفہ کے ائمہ اور شیوخ سے روایت کرتا ہوں تو بکراہت مجلس میں آتے ہو" اہل کوفہ کو اس میں مجبوری تھی، اہل کوفہ ائمہ کوفہ کو بدنام کرنا نہیں چاہتے تھے، بلکہ ائمہ کوفہ سے فن حدیث و روایت کا اہتمام ہی جاتا رہا تھا۔ گو ابتداً تو تھا مگر جب سے اساتذہ کے قواعد مستنبطہ پر اس درجہ وثوق ہوا کہ اس کے جنب میں صحیح حدیثوں کے ساتھ اعتنا نہ رہا۔ اور انھیں شیوخ و اساتذہ کے اقوال کی تخریج در تخریج رہ گئی تو خود اہل کوفہ کو فن حدیث و روایت و تنقید میں اپنے ائمہ پر اعتماد باقی نہ رہا۔ اسی قلت اہتمام کی وجہ سے اہل کوفہ کے سلسلۂ سند کو (اسنادِ مشرقی) کا خطاب ملا۔ اور امام ابوداؤد کو امام احمد کا یہ قول نقل کرنا پڑا "اہل الکوفۃ لیس علی حدیثھم نور" اور یہ ضرب المثل ہو گیا۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی مصفی میں اسی کی طرف اشارہ کیا ہے مصفی شرح موطا میں لکھتے ہیں۔ و در عصر تبع تابعین نبودند مگر ابوحنیفہ و امام مالک،

آں امام ابوحنیفہ یک شخصے است کہ رؤس محدثین مثل احمد و بخاری و مسلم و ترمذی و ابوداؤد و نسائی و ابن ماجہ و دارمی از وے در کتابہائے خود روایت نہ کردہ اند و رسم روایت

ع جناب امام ابوحنیفہؒ کی تحصیل حدیث کی بابت شمس العلماء نعمانی صاحب نے تو دعوے بڑے لانبے چوڑے اور بڑے خوش آیند الفاظ میں کئے مگر افسوس ثبوت کچھ نہ پیش کر سکے کہیں کہیں جو عقود الجمان کے حوالہ سے کچھ لکھا ہے تو اس کتاب کو خود وہ غیر معتبر کہہ چکے ہیں اور محققین کی نگاہ میں یہ کتاب ہے بھی ایسی ہی۔

امام ابوحنیفہؒ کے قلیل الحدیث ہونے کی مکمل بحث دیکھنی ہو تو الارشاد از صفحہ ۱۱ تا صفحہ ۳۲ دیکھو جس میں امام صاحب کے قلیل الحدیث ہونے کے متعدد اسباب بیان کئے گئے ہیں اور نعمانی صاحب کی کل توجیہات کا بے سود ہونا اور ان کا محض تکلفات بارده ہونا بہت انصاف سے بیان کیا گیا ہے جس کو دیکھ کر ہر شخص معاصر موصوف کی باتوں کا وزن کر سکتا ہے افسوس ہے کہ بتنگی صفحہ کا مضمون ہم بخوف طوالت قلم انداز کرتے ہیں ۱۲ منہ

لہ جامع ترمذی ۱۲ ته سنن ابی داؤد ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدیث از روئے بطریق ثقات جاری نشدہ۔
طور دیگر در امام مالک شخصے ہست کہ اہل نقل اتفاق دارند بر آنکہ چوں حدیث بروایت وثاقت شنیدند نیز اتفاق صحت رسید مستغنی ہست

امام بخاری کی تصنیفات کی اجمالی فہرست اور انکا مختصر تذکرہ

التاریخ الکبیر: یہ وہی تاریخ ہے جس کو امام بخاری نے اپنی عمر کے اٹھارہویں سال چاندنی راتوں میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں حجرہ مبارک اور منبر کے درمیان بیٹھ کر لکھا تھا جس کو امام اسحاق بن راہویہ نے دیکھ کر فرط مسرت سے امیر عبداللہ بن طاہر خراسانی کے سامنے پیش کر کے فرمایا تھا ایھا الامیر الا اریک سحرا کیا تم کو جادو نہ دکھاؤں؟ اور اسی کی نسبت ابن عقدہ یہ فرماتے ہیں کہ اگر لوگ دس ہزار حدیثیں بھی لکھیں تو بھی اس کتاب سے مستغنی نہیں ہو سکتے۔ یہ تاریخ الرجال میں بحیثیت جامعیت کے فرد ہے۔ عہ

اس تاریخ کو امام بخاری سے ابو احمد محمد بن سلیمان بن فارس اور ابوالحسن محمد بن سہل اللغوی اور دیگر محدثین نے روایت کیا ہے۔ صاحب کشف الظنون کی تحقیقات سے معلوم ہوا کہ اس تاریخ پر ابوالقاسم مسلمہ بن قاسم (جو امام دارقطنی کے معاصر ہیں) نے ذیل لکھا ہے۔ اور سعد بن جناح نے بھی اس پر ایک ذیل لکھا ہے

عہ امام صاحب فرماتے لا اتی بحدیث عن الصحابۃ والتابعین الا عرفت مولد اکثرھم و وفاتھم ومساکنھم یعنی میں کوئی حدیث صحابہ و تابعین سے نہیں بیان کروں گا مگر اکثر راویوں کے وفات مسکن مولد سے واقف ہوں وقال قل اسم فی التاریخ الا ولہ عندی قصۃ الا انی کرھت ان یطول الکتاب یعنی تاریخ میں کم نام ایسے ہیں جن کے حالات مجھے مفصل نہ معلوم ہوں لیکن طوالت کے خوف سے میں نے ترک کر دیا ۱۲ مقدمہ فتح الباری۔ عہ طبقات الشافعیہ ص ۷ ج ۲ میں اس جلیل القدر کتاب کی تعریف و توصیف مذکور ہے ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

افسوس کہ یہ نادر کتاب اب تک طبع[1] نہیں ہوئی۔ حیدر آباد کے کتب خانہ میں اس کا ایک ٹکڑا موجود ہے۔ جو (ق) سے ختم کتاب تک ہے۔ مگر محمدیین میں سے ایک بھی اس میں نہیں ہیں غالباً ابتدائے کتاب میں محمدیین کا ذکر ہے تاریخ کبیر میں صحابہ وتابعین وتبع تابعین رواۃ حدیث کا استیعاب کیا ہے اور ناموں کے لکھنے میں حروف تہجی کی ترتیب رکھی ہے۔ اگر ایک ہی نام کے متعدد لوگ ہیں تو ان کے باپ کے ناموں میں حروف تہجی کی ترتیب رکھی ہے اگر باپ کا نام نہیں معلوم ہے جیسے موالی وغیرہ تو انکو ردیف کے خاتمہ میں (من افناء الناس) کے تحت میں لکھا ہے اور جو نام مشترک نہیں ہیں۔ ان کو (باب الواحد) کے تحت میں لکھا ہے۔ تاریخ کبیر میں زیادہ تر سلسلۂ روایت۔ تلمذ۔ سماعت کا ذکر ہے۔ اکثر جرح وتنقید بھی ہے گو بالاستیفا نہیں اس کا کچھ حصہ نقل کرا کے حیدر آباد سے ہم نے بھی منگایا تھا۔

التاریخ الاوسط۔ اس کو امام بخاری سے عبد اللہ بن احمد بن عبد السلام الخفاف اور ابو محمد زنجویہ بن محمد اللباد روایت کرتے ہیں۔ اس کے مفصل حال معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ نہ مل سکا نہ اس کے کسی نسخہ کا وجود[2] ہی معلوم ہو سکا۔

التاریخ الصغیر[3]۔ فن تاریخ میں امام بخاری کی یہ بھی ایک بے مثل تصنیف ہے۔ فن حدیث کو فن رجال کے ساتھ وہی تعلق ہے جو روح کو جسد سے ہے اس لئے امام صاحب کو اس کے ساتھ خاص شغف تھا۔ اس کو امام بخاری سے عبد اللہ بن محمد بن عبد الرحمن الاشقر نے روایت کیا ہے اور جو طبع ہوئی ہے وہ بروایت ابو محمد زنجویہ بن محمد النیسابوری مروی ہے اس تاریخ میں امام بخاری مشاہیر صحابہ وتابعین وتبع تابعین کے سنوات وفات ونسب

---

[1] الحمد للہ کہ اس عظیم الشان کتاب کی طباعت دائرۃ المعارف العثمانیہ (حیدر آباد دکن) میں سنہ ۱۳۶۰ھ سے شروع ہو گئی ہے اور اب تک کئی جلدیں طبع ہو کر شائع ہو چکی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جلد اتمام کو پہنچائے ۱۲ عبید اللہ رحمانی۔

[2] التاریخ الاوسط کا قلمی کامل نسخہ دوسری جنگ عظیم تک جرمنی کے سرکاری کتب خانہ میں موجود تھا عبید اللہ رحمانی

[3] تاریخ صغیر الہ آباد میں طبع ہو گئی ہے ۱۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دلقا کا ذکر کرتے ہیں اور اکثر جرح و تعدیل کرتے ہیں چنانچہ عنوان تالیف اس کا سنوات ہی پر رکھا ہے۔ ایک سنہ کے مشاہیر کی وفات وغیرہ کو لکھ کر دوسرے سنہ کو شروع کرتے ہیں خطبہ میں فرماتے ہیں۔ کتاب مختصر من تاریخ النبی صلی اللہ علیہ وسلم والمھاجرین و الانصار وطبقات التابعین لھم باحسان ومن بعدھم وفاتھم وبعض نسبھم و کناھم ومن یرغب عن حدیثہ۔[1]

الجامع الکبیر۔[2] اس کا ذکر ابن طاہر نے کیا ہے۔ اس کتاب کا بھی مفصل حال کچھ نہیں معلوم ہو سکا۔ نہ اس کے کسی نسخہ کے وجود کا پتہ چل سکا۔ صاحب کشف الظنون نے اسی قدر لکھ کر سکوت کیا ہے۔

خلق افعال العباد۔[3] صحابہ و تابعین جس طرح آیات و احادیث سے فرق باطلہ کا رد کرتے تھے۔ وہی طرز عنوان اس کتاب کا بھی ہے اور یہی علم کلام قدیم ہے۔ امام بخاری سے اس کو یوسف بن ریحان اور علامہ فربری نے روایت کیا ہے۔ اس کتاب میں فرقہ باطلہ جہمیہ اور معطلہ کا رد ہے اور آیات و احادیث کے ساتھ آثار صحابہ و اقوال تابعین بھی درج ہیں۔

کتاب الضعفاء الصغیر۔[3] حروف تہجی کی ترتیب پر ضعیف راویوں کے نام گنائے ہیں۔ اکثر وجہ تضعیف اور راوی کے تلمذ کا بھی ذکر ہے۔ تضعیف میں جیسی احتیاط برتی ہے وہ اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتی ہے۔ صغیر کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب نے کتاب الضعفاء

---

[1] یعنی یہ ایک مختصر تاریخ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین و انصار و طبقات تابعین اور ان کے بعد کے لوگوں کی اس کتاب میں ان کی وفات، ان کے نسب، ان کی کنیت وغیرہ اور جن سے حدیث لینے میں اعراض کیا گیا ہے۔ سب کا بیان ہے۔ ۱۲ منہ [2] الجامع الکبیر کا کامل قلمی نسخہ بخط حافظ ابن کثیر کتب خانہ قلمی دار العلوم جرمن میں دوسری جنگ عظیم سے پہلے موجود تھا۔ خدا کرے یہ کتب خانہ محفوظ ہو۔ عبید اللہ رحمانی

[3] خلق افعال العباد۔ اور کتاب الضعفاء دونوں طبع ہو چکی ہیں۔ ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الکبیر بھی لکھی ہے یا لکھنے کا ارادہ کیا ہو۔ اس کو امام بخاری سے ابو بشر محمد بن احمد بن حماد الدولابی اور ابوجعفر بن سعید اور آدم بن موسی الخواری وغیرہ روایت کرتے ہیں۔

المسند الکبیر [1]، التفسیر الکبیر۔ ان دونوں کا ذکر علامہ فربری (امام بخاری کے تلمیذ) نے کیا ہے۔ ان دونوں کا مفصل حال کچھ نہیں معلوم ہو سکا۔ نہ ان کے کسی نسخہ کے وجود کا پتہ چل سکا نہ ان کے راوی کا پتہ چل سکا۔

کتاب الھبہ۔ اس کا ذکر امام بخاری کے کاتب محمد بن ابوحاتم نے کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ وعمل کتابا فی الھبۃ فیہ نحو خمس مائۃ حدیث وقال لیس فی کتاب وکیع فی الھبۃ الا حدیثان مسندان او ثلاثۃ وفی کتاب ابن المبارک خمسۃ او نحوھا۔ یعنی امام بخاری نے ہبہ کے مسائل میں ایک کتاب لکھی تو اپنے باب میں وہ اس قدر جامع تھی کہ وکیع ابن جراح اور عبداللہ بن مبارک کی کتاب سے اس کو کچھ نسبت نہیں۔ وکیع کی کتاب الھبہ میں دو یا تین حدیثیں مرفوع تھیں اور عبداللہ بن مبارک کی کتاب میں صرف پانچ اور امام بخاری کی کتاب میں قریب پانچ سو کے۔ اس کے بھی کسی نسخہ کا پتہ نہ چل سکا۔

اسامی الصحابہ [2]۔ اس کا ذکر ابوالقاسم بن مندہ نے کیا ہے۔ اور وہ خود اس کو ابن فارس کے طریق سے روایت کرتے ہیں اور اکثر اس سے نقل کرتے ہیں۔ اور ابوالقاسم بغوی بھی اس سے اپنی کتاب معجم الصحابہ میں نقل کرتے ہیں۔ اس موضوع (اسامی الصحابہ) پر اس سے پہلے کی کسی تصنیف کا پتہ نہیں چلتا۔ اس کے بعد ابن مندہ۔ ابن عبدالبر۔ ابن الاثیر۔ حافظ

---

(١) المسند الکبیر کا کامل نسخہ امام ابن تیمیہ کے قلم کا لکھا ہوا کتب خانہ قلمی دارالعلوم جرمن میں دوسری جنگ عظیم تک موجود تھا ۱۲ عبیداللہ رحمانی

(٢) اس کا کامل قلمی نسخہ کتب خانہ قلمی دارالعلوم جرمنی میں دوسری جنگ عظیم تک موجود تھا ۱۲ عبیداللہ رحمانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن حجر وغیرہ نے اسماء صحابہ اور اُن کے تاریخی حالات میں تصنیفیں لکھیں یہ موضوع جس قدر ضروری ہے مخفی نہیں۔

کتاب الوحدان۔ اس کتاب سے ابن مندہ اکثر نقل کرتے ہیں۔ کتاب الوحدان میں امام بخاری نے ان رواۃ صحابیوں کا ذکر کیا ہے جن سے صرف ایک ہی حدیث مروی ہے۔ امام نسائی نے بھی کتاب الوحدان لکھی ہے۔ امام نسائی کی کتاب الوحدان آگرہ میں طبع ہو گئی ہے۔ امام مسلم نے بھی کتاب الوحدان لکھی ہے۔ وہ بھی آگرہ میں طبع ہوئی ہے۔ غالباً امام بخاری سے پہلے کسی نے اس موضوع پر کوئی تصنیف نہیں لکھی۔

کتاب المبسوط[1]**۔** اس کا ذکر خلیلی نے الارشاد میں کیا ہے۔ اور مُہیب[2] بن سلیم نے اس کو امام بخاری سے روایت کیا ہے۔ کتاب المبسوط کے موضوع بحث کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔ لیکن قیاس یہ کہتا ہے کہ اس کتاب میں بسط کے ساتھ وہ فقہی مسائل ہوں گے جو احادیث سے مستنبط کئے گئے ہیں۔

کتاب العلل۔ ابوالقاسم بن مندہ نے اس کا ذکر کیا ہے۔ اور وہ اس کو محمد بن عبداللہ ابن حمدون سے وہ ابو محمد عبداللہ بن الشرقی سے وہ امام بخاری سے روایت کرتے ہیں۔ یہ فن نہایت دقیق اور شریف ہے اس کے لئے جس قدر وسعت معلومات کی ضرورت ہے۔ اس کا بیان پہلے حصہ میں گذر چکا ہے۔ غالباً اس موضوع میں بھی یہ پہلی کتاب ہے۔

کتاب الکنیٰ۔ اس کا ذکر ابواحمد حاکم نے کیا ہے۔ اور وہ اس سے اپنی تصنیفات میں نقل بھی کرتے ہیں۔ محدثین کے لئے اس فن سے واقفیت حاصل کرنا نہایت ضروری ہوتا ہے۔ اس

---

[1] اس کا قلمی کامل نسخہ بخط حافظ ابن مندہ کتب خانہ جرمنی میں دوسری جنگ عظیم تک موجود تھا ۱۲ عبیداللہ رحمانی

[2] کذا فی مقدمۃ الفتح للحافظ ابن حجر وتاریخ بغداد الخطیب بالمیم بعدھا ھاء ثم تحتیۃ ووقع فی کشف الظنون وہیب بالواو بعدھا ہاء ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موضوع میں رواۃ حدیث کی کنیتوں کا بیان کرنا مقصود ہوتا ہے جس سے ایک راوی کا اختلاط دوسرے سے نہ ہو جس کے بغیر بڑے بڑے محدثین دھوکا کھا جاتے تھے۔

کتاب الفوائد۔ اس کا ذکر امام ترمذی نے اپنی جامع ترمذی کی کتاب المناقب میں کیا ہے لیکن یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ کتاب الفوائد میں امام المحدثین نے کس قسم کے فوائد ودیعت رکھے ہیں۔ لیکن قرینہ یہ ہے کہ اس میں وہ نکات حدیثیہ ہیں جو فن علل سے تعلق رکھتے ہیں۔

الادب المفرد۔ یہ وہ کتاب ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و آداب سکھاتی ہے حقیقت امر یہ ہے کہ اس کتاب کی بدولت انسان انسان بن جاتا ہے۔ بالخصوص آج کل جبکہ رہی سہی اسلامی تہذیب یورپ کی آزادی کی بدولت رخصت ہو رہی ہے۔ اور ایک یورپی تہذیب کا تعلیم یافتہ ہوائے نفسانی اور پالیسی کا دلدادہ والدین کے آداب کو بھی خیرباد کہہ بیٹھتا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ کی بڑی حاجت ہے۔ اس کو امام بخاری سے احمد بن محمد بن الجلیل (بالجیم) البزار روایت کرتے ہیں۔[1]

جزء رفع الیدین۔ رفع الیدین کے باب میں بڑی جامع کتاب ہے۔ اثبات رفع الیدین کے علاوہ روایات عدم رفع کی بھی بخوبی تنقید کی ہے۔ امام بخاری سے اس کو محمود بن اسحاق الخزاعی روایت کرتے ہیں۔ یہ امام بخاری کے ان شاگردوں میں ہیں جنہوں نے شہر بخارا میں سب سے پیچھے امام بخاری سے شرف تلمذ حاصل کیا۔

بر الوالدین۔ امام بخاری سے محمد بن دلّویہ روایت کرتے ہیں۔ نام سے موضوع بحث ظاہر ہے

---

[1] یہ کتاب متعدد بار طبع ہو چکی ہے۔ اس کا ایک ترجمہ فارسی میں جناب نواب مستطاب علامہ صدیق حسن خاں بہادر طاب اللہ ثراہ نے لکھ کر آگرہ میں طبع کرایا تھا۔ ایک دوسرا ترجمہ اردو بنام (سلیقہ) جناب مولانا عبدالغفار صاحب مرحوم نے لکھ کر آرہ میں طبع کرایا ہے۔ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیکن اس کے وجود کا بھی پتہ نہیں چل سکا۔

کتاب الاشربہ۔ اس کا ذکر امام دارقطنی نے اپنی کتاب المؤتلف والمختلف کیسہ (راوی) کے ترجمہ میں کیا ہے۔

قضایا الصحابۃ والتابعین۔ امام بخاری نے یہ مبارک کتاب تاریخ کبیر کے قبل ۲۱۲ھ ہجری میں تصنیف کی ہے۔ یہ کتاب نہایت مفید اور کارآمد ہے اس لئے کہ تعامل صحابہ کو دیکھ کر افراد امت کو ایک قلبی تسکین حاصل ہوتی ہے۔ لیکن افسوس جس طرح متقدمین کی ہزاروں یادگاریں مٹ گئیں اسی طرح اس کا بھی آج کہیں پتہ نہیں ہے۔

کتاب الرقاق۔ اس کا ذکر صاحب کشف الظنون نے کیا ہے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں۔ کتاب الرقاق للبخاری من کتب الحدیث۔ علامہ موصوف نے نہ اس کی ابتدا بتائی نہ اور کچھ تفصیل لکھی۔

علامہ ابن الملقن اپنی شرح توضیح میں امام بخاری کی ایک اور تصنیف کا پتہ دیتے ہیں۔ اور علامہ ابن الملقن کے ہمعصر علامہ عینی بھی ہیں؛ علامہ ابن الملقن کے الفاظ یہ ہیں۔ ومن الغریب ما فی کتاب الجہر بالبسملۃ لابی سعد اسماعیل بن ابی القاسم البوشنجی عن البخاری انہ صنف کتابا فیہ مائۃ الف حدیث انتہی۔ یعنی ایک غیر مشہور بات امام ابوسعد اسماعیل بن ابی القاسم البوشنجی امام بخاری سے ناقل ہیں کہ امام بخاری نے ایک حدیث کی کتاب تصنیف کی تھی جس میں انھوں نے ایک لاکھ حدیثیں جمع کی تھیں۔ ابن الملقن اور علامہ عینی تو اس بات کو غیر مشہور بتاتے ہیں اور افسوس آج تک کہیں دنیا کے کتب خانوں میں اس کا پتہ بھی نہیں چلا۔ نہ اس کا کوئی راوی معلوم ہوا اور نہ دوسرے محدث نے سوا ابوسعد بوشنجی کے اس کو نقل کیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیکن ہم کہتے ہیں کہ امام بخاری نے جب صحیح بخاری کو چھ لاکھ حدیثوں سے منتخب کیا ہے تو کون سی تعجب کی بات ہے کہ ایک لاکھ حدیثوں کا کوئی علمی خزانہ جمع کیا ہو ممکن ہے کہ کوئی تصنیف ایسی رہی ہو اور مرور زمانہ سے ناپید ہو گئی ہو۔ جس طرح آج سینکڑوں نہیں بلکہ سلف کی ہزاروں یادگاریں معدوم ہو گئیں۔ جن کا آج دنیا میں کہیں نام و نشان بھی نہیں ہے" اگرچہ جس قدر امام بخاری کی تصنیفات موجود ہیں وہ کچھ کم نہیں۔ تاہم ایسے علمی خزانہ کے مفقود ہونے پر جتنا افسوس کیا جائے بجا ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ وہی تصنیف ہو جس کو المسند الکبیر اور التفسیر الکبیر کے نام سے امام کے تلمیذ "فربری" نے بیان کیا ہے۔ لیکن آج المسند الکبیر اور التفسیر الکبیر کا بھی پتہ نہیں ہے۔ زمانہ کے دست تعدی نے جہاں اور سلف کے خزانے برباد کر دیئے ان جواہرات کو بھی تلف کر دیا ہو۔ تو کوئی تعجب کی جگہ نہیں۔ آج امام عبداللہ بن مبارک۔ امام ثوری جیسے لوگوں کی بے مثل تالیفات کا دنیا میں کہیں وجود نہیں۔ حالانکہ یہ وہ تالیفات ہیں جن کو لوگ از بر رکھتے تھے۔

الجامع الصغیر فی الحدیث صاحب کشف الظنون لکھتے ہیں کہ "بقول ابن حجر اس کتاب کو امام بخاری سے عبداللہ بن محمد الاشقر نے روایت کیا ہے اور یہ امام صاحب کی ان تالیفات میں سے ہے جو موجود ہیں"[1]

جزء قراءۃ خلف الامام۔ امام صاحب کا مشہور رسالہ ہے، امام صاحب نے اس رسالہ میں قراءۃ

---

[1] اس کا قلمی نسخہ بخط حافظ ابن حجر کتب خانہ قلمی دارالعلوم جرمنی میں دوسری جنگ عظیم تک موجود تھا۔ عبیداللہ رحمانی

[2] اب تک اس مسئلہ میں بڑی بڑی کتابیں تالیف ہو چکی ہیں۔ امام بیہقی نے بھی کتاب القراءۃ لکھی۔ متاخرین میں علامہ عبدالحی لکھنوی کی کتاب امام الکلام عربی میں اور حضرت استاذی المحترم مولانا ابوالعلی محمد عبدالرحمٰن صاحب مبارکپوری کی کتاب تحقیق الکلام اردو میں بڑی جامع تالیفات قابل مطالعہ ہیں۔ جزء قراءۃ خلف الامام بھی مصر میں طبع ہو گیا ہے۔ ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلف امام کو بدلائل احادیث و آثار ثابت کیا ہے۔ اور فریق کے جوابات نہایت عمدگی سے دیئے ہیں، جس سے امام صاحب کا کامل مناظرہ داں ہونا ثابت ہوتا ہے، اگرچہ فریق کا نام نہیں لیا ہے۔ لیکن فریق خود سمجھتا ہے کہ یہ میرا جواب ہے اور یہ کمال احتیاط اور علوہمتی و حق پرستی ہے جو محدثین کی خصوصیات سے ہے۔

اہل کوفہ کا استدلال آیہ کریمہ واذا قرئ القران فاستمعوا لہ وانصتوا سے ہے اور اس استدلال پر گویا اہل کوفہ کا بالکل تکیہ ہے، امام صاحب نے اس استدلال کے جوابات عموم لفظ اور خصوص مورد دونوں اعتبار سے دیئے ہیں، مناظرہ کا قاعدہ ہے کہ کلام خصم کی تشقیق کر کے ہر شق کا جواب دیتے ہیں، اسی قاعدہ پر امام صاحب نے اس آیت کا جواب اولاً باعتبار عموم لفظ کے اس طرح دیا ہے کہ تم خود اس عموم کو سنتِ فجر میں نہیں قائم رکھتے کیونکہ تمہارا مسئلہ ہے کہ اگر امام صبح کی نماز میں قرات کر رہا ہو۔ اس وقت اگر کوئی نمازی آئے اور اس نے سنت نہ پڑھی ہو تو اولاً سنت پڑھ لے۔ اس صورت میں یہ آیت اپنے عموم پر نہیں رہتی، تم نے جب سنن میں اس آیت کی تخصیص کی تو فرض یعنی قرات میں عموم آیت کی تخصیص کیوں نہیں ہوسکتی سنت فجر کی صورت میں تو کوئی مخصص صحیح بھی موجود نہیں، اور یہاں تو عبادہ بن صامت اور دیگر صحابہ کی صحیح روایات مخصص موجود ہیں!

اور اگر خصوص مورد کے اعتبار سے تمہارا استدلال ہے تو یہ خصوص مورد ثابت نہیں، کیونکہ اس کا مورد خطبہ ہے نہ صلوٰۃ اور اس کو امام نے روایاتِ متعددہ سے ثابت کر کے دکھایا ہے اور کوئی صحیح روایت ایسی نہیں جس سے ثابت ہو کہ یہ آیت نماز میں نازل ہوئی!

اسی مسئلہ میں اب تم اس مناظرہ کو ملاؤ جس کی نسبت جناب امام ابوحنیفہ رح کی طرف کی جاتی ہے اور امام ابوحنیفہ رح کی کمال زیرکی اور فطانت ثابت کی جاتی ہے جس کو ہمعصر نعمانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صاحب نے نہایت فخریہ الفاظ میں لکھا ہے۔ خاص انھیں کے الفاظ یہ ہیں "ایک دن بہت سے لوگ جمع ہو کر آئے کہ قرأت خلف الامام کے مسئلہ میں امام صاحب سے گفتگو کریں امام صاحب نے کہا اتنے آدمیوں سے میں تنہا کیونکر بحث کر سکتا ہوں، البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ آپ اس مجمع میں کسی کو انتخاب کر لیں جو سب کی طرف سے اس خدمت کا کفیل ہو اور اس کی تقریر پورے مجمع کی تقریر سمجھی جائے، لوگوں نے منظور کیا۔ امام صاحب نے کہا، آپ نے یہ تسلیم کر لیا تو بحث کا خاتمہ بھی ہو گیا، آپ نے جس طرح ایک شخص کو سب کی طرف سے بحث کا مختار کر دیا۔ اسی طرح امام نماز بھی تمام مقتدیوں کی طرف سے قرارت کا کفیل ہے"

ایک سمجھ دار کہہ سکتا ہے کہ اس مناظرہ میں امام ابوحنیفہ رح نے کوئی شرعی دلیل نہیں بیان کی عقلی طور پر بھی جو تقریر کی ہے۔ کیسی گری ہوئی ہے، مدار اس مناظرہ کا اس پر ہوا کہ جس طرح سب کی طرف سے ایک شخص کو بحث کا مختار کر دیا، اسی طرح امام نماز تمام مقتدیوں کی طرف سے قرارت کا کفیل ہے۔ حالانکہ وجہ شبہ (مختار کرنا) نماز میں نہیں پائی جاتی مقتدی یہ نہیں کہتا کہ امام میری طرف سے نماز کا مختار ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ اقتدا کرنا ہی مختار کرنا ہے، تو کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ یہ صحیح نہیں ہے بلکہ اقتدار سے معیت فی العبادۃ مقصود ہے جس پر آیۂ کریمہ وارکعوا مع الراکعین شاہد عدل ہے، اور اگر اقتدا سے معیت فی العبادۃ مقصود نہ ہو بلکہ مختار کرنا مقصود ہو تو قرارۃ کی کیا خصوصیت ہے لازم یہ ہے کہ کوئی رکن نماز کا مقتدی نہ بجالائے تکبیر تحریمہ۔ ثنا۔ تسبیح۔ التحیات مقتدی کچھ نہ پڑھے۔ حالانکہ یہ امام ابوحنیفہ رح بھی نہیں کہتے۔ پھر یہ تقریر امام ابوحنیفہ رح کی (جس پر ناز ہے) کس قسم کی ہوئی۔ ؎۵۰

؎۵۰ افسوس امام بخاری کے طرز جواب کو نعمانی صاحب حیرت انگیز فرماتے ہیں، لیکن ان کو نہ حیرت ہوئی تو امام ابوحنیفہ رح کے اس طرز جواب سے ہمعصر موصوف کو مناسب تھا کہ جو مناظرہ امام ابوحنیفہ رح کی طرف (بقیہ صفحہ آئندہ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحیح بخاری کی مقبولیت اور اسکی رفعت شان

امام صاحب کی کل تصنیفات میں الجامع الصحیح، جو آج صحیح بخاری کے نام سے مشہور ہے، اور دنیا کے تمام اُن حصوں میں جہاں جہاں اسلامی اثر پہنچا ہے شائع ہے خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہے۔ جن وجوہات سے مسلمانوں نے امام بخاری کو امام المحدثین امیر المومنین فی الحدیث کا لقب دیا، ان میں ایک یہ مبارک کتاب بھی ہے۔ یہ رتبہ یہ فضیلت یہ شرف یہ امتیاز متقدمین سے لے کر متاخرین تک اسلام میں نہ کسی محدث کی تصنیف کو حاصل ہوا نہ کسی فقیہ اور امام کی تالیف کو۔ آج اسلام میں کتاب اللہ کے بعد کس کی تالیف اور کون سی کتاب ہے جس کے آگے کل اسلامی دنیا سر تسلیم خم کرتی ہے؟ ؎

لہ الکتاب الذی یتلو الکتاب ھدی ھذی لسیادۃ طود لیس ینصدع (طبقات کبری)

صحیح بخاری ایک ایسی کتاب ہے۔ کہ اگر صرف اسی کی تاریخ لکھی جائے اور ہر پہلو سے اس پر مستقل بحث کی جائے تو کئی ضخیم جلدیں لکھنی پڑیں۔ علامہ ابن خلدون اپنی مشہور تاریخ کے مقدمہ میں (جس میں انھوں نے علم تاریخ کے حکیمانہ اصول اور فلسفیانہ نکتے و تمدنی قواعد ضبط کئے ہیں) فرماتے ہیں "ولقد سمعت کثیرا من شیوخنا رحمھم اللہ یقولون شرح کتاب البخاری دین علی الامۃ" یعنی میں نے اپنے اکثر اساتذہ اور شیوخ کو فرماتے سُنا۔ کہ صحیح بخاری کی شرح لکھنے کا قرض امت پر اب تک باقی ہے۔ علمائے ملت اسلام میں سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) منسوب کیا گیا ہے۔ اُس کو مناظرہ کے قواعد سے ٹھیک کرتے خصوصاً مسائل شرعیہ میں جن میں دلائل شرعیہ کا ہونا فرض ہے۔ ہمارے خیال میں اس قصہ کی نسبت ہی امام صاحبؒ کی طرف غلط ہے ۱۲ منہ

؎ کتاب اللہ کے بعد امام بخاری کی صحیح بخاری کا وجود ہے اور یہ سیادت ایسا عظیم الشان کوہ ہے جو کسی طرح زائل نہیں کیا جا سکتا ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کسی نے اس کی ایسی شرح نہیں لکھی جس سے امت کا یہ قرض ادا ہو۔ اور اُمت کو فرض دین سے سبکدوشی حاصل ہو۔ گو شروح بہت ہو چکیں۔ لیکن وہ نکات فقہیہ جو امام بخاری نے تراجم الواب میں ودیعت رکھے ہیں۔ اور وہ علمی خزائن اور فنون حدیثیہ وتاریخیہ کے دقائق جو انھوں نے ایک ہی حدیث کے تکرار۔ تعلیق۔ موقوف۔ موصول لانے میں رکھے ہیں۔ کسی نے اُن کا استیعاب نہیں کیا" اور نیز علامہ موصوف امام بخاری کی دقتِ نظر اور تفقہ۔ و صحیح بخاری کے عنوان تالیف والواب فقہیہ پر ریمارک فرماتے ہوئے لکھتے ہیں "لیکن صحیح بخاری فن حدیث کی تمام کتابوں سے درجے میں بلند ہے۔ اس کا پایہ نہایت بلند ہے۔ اسی وجہ سے علما نے اس کی شرح کو نہایت مشکل خیال کیا ہے۔ اور اس کے مطالب تک راہ یابی کو نہایت دشوار سمجھا ہے۔ کیونکہ اُس کے مقاصد پر راہ یابی کے لئے ضرورت ہے کہ ایک ایک حدیث کی متعدد سندوں کے سلسلے سے واقفیت حاصل کی جائے اور اُن کے رجال سے جن میں کوئی شامی ہے کوئی عراقی، کوئی حجازی کوئی بصری ہر ایک سے پوری پوری واقفیت پیدا کی جائے۔ ان کے موالید ان کے وفیات ان کے لقاو غیرہ کے حالات کے ماسوا اس سے بھی واقفیت حاصل کی جائے کہ لوگ ان کے بارے میں کیا اختلاف رکھتے ہیں۔ اسی لئے صحیح بخاری کے الواب میں غائر نظر کی ضرورت ہے۔ امام بخاری ایک ترجمۃ الباب لکھ کر اُس کے تحت میں ایک حدیث کسی سند سے لاتے ہیں۔ پھر دوسرا باب لکھتے ہیں اور اُس میں بھی وہی حدیث دوسری سندوں سے لاتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ دوسرے باب کے مناسب بھی اُس حدیث میں معنی مابہ الاستدلال موجود ہوتا ہے۔ اس طرح کئی کئی ترجمۃ الباب میں ایک ہی حدیث لاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ظاہر نظر میں وہ حدیث مکرر سہ کرر ہو جاتی ہے (حالانکہ واقع میں تکرار نہیں بلکہ یہ ظاہری تکرار علاوہ مسئلہ فقہیہ کے کسی نکتہ حدیثیہ یا تاریخیہ کی وجہ سے نہایت مفید ہوتی ہے) پس جس نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحیح بخاری کی شرح لکھی اور ان باتوں پر اس نے کامل بحث نہ کی۔ اُس نے صحیح بخاری کی شرح کا حق ادا نہیں کیا۔ جس طرح علامہ ابن بطال۔ یا علامہ المہلب بن ابی صفرہ یا علامہ ابن التین کی شرحیں ہیں"۔

علامہ ابن خلدون آٹھویں صدی کے مورخ ہیں۔ نویں صدی کے ابتداء میں وفات پائی ہے۔ مقدمہ تاریخ کو انھوں نے ۷۷۹ھ ہجری میں ختم کیا ہے۔[۱] اُس وقت تک صحیح بخاری کی شروح کثرت سے لکھی جا چکی تھیں۔ تیسری صدی ..... کے بعد ہی سے اس کی شرح کی طرف اہل علم متوجہ ہو گئے لیکن اس فاضل مؤرخ کے تتبع و استقرا اور تحقیق میں کوئی شرح اس قسم کی نہیں لکھی گئی جو صحیح بخاری کے نکات فقہیہ اور تدقیقات حدیثیہ و تاریخیہ کی طرف پوری طرح رہبر ہو سکے۔ جہاں تک خیال کیا جاتا ہے زمانہ موجودہ تک صحیح بخاری کے شروح کی تعداد سینکڑوں تک پہنچ چکی ہے۔ اور اہل علم نے کوئی پہلو یا کوئی موضوع ایسا نہیں چھوڑا جس پر بحث نہ کی ہو کسی نے نحوی تحقیقات سے بحث کی۔ کسی نے صرف تراجم الابواب کو موضوع ٹھہرا کر کتاب لکھی۔ کسی نے لغات سے بحث کی۔ کسی نے رجال سے کسی نے تعلیقات کو موصول کیا۔ کسی نے متابعات سے بحث کی۔ کسی نے استخراج کیا۔ کسی نے استدراک کیا۔ کسی نے تنقید پر کتاب لکھی۔

تاہم امام بخاری کے دقیق خیال اور لطیف استدلال تک بہت کم لوگوں کی رسائی ہوئی علامہ ابوالخیر سخاوی التبر المسبوک فی ذیل السلوک میں علامہ ابن حجر کے ترجمہ میں فتح الباری

---

[۱] مقدمہ کے آخر میں علامہ ابن خلدون کی یہ عبارت موجود ہے۔ قال مؤلف الکتاب عفا اللہ عنہ أتممت ھذا الجزء الاول بالوضع والتالیف قبل التنقیح والتھذیب فی مدۃ خمسۃ اشھر آخرھا منتصف عام تسعۃ وسبعین وسبعمائۃ ۷۷۹ھ ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

کی نسبت رقمطراز ہیں۔ ولو وقف علیہ ابن خلدون القائل بان شرح البخاری الی الآن دین علی ھذہ الامۃ لقرت عینہ بالوفاء والاستیفاء۔ یعنی اگر فاضل ابن خلدون کو فتح الباری سے واقفیت ہوئی ہوتی جنہوں نے یہ لکھا تھا کہ صحیح بخاری کی شرح کا دین امت پر باقی ہے، تو اس شرح کو دیکھ کر ان کی آنکھیں اس دین کے بھر پاتے سے ٹھنڈی ہوتیں۔ لیکن بقول ہمارے[1] بعض شیوخ کے کیا معلوم کہ فاضل مورخ کے بلند خیال میں ابھی دین ادا ہوا یا ابھی باقی ہے "حقیقت امر یہ ہے کہ یزیدک وجھہ حسنا اذا ما زدتہ نظرا یہ مصرع شاید اسی مبارک کتاب کے لئے موزوں ہوا ہے" جس قدر جس کو زیادہ غور کا موقع ملتا ہے۔ اسی قدر نکات فقہیہ اور تدقیقات حدیثیہ سے اس کے دل و دماغ کو بہرہ یابی ہوتی ہے۔ اس کی رفعت شان کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ تیئیس کروڑ افراد انسانی (با استثنائے معدودے چند) اس کو مایہ ناز سمجھتے ہیں۔ اور یقین کرتے ہیں کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال۔ افعال۔ تقریرات اس تنقید اور تحقیق کے ساتھ اس کتاب میں جمع کیے گئے ہیں کہ اس سے بڑھ کر ہونا غیر ممکن ہے۔ وہ یقین رکھتے ہیں کہ امام بخاری نے اپنی جانفشانی اپنی محنت اپنی سعی اپنی جاں نثاری اپنے خداداد حافظہ کا کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا۔ اگلی امتوں کو تو چھوڑو۔ اس امت میں بھی اس دل و دماغ اور اس خیال کے چیدہ اشخاص ہوئے جن کا شمار انگلیوں پر

---

[1] یعنی جناب استاذ الاساتذہ فخر الہند باقر العلوم حضرت مولانا حافظ عبد اللہ الغازی پوری ثم الدہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ آپ ایک مدت تک مدرس اعلیٰ کے عہدے پر مدرسہ چشمہ رحمت غازی پور و مدرسہ احمدیہ آرہ میں رہے۔ آخر عمر میں باصرار علمائے دیوبند دہلی میں بجائے شیخ الکل درس دیتے رہے۔ اور بقیہ زندگی وہیں گذاری۔ ممالک مغربی و شمالی و صوبہ بہار و بنگال کے لوگ کثرت سے فیضیاب ہوئے۔ آخر میں پنجاب کا بخت بیدار ہوا۔ قرآن تفسیر و حدیث دریاتیں ہیئت فلسفہ منطق فقہ و اصول فقہ اقلیدس ان فنون میں آپ کا کوئی نظیر نہیں تھا۔ آخر عمر میں صرف فنون اسلامیہ کے درس کا شوق رہا اور اسی کی دھن رہی لکھنؤ میں سنہ ۱۳۳۷ھ میں رحلت فرمائی۔ آپ کے مفصل حالات "تراجم علمائے حدیث ہند" میں ملاحظہ فرمائیں ۱۲ عبید اللہ رحمانی

www.KitaboSunnat.com

کیا جاتا ہے۔ کوئی رائے و قیاس میں لپٹ کر رہ گیا۔ کوئی دوسرے فنون میں۔ آج حنفی شافعی مالکی حنبلی یہ چار فرقے اہل سنت کے مشہور ہیں۔ ان کے علاوہ اور بہت سی ضمنی تقسیمیں ہیں اور ان کے اقسام الگ الگ ناموں سے نامزد ہیں۔ اسی طرح عقائد تصوف کے اعتبار سے کتنی تقسیمیں ہیں لیکن قرآن کے بعد اس کتاب کی صحت کا اقرار کرنے اور ماننے میں متساویۃ الاقدام ہیں۔ اور عرب و عجم۔ اہل حجاز، اہل شام۔ اہل عراق۔ اہل ہند۔ ترکی۔ کابلی۔ بربری۔ افریقی۔ رومی روسی۔ بدوی۔ شہری۔ محدث۔ فقیہ۔ متکلم۔ صوفی سب برابر مانتے ہیں۔ وہ اہل تقلید جن کو چشم بصیرت نہیں ان کے لئے ان کے مقتداؤں کے اقوال کافی ہیں۔ افسوس کہ ہم ان شہادتوں کے نقل کرنے سے مجبور ہیں۔ ہماری اس کتاب کے حجم کے اضعافاً مضاعفہ ہونے سے بھی ان کا استیعاب نہیں ہو سکتا۔ ہاں کسی موقعہ پر ناظرین کی تشفی کے لئے نمونہ از خروارے نقل ہو جائے گے

اسلام میں خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ قرار دیا گیا ہے بالخصوص وہ خواب جس میں کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ اس بناء پر وہ مستند خواب جس کا سلسلہ سند امام بخاری تک پہنچتا ہے بہت ہی باوقعت ہوگا۔ فربری۔ وراق سے ناقل ہیں کہ وراق (امام بخاری کے کاتب) بیان کرتے ہیں۔ میں نے امام بخاری کو خواب میں دیکھا۔ کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں۔ اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا مبارک قدم اٹھاتے ہیں تو امام بخاری اپنا قدم حضرت کے نشان قدم پر رکھتے جاتے ہیں۔ نجم بن فضیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر شریف سے باہر تشریف لائے اور امام بخاری آپ کے پیچھے پیچھے آپ کے نشان قدم پر چلے جا رہے ہیں۔

ان دونوں خوابوں کے علاوہ ابو سہیل مروزی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو زید مروزی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے سُنا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں رکن بیت اللہ (حجر اسود) اور مقام ابراہیم کے درمیان سویا ہوا تھا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں۔ ابو زید! شافعی کی کتاب کا درس میری کتاب چھوڑتے ہوئے کب تک دیا کرو گے؟ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! آپ کی کون سی کتاب ہے؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ الجامع الصحیح لمحمد بن اسماعیل۔

ٹومس ولیم بیل اور سنٹیل بیوگرافیکل ڈکشنری مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۹۰ء میں لکھتے ہیں۔

امام بخاری کی تصنیف صحیح بخاری کی سب سے زیادہ قدر کی جاتی ہے اور روحانی و دنیاوی معاملات غرض دونوں حیثیت سے قرآن کے بعد معتبر سمجھی جاتی ہے۔ آگے لکھتے ہیں اس کتاب میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وحیاں والہامات اور افعال واقوال ہی نہیں مندرج ہیں بلکہ قرآن کے اکثر مشکل مقامات کی تفسیر بھی درج ہے۔

امام بخاری کو صحیح بخاری کی تالیف کا خیال کیونکر پیدا ہوا

صحابہ کے زمانہ کو ہم آفتاب نصف النہار یا روز روشن کے ساتھ اور تابعین و تبع تابعین کے زمانہ کو شفق کے ساتھ تشبیہ دیں تو نہایت بجا ہے۔ روز روشن میں اندھیری کا خیال اور اُس کی روشنی کی فکر چیدہ لوگوں کو ہوتی ہے۔ آفتاب غروب ہونے پر جو روشنی باقی رہتی ہے اسی کا نام شفق ہے۔ گو ابتدا میں اس وقت بھی روشنی بقدر معتد بہ رہتی ہے لیکن جس قدر وقت گذرتا جاتا ہے روشنی دھیمی ہوتی جاتی ہے اور شب کی اندھیری کا خیال ہر کس و ناکس کو ہوتا جاتا ہے۔

صحابہ ہی کے زمانہ میں کتابت[1] حدیث کا خیال پیدا ہو گیا تھا عبد اللہ بن عمرو بن عاص حضرت علی حضرت معاویہ وغیرہ کے پاس حدیثیں لکھی ہوئی تھیں تابعین اور تبع تابعین میں

[1] کتابت و تدوین حدیث پر مفصل بحث مقدمہ تحفۃ الاحوذی شرح جامع ترمذی للعلامۃ المبارکفوری اور السیر الحثیث فی تاریخ تدوین الحدیث ... للدکتور محمد زبیر الصدیقی استاذ الاسلامیات بجامعہ کلکتہ میں ملاحظہ کیجئے ۱۲ عبید اللہ رحمانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضرورت محسوس نہ ہوئی اور تبع تابعین کے زمانہ میں بہ نسبت تابعین کے زیادہ تر اس کا خیال ہوا۔ کیونکہ صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت کی بدولت جس قدر مغز و حقیقت سے آگاہ تھے ظاہر ہے۔ چنانچہ ان کے اوصاف افضل اشرف اعلم اعمق (لقب و تفضیل) وارد ہوئے۔ تابعین ان کی صحبت سے فیضیاب ہو کر بہت کچھ حقائق شرع سے خبردار تھے لیکن رفتہ رفتہ کمی ہوتی جاتی تھی۔ محاورات بدلتے جاتے تھے۔ مفاہیم میں تغیرات پیدا ہوتے جاتے تھے۔ اور ایک ایسا اندھیر اوقت چلا آتا تھا جس کے لئے ان کو پہلے سے غیر معمولی قوت سے روشنی کا اہتمام کرنا تھا۔ تبع تابعین نے کمر ہمت چست باندھ کر یہ کام وسیع پیمانہ پر شروع کیا۔ اور محدثین نے جان توڑ سعی سے اس کی تکمیل کر ڈالی۔

ابتداءً جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں کتابت حدیث کی ممانعت کردی گئی تھی۔ اور صاف کہہ دیا گیا تھا لا تکتبوا عنی شیئا الا القرآن ومن کتب عنی غیر القرآن فلیمحہ (مسلم) یعنی مجھ سے بجز قرآن اور کوئی چیز نہ لکھا کرو۔ اگر کچھ لکھا ہو تو اس کو مٹا دو۔ یہ اہتمام اس واسطے کیا گیا کہ قرآن کا اور چیزوں کے ساتھ اختلاط نہ ہو جائے۔ لیکن زبانی تبلیغ کی وہی تاکید رہی۔ صرف کتابت کی ممانعت کردی گئی تھی۔ جب ایک معتدبہ زمانہ گذر گیا اور اس اختلاط کا اندیشہ جاتا رہا تو آگے چل کر کتابت حدیث کی اجازت دے دی گئی۔ اور جب ابوشاہ یمنی نے حجۃ الوداع کے خطبے کے لکھ دینے کی درخواست کی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست منظور کرلی۔ اور صاف لفظوں میں فرمایا اکتبوا لابی شاہ یعنی ابوشاہ کے لئے خطبہ لکھ دو۔ عبداللہ بن عمرو بن عاص حدیثوں کو لکھ لیا کرتے تھے۔ ان کو بعض لوگوں نے منع بھی کیا تھا لیکن عبداللہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی تو آپ نے اپنے لبوں کی طرف اشارہ کرکے فرمایا لکھ لیا کرو۔ اسی طرح حضرت عمر، حضرت انس اور دیگر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحابہ وتابعین نے اس کی سخت تاکید کی لیکن اس اجازت اور صحابہ وتابعین کی تاکید پر بھی قرون اولیٰ میں چنداں کتابت حدیث کا رواج نہ ہوا۔ وہ لوگ ابتدا کی ممانعت کی وجہ سے حفظ کے اس قدر خوگر ہو گئے تھے کہ کتابت ان کو جبر ہوتی۔ ابو سعید خدری سے اُن کے شاگردوں نے کہا کہ ہمیں یاد میں دقت پڑتی ہے۔ آپ لکھا دیجئے۔ ابو سعید خدری نے سخت انکار کے لہجے میں فرمایا ہم لکھائیں گے نہیں جس طرح تم نے حدیثوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زبانی یاد کیا ہے تم بھی ہم سے زبانی یاد کرو۔ ہم حدیثوں کو قرآن بنانا نہیں چاہتے۔ اسی طرح ابو ہریرہ سے بھی درخواست کی گئی۔ تو انھوں نے بھی وہی جواب[۵] دیا۔

دوسری وجہ یہ تھی کہ اس قرن کے مسلمانوں میں سیلان ذہن۔ خداداد حافظہ کچھ ایسا تھا کہ ان کو لکھنے اور جمع کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ ان کا کام یوں ہی بآسانی چلتا تھا۔ اور ایک وجہ یہ بھی تھی۔ کہ اکثر ان قرون کے مسلمان کتابت نہیں جانتے تھے۔

تابعین کے آخر زمانہ میں جبکہ خلفائے اسلام دور دراز ممالک میں منتشر ہو گئے اور روافض وخوارج اور منکرین تقدیر کی بدعتوں کا شور اٹھا۔ گویا شفق کی روشنی بھی اب غائب ہونے لگی تو آثار واحادیث کی تدوین شروع ہوئی۔ اور ہر فن کی ابتدائی حالت جیسی ہوتی ہے اس کی بھی رہی۔ لیکن خلیفۂ وقت عمر بن عبدالعزیز کی تاکید نے ایک ہل چل مچادی اور آناً فاناً احادیث کا دفتر تیار ہو گیا۔ ربیع بن صبیح۔ سعید بن ابی عروبہ اور اُن کے چند معاصرین نے اس کام میں پہلے حصہ لیا۔ اس ابتدائی دور میں تدوین کا طریقہ یہ رہا کہ ہر باب کو علیحدہ اجزا میں بلکہ ہر قسم کے آثار واحادیث کو بلا لحاظ ترتیب اکٹھا کر دیتے۔ ان کے بعد تبع تابعین اٹھے اور احکام جمع کئے۔ مدینہ میں امام مالک نے موطا لکھی جس میں یہ التزام کیا کہ اہل حجاز

---

۵ مقدمہ فتح ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی قوی قوی حدیثیں لائیں۔ لیکن اس کے ساتھ صحابہ اور تابعین کے فتاوی بھی شامل کیے۔ مکہ میں ابن جریج۔ شام میں امام اوزاعی۔ کوفہ میں سفیان ثوری بصرہ میں حماد بن سلمہ نے اپنی اپنی طرز پر تصنیفیں کیں۔ ان کے بعد ان کے بہت سے معاصرین نے انھیں کی طرز اختیار کی۔ اور علم حدیث کی تدوین و ترتیب کی، جب اور کچھ ترقی ہوئی تو بعض ائمہ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ "صرف حدیث نبوی (بلا اختلاط آثار صحابہ و تابعین) جمع کریں، اس خیال پر عبید اللہ بن موسیٰ کوفی نے ایک مسند لکھی۔ اسی طرح مسدد بن مسرہد۔ اور اسد بن موسیٰ اموی اور نعیم بن حماد نزیل مصر نے بھی اپنی اپنی مسندیں جمع کیں۔ اور ائمہ بھی انھیں کے نشان قدم پر چلے۔ حتیٰ کہ حفاظ حدیث میں... بمشکل ایسے لوگ ملیں گے جنہوں نے اپنی مرویات احادیث کو مسند کے طور پر جمع نہ کیا ہو۔ منجملہ ان جامعین کے امام احمد بن حنبل۔ عثمان بن ابی شیبہ۔ اسحاق بن راہویہ۔ نہایت ممتاز لوگوں میں ہیں۔ امام احمد بن حنبل کی جو مسند آج طبع ہو کر شائع ہے۔ اور اہل اسلام اس سے نفع اٹھا رہے ہیں۔ ان مسندوں میں خاص امتیاز رکھتی ہے۔ بعض حفاظ نے مسند اور ابواب دونوں طریقوں پر جمع کیا۔ جیسے ابوبکر بن ابی شیبہ۔ امام بخاری نے ان تصانیف کو دیکھا اور ان کو جانچا اور ان میں ہر قسم کی صحیح اور ضعیف حدیثوں کو مخلوط پایا۔ تو ان کا قصد یہ ہوا کہ صرف صحیح صحیح احادیث کو جمع کریں۔ جن میں کسی کو شک نہ ہو۔ علاوہ بریں امام اسحاق بن راہویہ نے امام بخاری کو اس کی فرمائش بھی کی تھی۔ ابراہیم بن معقل نسفی کہتے ہیں کہ امام بخاری نے بیان کیا۔ ہم لوگ ایک روز امام اسحاق بن راہویہ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ نے فرمایا لو جمعتم کتابا مختصر الصحیح سنۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کاش نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح صحیح حدیثوں سے ایک مختصر کتاب تم جمع کرتے۔ امام بخاری کہتے ہیں فوقع ذلک فی قلبی میرے جی میں یہ بات بیٹھ گئی۔ اور آگ میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روغن کا کام دے گئی۔ میں نے اُسی وقت سے جامع صحیح کی تدوین شروع کر دی
ایک تیسری وجہ یہ تھی کہ "امام بخاری نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ میں آپ کے حضور میں کھڑا ہوں میرے ہاتھ میں ایک پنکھا ہے جس سے میں آپ کے اوپر سے مکھیوں کو ہانک رہا ہوں۔ بیدار ہو کر معبرین سے تعبیر پوچھی۔ تعبیر دینے والوں نے یہ تعبیر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جن جھوٹی حدیثوں کی نسبت کی جاتی ہے تم ان کو دفع کرو گے۔ حدیث میں وارد ہے کہ سچا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہوتا ہے۔ اور جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ اُس نے واقعی اور صحیح دیکھا۔ اس لیے اس متبرک خواب نے امام المحدثین کے شوق کو اور بھی دوگنا کر دیا۔ اور جامع صحیح کی تالیف میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔

مدت تالیف اور کیفیت تالیف

صحیح بخاری کو امام بخاری نے کب اور کتنی مدت میں تالیف کیا اور تالیف کی کیفیت کیا تھی اور تالیف کرنے کے بعد کن کن فحول محدثین اور اکابر علما کی خدمتوں میں پیش کیا۔ ان میں سے ہر ایک عنوان پر علیحدہ بحث کی (جیسا کہ اکثر شراح بخاری کا دستور ہے) اس مختصر میں گنجائش نہیں۔ تاہم بالکل چھوڑنا بھی مناسب نہیں۔

وراق نے امام صاحب کا ایک قول یہ نقل کیا ہے "کہ میں نے جامع صحیح کو سولہ برسوں میں لکھا۔ اور یہ بھی امام صاحب نے فرمایا کہ میں نے جامع صحیح کو تین بار تالیف کیا" لیکن یہ قول امام صاحب کے پہلے قول کا منافی نہیں ہے، ایک ہی تصنیف کو مصنف کئی بار تہذیب و ترتیب دیتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابوالہیثم کشمیہنی[۱] کہتے ہیں "میں نے امام فربری سے سنا۔ وہ امام صاحب سے ناقل تھے، امام صاحب فرماتے کہ میں نے کوئی حدیث الجامع الصحیح میں اس وقت تک نہیں داخل کی جب تک غسل کر کے دو رکعت نماز ادا نہ کر لی۔ ایک دوسری روایت میں اس قدر اور بھی وارد ہوا کہ مسجد حرام (بیت اللہ) میں میں نے اس کو تالیف کیا۔ اور دو رکعت پڑھ کر ہر حدیث پر استخارہ کرتا۔ جب مجھے ہر طرح اس کی صحت کا یقین ہو جاتا تو الجامع الصحیح میں داخل کرتا۔ اس کو میں نے اپنی (نجات کے لیے) حجت بنایا ہے۔ اور چھ لاکھ حدیثوں سے صحیح صحیح حدیثیں چن کر لکھی ہیں۔ علامہ ابن عدی، اپنے شیوخ کی ایک جماعت سے ناقل ہیں۔ کہ امام بخاری نے الجامع الصحیح کے تراجم ابواب کو حجرۂ نبوی اور منبر کے درمیان میں بیٹھ کر لکھا۔ اور ہر ترجمۃ الباب کو دو رکعت نماز پڑھ کر صاف کرتے۔ وراق نے اپنا ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ میں امام بخاری کے کے ساتھ تھا، میں نے آپ کو کتاب التفسیر لکھنے میں دیکھا کہ رات میں پندرہ بیس مرتبہ اٹھتے اور چقماق سے آگ روشن کر کے چراغ جلاتے اور حدیثوں پر نشان دے کر سو رہتے۔ اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ امام صاحب سفر و حضر ہر جگہ برابر اس کی دھن میں رہتے تھے۔ اور جب کسی حدیث کے صحیح ہونے کا یقین ہو جاتا اس پر نشان دیتے۔ رہی کتاب کے تراجم ابواب کی ترتیب اور تہذیب اور ہر باب کے تحت میں حدیثوں کو داخل کرنا۔ اس کو امام صاحب نے ایک بار حرم محترم میں۔ اور دوسری بار بین المنبر والمحراب (جو روضۃ من ریاض الجنۃ ہے) انجام دیا اور اسی تراجم ابواب کی ترتیب و تہذیب کے وقت جو حدیثیں تراجم ابواب کے تحت میں لکھنے لگتے پہلے غسل کر کے استخارہ کر لیتے۔

ابو جعفر عقیلی کہتے ہیں۔ کہ امام صاحب نے صحیح بخاری کو تالیف کر کے اس وقت کے

---

[۱] بضم الکاف وسکون الشین المعجمۃ وکسر المیم بعدہا تحتیۃ ساکنۃ ثم ہا مفتوحۃ ثم نون نسبۃ الی کشمیہن قریۃ بمرو ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان شیوخ کے سامنے جن کا فضل و کمال مسلمانوں میں مسلم تھا اور بڑے پایہ کے لوگ گنے جاتے تھے (یعنی امام احمد بن حنبل۔ علی بن مدینی۔ یحییٰ بن معین وغیرہم) پیش کیا۔ سب نے نہایت پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا اور بالاتفاق صحت کی شہادت دی۔ مگر چار حدیثوں میں کلام کیا۔ عقیلی کہتے ہیں۔ ان چار حدیثوں میں بھی امام بخاری کی بات صحیح نکلی۔ اور وہ چاروں حدیثیں صحیح ٹھہریں۔

صحیح بخاری کا عنوان تالیف

صحیح بخاری کی تالیف میں امام بخاری کو دو باتیں مدنظر تھیں (اول) ان حدیثوں کا انتخاب اور جمع کرنا، جن کی صحت اور مقبولیت پر امام صاحب کے قبل کے محدثین کا یا امام صاحب کے وقت میں جو محدثین تھے۔ ان کا اتفاق ہو چکا تھا۔ اسی وجہ سے اس تالیف کا نام انھوں نے الجامع الصحیح من احادیث رسول اللہ وسننہ وایامہ " رکھا (ثانی) استنباط مسائل فقہیہ۔ استخراج نکات حکمیہ۔ جن کو امام بخاری کی دقت پسند طبیعت کے نتائج کہنا زیادہ مناسب ہے۔ جن کو موقعہ ترجمۃ الباب میں ذکر کرتے ہیں۔ اور اس مقصود (استخراج مسائل فقہیہ) کی وجہ سے متن میں اگر تکرار بھی ہو تو اس کی کچھ پروا نہیں کرتے لیکن التزام یہ ہے کہ متن اور اسناد دونوں ہر طرح نہ مکرر ہوں۔ تکرار صرف مضمون حدیث میں ہوتی ہے۔ تبدیل اسناد سے حدیث درجہ آحاد سے تواتر معنوی یا شہرت کے درجہ کو پہنچ جاتی ہے اور یہ تکرار قند مکرر کا مزا دے جاتی ہے ؎

متن و مضمونِ احادیث بہ تبدیلِ رواۃ ٭ چوں مکرر شود آں قند مکرر گیرند

استخراج مسائل میں ایک بہت ہی عمدہ التزام یہ ہے کہ پہلے آیات سے استدلال کرتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ اور حدیث اور آیت کی تطبیق و توفیق کا خیال مقدم رہتا ہے۔ ضمناً آیت کی تفسیر حدیث سے یا حدیث کی تفسیر آیت سے ہو جاتی ہے۔ استدلال کا پیرایہ بہت ہی لطیف اور دقیق ہوتا ہے۔ اکثر ناواقف لوگ حیرت میں پڑ کر امام کو نشانۂ اعتراض بناتے ہیں۔

چونکہ استخراج مسائل فقہیہ اہم مقاصد میں سے ہے۔ اس لئے بہتیرے ابواب میں صرف فیہ عن فلان، سے اُس حدیث کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں جو پہلے گذر چکی ہے، خواہ قریب گذری ہو یا بعید، کبھی کسی باب کے تحت میں متن حدیث مذکور ہے۔ لیکن سلسلۂ سند محذوف، یا حدیث معلق ذکر کی ہے، بہتیرے تراجم ابواب ایسے ہیں جن کے تحت میں متعدد حدیثیں مذکور ہیں، کبھی ایک ہی حدیث، کبھی صرف قرآن کی آیتیں۔ یہ سب انداز بتاتے ہیں کہ استخراج مسائل فقہیہ بھی صحیح بخاری کی تالیف کے اہم مقاصد سے ہے۔

بعض تراجم ابواب کے تحت میں نہ کوئی حدیث ہے نہ قرآن کی آیت نہ اثر صحابی نہ قول تابعی بلکہ بالکل بیاض ہے، یہ ایسا موقعہ ہے کہ کوئی مسئلہ پیش آیا، لیکن اُس کی دلیل بر وقت نہ مل سکی، صورت مسئلہ بعنوان ترجمۃ الباب لکھ لیا اس خیال سے کہ اس پر غور کریں گے، اور حدیث یا آیت عقب سے استدلالاً یا تردیداً ترجمۃ الباب کے تحت میں درج کی جائے گی لیکن موت نے مہلت نہ دی۔ بعض مقام میں حدیث ہے ترجمۃ الباب ندارد، یہ اس وجہ سے کہ حدیث صحیح کا تیقن ہو گیا جس کو کتاب میں داخل کر لیا لیکن استنباط مسئلہ کی نوبت نہ آئی

صحیح بخاری کے تراجم ابواب

امام صاحب نے صحیح بخاری کے تراجم ابواب میں بڑے بڑے اعلیٰ مقاصد پیش نظر رکھے ہیں، کہیں تو وہ نہایت ہی دقیق فقہی نکتوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں، کسی جا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محدثانہ اصول، اور حدیث کی علت غامضہ بتاتے ہیں، جن کے حل کے لئے نظر غائر اور فہم صائب۔ ذکاوت و فطانت کے علاوہ کثرت اطلاع اور وسعت نظر کی ضرورت ہوتی ہے۔ جن کی طبیعتیں اوچھی یا کج ہیں جن کے دماغ تنگ اور نظر محدود ہے یا وہ لوگ جو رسمی اصول اور اہل الرائے کی تخریجات کے پابند ہیں، امام صاحب کے تراجم کی تہہ تک پہنچنے سے محروم رہتے ہیں، اس لئے کہیں تو صحیح بخاری کے تراجم الابواب پر، کہیں تراجم اور حدیثوں کی تطبیق پر اعتراض جمانے لگتے ہیں ؎

وکم من عائب قولا صحیحا ۔۔۔ وآفتہ من الفہم السقیم

صحیح بخاری کے تراجم الابواب کی شان میں فقہا اور محدثین کا مشہور مقولہ فقہ البخاری فی تراجم ابوابہ ضرب المثل ہے۔"

صحیح بخاری کے تراجم الابواب کے مہتم بالشان ہونے کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ اجلہ محدثین اور فحول مصنفین نے تراجم کے مقاصد جلیلہ اور اشارات غامضہ کے حل کرنے میں مستقل تصنیفیں لکھی ہیں۔

تراجم الابواب کے متعلق مستقل تصنیفات

(۱) علامہ ناصر الدین احمد بن المنیر خطیب اسکندریہ نے تراجم الابواب پر ایک مبسوط مستقل کتاب لکھی ہے جس کا نام المتواری علی تراجم البخاری رکھا۔ اس کتاب میں علامہ موصوف نے چار سو ابواب صحیح بخاری کے ایسے چنے ہیں جو نہایت دقت طلب ہیں، پھر ان کو نہایت بسیط بحثوں میں حل کیا ہے۔"

ؔ یہ لفظ بہ تشدید یا واقع ہے ہذا ما افاد شیخنا الشیخ حسین عرب الیمنی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲) علامہ محمد بن منصور المغربی السجلماسی نے بھی ایک مستقل تصنیف لکھی ہے جس کا نام فک اغراض البخاری المبہمہ فی الجمع بین الحدیث والترجمہ ہے۔

(۳) علامہ ابن ابی عبد اللہ رشید السبتی نے ایک ضخیم اور مبسوط کتاب صحیح بخاری کے تراجم ابواب پر لکھی جس کا نام ترجمان التراجم ہے۔ افسوس یہ عزیز اور مفید کتاب ناتمام رہی اور ایک ضخیم جلد میں صرف ابواب الصوم تک پہنچی، گویہ کتاب ناتمام رہی۔ لیکن پھر بھی جس قدر عدم سے وجود میں آئی صحیح بخاری کا مطالعہ کرنے والوں کے لئے بہت کارآمد ثابت ہوئی۔[1]

(۴) علامہ زین الدین علی بن المنیر نے بھی ایک مستقل تصنیف تراجم پر لکھی جس کا ذکر حافظ ابن حجر نے ہدی الساری میں کیا ہے۔[1]

(۵) شرح تراجم ابواب صحیح بخاری ایک ضروری اور جامع رسالہ ہے، جناب شاہ ولی اللہ صاحب کا جو حیدرآباد کے مطبع "دائرۃ المعارف" میں طبع ہو کر شائع ہے اور اس سے پہلے تیسیر القاری شرح فارسی صحیح بخاری کے حاشیہ پر لکھنؤ میں طبع ہوا تھا۔ اس رسالہ کے ابتدا میں تراجم ابواب کے متعلق چند اصول جامع اور مختصر تقریروں میں بیان کئے گئے ہیں۔ پھر فرداً فرداً چار سو سے زائد تراجم پر مفصلاً لیکن نہایت ایجاز کے ساتھ بحث کی گئی ہے، اور جابجا بہت ہی مفید نکات ودیعت رکھے گئے ہیں جو مصنف کے تبحر اور صفائی ذہن و حکیم الامت ہونے کے شاہد عدل ہیں۔ ان مستقل تصنیفات کے علاوہ صحیح بخاری کی شرح میں تراجم ابواب پر بڑی تفصیلی بحث کی جاتی ہے، اور اپنی وسعت کے موافق ہر شارح نے اپنے علم و فہم کا تموج دکھلایا ہے۔ ان میں شیخ الاسلام حافظ ابن حجر اور ان کے بعد علامہ عینی نے خاص حصہ لیا ہے۔ علامہ ابن خلدون صحیح بخاری کے تراجم ابواب پر

[1] مقدمہ فتح الباری - ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ریمارک فرماتے ہوئے لکھتے ہیں "

فاما البخاری فهو اعلاها رتبة فاستصعب الناس شرحه واستغلقوا منحاه من اجل ما یحتاج الیه من معرفة الطرق المتعددة ورجالها من اهل الحجاز والشام والعراق ومعرفة احوالهم واختلاف الناس فیهم ولذلك یحتاج الی امعان النظر فی التفقه فی تراجمه لانه یترجم الترجمة ویورد فیها الحدیث بسند او طریق ثم یترجم اخری ویورد فیها ذلك الحدیث بعینه لما تضمنه من المعنی الذی ترجم به الباب وكذلك فی ترجمة وترجمة الی ان یتكرر الحدیث فی ابواب كثیرة بحسب معانیه واختلافها۔

صحیح بخاری حدیث کی کتابوں میں سب سے بلند پایہ ہے۔ اسلئے اہل علم اس کی شرح کو سخت مشکل کام خیال کرتے ہیں اور اس کے مقاصد تک پہنچنا بہت مشکل جانتے ہیں۔ کیوں کہ صحیح بخاری کے مقاصد تک پہنچنے کے لیے چند باتوں کا ہونا ضروری ہے (۱) ایک ہی حدیث کے اسانید متعددہ سے آگاہ ہونا (۲) ان اسانید کے رجال کا علم ہونا اس طرح کہ کون ان میں شامی ہے کون حجازی کون عراقی (۳) ان کے حالات سے آگاہ ہونے کے علاوہ یہ جاننا کہ لوگ ان میں کیا اختلاف رکھتے ہیں اور امام صاحب نے کیا فیصلہ کیا ہے اس وجہ سے تراجم ابواب کے سمجھنے میں بڑی دقیق نگاہ اور دقت نظر کی ضرورت پڑتی ہے۔ امام بخاری ایک ترجمۃ الباب قائم کرتے ہیں اور اس میں ایک سند سے حدیث لاتے ہیں پھر دوسرا ترجمۃ الباب قائم کرتے ہیں اور اس میں بھی یہی حدیث دوسری سند سے لاتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ دوسرے ترجمۃ الباب کی بھی دلیل ہے۔ اسی طرح متعدد تراجم ابواب میں بوجہ کثرت معانی و اختلاف سند حدیث مکرر ہو جاتی ہے"

صحیح بخاری کے تراجم ابواب کو دعاوی اور ان کے ماتحت کی حدیثوں یا آیتوں وغیرہ کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دلائل یا بمنزلہ دلائل خیال کر لینا ایک بڑی بھاری غلط فہمی ہے۔ اسی غلط فہمی کی وجہ سے اکثر صحیح بخاری کے مطالعہ کرنے والوں کو دھوکا ہوتا ہے

مقاصد تراجم کی تفصیل[1]

صحیح بخاری کے تراجم ابواب کی مختلف صورتیں اور مختلف اغراض ہیں۔

(۱) کبھی امام صاحب ترجمۃ الباب میں اُس حدیث کے الفاظ ذکر کرتے ہیں جو ان کی شرط پر نہیں ہے۔ اور اس حدیث کی صحت کی شہادت کے لیے باب کے تحت میں وہ حدیثیں لاتے ہیں جو امام صاحب کی شرط پر صحیح ہیں، جس سے ترجمۃ الباب کی تائید اور تصحیح منظور ہوتی ہے "

(۲) کبھی ایسا مسئلہ ترجمۃ الباب میں ذکر کرتے ہیں جس کو امام صاحب نے کسی صحیح حدیث سے جو ان کی شرط پر ہے مستنبط کیا ہے خواہ صریح الفاظ یا اشارۃ النص یا اقتضاء سے اب اُس کے تحت میں جو حدیث یا آیت لاتے ہیں وہ مسئلہ ترجمۃ الباب کی دلیل ہوتی ہے، لیکن وجہ استدلال پر حاوی ہونا ہر ایک کا کام نہیں۔

(۳) ترجمۃ الباب میں کبھی وہ مسئلہ ذکر کرتے ہیں جس کی قائل پہلے سے مسلمانوں کی کوئی جماعت تھی، اور اُس مسئلہ کی امام صاحب کی تحقیق و اجتہاد میں، دلیل یا شہادت یا ترجیح ثابت تھی، ایسے مقامات کو امام صاحب ترجمۃ الباب کی صورت میں باب لفظ لکھا کرتے ہیں۔ باب من قال کذا، او ذھب الی کذا۔

---

[1] تراجم بخاری کے اغراض و مقاصد غور و فکر کے بعد تیس سے بھی زائد ثابت ہوتے حضرت مؤلف رح نے بطور نمونہ چند اغراض کے ذکر پر اکتفاء فرمایا ہے ۱۲ عبید اللہ رحمانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۴) کسی ترجمۃ الباب میں ایسا مسئلہ ذکر کرتے ہیں جس میں حدیثیں مختلف آئی ہیں، اس باب کے تحت میں ان متفاوت حدیثوں کو جمع کر دیتے ہیں جس سے وجہ تطبیق و ترجیح واستنباط میں آسانی منظور ہوتی ہے۔

(۵) کسی مسئلہ میں مثل سابق کے ادلہ متعارض ہوتے ہیں اور امام صاحب کے نزدیک صورت تطبیق متعین یا راجح ہوتی ہے، پہلے ترجمۃ الباب میں صورت توفیق ذکر کرتے ہیں۔ اس کے بعد ان دلائل متعارضہ کو لاتے ہیں، جس سے متعلم میں قوت توفیق و تطبیق پیدا ہوتی ہے۔

(۶) کسی ترجمۃ الباب کے اثبات میں متعدد حدیثیں ذکر کرتے ہیں، ان حدیثوں میں کوئی ایسی حدیث ہوتی ہے جس میں امام صاحب کے خیال میں کوئی مفید و ضروری بات ہوتی ہے۔ جس پر متنبہ کرنا وہ ضروری خیال کرتے ہیں، ایسی جگہ بجائے فائدہ یا تنبیہ کے "باب" کا لفظ ذکر کرتے ہیں، یہاں صحیح بخاری پڑھنے والوں کو یہ دھوکا ہوتا ہے کہ یہاں سے نیا مسئلہ شروع ہوا، حالانکہ وہ کوئی باب علیحدہ نہیں ہوتا، بلکہ جس طرح عام مؤلفین کا قاعدہ ہے کہ ایسے موقعہ پر لفظ فائدہ یا فقط یا تنبیہ لاتے ہیں، امام صاحب نے لفظ باب کے سوا دوسرے الفاظ پسند نہ فرمائے ولا مشاحۃ فی الاصطلاح جیسے کتاب بدء الخلق، ترجمۃ الباب (باب قول اللہ عزوجل وبث فیہا من کل دابۃ) کے تحت میں پہلے ایک حدیث اس باب کے مطابق ذکر کر کے (باب خیر مال المسلم غنم یتبع بہا شعف الجبال) ذکر کیا۔

(۷) کبھی باب کو بجائے (ح) تحویل یا ہیڈ اسناد کے قائم کرتے ہیں جس طرح اسی کتاب بدء الخلق میں باب ذکر الملائکہ ہے، پہلے ترجمۃ الباب کے ثبوت میں بہت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سی حدیثیں پیش کیں، اور سعید کے واسطہ سے حدیث یتعاقبون ملائکۃ باللیل وملائکۃ بالنہار الخ لائے۔ اس کے بعد "باب" کا لفظ لکھ کر حدیث اذا قال احدکم آمین والملائکۃ فی السماء آمین الحدیث ذکر کیا جس سے مطلب یہ تھا۔ وبہذا الاسناد یعنی اسی اسناد سے ذیل کی حدیث بھی ہے۔

(۸) ترجمۃ الباب کے تحت میں کبھی وہ حدیث لاتے ہیں جو خود ترجمۃ الباب پر دلالت نہیں کرتی۔ بظاہر ترجمۃ الباب سے کوئی تعلق اس کے مذکورہ الفاظ کو ہوتا ہے۔ لیکن اس حدیث کے بہت سے طرق ہوتے ہیں اور ان میں بعض طرق کے الفاظ ترجمۃ الباب پر دال ہوتے ہیں، جس سے یہ جتانا مقصود ہوتا ہے کہ اس باب کے لئے کچھ اصل ہے اور یہ مسئلہ بالکل بے اصل نہیں ہے۔"

(۹) کسی ترجمۃ الباب میں تردیداً وہ مسئلہ ذکر کرتے ہیں جو کسی خاص شخص کا مسلک ہے یا امام صاحب کے خیال میں شاید آئندہ کوئی اس کا قائل ہو جائے، لیکن امام صاحب کے نزدیک غلط ہے۔

(۱۰) اسی طرح کسی ترجمۃ الباب میں ایسی حدیث لاتے ہیں، جو امام صاحب کے نزدیک ثابت نہیں، ایسے مقامات میں باب کے تحت میں صحیح حدیثوں کے لانے سے اس مسئلہ یا اس حدیث کا رد کرنا منظور ہوتا ہے۔

(۱۱) کبھی ترجمۃ الباب کے بعد بجائے مسند حدیث کے صرف کسی صحابی یا تابعی کا اثر یا قرآن کی کوئی آیت کریمہ لاتے ہیں۔ ایسا اس مقام میں کرتے ہیں، جہاں ترجمۃ الباب کا لفظ کسی حدیث میں آگیا ہوا کرتا ہے، لیکن وہ حدیث امام صاحب کی شرط پر نہیں ہوتی۔ وہاں یہ اشارہ ہوتا ہے کہ اس باب میں کوئی حدیث آئی ہے۔ لیکن امام صاحب کی شرط پر صحیح ثابت نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوئی اور حدیث ترجمۃ الباب قابل عمل ہے ۔

(۱۲) کبھی ترجمۃ الباب میں ایسا مسئلہ ذکر کرتے ہیں جو بظاہر نہایت قلیل النفع ہے، لیکن کسی خارجی وجہ سے وہ مہتم بالشان بن گیا ہے جس طرح باب قول الرجل ما صلینا؎ بظاہر کوئی نتیجہ خیز بات نہیں ہے، لیکن اس کے ساتھ یہ ملاؤ کہ ایک جماعت ما صلینا کہنے کو بہت برا جانتی ہے۔ تو اس باب کا کثیر النفع ہونا ظاہر ہو جاتا ہے،

شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں، اس قسم کے تراجم الابواب میں امام بخاری نے مصنف ابن ابی شیبہ اور مصنف عبدالرزاق کے تراجم الابواب پر قدح کی ہے۔ اور ان دونوں کتابوں کے تراجم الابواب کے استدلالات میں جو آثار و شواہد پیش کئے گئے ہیں، اُن کو رد کیا ہے ۔

قلت في اكثر ذلك تعقبات تبكيتات على عبدالرزاق وابن ابى شيبة فى تراجم مصنفيهما او شواهد الآثار تروى عن الصحابة والتابعين فى مصنفيهما ومثل هذا لا ينتفع به الا من مارس الكتابين واطلع على ما فيهما ۔

ان ابواب کے فوائد اور خوبیوں سے کچھ وہی شخص منتفع ہو سکتا ہے جس نے ان دونوں مصنفات کا مطالعہ کیا ہے اور ان دونوں کتابوں سے اس کو ممارست ہے ۔

(۱۳) کبھی ترجمۃ الباب میں قرآن کی کسی آیت کو ذکر کرتے ہیں اور حدیث سے اس کی شرح کرتے ہیں، یا عموم کی تخصیص کرتے ہیں یا مطلق کو مقید یا اس کے بعض محتملات کی تعیین، کبھی ترجمۃ الباب میں حدیث ذکر کرتے ہیں، اور آیت سے اس کی تخصیص یا تقیید یا بعض محتملات کی تعیین، یا شرح، جناب شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں :

وكثيرا ما يأتي بشواهد الحديث من الآيات

اکثر اوقات حدیثوں کی شہادت میں آیات

؎ کسی آدمی کا یہ کہنا کہ ہم نے نماز نہیں پڑھی ۔ ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وشواهد لا بد من الاحادیث تظاهرا و لتعین بعض المحتملات دون البعض فیکون کقول المحدث المراد بهذا العام الخصوص و بهذا الخاص العموم ونحو ذلک ومثل هذا لا یدرک الا بفهم ثاقب وقلب حاضر۔

اور آیت کی شہادت میں احادیث لاتے ہیں اس سے مقصود یا تو ایک کو دوسرے سے قوت دینا ہوتا ہے۔ یا آیت و حدیث کے کئی احتمالوں میں ایک کی تعیین مقصود ہوتی ہے جیسے یوں کہا جائے کہ اس لفظ سے خاص مراد ہے یا لفظ خاص سے عمومیت مقصود ہے۔ اسی طرح اور باتیں ہیں اس کو وہی شخص سمجھ سکتا ہے جس کی سمجھ روشن اور دل حاضر ہے۔

(۱۴) کہیں صرف یہ مقصود ہوتا ہے کہ طالبین حدیث کو مسئلہ کے مطابق حدیث پیش کرنے کا انداز معلوم ہو جائے۔

(۱۵) امام صاحب نے بہتیرے تراجم الباب میں اہل سیر و مورخین کا طریقہ اختیار کیا ہے اور وہ یہ کہ طرق روایات سے کسی واقعہ کے متعلق کوئی خاص بات نکالنی، فقیہ تو عدم مناسبت فن کے باعث اس پر متعجب ہوتا ہے لیکن اہل سیر کو اس انداز کے ساتھ خاص اعتنا ہوتا ہے۔

شروط صحیح بخاری

امام ابو عبد اللہ حاکم نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ امام صاحب نے صحیح بخاری کی مسند حدیثوں کے لئے درجہ اعلیٰ موضوع کتاب میں یہ شروط معین فرمائے ہیں کہ ہر صحابی سے دو مشہور تابعیوں نے روایت کی ہو۔ اور ہر تابعی سے دو دو راوی ثقہ عادل ضابط جامع

تمہ: صحاح ستہ کی شروط کے بیان میں مستقل تصنیفات لکھی گئی ہیں۔ علامہ حازمی ہمدانی اور علامہ ابو الفضل محمد بن طاہر کی شروط الائمہ مولوی ناخی نا لیفات میں ۱۲ شرح الفیۃ العراقی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شروط صحت نے روایت کی ہو، اسی طرح سلسلۂ روایت ہر طبقہ میں چلا جائے۔ یہاں تک کہ امام بخاری تک وہ حدیث پہنچی ہو۔

علامہ ابو معمر مبارک بن احمد نے حاکم کے اس دعوے سے مخالفت کی اور کہا کہ یہ دعویٰ حاکم کا صحیح بخاری کی ہنیری مسند حدیثوں میں ٹوٹ جاتا ہے جن کو صحابی سے صرف ایک ہی مشہور تابعی نے روایت کی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ مبارک بن احمد کا یہ اعتراض حاکم کے کلیہ پر تو ضرور پڑتا ہے جس سے بعض صحابی سے روایت لینے والوں (تابعیوں) میں آکر یہ قاعدہ کلیہ سالم نہیں رہتا۔ لیکن تابعی سے نیچے والے راویوں میں یہ شرط ضرور پائی جاتی ہے اسی وجہ سے دوسرے محدثین نے حاکم کی طرح یہ دعویٰ نہیں کیا انھوں نے صحیح بخاری کی حدیثوں کے لئے ذیل کے شروط بیان کئے۔

(۱) سب ناقلین و رواۃ حدیث صحابی تک ثقہ ہوں اور ان کی ثقاہت پر اتفاق ہو۔ یعنی رواۃ مسلم۔ صادق۔ غیر مدلس۔ غیر مختلط۔ متصف بصفات عدالت۔ ضابط۔ متحفظ۔ سلیم الذہن قلیل الوہم۔ سلیم الاعتقاد ہوں۔ اور یہ صفات اعلیٰ درجہ کے ہوں (۲) سلسلۂ روایت منقطع نہ ہو (۳) اگر معنعن روایت ہو تو راوی کا اپنے شیخ سے لقا ضرور ثابت ہونا چاہیئے (۴) اس حدیث کی صحت اور مقبولیت پر امام بخاری سے پہلے کے محدثین کا اتفاق ہو۔ یا امام بخاری کے معاصرین کا اتفاق ہو۔ (۵) علت اور شذوذ سے خالی ہو۔ باوجود ان صفات کے جو راویوں کے لئے اوپر مذکور ہوئے۔ رواۃ اعلیٰ طبقے کے ہوں۔ ادنیٰ یا اوسط غیر کافی ہیں۔ طبقات رواۃ کے امتیاز اور وضاحت کے لئے علامہ حافظ ابن حجر کی یہ مثال کافی ہے۔ مثلاً زہری کے تلامذہ کے پانچ طبقے ہیں۔ اور ہر طبقہ اپنے سے نیچے کے طبقے پر فضیلت رکھتا ہے۔ طبقہ اولے اعلیٰ درجہ کی صحت کا موجب ہے اور یہی امام صاحب کا مقصد ہے۔ طبقہ ثانیہ پہلے طبقے کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ساتھ ثبت ثقاہت وغیرہ میں تو شرکت رکھتا ہے لیکن پہلا طبقہ حفظ و اتقان اور زہری کی طول صحبت میں طبقہ ثانیہ سے بڑھا ہوا ہے کیونکہ زہری کے ساتھ سفر اور حضر میں اس نے ملازمت اختیار کی اور ان کی حدیثوں کی بخوبی ممارست کی۔ اور اچھی طرح ان کی جانچ پڑتال کی اس وجہ سے طبقہ اولیٰ کی حدیثیں زیادہ قابل وثوق ہوئیں طبقہ ثانیہ نے چند روز زہری کی صحبت پائی۔ اس لیئے یہ بات حاصل نہ ہو سکی۔ نہ ان کو زہری کی حدیثوں سے چنداں ممارست ہوئی (طبقہ اولیٰ کے رواۃ) یونس بن یزید الایلی عقیل بن خالد الایلی۔ مالک ابن انس۔ سفیان بن عیینہ۔ شعیب بن ابی حمزہ (طبقہ ثانیہ کے رواۃ) اوزاعی۔ لیث ابن سعد۔ عبدالرحمٰن بن خالد بن مسافر۔ ابن ابی ذئب (طبقہ ثالثہ) جعفر بن مروان۔ سفیان ابن حسین۔ اسحاق بن یحیی الکلبی (طبقہ رابعہ) ربیعہ بن صالح۔ معاویہ بن یحیی الصدفی مثنیٰ بن الصباح (طبقہ خامسہ) عبدالقدوس بن حبیب۔ حکیم بن عبداللہ الایلی۔ محمد بن سعید المصلوب۔

طبقہ اولیٰ ہی کے رواۃ امام بخاری کی شرط ہیں۔ کبھی کبھی طبقہ ثانیہ کے رواۃ کی حدیثوں کو بھی (جن پر ان کو اعتماد ہے) صحیح بخاری میں لاتے ہیں۔ لیکن بالاستیعاب نہیں۔ بخلاف امام مسلم کے کہ وہ دونوں طبقوں کی حدیثوں کو بالاستیعاب لاتے ہیں۔ اور طبقہ ثالثہ (جن کو امام بخاری نے ہاتھ بھی نہیں لگایا) کی حدیثوں کو بھی لاتے ہیں گو بالاستیعاب نہیں۔ ہاں طبقہ ثانیہ اور ثالثہ کے رواۃ کی حدیثوں کو امام بخاری تعلیقاً ذکر کرتے ہیں۔ ثانیہ سے زیادہ ثالثہ سے کم۔ اسی طرح امام نافع۔ اور امام اعمش۔ اور امام قتادہ کے تلامذہ کے پانچ طبقے ہیں۔ اور ان میں بھی وہی صورتیں ہیں۔ یہ اُن رواۃ کی حالت ہے جو کثیر الحدیث ہیں۔ وہ رواۃ جو قلیل الحدیث ہیں۔ ان میں امام صاحب کبھی کسی منفرد راوی کی حدیث نہیں لیتے جب تک سلسلہ رواۃ میں اس کا کوئی دوسرا راوی شریک نہ ہو۔ ہاں کبھی کسی راوی پر باوجود تفرد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے جب قوی اعتماد ہو جاتا ہے تو اُس کی حدیث لیتے ہیں۔ جیسے یحییٰ بن سعید انصاری۔ لیکن ایسا بہت کم، بلکہ شاذ و نادر کرتے[عہ] ہیں۔

صحیح بخاری کی صحیح مسلم پر ترجیح اور فضیلت

ان شرائط اور نیز وجوہات مذکورۂ بالا کے لحاظ سے تمام مسلمانوں کا اتفاق ہو کر یہ ایک اصولی مسئلہ بن گیا کہ صحیح بخاری کو صحیح مسلم و نیز تمام کتب حدیثیہ پر ترجیح ہے۔ خواہ باعتبار صحت کے ہو یا جودت فقاہت کے۔ غرض ہر اعتبار سے اس کو فضیلت ہے۔ تدریب میں ہے۔[عہ] والبخاری اصحهما واكثرهما فوائد وقيل مسلم اصح والصواب الاول اور کیوں نہ ہو امام مسلم نے اسی تصنیف کو دیکھ کر اسی پر اپنی کتاب کی بنا رکھی۔ اور کچھ اضافہ کیا۔ لیکن پھر بھی اس کے رتبہ کو ان کی کتاب نہ پہنچ سکی۔ امام بخاری کے وہ تلمیذ تھے۔ اور شہادت دیتے تھے کہ امام بخاری اس فن میں ہر طرح منفرد ہیں۔ اور اُن کو سید المحدثین کے لقب سے پکارا کرتے تھے۔ حاکم ابو احمد نیشاپوری لکھتے ہیں۔

رحم الله محمد بن اسماعيل فانه الف	خدا رحمت نازل کرے امام بخاری پر کہ انھوں
الاصول يعني اصول الاحكام من	نے اصول قائم کیے یعنی احادیث سے احکام کے
الاحاديث وبين للناس وكل من عمل	اصول۔ اور لوگوں کو تعلیم کر گئے اور جن لوگوں
بعده انما اخذه من كتابه كمسلم	نے لیا انھیں کی کتاب سے لیا جیسے امام مسلم۔
ابن حجاج وقال الدارقطني لما	امام دارقطنی کے سامنے جب صحیحین کا تذکرہ
ذكر عنده الصحيحان لولا البخاري	ہوا تو امام دارقطنی نے کہا کہ اگر امام بخاری

عہ مقدمہ فتح الباری و مقدمہ قسطلانی ۱۲ عہ دیکھو مقدمہ ابن الصلاح و شروح الفیۃ العراقی ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لما ذهب مسلم ولا جاء وقال مرة أخرى وأي شيء صنع مسلم إنما أخذ كتاب البخاري فعمل عليه مستخرجا وزاد فيه زيادات

کا فیض صحبت نہ ہوتا تو مسلم کا کوئی نام بھی نہ لیتا۔ ایک مرتبہ اور امام دارقطنی نے یہ فرمایا کہ امام مسلم نے کیا کیا۔ صحیح بخاری کو لے کر اسی کی حدیثوں کا استخراج کیا اور کچھ اضافہ کیا۔

بعض مغاربہ نے صحیح مسلم کو ترجیح دی تھی لیکن علمائے اسلام قدیماً و حدیثاً اس کی مخالفت کرتے آئے۔ اور بعض مغاربہ کے قول کی تاویل اس طرح کی کہ صحیح مسلم کو آسانی کے اعتبار سے ترجیح دی جا سکتی ہے۔ کیونکہ نہ اس میں اس قدر تدقیقات فقہیہ ہیں نہ نکات اصولیہ نہ انتشار سلسلۂ اسانید نہ اس قدر اشارات غامضہ جن کے حل کرنے کے لئے سینکڑوں کتابیں لکھی گئیں۔ اور اس پر بھی علامہ ابن خلدون فرماتے ہیں۔ کہ امت محمدی کے ذمہ اس کی شرح کا دین باقی ہے۔ حافظ عبدالرحمن بن الدیبع کا یہ فیصلہ ہے[1]

تنازع قوم في البخاري ومسلم لديّ وقالوا أي هذين مقدم فقلت لقد فاق البخاري صحة كما فاق في حسن الصناعة مسلم

ایک قوم صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ترجیح میں بحث کرتی ہوئی میرے پاس فیصلہ کے لئے آئی اور پوچھا کہ کون ان میں سے مقدم ہے میں نے جواب دیا کہ صحت کے اعتبار سے صحیح بخاری کو ترجیح ہے اور حسن ترتیب کے اعتبار سے صحیح مسلم کو۔

لیکن اس فیصلہ میں صحیح بخاری کی صرف صحت کے اعتبار سے فوقیت بتائی گئی ہے حالانکہ علاوہ صحت کے امام بخاری کی فقاہت سونے میں سہاگہ اور خاتم کے لئے نقش ہے۔

[1] الفوائد الدراری ۱۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدیثوں کی تکرار اور اختصار و تقطیع کے فوائد

بعض کوتاہ بینوں نے صحیح بخاری پر یہ اعتراضات کیے تھے کہ "(۱) اس میں اکثر حدیثیں مکرر ہیں" (۲) بعض حدیثیں مختصر ہیں (۳) کہیں کہیں امام بخاری حدیثوں کو ٹکڑے کر کے لاتے ہیں" یہ تینوں اعتراضات کچھ آج ہی کے نہیں ہیں آج سے بہت پہلے ہو چکے ہیں۔

علامہ محمد بن طاہر مقدسی نے ایک رسالہ لکھا جس کا نام جواب المتعنت ہے اس رسالہ میں علامہ موصوف نے ان باتوں پر مفصل بحث کی ہے۔ شیخ الاسلام حافظ ابن حجر نے اپنے مقدمۃ الفتح میں اس کے ابحاث کچھ نقل کیے ہیں۔ ہم بھی مناسب سمجھتے ہیں کہ ہماری اردو زبان اس سے بے نصیب نہ رہے۔

امام بخاری کا طرز عمل صحیح بخاری کی تالیف میں یہ ہے۔ کہ ایک ہی حدیث کو کئی کئی باب میں ذکر کرتے ہیں۔ لیکن ہر باب میں سلسلۂ سند بدلا ہوا ہوتا ہے وہ ایک حدیث سے متعدد مسائل استخراج کرتے ہیں۔ اور تبدیل سند سے حدیث کی قوت کو اعلیٰ درجہ پر پہنچا دیتے ہیں یہ نہیں ہے کہ ایک حدیث کو بلا تبدیل سند اور بلا تغایر الفاظ امام بخاری نے دہرایا ہو۔

تکرار سے چند فائدے حسب ذیل متصور ہیں۔

(۱) کسی حدیث کو پہلے ایک صحابی سے نقل کرتے ہیں۔ پھر دوسری جگہ دوسرے صحابی سے تیسری جگہ تیسرے صحابی سے جس کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ حدیث غرابت کے درجے سے نکل کر شہرت یا تواتر معنوی کے درجے کو پہنچ جائے۔ اسی طرح وہ دوسرے طبقے اور تیسرے طبقے کے راویوں ...... کے ساتھ کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ اپنے شیوخ تک اس سلسلے کو لے جاتے ہیں۔ جو لوگ اس فن سے نابلد ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ امام بخاری نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدیث کو مکرر سہ کرر کر دیا۔ حالانکہ اس تکرار میں علاوہ استنباط مسائل فقہیہ کے اہل فن کی نگاہ میں بہت سے فائدے ہیں۔

(۲) امام بخاری نے اس قاعدہ کی بنا پر بہتیری حدیثوں کی تصحیح اپنی شدید شرطوں کے مطابق کر ڈالی جو معانی متغایرہ اور مفاہیم متفرقہ عدیدہ رکھتی تھیں۔ اور ان سے ہر باب میں جداگانہ مسائل مستنبط کیے۔

(۳) کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک ہی حدیث کو ایک راوی مکمل روایت کرتا ہے۔ اور دوسرا مختصر۔ امام بخاری اُس حدیث کو جس طرح جس سلسلہ سے وارد ہوئی مکرر لاتے ہیں جس سے یہ شبہ ناقلین کی جانب سے رفع ہو جاتا ہے کہ یہی ایک راوی کبھی تو مختصر روایت کرتا ہے اور کبھی مکمل۔ حالانکہ اس اختصار اور تکمیل میں اُس کو دخل نہیں ہوتا۔ بلکہ اس حدیث کو صحابی یا تابعی نے بعض شاگردوں سے مکمل اور بعض سے مختصر بیان کیا ہوتا ہے۔

(۴) کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ناقلین صحابہ ایک ہی واقعہ یا حدیث کو روایت بالمعنی کے قاعدہ پر مختلف الفاظ میں روایت کرتے ہیں جن سے مختلف معانی پیدا ہوتے ہیں امام بخاری ان سب الفاظ کو جداگانہ بابوں میں ذکر کرتے ہیں۔ لیکن اس شرط پر کہ وہ تمام الفاظ امام بخاری کی شروط کے مطابق ہوں اور ہر ایک کی سند بھی مختلف ہو۔

(۵) بعض احادیث ایسی ہوتی ہیں جن کے ارسال اور اتصال میں اختلاف ہوتا ہے اور اتصال امام بخاری کے نزدیک راجح ہوتا ہے۔ اس لئے دونوں سلسلہ سند کو ذکر کرکے اشارہ کرتے ہیں کہ یہاں ارسال کچھ مضر نہیں۔

(۶) بعض حدیثیں ایسی ہوتی ہیں جن کے موقوف اور مرفوع ہونے میں اختلاف ہوتا ہے۔ اور امام بخاری کے نزدیک مرفوع ہونا راجح ہوتا ہے۔ یہاں بھی دونوں سلسلہ سند

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو لاکر متنبہ کر دیتے ہیں کہ موقوف روایت کرنے سے رفع میں کسی قسم کا نقصان نہیں۔

(۷) بعض اوقات کسی حدیث کے سلسلۂ سند میں کسی نیچے کے راوی نے کسی شیخ کو بڑھا دیا۔ دوسرے راوی نے اُس کو حذف کر کے روایت کیا۔ امام بخاری ان دونوں سلسلۂ سند کو ذکر کرتے ہیں اور یہ بتاتے ہیں کہ فلاں راوی نے اپنے شیخ سے حدیث سُنی اور اُس کے بعد شیخ الشیخ سے بھی سُنی۔ لہٰذا ان دونوں راویوں کا قول صحیح ہے جس نے شیخ کو بڑھایا ہے وہ پہلے سماع کے اعتبار سے ہے۔ جس نے حذف کر دیا وہ دوبارہ شیخ الشیخ کے سماع کے اعتبار سے ہے۔

(۸) کبھی معنعن کے انصال ثابت کرنے کے لئے حدیث کو مکرر لاتے ہیں۔

بعض شیوخ حدیث نے صحیح بخاری کی شرح میں ایک حکایت نقل کی ہے۔ کہ باب قصر الخطبۃ بعرفۃ کے بعد باب تعجیل الوقوف بعرفۃ ہے۔ امام بخاری نے کسی اپنے تلمیذ سے فرمایا کہ "اس باب میں امام مالک کی وہ حدیث لائق مناسب ہے جو زہری سے مروی ہے۔ لیکن میں نہیں چاہتا کہ حدیث بالکل مکرر ذکر کی جائے۔"

اس حکایت سے معلوم ہوا کہ امام بخاری حدیث کو بلا کسی فائدہ کے مکرر کرنا نہیں چاہتے تھے۔ اگر (صرف مسئلہ فقہی کے ثابت کرنے کے لئے) بلا نکتہ حدیثیہ کے تکرار ہو گئی ہو تو محض شاذ ہو گا۔ اور محض کسی اتفاقی وجہ سے ہوا ہو گا۔ اگر متن حدیث کے الفاظ قلیل ہیں یا ایک جملہ کو دوسرے جملوں سے ایسا ارتباط ہے کہ الگ کرنے سے معنی میں خلل پڑ جاتا ہے۔ اور ساتھ اس کے حدیث سے کئی مسئلے بھی مستنبط ہوتے ہیں۔ ایسی حالت میں حدیث کو بلا اختصار اور تقطیع کے مکرر لاتے ہیں۔ لیکن فائدۂ حدیثیہ کو ملحوظ رکھ کر سند کو بدل دیتے ہیں۔ اور کم از کم شیوخ ہی بدل جاتے ہیں اور سند قوی ہو جاتی ہے۔ اور اگر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سند بالکل ایک ہوتی ہے۔ اور کوئی نکتہ حدیثیہ خیال میں نہیں آیا تو اس صورت میں ایک جگہ حدیث کو موصول پوری سند سے ذکر کرتے ہیں۔ دوسری جگہ معلق (سند کو حذف کر کے) یا ایک جگہ پوری حدیث کو لاتے ہیں۔ دوسری جگہ "فیہ عن فلان" صرف اشارہ سے کام لیتے ہیں۔

اور اگر متن طویل ہے اور ایک باب کو دوسرے سے ایسا تعلق نہیں ہے کہ ان کو الگ کرنے میں معنی میں خلل واقع ہو۔ تو ایسی حالت میں ہر ٹکڑے کو علیحدہ باب میں نئی سند سے لاتے ہیں۔ اور اُن سے مسئلے ثابت کرتے ہیں۔ اور پوری حدیث کسی مقام میں ذکر کر دیتے ہیں۔ لیکن یہ صورت کہ حدیث کے ایک ٹکڑے کو ذکر کیا ہو۔ اور بقیہ کہیں نہیں مذکور ہو۔ یہ صورت وہیں پیش آئی ہے جہاں مرفوع (حقیقی یا حکمی) اور موقوف دونوں ٹکڑے ملے ہوئے ہوں امام بخاری مرفوع کو ذکر کرتے ہیں اور موقوف کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ ان کے موضوع کتاب سے خارج ہے۔ مثلاً عبداللہ بن مسعود کی روایت ان اھل الاسلام لایسیّبون و انّ اھل الجاھلیۃ کانوا یسیبون کو لے لو۔ چونکہ یہ ٹکڑا حکماً مرفوع ہے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور بقیہ الفاظ اس حدیث کے موقوف تھے۔ ان کو حذف کر دیا۔ پوری حدیث مرفوع اور موقوف مل کر یہ ہے۔ جاء رجل الی عبد اللہ بن مسعود فقال انی اعتقت عبداً لی سائبۃ فمات وترک مالاً ولم یدع وارثاً فقال عبد اللہ ان اھل الاسلام لا یسیبون ان اھل الجاھلیۃ کانوا یسیبون فانت ولی نعمتہ فلک میراثہ فان تاثمت وتحرجت فی شیء فنحن نقبلہ منک ونجعلہ فی بیت المال اس میں صرف وہ ٹکڑا جو حکماً مرفوع تھا اس کو امام بخاری نے ذکر کیا۔ بقیہ کو کتاب بھر میں کہیں نہیں ذکر کیا اور اس اختصار سے کسی طرح کا خلل نہیں پیدا ہوا۔ یہاں ہم صحیح بخاری کی تعلیقات (جس کو امام بخاری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے ترجمۃ الباب میں یا ترجمۃ الباب کے استدلال یا تائید میں پیش کیا ہے، (نیز متابعات جو سندوں کو قوت دینے کی غرض سے یا سند کا اتصال ثابت کرنے کے لیئے لائے جاتے ہیں) ہم ان دونوں کی بحث بوجہ اس کے کہ صاحبان اردو خوان کے لیئے یہ بحث چنداں مفید نہیں ونیز طویل بھی ہے ترک کرتے ہیں۔

صحیح بخاری کے شروح و حواشی اور اُن کی کیفیتیں

صحیح بخاری کے جلیل القدر اور بلند پایہ ہونے کا اندازہ اس سے بخوبی کیا جاسکتا ہے کہ سلف سے لے کر خلف تک علمائے اسلام بلا امتیاز کسی فرقہ کے برابر اس کی خدمت میں مصروف رہے ہیں۔ کسی نے شرح لکھی۔ کسی نے صرف اُس کے رجال پر توجہ کی۔ بعضوں نے اُس کے ابواب فقہیہ اور تراجم الابواب کے دقائق کی چھان بین کی۔ کسی نے اُس کی تجرید کی، کسی نے اختصار۔ بعض اہل علم نے اُس کے تعلیقات کو موصول کیا۔ اکثر اہل علم نے الفاظ غریبہ مشکلہ کے لغات لکھے۔ کسی نے نحوی مسائل کے شواہد جمع کیئے۔ بعض شیوخ نے اُس کے شروط پر بحث لکھی۔ بعض محدثین نے اس کی حدیثوں کی تنقید پر کتابیں لکھیں اکثر اساتذہ فن نے حواشی و تعلیقات لکھے۔ کسی نے مسند کر کے لکھی۔ شروح میں بھی کسی نے مبسوط لکھی، کسی نے مختصر، کسی نے متوسط۔ اور ہر ایک کے مقاصد اور عنوان الگ الگ صحیح بخاری کی شرح اور جو کتابیں اُس کے متعلق لکھی گئی ہیں۔ اُن کا استقصا کرنا ایک دشوار امر ہے۔ اس بے مائگی پر بھی جس قدر شروح و حواشی کا پتہ چل سکا۔ وہ ہدیہ ناظرین ہیں۔ افسوس وہ شروح جن کا ذکر محدثین نے اپنی تالیفات میں کیا ہے۔ لیکن اُن کے نام اور مفصل حالات نہیں بتاتے۔ ان کے مفصل تذکرہ سے مجبوری رہی۔ چنانچہ علامہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبد الرحمٰن بن سلیمان الاہدل الیمانی اپنی کتاب النفس الیمانی میں لکھتے ہیں کہ[1] ہمارے شیوخ میں علامہ عمر بن عبد القادر بلخاری بھی ہیں جو مدتوں ہمارے وطن میں مقیم رہے وہ فرماتے تھے کہ میں نے قاضی بلخ کے کتب خانہ میں صحیح بخاری کی گیارہ شروح بچشم خود دیکھی ہیں جو ہر ایک حجم میں فتح الباری کے برابر تھیں۔ افسوس کہ ان گیارہ شروح کے نام اور مفصل حالات معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ ہمارے پاس نہیں۔

عربی شروح و حواشی

نام کتاب	نام مؤلف	کیفیت
۱ اعلام السنن	الامام ابو سلیمان احمد بن محمد البستی المعروف بالخطابی المتوفی ۳۰۸ھ	یہ ایک نہایت پاکیزہ شرح ہے۔ ابتدا کا لفظ "الحمد للہ المنعم" ہے۔ مصنف نے اپنی مشہور کتاب معالم السنن[2] سے فرصت کر کے بلخ میں لوگوں کے بڑے تقاضے پر ایک جلد میں لکھی۔ محمد تمیمی نے ان ضروری متروکات کے پورا کرنے کا التزام کیا جو خطابی

[1] اصل عبارت یہ ہے منہم الشیخ العلامۃ المتفنن عمر بن عبد القادر من بلاد بلخار مکث لدینا مدۃ و ذکر لی انہ شاہد عند قاضی بلخ احدے عشر شرحا علی صحیح البخاری کلہا تساوی فتح الباری فی الحجم انتہی۔ النفس الیمانی کا ایک نسخہ علامہ شمس الحق کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ ۱۲ منہ لہ منسوب الی البست بضم الباء مدینۃ بین سجستان و غزنین و ہراۃ ۱۲ عبید اللہ

[2] شرح سنن ابی داؤد ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

		سے واقع ہوئے تھے اور جس قدر اوہام خطابی سے اس شرح میں صادر ہوئے اُس پر بھی بحث کی" اس کا نسخہ کتب خانہ ایا صوفیا واقع قسطنطنیہ میں موجود ہے [1]
۲ شرح المہلب	مہلب بن ابی صفرۃ الازدی المتوفی سنہ [2]	علاوہ شرح کے مہلب نے صحیح بخاری کی تجرید بھی کی ہے۔
۳ مختصر شرح المہلب	ابو عبد اللہ محمد بن خلف المرابط تلمیذ مہلب المتوفی سنہ ـ	اسی شرح مہلب کو مختصر کر کے اُس پر بہت سے فوائد بڑھائے ہیں۔
۴ الاجوبہ علی المسائل المستغربہ من البخاری [3]	محمد بن عبد البر المالکی المولود سنہ ۳۶۸ھ والمتوفی سنہ ۴۶۳ھ	مہلب نے جن سوالوں کے جوابات دیئے تھے انھیں کو علاحدہ منضبط کیا ہے۔ علامہ ابن حزم کے جوابات بھی ہیں۔
شرح السراج [4]	العلامۃ ابوالزناد المتوفی سنہ ـ	اس شرح کے متعلق نہ صاحب کشف الظنون نے کچھ لکھا ہے نہ علامہ قسطلانی اور نہ علامہ

[1] اعلام السنن کا قلمی نسخہ کتب خانہ قلمی دارالعلوم جرمنی میں دوسری جنگ عظیم تک موجود تھا ۱۲ عبید اللہ رحمانی

[2] چند شارحین کے سنین وفات کا پتہ نہیں چل سکا صاحب کشف الظنون نے بھی باوجود اس خوش قسمتی کے بیاض چھوڑ دیا اور جس قدر ان کے پاس مواد تھے وہ کام نہ دے سکے۔ علامہ نواب صدیق حسن خاں بھی رقمطراز ہیں والم لم اقف علی سنۃ الوفات مہنا وکذا فی ما بعدی فی مواضع متعددۃ فمن وقف علیہا فلیثبتہا وکذا لک لم یذکرہا صاحب کشف الظنون فیہ لانہ لم یقف علیہا ۱۲ حطہ [3] شروح وحواشی وتعلیقات زیادہ تر کشف الظنون، مقدمہ قسطلانی، حطہ، اتحاف النبلاء، الفوائد الدراری، اور مختلف کتب خانوں کی فہرستوں سے ماخوذ ہیں جو پٹنہ کے مشہور کتب خانہ میں موجود تھیں ان کے سوا میں اور ادھر ادھر سے استفادہ کیا ہے ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

		عجلونی نے کچھ لکھا۔
۷ شرح ابن بطال	الامام ابوالحسن علی بن خلف ابن بطال المتوفی سنہ ۴۴۴ او سنہ ۴۴۹	اس شرح کا اکثر حصہ مذہب مالکیہ کے مسائل سے مملو ہے گویا مولف نے اصل موضوع (شرح) سے الگ ہو کر اس شرح کو مالکی مذہب کا گنجینہ بنایا ہے۔
شرح صحیح البخاری	ابو حفص عمر بن الحسن ابن عمر الہوزنی الاشبیلی المتوفی سنہ	صاحب کشف الظنون و صاحب حطہ وغیرہ نے اس کا مفصل حال نہیں لکھا۔
۸ شرح صحیح البخاری	ابوالقاسم احمد بن محمد ابن عمر بن ورد التیمی المتوفی سنہ	یہ شرح بہت بسیط ہے۔ لیکن مقاصد کا پتہ نہ معلوم ہو سکا۔
۹ شرح ابن التین	الامام عبدالواحد بن التین المتوفی سنہ	حافظ ابن حجر اکثر فتح الباری میں اس شرح کے اقوال رداً یا اثباتاً پیش کرتے ہیں۔
۱۰ شرح ابن المنیر	الامام ناصرالدین علی بن محمد بن المنیر الاسکندرانی المتوفی سنہ	یہ بہت بڑی شرح دس ضخیم جلدوں میں ہے۔ امام ناصرالدین نے ابن بطال کی شرح پر حواشی بھی لکھے ہیں۔
۱۱ المتواری علی تراجم البخاری	"	امام موصوف نے صحیح بخاری کے چار سو سوالات مشکلہ کو چن کر ان کو بڑی خوبی سے حل کیا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۲ شرح صحیح البخاری لابی الاصبع	ابوالاصبع عیسی بن سہل بن عبد اللہ الاسدی المتوفی سنہ	اس شرح کا حال بھی صاحب کشف الظنون اور صاحب حطہ و علامہ عجلونی نے کچھ نہیں لکھا۔
۱۳ شرح صحیح البخاری للحلبی	قطب الدین عبد الکریم ابن عبد النور ابن منیر الحلبی الحنفی المتوفی سنہ ۷۳۵ھ ٭	یہ شرح دس جلدوں میں صرف نصف کتاب تک پہنچی ہے۔ علامہ حلبی نے ایک طویل شرح لکھنے کا قصد کیا تھا۔ لیکن اس کے مقاصد کا حال معلوم نہ ہو سکا۔
۱۴ التلویح	الامام الحافظ علاء الدین مغلطائی بن قلیج الترکی المصری الحنفی المتوفی سنہ ۷۶۲	یہ شرح نہایت طویل ہے۔ اس کے شروع کا لفظ "الحمد للہ الذی ایقظ من خلقہ الخ" ہے صاحب الکواکب اسی شرح کی تقریظ میں رقمطراز ہیں "وشرحہ بتتمیم الاطراف اشبہ وبتصحیف تصحیح التعلیقات اشکل وکانہ من اخلائہ من مقاصد الکتاب علی ضمان ومن شروح الفاظہ وتوضیح معانیہ علی امان"
۱۵ مختصر شرح مغلطائی	جلال الدین رسولا بن احمد ٭ التبانی المتوفی سنہ ۷۹۳	اس شرح کا حال بھی صاحب کشف الظنون نے بالتفصیل نہیں بتایا۔ شرح بالا کا اختصار ہے۔

٭ کذا فی کشف الظنون منیر بالمیم ثم السین المہملة والصحیح منیر بالمیم بعدہا نون وکذا الصحیح فی سنۃ وفاتہ ما کتبہ ابن حجر فی الدرر الکامنۃ انہ مات سنہ ۷۳۵ھ۔ ٭ قال الشوکانی فی البدر الطالع ج ۱ ص ۱۸۶ جلال الدین احمد بن یوسف التبریزی المعروف بالتبانی بمثناة ثم موحدة ثقیلة نسبة الی التبانة ظاہر القاہرة اختصر شرح [illegible]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

۱۶ الکواکب الدراری	العلامہ شمس الدین محمد ابن یوسف بن علی الکرمانی المتوفی سنہ ۷۸۶ھ۔	یہ ایک مشہور اور متوسط شرح جامع فوائد وزوائد ونافع اہل علم ہے پہلے اس شرح میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ علم حدیث افضل علوم اور صحیح بخاری علم حدیث کی کتابوں میں سب سے اعلیٰ اور تعدیل اور ضبط کے اعتبار سے سب کتابوں پر فائق ہے۔ لائق مصنف نے اعراب نحویہ بعیدہ۔ الفاظ مشکلہ غریبہ کا حل خوب کیا ہے۔ روایات۔ اسماء رجال القاب رواۃ کو بھی خوب ضبط کیا ہے۔ احادیث سے تعارض کو اٹھایا ہے سنہ ۷۷۵ ہجری میں مکہ معظمہ میں اس کی تالیف سے فراغت پائی لیکن حافظ ابن حجر نے درر کامنہ ص۳۱۱ ج۴ میں یہ لکھا ہے کہ اس میں بہت سے اوہام واقع ہوئے ہیں[1] اگرچہ شرح بہت مفید ہے[2]۔ قسطنطنیہ کے متعدد کتب خانوں میں اس کا نسخہ موجود ہے۔ [3]
۱۷ مجمع البحرین و جواہر البحرین	تقی الدین یحییٰ بن الکرمانی المتوفی سنہ	اس شرح میں علامہ یحییٰ نے اپنے والد کی شرح الکواکب الدراری سے مدد لی ہے اور ابن ملقن

[1] یعنی نقل میں اوہام واقع ہوئے کیونکہ زیادہ تر مضامین دوسری کتابوں سے ماخوذ ہیں ۱۲۔ [2] الحمد للہ کہ یہ مبسوط شرح مصر میں طبع ہوگئی ہے ۱۲ عبید اللہ رحمانی [3] بعض شروح کا ذکر اور اُن کے نام اور اُن کے وجود کا پتہ ان فہرستوں (کیٹلاگوں) کے ذریعہ سے معلوم ہوا جو پٹنہ کے اورینٹل پبلک خدابخش خان بہادر کے کتب خانہ میں ہندوستان اور قسطنطنیہ۔ لندن۔ جرمن وغیرہ کی موجود ہیں ۱۲ منہ

www.KitaboSunnat.com

		کی شرح اور زرکشی اور دمیاطی اور فتح الباری اور
۱۸ شواہد التوضیح	سراج الدین عمر بن علی بن الملقن الشافعی المتوفی ۸۰۴ھ	البدر سے اضافہ کیا ہے یہ شرح آٹھ جلدوں میں ہے بڑی ضخیم شرح بیس جلدوں میں ہے مصنف نے ایک ضروری مقدمہ بھی لکھا ہے جس میں یہ بیان کیا ہے کہ ہر حدیث کے مقاصد دس اقسام میں منحصر ہیں۔ علامہ سخاوی فرماتے ہیں کہ اس شرح میں ابن ملقن کا اعتماد زیادہ تر اپنے شیخ مغلطائی کی شرح تلویح پر ہے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں یہ شرح اخیر حصہ میں بالکل قلیل النفع ہے[1]
۱۹ اللامع الصبیح	العلامہ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد الدائم ابن موسیٰ البرماوی المتوفی ۸۳۱ھ	خود مؤلف نے لکھا ہے کہ یہ میری شرح زرکشی کی شرح تنقیح اور کرمانی کی شرح سے ماخوذ ہے ہاں اس میں ایضاحات اور تنبیہات اور فوائد بڑھے ہوئے ہیں عمدہ شرح ہے۔ چار جلدوں میں ہے۔ کتب خانہ ایا صوفیا واقع قسطنطنیہ میں اس کا نسخہ موجود ہے[2]
۲۰ التلقیح لفہم قاری الصحیح	برہان الدین ابراہیم بن	مؤلف کے خط سے دو جلدوں میں ہے۔ اور

[1] اس کا قلمی نسخہ بخط حافظ سیوطی کتب خانہ قلمی دار العلوم جرمنی میں دوسری جنگ عظیم تک موجود تھا ۱۲ عبید اللہ

[2] کتب خانہ دار العلوم جرمنی میں بھی دوسری جنگ عظیم تک اس کا نسخہ موجود تھا ۱۲ عبید اللہ رحمانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

	محمد الحلبی المعروف بسبط ابن العجمی المتوفی ۸۴۱ھ	کار آمد شرح ہے۔ امام مالکیہ محمد بن محمد الشافعی المتوفی ۸۶۴ھ نے اس شرح کو مختصر کیا ہے اور شیخ الاسلام حافظ ابن حجر نے اس سے التقاط کیا ہے۔
۱۲ فتح الباری	شیخ الاسلام ابو الفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ	یہ وہی شرح ہے جس کی نسبت لا ھجرۃ بعد الفتح مشہور ہے۔ علامہ ابن خلدون نے اپنی مشہور تاریخ کے مقدمہ میں فرمایا تھا کہ بخاری

کی شرح کا دین امت پر باقی ہے حالانکہ علامہ موصوف کے عصر تک کتنی شرحیں ہو چکی تھیں ان کا مقصود یہ تھا کہ صحیح بخاری کے وہ نکات جو فن حدیث اور رجال کے متعلق ہیں یا وہ تدقیقات فقہیہ جو تراجم ابواب سے تعلق رکھتے ہیں ان پر آج تک کسی نے محققانہ بحث نہیں لکھی ہے۔ اس شرح کے بعد حافظ سخاوی ؎ع صاحب فرماتے ہیں کہ غالباً امت سے یہ دین ادا ہو گیا۔ صاحب کشف الظنون فرماتے ہیں۔ وشهرته وانفراده بما يشتمل عليه من الفوائد الحديثية والنكات الادبية والفوائد الفقهية تغني عن وصفه احادیث مکررہ کی شرح کرنے کا یہ قاعدہ رکھا ہے کہ جس مقصد کے لئے جہاں اس حدیث کو امام بخاری لاتے ہیں۔ اسی کی شرح و بسط سے وہاں کام لیتے ہیں اور پوری حدیث کی شرح کا حوالہ دوسری جگہ پر محول کر دیتے ہیں۔ جہاں پوری حدیث کی شرح لکھی ہے۔ تحقیقات اور تدقیقات کے اعتبار سے یہ شرح اپنی آپ نظیر ہے محققین جس وقعت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اس کے لئے لا ہجرۃ بعد الفتح کا جملہ کافی ہے۔ ابتدائے تالیف ۸۱۷ھ سے ہوئی۔ اس کے پہلے ایک مقدمہ لکھا جب مقدمہ پورا ہو گیا تو شرح کی تالیف اس طرح شروع کی کہ روزانہ تھوڑا تھوڑا لکھتے جب ایک معتد بہ حصہ پورا

ع؎ الضوء اللامع ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو جاتا تو ائمہ محدثین کی ایک جماعت اُس کو نقل کر لیتی۔ ہر ہفتہ میں ایک روز اُس پر مباحثہ اور معارضہ ہوتا اور مقابلہ کیا جاتا۔ علامہ برہان بن خضر پڑھتے اور لوگ اپنے اعتراضات و سوالات ومباحثات پیش کرتے۔ حافظ صاحب جواب دیتے اسی طرح جس قدر لکھی جاتی سب مقابلہ کرکے مہذب اور محرر کر لی جاتی اور اُسی وقت اطراف عالم میں پھیل جاتی یہاں تک کہ سنہ ۸۴۲ ہجری میں مکمل ہو گئی بعد تکمیل مصنف نے کچھ اضافہ کیا۔ لیکن اختتام تالیف مصنف کی عمر کے ساتھ ہوا۔ اختتام کے بعد ولیمہ کی عام دعوت کی جس میں پانچ سو اشرفیاں خرچ کی گئیں اور بڑے بڑے علماء کے سامنے یہ کتاب پیش کی گئی اور اس قدر مقبول ہوئی کہ سلاطین[۱] زمانہ نے اشرفیوں سے تول کر خریدی اور چشم زدن میں تمام ممالک اسلامیہ میں پھیل گئی۔ آنے والے شارحین کا قلم توڑ دیا۔ وکل من جاء بعدہ فھو عیال۔ جو ان کے بعد آیا انھیں کی تحقیقات کا خوشہ چیں رہا۔

۲۲ غایۃ التوضیح للجامع الصحیح	العلامۃ عثمان بن ابراہیم الصدیقی الحنفی المتوفی سنہ ۔	شاہی کتب خانہ رامپور میں قلمی موجود ہے۔ جلد اول ۱۱۶۷ھ میں از اول کتاب بدء الوحی تا باب القرآن فی التہجد الاکل ہے اور جلد ثانی از باب رقیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم تا آخر کتاب ہے۔
۲۳ الکوکب الساری فی شرح الجامع الصحیح للبخاری	شیخ ابوالحسن علی بن حسین عروۃ الموصلی[۲] المتوفی سنہ	شاہی کتب خانہ رامپور میں قلمی بخط دو کاغذ عرب سنہ [illegible] میں موجود ہے

۱؎ صاحب تاریخ قرۃ العیون فی یمن المیمون ایک مقام میں حوادثات گناتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس سنہ کے حوادثات میں یہ بھی ہے کہ اس سنہ میں فتح الباری کئی ہزار اشرفیاں صرف کرکے سلطان یمن کے شاہی کتب خانہ میں داخل کی گئی ۱۲

۲؎ بالفتح وکسر الصاد نسبۃ الی الموصل مدینۃ مشہورۃ ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرح (۲۴) صحیح البخاری	العلامۃ عبدالرحمن البہرہ المتوفی سنہ	جلداول قلمی صفحہ ۴۹۲ ناقص از باب کیف کان بدء الوحی الی باب القراءۃ ایضاً قلمی جلداول از باب بدء الوحی تا باب القراءۃ بخط نسخ کتب خانہ شاہی رامپور میں دو نسخے موجود ہیں
شرح (۲۵) صحیح البخاری	لم اقف علی اسم مؤلفہ	یہ شرح بھی کتب خانہ شاہی رامپور میں صفحہ ۳۹۴ از ابتدا تا باب الشروط قلمی بخط نستعلیق موجود ہے۔
شرح (۲۶) البخاریؔ	عبدالکریم بن عبدالنور ابن منیر بن عبدالکریم ابن علی بن عبدالحق الحلبی المتوفی سنہ ۷۳۵ھ۔	علامہ سیوطی نے اس کا ذکر حسن المحاضرہ میں کیا ہے (حاشیہ الفوائد البہیہ)
(۲۷) داودی	ابوجعفر احمد بن سعید الداودی المتوفی سنہ	اس شرح کا پتہ شیخ الکل علامہ السید نذیر حسین المحدث الدہلوی کے نسخہ عتیقہ کے حواشی سے چلتا ہے۔ اس عتیق نسخہ کے حواشی اس شرح سے مملو ہیں جن پر علامت (د) بنائی گئی ہے بعض مقامات میں قال الداودی بھی لکھا

ہ یہاں تسامح ہوگیا ہے۔ اس شرح کا ذکر نمبر ۲۰ میں بعنوان شرح صحیح البخاری للحلبی ہوچکا ہے یہ شرح نمبر ۲۶ کوئی دوسری شرح نہیں ہے چلپی نے کشف الظنون میں صرف شرح نمبر ۲۰ کو ذکر کیا ہے اور شارح یعنی قطب الدین عبدالکریم کے دادا کا نام مسیر اور سنہ وفات ۷۴۵ غلط لکھا ہے صحیح نام منیر ہے اور سنہ وفات ۷۳۵ ہے۔ حافظ ابن حجر الدرر الکامنہ ج ۲ ص ۳۹۸ میں قطب الدین عبدالکریم بن عبدالنور بن منیر کے ترجمہ میں لکھتے ہیں و شرع فی شرح البخاری وہو مطول ایضاً بیض اوائلہ الی قریب النصف (الی ان قال) مات فی رجب سنہ ۷۳۵ انتہی ۱۲ عبیداللہ رحمانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

		ہے۔ اس شرح سے ابن التین اکثر نقل کرتے ہیں شیخ الکل علامہ السید نذیر حسین کے نسخہ پر نظر ڈالنے سے ثابت ہوتا ہے کہ شرح داودی بڑی مفید شرح ہے حل مطالب و دفع اشکالات و دفع تعارض و تطبیق احادیث میں مصنف نے نہایت عمدہ پیرایہ اختیار کیا ہے۔ اس لئے اس نسخہ پر اس کے حواشی بہت ہیں۔
۲۸ عثمانی	علی حاشیۃ صحیح البخاری لمولانا احمد علی المتوفی سنہ ۱۲۹۸	اس شرح کا کچھ حال معلوم نہ ہو سکا اور مولانا احمد علی صاحب (جو اس نام کے لینے والے ہیں) وہ بھی اس کا کچھ حال نہ بتا سکے بجز اس کے کہ نسخہ منقول عنہ میں ایسا ہی تھا۔
۲۹ شرح صحیح البخاری	علی بن مصطفی الشافعی الحلبی المتوفی سنہ تلمیذ العلامۃ السندی	یہ شرح غزوات تک پہنچی اور مکمل نہ ہو سکی اس شرح کا ذکر سلک الدرر فی اعیان القرن الثانی عشر میں علامہ فاضل مورخ ادیب محمد خلیل آفندی نے کیا ہے۔
۳۰ ہدی الساری مقدمۃ فتح الباری	شیخ الاسلام الحافظ ابن حجر العسقلانی	یہ وہی مقدمہ ہے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے یہ مقدمہ ایک ضخیم جلد میں ہے۔ اور بجائے

خود ایک مستقل اور جامع شرح ہے اور اس قدر ضروری ہے کہ اگر کہا جائے کہ بغیر اس کے صحیح بخاری کی حقیقت سے آگاہی غیر ممکن ہے تو غالباً بہت صحیح ہوگا۔ اس مقدمہ میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دس فصلیں ہیں اور ہر فصل کے ضمن میں بہت سی فصلیں ہیں (پہلی فصل میں) صحیح بخاری کی تالیف کے اسباب، اور بہت سی کام کی باتیں ہیں مثلاً یہ کہ حدیث کی تدوین رائج نہ تھی۔ کیونکر شروع ہوئی اور ترقی کرتے کرتے کس حد تک پہنچی۔ (دوسری فصل میں) یہ مذکور ہے کہ صحیح بخاری کا اصل موضوع کیا ہے۔ اور اس کتاب کی حدیثوں کے لئے کیا کیا شروط ہیں۔ یہ کتاب اصح الکتب کیونکر ہوئی۔ اس کے تراجم ابواب میں کیا کیا نکات اور کس قسم کی تدقیقات فقہیہ ہیں جن کی وجہ سے صحیح بخاری کو تمام کتب حدیثیہ پر فوقیت ہوئی۔ (تیسری فصل میں) حدیثوں کی تقطیع۔ اور اختصار۔ اور تکرار کی صورتیں اور حکمتیں اور فوائد بیان ہیں (چوتھی فصل میں) احادیث مرفوعہ کے معلق لانے اور آثار موقوفہ کے ذکر کرنے کے وجوہات بیان ہیں۔ اسی ضمن میں کل احادیث مرفوعہ معلقہ کے سلسلۂ سند کو بھی بیان کر دیا ہے۔ اور جس محدث نے ان کو موصول کیا ہے۔ ان کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے (پانچویں فصل میں) الفاظ مشکلہ غریبہ جو متون حدیث میں آئے ہیں۔ ان کو بہ ترتیب حروف تہجی حل کیا ہے یہ فصل ایک خاصی لغت کی کتاب ہے۔ (چھٹی فصل میں) بہ ترتیب حروف تہجی ان اسماء اور القاب وکنیتوں کا ذکر کیا ہے جو صحیح بخاری میں مذکور ہیں جنکی صورتیں تو یکساں ہیں اور تلفظ مختلف، انکی دو قسمیں ہیں (۱) وہ جن کا اشتباہ صحیح بخاری ہی کے رواۃ کے ساتھ ہے (۲) وہ جن کا اشتباہ اُن رواۃ سے ہے جو صحیح بخاری سے خارج ہیں۔ اس تحقیق کے ساتھ یہ بھی بتایا ہے کہ یہ راوی کس کتاب اور باب اور کس حدیث و سند میں ہے۔ (ساتویں فصل میں) امام بخاری کے ان شیوخ کی توضیح ہے جن کو امام بخاری نے مبہم ذکر کیا ہے۔ حالانکہ وہ مشترک ہیں۔ جیسے محمد، اس لئے جن میں اشتراک کم ہے اُن کو نہیں ذکر کیا ہے۔ بلکہ جس قدر مہمل و مبہم تھے سب کو بہ ترتیب حروف تہجی ذکر کیا ہے (آٹھویں فصل میں) اُن احادیث کا سلسلۂ سند مذکور ہے جن پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام دارقطنی یا دیگر نقادِ فن نے تنقید کی تھی پھر ایک ایک حدیث ذکر کرکے اُن کے تسکین بخش جواب دیئے ہیں اور یہ واضح کیا ہے کہ امام بخاری کی شرط کے خلاف کوئی حدیث نہیں ہے (نویں فصل میں) اُن رواۃ کا ذکر ہے جن پر بعض محدثین نے کلام کیا تھا۔ اُن کو بہ ترتیب حروف تہجی ذکر کرکے ہر ایک کے جواب دیئے ہیں اور جواب میں بڑے انصاف سے کام لیا ہے جہاں قدح کو رجحان ہے وہاں یہ دکھایا ہے کہ یا تو جس جہت سے قدح ہے اُس حیثیت سے امام بخاری نے احتراز کیا ہے۔ یا اُس کے راوی کی موافقت میں اُس سے کوئی بڑھا ہوا راوی مذکور ہے یا کسی دوسری وجہ سے اُس حدیث کو صحیح بخاری میں لائے ہیں (دسویں فصل میں) کتاب کے ابواب کی خاص فہرست ہے اور ہر باب میں جس قدر احادیث ہیں اُن کو گنایا ہے جس سے احادیث مکررہ کا پتہ چلتا ہے۔ پھر صحیح بخاری میں جس قدر حدیثیں مذکور ہیں اُن کی فہرست ہے۔ اور یہ بتایا ہے کہ کس صحابی سے کس قدر حدیث اس کتاب میں ہے۔ مقدمہ کے خاتمہ میں امام بخاری کی سیرت اور سوانح عمری ولقیہ تالیفات و وتلامذہ کا ذکر ہے۔

۱۳۱ الاعلام بمن ذکر فی البخاری من الاعلام	شیخ الاسلام الحافظ ابن حجر	تہذیب الکمال میں جو رواۃ مذکور ہیں ان کے علاوہ اس میں ذکر کیے گئے ہیں۔
۱۳۲ تعلیق التعلیق	ایضاً	اس میں صحیح بخاری کے تعلیقات کو موصول کیا ہے اور آثار اور موقوفات ہر ایک کی صحت وضعف ومتابعات سے پوری بحث کی ہے۔ اور جن محدثین نے ان تعلیقات۔ آثار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

		موقوفات کا اخراج کیا تھا سب کو مفصل بنایا ہے۔ مقدمۃ الفتح میں اس کی تلخیص کی ہے۔ ۸۰۳ھ میں اس کی تسوید سے فراغت پائی۔
۳۳ انتقاض الاعتراض	ایضاً	اس میں ان اعتراضات کے جواب میں جو علامہ عینی نے اپنی شرح میں حافظ ابن حجر پر کئے تھے۔ لیکن افسوس یہ کتاب تمام نہ ہونے پائی اور مصنف نے داعی موت کو لبیک کہا[1]
۳۴ تجرید التفسیر	ایضاً	سورتوں کی ترتیب سے تفسیرات صحیح بخاری کو علیحدہ کیا ہے جیساکہ نام ہی سے ظاہر ہے
۳۵ عمدۃ القاری	العلامۃ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد العینی الحنفی المتوفی ۸۵۵ھ	یہ ایک مشہور شرح دس جلدوں میں ہے۔[2] اور بیروت میں طبع ہوکر شائع ہے خود علامہ موصوف نے لکھا ہے کہ میں بلاد شمالیہ میں

قبل ۸۰۰ھ کے اپنے ہمراہ صحیح بخاری لے کر پہنچا تو بعض شیوخ سے مجھے اس کتاب کے متعلق بڑی بڑی نادر باتیں ہاتھ لگیں۔ پھر جب میں مصر پلٹا تو جامع ازہر کے قریب حمایہ خارہ کتامیہ ۸۲۹ھ میں اس کی شرح لکھنی شروع کی اور ۸۴۷ھ تک ایک سدس مکمل ہوگئی۔

---

[1] وجہ تالیف یہ لکھی ہے کہ فتح الباری مکمل ہوگئی تو اس قدر لوگوں کی رغبتیں ہوئیں کہ سلاطین وقت نے فرمائشات بھیجیں ایک نسخہ کی فرمائش سلطان ملک غارب ابی الفارس کی جانب سے دوسری فرمائش بادشاہ شاہ رخ کی طرف سے اور تیسری فرمائش ملک الظاہر کی طرف سے پے در پے پہنچیں تو علامہ عینی کو حسد نے گرفتار کیا اس وجہ سے یہ اعتراضات واہیہ کئے ۱۲۔ اتحاف۔ [2] اس کا قلمی نسخہ کتب خانہ رامپور میں موجود ہے۔ عبید اللہ رحمانی

www.KitaboSunnat.com

صاحب کشف الظنون لکھتے ہیں۔ واستمد فیہ من فتح الباری بحیث ینقل منہ الورقۃ بکمالھا وکان یستعیرہ من البرھان بن الخضر باذن مصنفہ اھ ویعقبہ فی مواضع۔ یعنی علامہ عینی نے اپنی شرح میں فتح الباری سے بہت کچھ مدد لی یہاں تک کہ ورق کا ورق نقل کرتے ہیں۔ برہان بن الخضر سے مصنف کی اجازت سے عاریت لیتے۔ علامہ موصوف نے حافظ ابن حجر پر تعقبات بھی کئے ہیں۔ اور جن باتوں کو حافظ ابن حجر نے بالقصد ترک کر دیا تھا۔ اُس میں بہت طول دیا ہے۔ مثلاً (۱) پوری حدیث متن میں نقل کرنی (۲) ہر راوی کا پورا ترجمہ لکھنا (۳) انساب رواۃ کی بحث (۴) معانی بیان، کسی نے حافظ ابن حجر سے عرض کیا کہ علامہ عینی کی شرح کو آپ پر فوقیت ہے۔ کیونکہ اس میں معانی بیان بدیع وغیرہ زائد ہیں شیخ الاسلام حافظ ابن حجر نے بے ساختہ جواب دیا کہ ان باتوں کو علامہ رکن الدین کی شرح سے نقل کیا ہے۔ مجھے شیخ رکن الدین کی شرح پہلے ہاتھ لگی تھی۔ لیکن کتاب ناتمام تھی اس وجہ سے میں نے اُس سے نقل کرنا مناسب نہیں سمجھا چنانچہ علامہ عینی اُس ٹکڑے کے ختم ہونے کے بعد سے معانی بیان بدیع نوادر وغیرہ سے بالکل ساکت ہیں۔ کیونکہ جو ماخذ تھا اُس کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ پھر علامہ چلپی صاحب کشف الظنون لکھتے ہیں وبالجملۃ فان شرحہ حافل کافل فی معناہ لکن لم یشتھر کاشتھار فتح الباری فی حیوۃ مولفہ وھلم جرا خلاصہ یہ کہ شرح عینی مطالب کی توضیح تو خوب کرتی ہے لیکن اسے فتح الباری کی سی شہرت نصیب نہ ہوئی نہ مؤلف کی حیات میں نہ آج تک کسی ماہر فن کا یہ قول بہت صحیح ہے الاول[ع] (فتح الباری) مفید للکملۃ والثانی (العینی) مفید للطلبۃ"۔ فاضل لکھنوی کا فیصلہ اسی کے ہم معنی ہے۔ حیث قال

ع فتح الباری منتہیوں کے لئے مفید ہے۔ اور عینی مبتدیوں کے لئے ۱۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ویفضل الاول (فتح الباری) علی الثانی (عمدۃ القاری) تحقیقاً وتنقیداً والثانی علی الاول توضیحاً وتفصیلاً - تقریظ تیسیر القاری مطبوعہ مطبع علوی ۱۲۹۸ھ -

۳۶ شرح صحیح البخاری	العلامۃ رکن الدین احمد ابن محمد بن عبدالمومن القریمی المتوفی ۸۲۳ھ	یہ وہی شرح ہے جس کا ذکر شیخ الاسلام حافظ ابن حجر نے عینی کی شرح بخاری کی تفضیل کے جواب میں، کیا ہے -
۳۷ التنقیح	الشیخ بدرالدین محمد بن بہادر بن عبداللہ الزرکشی الشافعی المتوفی ۷۹۴ھ -	یہ ایک مختصر شرح ہے - لائق مصنف نے اس میں الفاظ مشکلہ کی شرح اور اعراب غامضہ کا ایضاح اور جن انساب رواۃ یا اسمائے رواۃ میں تصحیف یا اشتباہ کا خیال تھا اُس کا ضبط کیا ہے اور مختلف اقوال سے جو قول صحیح تھا یا مختلف معانی سے جو واضح تر تھا اُسی کو اختیار کیا اور ایسے فوائد ایزاد کیے ہیں جن پر حاوی ہو جانے سے ایک ہوشیار شخص بڑی بڑی شروح سے مستغنی ہو جاتا ہے - پٹنہ کے کتب خانہ اورینٹل پبلک لائبریری میں موجود ہے و نیز کتب خانہ ایا صوفیہ واقع قسطنطنیہ میں اس کا نسخہ موجود ہے -

ع۵ فتح الباری کو عینی پر بحیثیت تحقیق و تنقید کے فضیلت ہے اور عینی کو بحیثیت تفصیل اور توضیح مطالب کے ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

۳۸ نکت	شیخ الاسلام الحافظ ابن حجر العسقلانی	علامہ زرکشی کی شرح تنقیح پر نکت لکھے ہیں لیکن افسوس (بقول صاحب کشف الظنون) پوری نہ ہوئی۔
۳۹ نکت	القاضی محب الدین احمد بن نصر اللہ البغدادی الحنبلی المتوفی ۸۴۴ھ	اسی علامہ زرکشی کی شرح پر یہ بھی نکت لکھے گئے ہیں۔
۴۰ مصابیح الجامع	العلامۃ بدر الدین محمد بن ابی بکر الدمامینی عہ المتوفی ۸۲۷ھ	مشہور تو یہ ہے کہ یہ شرح سلاطین ہند میں احمد شاہ بن محمد بن مظفر شاہ کے لئے لکھی گئی لیکن صاحب کشف الظنون تحریر فرماتے ہیں کہ مصنف نے اس کتاب کے دیباچہ میں کہیں اس کا ذکر نہیں کیا ہے حالانکہ مصنفین کے عام قاعدہ کے خلاف ہے ۸۲۸ھ میں روز شنبہ بوقت ظہر بمقام زبید یمن میں اختتام کو پہنچی۔ کتب خانہ نور عثمانیہ جامع شریفی واقع قسطنطنیہ میں اس کا نسخہ موجود ہے
۴۱ التوشیح علی الجامع الصحیح	جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ	ایک مختصر اور نہایت لطیف اور جامع شرح ہے اس کا حجم تنقیح زرکشی کے قریب قریب ہے اس کے علاوہ ایک شرح اور ہے جس کا نام

عہ نسبۃ الی دمامین بفتح اولہ والدال بعد الالف نون میم اخری مکسورۃ وبالثنیۃ القصان ونون قریۃ کبیرۃ بالصعید شرقی النیل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

		ترسیح ہے لیکن ناتمام رہی اس کا نسخہ کتب خانہ شریفی واقع قسطنطنیہ سلطان احمد خاں ثالث میں موجود ہے۔
۴۲ فتح الباری	الحافظ زین الدین عبدالرحمن بن احمد بن رجب الحنبلی المتوفی ۷۹۵ھ	صحیح بخاری کے ایک ٹکڑے کی شرح ہے۔ مصنف نے اس کا نام بھی فتح الباری رکھا صرف کتاب الجنائز تک پہنچی۔ صاحب الجوہر المنضد فی طبقات متاخری اصحاب احمد نے اس شرح کا ذکر طبقات حنابلہ میں کیا ہے۔
۴۳ شرح صحیح البخاری للنواوی	العلامۃ النواوی الشافعی المتوفی ۶۷۶ھ۔	اس شرح کا ذکر علامہ موصوف نے مسلم کی شرح کے مقدمہ میں کیا ہے افسوس یہ شرح کامل نہیں ہوئی صرف کتاب الایمان تک پہنچی مصنف نے اس کی تعریف یوں کی ہے انہ جمع فیہ جملا مشتملۃ علی نفائس من انواع العلوم یہ شرح انواع علوم کی بڑی بڑی نفیس باتوں کے مجموعہ پر مشتمل ہے۔
۴۴ شرح صحیح البخاری	الحافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی المتوفی ۷۷۴ھ	یہ بھی صحیح بخاری کے صرف ایک ٹکڑے کی شرح ہے اختتام کو نہ پہنچ سکی۔
۴۵ الفیض الجاری	العلامۃ سراج الدین	یہ بھی صحیح بخاری کے صرف ایک ٹکڑے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

	عمر بن رسلان البلقینی الشافعی المتوفی سنہ ۸۰۵ھ	کی شرح ہے ناتمام پچاس جزو میں کتاب الایمان تک پہنچی۔ عہ
۴۶ منح الباری بالسیح الفسیح الجاری	العلامۃ مجد الدین ابو طاہر محمد بن یعقوب الفیروز آبادی الشیرازی صاحب القاموس المتوفی سنہ ۸۱۷ھ	صرف ربع عبادات تک یہ شرح بیس جلدوں میں پہنچی۔ علامہ موصوف نے اس کے اختتام کا اندازہ چالیس جلدوں میں کیا تھا۔ علامہ سخاوی نے الضوء اللامع میں لکھا ہے کہ اس شرح میں ابن عربی کی فتوحات مکیہ کے اکثر مضامین درج کئے گئے اس وجہ سے محدثین کے مرغوب خاطر نہ ہوئی شیخ الاسلام حافظ ابن حجر کی نظر سے اس کا کچھ حصہ گذرا تھا لیکن نہایت کرم خوردہ تھا۔
۴۷ ہدایۃ الباری	شیخ الاسلام زکریا الانصاری تلمیذ الحافظ ابن حجر العسقلانی المتوفی سنہ ۹۲۸ھ	یہ شرح مصر میں طبع ہوگئی ہے اور عنوان شرح قولہ قولہ کرکے ہے۔ بعض مورخین نے بجائے ہدایۃ الباری ہدایۃ القاری لکھا ہے
۴۸ المتجر الربیح والمسعی الرجیح	العلامۃ ابو عبداللہ محمد ابن مرزوق التلمسانی عہ المالکی شارح البردہ المتوفی سنہ ۸۴۲ھ	بقول صاحب کشف الظنون یہ شرح بھی ناتمام رہی۔

عہ نسبۃ الی تلمسان بکسرتین وسکون المیم وسین مہملۃ مدینۃ ۱۲ عہ وقال الشوکانی فی البدر الطالع صفحہ ۵۰۷ ج ۱ فی ترجمۃ عمر بن رسلان کتب من شرح البخاری علی نحو عشرین حدیثا مجلدین ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۴۹ شرح صحیح البخاری	برہان الدین ابراہیم ابن النعمان المتوفی سنہ	صرف کتاب الصلوٰۃ تک پہنچی اور جس کا التزام کیا تھا پورا نہ ہو سکا۔
۵۰ شرح صحیح البخاری	ابو البقا محمد بن علی ابن خلف الاحمدی المصری الشافعی نزیل المدینۃ المتوفی سنہ	یہ ایک طویل شرح ہے ابتدائے تالیف سنہ ۹۰۹ ہے شرح کرمانی۔ شرح عینی۔ فتح الباری وغیرہ سے ملخص کرکے ایک عمدۃ شرح تیار کی ہے۔ لائق مصنف کا اپنی اس شرح کے بارے میں یہ مقولہ بہت درست ہے۔ عہ جعلتہ کالوسیط + برزخا بین الوجیز والبسیط
۵۱ نجاح القاری	ابو عبد اللہ محمد الشہیر بیوسف آفندی المتوفی سنہ ۱۱۶۷	کتب خانہ ولی الدین سلطان بایزید واقع جامع شریفی قسطنطنیہ میں اس کا نسخہ موجود ہے علامہ یوسف آفندی نے صحیح مسلم کی بھی شرح لکھی ہے۔
۵۲ بغیۃ السامع فی شرح الجامع	جمال الدین ابو یوسف المتوفی سنہ	ایضاً مذکورہ بالا کتب خانہ میں اس کا نسخہ موجود ہے۔
۵۳ شرح صحیح البخاری	العلامہ زین الدین عبد الرحیم ابن عبد الرحمن بن احمد العباسی الشافعی المتوفی سنہ ۹۶۳۔	اس شرح کی ترتیب بالکل انوکھی اور نئے انداز کی ہے۔ علامہ ابن اثیر جزری کی جامع الاصول کی طرز پر ہے۔ لائق مصنف نے احادیث کو سلسلہ سند سے مجرد کرکے ہر حدیث کے مقابل

عہ یعنی طویل اور مختصر دونوں کے درمیان ہے ۱۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

		حاشیہ پر ایک حرف یا کئی حروف بطور علامت لکھے ہیں جس سے انھوں نے صحاح خمسہ کے مخرجین کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جنہوں نے امام بخاری کی اس حدیث کی تخریج میں موافقت کی ہے۔ پھر کتاب کے خاتمہ پر الفاظ غریبہ کی شرح کا باب قائم کیا ہے اور ہر لفظ کی شرح میں حاشیہ پر اُس لفظ کو بعینہٖ درج کردیا ہے اس شرح پر علامہ برہان الدین ابو شریف اور علامہ عبد البر بن الشحنہ نے تقریظیں لکھی ہیں۔
ترجمان التراجم ۴ہ	ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن رُشید البُستی المتوفی ۷۲۳ھ	لائق مصنف نے صرف صحیح بخاری کے ابواب پر بحث کی ہے۔ لیکن افسوس یہ نادر کتاب ناتمام رہی۔ شیخ الاسلام حافظ ابن حجر رقمطراز ہیں کہ باوجود ناتمام ہونے کے یہ کتاب نہایت مفید ہے۔
حل اغراض البخاری عہ المبہمہ فی الجمع بین الحدیث والترجمۃ	الفقیہ ابو عبد اللہ محمد ابن منصور بن حمامۃ المغراوی السجلماسی المتوفی	صحیح بخاری کے سو ترجموں پر بحث کی ہے

عہ نسبۃ الی سجلماسۃ بکسر اولہ وثانیہ وسکون اللام وبعد الالف سین مہملۃ مدینۃ فی جنوب المغرب فی طرف بلاد السودان ۱۲ عبید اللہ رحمانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۵ ارشاد الساری	شہاب الدین احمد بن محمد الخطیب القسطلانی المصری صاحب المواہب اللدنیہ المتوفی سنہ ۹۲۳	یہ شرح حامل متن ہے شرح اور متن کا اس طرح مزج کیا گیا ہے کہ اگر حدیث کے الفاظ خطوط کے نیچے نہ ہوں تو اکثر مقام میں متن اور شرح کا امتیاز مشکل ہو۔ مشکلات کو حل کیا ہے۔ مہملات کو مقید کیا ہے۔ اور مبہمات کو واضح۔ اور جو الفاظ مشکلہ مکرر آئے ہیں۔ اُن کی شرح بھی ویسی ہی مکرر کی ہے اس وجہ سے صحیح بخاری کے درس دینے والوں کو اس شرح کا سامنے رکھنا بہت آسانی بخشتا ہے۔ کوئی دقت باقی نہیں رہتی۔ مکرر سہ کرر ایک ہی لفظ کی شرح چلی آرہی ہے۔ خود مصنف کا قول ہے ولم احاش من الاعادۃ فی الافادۃ عند الحاجۃ الی البیان یہ شرح بڑی بڑی شروح کی تلخیص ہے بالخصوص فتح الباری تو اس کا اصل ماخذ ہے۔ اس شرح میں پہلے ایک مقدمہ لکھا گیا ہے۔ جس میں کئی فصلیں ہیں (۱) فضیلت علم حدیث (۲) جن لوگوں نے فن حدیث کو پہلے جمع کیا اور جو ان کے بعد آئے (۳) اصول

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

		حدیث (۴) صحیح بخاری کی شروط اور ترجیح۔ (۵) امام بخاری کی سوانح عمری و شروح بخاری مقدمہ مع ایک مختصر شرح کے علیحدہ بھی طبع ہو گیا ہے۔
۵۷ الخیر الجاری	العلامہ یعقوب بنانی المتوفی سنہ ۱۰۰۳	صحیح بخاری کی یہ شرح قسطلانی۔ عینی۔ فتح الباری وغیرہ سے ماخوذ ہے عنوان تالیف قولہ قولہ کے ساتھ ہے، حل عمدہ ہے لائق مصنف نے علاوہ اس شرح کے بہت سی کارآمد باتیں لکھی ہیں۔ اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ کے کتب خانہ میں کتاب الزکوٰۃ تک ایک جلد کلاں موجود ہے اور مصنف کے انداز سے چار جلدوں میں ہے۔
۵۸ تحفۃ السامع والقاری لختم صحیح البخاری	العلامۃ القسطلانی المتوفی سنہ ۹۲۳۔	اس کا ذکر علامہ سخاوی نے الضوء اللامع میں کیا ہے موضوع بحث نہ معلوم ہو سکا غالباً صحیح بخاری کے ختم کا طریقہ بتایا ہے۔
۵۹ شرح صحیح البخاری	الامام رضی الدین حسن ابن محمد الصغانی الحنفی صاحب المشارق المتوفی سنہ ۶۵۰	ایک مختصر شرح صرف ایک جلد میں ہے۔ علامہ صغانی کی تالیفات سے ایک موضوعات بھی ہے جو مصر میں طبع ہو گئی ہے۔
۶۰ الکوثر الجاری	الفاضل احمد بن اسماعیل	ایک متوسط شرح ہے۔ اکثر اس شرح میں

www.KitaboSunnat.com
" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علی ریاض البخاری	الکورانی الحنفی المتوفی سنہ ۸۹۳ھ	علامہ کرمانی اور شیخ الاسلام حافظ ابن حجر کا رد بھی ہے ان رواۃ کے اسما بھی (جن میں اشتباہ کا خوف ہے) ضبط کئے گئے ہیں۔ لغات مشکلہ کا حل بڑی خوبی سے کیا ہے۔ قبل شرح کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارک اور مصنف کے مناقب جمیلہ اور صحیح بخاری کی خوبی کا ذکر کیا گیا ہے۔ سنہ ۸۷۴ھ جمادی الاولیٰ میں مصنف نے تالیف سے فراغت پائی۔ کتب خانہ ایا صوفیا واقع قسطنطنیہ میں اس کا نسخہ موجود ہے۔
۶۱ شرح صحیح بخاری	الامام عفیف الدین سعید ابن مسعود الگازرونی المتوفی سنہ ۷۵۸ھ۔	سنہ ۷۶۶ھ ہجری میں شہر شیراز میں مصنف نے اس کی تالیف سے فراغت پائی۔
۶۲ شرح صحیح بخاری	الامام زین الدین ابو محمد عبدالرحمن بن ابی بکر العینی الحنفی المتوفی سنہ ۸۹۳ھ	یہ شرح تین جلدوں میں ہے اور صحیح بخاری اس کے حاشیہ پر ہے۔
۶۳ التوضیح للاوہام الواقعۃ فی الصحیح	ابوذر احمد بن ابراہیم ابن السبط الحلبی المتوفی سنہ ۸۸۴ھ	اس کے مصنف نے شرح کرمانی اور فتح الباری اور شرح برماوی سے تلخیص کی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۶۴ التوضیح لمبہمات الجامع الصحیح	ایضاً	نام سے موضوع بحث ظاہر ہے صاحب کشف الظنون نے کچھ تفصیل نہیں لکھی ع٥
۶۵ شرح صحیح البخاری	فخر الاسلام علی بن البزدوی الحنفی المتوفی سنہ ۸۹۳	یہ شرح بھی ایک مختصر شرح ہے۔
۶۶ فیض الباری	العلامۃ عبد الرحیم بن عبد الرحمٰن العباسی المتوفی سنہ ۹۶۳	اس کا نسخہ کتب خانہ جامع شریفی سلطان عبد الحمید خان اول واقع قسطنطنیہ میں موجود ہے۔
۶۷ کتاب النجاح فی شرح کتاب اخبار الصحاح	الامام نجم الدین ابو حفص عمر بن محمد النسفی الحنفی المتوفی سنہ ۵۳۷	اس شرح کے آغاز میں مصنف نے اپنا سلسلۂ سند امام بخاری تک پچاس طریقوں سے بیان کیا ہے۔ صاحب کشف الظنون نے اور کچھ تفصیل نہیں لکھی۔
۶۸ شواہد التوضیح والتصحیح لمشکلات الجامع الصحیح	الشیخ جمال الدین محمد بن عبد اللہ بن مالک النحوی المتوفی سنہ ۶۷۲	صحیح بخاری کے ان اعراب مشکلہ کے دلائل وشواہد بیان کئے ہیں جو ظاہر میں مروجہ قواعد نحویہ کے خلاف نظر آتے ہیں شہر الٰہ آباد میں طبع ہو گئی ہے۔
۶۹ فیض الباری	السید العلامۃ عبد الاول الجونفوری المتوفی سنہ ۹۶۸	ان دونوں شرحوں کا ذکر علامہ ابو الطیب نواب صدیق حسن خان نے اپنی قابل قدر تاریخ (اتحاف النبلا) میں کیا ہے۔ اور مآثر الکرام مصنفہ آزاد بلگرامی سے لیا ہے۔
۷۰ نور القاری	الشیخ نور الدین الاحمد آبادی المتوفی سنہ ۱۱۵۵	

ع٥ اس کا قلمی نسخہ کتب خانہ قلمی دار العلوم جرمن میں دوسری جنگ عظیم تک موجود تھا ۱۲ عبید اللہ رحمانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱ شرح صحیح البخاری	القاضی مجد الدین اسمٰعیل ابن ابراہیم البلبیسی[۵] المتوفی سنہ ۸۱۰ھ	ان دونوں شرحوں کا حال بھی صاحب حطہ نے کچھ نہیں لکھا اور صاحب کشف الظنون نے بھی سکوت کیا
۲ شرح صحیح البخاری	القاضی زین الدین عبدالرحیم ابن الرکن احمد المتوفی سنہ ۸۶۴ھ	
۳ الفیض الجاری	اسماعیل العجلونی المتوفی سنہ ۱۱۶۲ تلمیذ العلامۃ السندی	ابتدائے تصنیف سنہ ۱۱۴۱ ہجری ہے۔ علامہ موصوف نے جامع اموی کے قبہ نسر میں صحیح بخاری کی تدریس کے زمانہ میں اس شرح کو شروع کیا۔ علامہ موصوف نے الفوائد الدراری فی ترجمۃ البخاری میں اس کی تالیف کا سبب بھی لکھا ہے۔
۴ شرح غریب صحیح البخاری	ابو الحسن محمد بن احمد الجیّانی[عہ] النحوی المتوفی سنہ ۵۴۰ھ	اس کا بھی کچھ مفصل حال صاحب حطہ اور علامہ عجلونی نے نہیں بتایا۔ اور نہ صاحب کشف الظنون اور علامہ قسطلانی نے کچھ لکھا۔
۵ شرح صحیح البخاری	القاضی ابو بکر محمد بن عبداللہ العربی المالکی الحافظ المتوفی سنہ ۵۴۳ھ	اس شرح کا بھی مفصل حال نہ صاحب کشف الظنون نے بتایا نہ صاحب حطہ نے۔
۶ صیانۃ القاری عن الخطاء فی صحیح البخاری	ابو الحسن علی بن ناصر الدین المتوفی سنہ ۔	معونۃ القاری اور صیانۃ القاری، ان دونوں شروح کا ذکر علامہ عجلونی نے اپنی

۵ نسبۃ الی بلبیس بکسر البائین وسکون اللام ویاء وسین مہملۃ کذا ضبطہ نصر الاسکندری قال والعامۃ تقول بلبیس ۱۲ .... عہ نسبۃ الی جیان بفتح الجیم ثم تشدید التحتیۃ وآخرہ نون مدینۃ ۱۲ عبیداللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معونۃ القاری ۷۷	ابو الحسن علی بن ناصر الدین محمد بن محمد المالکی المتوفی سنہ	قابل قدر کتاب الفوائد الدراری میں کیا ہے علی بن ناصر الدین امام سیوطی کے تلمیذ ہیں۔
شرح صحیح البخاری ۷۸	شہاب الدین احمد بن رسلان المقدسی الرملی الشافعی المتوفی سنہ ۸۴۴	یہ شرح تین جلدوں میں ہے۔
اضاءۃ الدراری ۷۹	العلامۃ الشہاب احمد المنینی[ع] العثمانی المتوفی سنہ ۱۱۷۲	اس کا ذکر ابن عابدین صاحب رد المختار نے اپنی ثبت میں کیا ہے۔
مصباح القاری ۸۰	الامام عبد الرحمن[عہ] الاہدل الیمنی المتوفی سنہ	ان دونوں شرحوں کا ذکر علامہ نواب صدیق حسن خاں نے الحطہ میں کیا ہے۔
شرح صحیح البخاری ۸۱	ابو القاسم اسماعیل بن محمد الاصبہانی الحافظ المتوفی سنہ ۵۳۵	اس شرح کے حال سے بھی مورخین ساکت ہیں
ضوء الدراری ۸۲	العلامۃ غلام علی البلگرامی الادیب صاحب التصانیف المتوفی سنہ ۱۲۰۰	ابتداء سے آخر کتاب الزکوٰۃ تک ہے خود مؤلف نے اس شرح کا ذکر اپنی قابل قدر تصنیف سبحۃ المرجان میں کیا ہے۔ نواب صدیق حسن خاں رقمطراز ہیں کہ یہ شرح بڑے وسیع پیمانہ پر

ع المنینی المنسوب الی منین بالفتح ثم الکسر ثم یاء مثناۃ ونون اخری قریۃ فی جبل سنیر من اعمال الشام وقیل من اعمال دمشق ۱۲ عہ قال الشوکانی فی البدر الطالع الحسین بن عبد الرحمن الحسینی العلوی الشافعی المعروف بالاہدل صنف حاشیۃ علی البخاری انتقاها من شرح الکرمانی مع زیادۃ سماہا مفتاح [illegible]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

		لکھنی شروع ہوئی تھی لیکن ناتمام رہی۔
۸۳ ضیاء الساری	العلامۃ عبداللہ بن الشیخ سالم البصری المالکی المتوفی سنہ ۱۱۳۴	اس شرح کا ذکر علامہ نواب صدیق حسن خاں نے الحطہ میں اور علامہ عجلونی نے الفوائد الدراری میں کیا ہے۔ اور کتب خانہ قسطنطنیہ نور عثمانیہ جامع شریفی میں اس کا نسخہ موجود ہے^ع^ ایضاً سلطان بایزید کے کتب خانہ واقع قسطنطنیہ میں
۸۴ سلم القاری	السید العلامۃ محمد بن احمد الاہدل الیمنی المتوفی سنہ	اس کا ذکر علامہ نواب صدیق حسن خاں نے حطہ میں کیا ہے۔
۸۵ نور الساری	العلامۃ شیخ حسن العدوی المتوفی سنہ ۱۳۰۳	قاہرہ میں جو صحیح بخاری سنہ ۱۲۷۹ ہجری میں دس جلدوں میں طبع ہوئی اس کے حاشیہ پر یہ شرح بھی طبع ہوئی۔ اس کا ذکر صاحب اکتفاء القنوع نے کیا ہے۔
۸۶ حل صحیح بخاری یعنی نسخہ عتیقہ صحیحہ مع حل مشکلات وحواشی وجمیع نسخ	من خزانۃ الکتب للعلامۃ شمس العلماء مولانا السید نذیر حسین المحدث الدہلوی المتوفی سنہ ۱۳۲۰	یہ نسخہ بہت عتیق نہایت واضح خوشخط ہے۔ مع جمیع نسخ وحل مشکلات وحواشی ورق کلاں پر تیس ضخیم جلدوں میں ختم ہوا ہے۔ اس نسخہ کی صورت اس کی قدامت کی دلیل روشن ہے یہ وہ نسخہ ہے جو بڑے بڑے اساتذہ اور

شیوخ کے درس وتدریس میں رہا۔ اور ہر زمانہ میں بڑے بڑے افاضل نے اس پر حواشی

ع قسطلانی سے بسیط اور فتح الباری سے چھوٹی ہے ثلث تک پہنچی ۱۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ونکات چڑھائے۔ مختلف اوقات میں حواشی چڑھانے کی وجہ سے حاشیہ لکھنے کا کوئی نظم نہیں جس نے جس طرف جگہ پائی لکھ دیا۔ حضرت شیخ الکل کے خاص ہاتھ کے حواشی لکھے ہوئے بھی اس پر موجود ہیں۔ اس طرح مدت کے بعد یہ نسخہ اس کمال کو پہنچا۔

حضرت شیخ الکل اس نسخہ کی بڑی حفاظت فرماتے اور اپنی...... جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتے۔ الحمد للہ کہ اس نسخہ کے دیدار سے ہماری آنکھیں بھی منور ہیں اور اس کی جلدیں اس وقت ہمارے سامنے موجود ہیں اور تیسوں جلدیں الگ الگ ہیں تحشی میں ذیل کے علامات لکھے ہوئے ملتے ہیں

د	م	ك	تو	ت	ج	جامع الاصول
ق	ف	ع	ز	ذ	تن	توسل	نق
هب	توصل	ن	ب	خ	انساب	صحاح	اکمال
استیعاب	کاشف	قاضیخان	اکثر بلا علامت حواشی لکھے ہیں۔				

یہ نسخہ بحیثیت صحت قدامت جامعیت لنسخ وحل مشکلات وحواشی یادگار سلف ہے۔ اور لعل بے بہا، جابجا حل مشکلات کا یہ طریقہ ہے کہ جب کسی مشکل مقام کو اٹھایا ہے تو متعدد شروح سے حل کر دیا ہے۔ اس طرح ایک ایک حاشیہ میں فتح الباری۔ کرمانی قسطلانی۔ داودی۔ توشیح۔ تنقیح۔ خیر جاری۔ کئی کئی شرحیں موجود ہیں۔ پہلے پہل ہندوستان میں جو نسخہ مولانا احمد علی صاحب نے محشی کر کے شائع کیا وہ اسی نسخہ کا خوشہ چین ہے۔ بوجہ اتحاد وارتباط زمانہ قدیم حضرت مولانا شیخ الکل سے یہ نسخہ عاریت لے کر اپنا نسخہ طبع کرایا۔ شرح داودی جس کی نسبت مولانا سہارنپوری نے مقدمہ میں لکھا ہے کہ شرح داودی اصل منقول عنہ میں موجود تھی اور د سے اسی کی طرف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اشارہ ہے بجز اس نسخہ کے اس کے وجود کا پتہ نہیں چلتا۔ مولانا سہارنپوری نے اس پر عینی شرح بخاری اور کتب اصول حنفیہ سے مذہب حنفی کی تائید اور حدیثوں کی تاویل کا اضافہ کر دیا۔ گو دونوں حضرات مولانا شیخ محمد اسحاق صاحب کے تلامذہ میں تھے۔ لیکن جب مولانا احمد علی صاحب دہلی تشریف لاتے تو حضرت میاں صاحب کی درسگاہ میں جب تک طلبہ کا سبق ہوتا دو زانو ساکت بیٹھتے۔ اور درس سے فراغت ہوتی تو بات چیت کرتے اور نہایت اخلاص مندانہ باتیں ہوتیں۔ اکثر فتاوی پیش کرتے یا کوئی اور علمی تذکرہ رہتا اور جب تک بقید حیات رہے اس وضع کو نباہا۔ اس کے شواہد وہ خطوط[ع] میں جو مولانا احمد علی صاحب کے خاص ہاتھ کے لکھے ہوئے (جو انھوں نے بنام شیخ الکل لکھے تھے) مولانا شمس الحق صاحب کے پاس محفوظ ہیں۔

۸۷ صحیح بخاری	مولانا احمد علی السہارنفوری تلمیذ شیخ شیخنا مولانا محمد اسحاق المحدث الدہلوی المتوفی ۱۲۹۸ھ	اس کا منقول عنہ نسخہ (جو حضرت مولانا سید علامہ نذیر حسین محدث دہلوی سے عاریۃً لیا گیا تھا) اصل پایۂ ناز ہے۔ اصل نسخہ منقول عنہ کی کیفیت اوپر گذر چکی۔ اللہ تعالی جزائے خیر دے کہ صحیح بخاری کو صحت بلیغ کے ساتھ مع حل

کے طبع کر کے تمام ہندوستان میں شائع کر دیا۔ جہاں بجز فقہ حنفی دوسرے فنون اسلامیہ کا بہت کم چرچا تھا۔ (یہ خاندان ولی اللہ کا اثر اور فیض ہے) لیکن ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ مولانا احمد علی صاحب باوجود اس کے کہ شاہ ولی اللہ صاحب کے خاندان سے اُن کو تلمذ تھا۔ لیکن مقلدین کی عام روش سے وہ بھی نہ بچ سکے۔ علمائے مقلدین کا عام قاعدہ ہے کہ حدیث

ع اس کے علاوہ حضرت میاں صاحب کے قدیم طلبہ اس کے شاہد موجود ہیں ۱۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی شرح کرنے بیٹھتے ہیں تو منجملہ اور مقاصد کے ایک ضروری مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ نصوص کو اپنے امام کے مذہب یا امام کے قواعد مخترعہ کا پابند کریں گے۔ چونکہ یہ روش پہلے سے چلی آتی ہے پھر مولانا احمد علی صاحب اس سے کیونکر بچ سکتے تھے۔ صحیح بخاری کو شرح عینی اور دیگر کتب اصول حنفیہ سے اول سے آخر تک مذہب حنفی کا پابند کر دیا اور نصوص کی تاویل کرنے میں کس کس طرح کی دقتیں اٹھائیں اور کیسی کیسی تاویلات باردہ سے کام لئے۔ اگر مولانا سہارنپوری نسخہ منقول عنہ کے حل پر کفایت کرتے یا ذاتی حدیثیہ کا اضافہ کرتے اور نصوص کو اپنے مذہب کا پابند نہ کرتے تو ہندوستان میں آج محدثین کی بڑی جماعت نظر آتی اور تحقیق کا مذاق عام ہوتا۔ مولانا احمد علی صاحب نے اس حاشیہ کا ایک مقدمہ بھی لکھا ہے۔ فن حدیث کے اصول کے علاوہ صحیح بخاری کے متعلق بہت سی مفید باتیں لکھی ہیں۔ یہ مقدمہ تمام تر مقدمہ فتح الباری اور مقدمہ قسطلانی سے ماخوذ ہے اور بعض مضامین جناب شاہ ولی اللہ صاحب کے رسالہ تراجم ابواب بخاری سے بھی ماخوذ ہیں۔

۸۸ تعلیقہ صحیح البخاری	مولی لطف اللہ بن حسن التوقانی المقتول سنہ ۹۰۰ھ	یہ تعلیق صرف اوائل صحیح بخاری کے متعلق ہے
۸۹ تعلیقہ	العلامہ شمس الدین احمد ابن سلیمان بن کمال پاشا المتوفی سنہ ۹۴۰ھ۔	اس کا کچھ حال معلوم نہ ہو سکا۔
۹۰ تعلیقہ	مولی فضل بن علی الجمالی المتوفی سنہ ۹۹۱ھ	اس کا بھی کچھ مفصل حال صاحب کشف الظنون و علامہ قسطلانی و علامہ عجلونی نے نہیں بتایا۔
۹۱ تعلیقہ	مصلح الدین المصطفی بن	یہ ایک کبیر حاشیہ ہے نصف صحیح بخاری تک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

	شعبان الشروانی عہ ذئی سنہ ۹۶۹	
۹۲ تعلیقہ	مولی حسین الکفوی المتوفی سنہ ۱۰۱۲	اس کا حال بھی مفصل معلوم نہ ہو سکا۔ صرف علامہ زرقانی نے شرح المواہب اللدنیہ میں اس کا ذکر کیا ہے
۹۳ تعلیقہ	العلامۃ السندی الحنفی المتوفی سنہ ۱۱۳۸	صحیح بخاری مطبوعہ مصر کے حاشیہ پر طبع ہو کر شائع ہے۔
۹۴ حل صحیح البخاری	مرزا حیرت الدہلوی	متن مولانا حافظ احمد علی مرحوم کا رکھا ہے لیکن صحیح بخاری کے حل میں قسطلانی اور فتح الباری سے کچھ زیادہ مدد لی ہے۔ صحت و صفائی کے اعتبار سے بھی اچھی ہے۔ حل لغات علیحدہ دیا ہے لیکن بین السطور کے حواشی نکال دیئے ہیں۔ اس سے حل مشکلات میں کمی ہو گئی۔
۹۵ عون الباری لحل ادلۃ البخاری	العلامۃ النواب ابوالطیب صدیق حسن خان بہادر المتوفی سنہ ۱۳۰۷	علامہ زبیدی نے جو تجرید کی تھی اسی کی یہ شرح عربی میں ہے۔ علاوہ اس کے اس تجرید کی شرح علامہ شرقاوی اور الشیخ الغزی نے بھی لکھی ہے ان دونوں شرحوں کا ذکر علامہ ابوالطیب نواب صدیق حسن خاں نے اپنی شرح عون الباری میں کیا ہے۔ عون الباری نیل الاوطار فی شرح منتقی الاخبار کے حاشیہ پر طبع ہو کر
۹۶ شرح تجرید الصحیح للزبیدی	الشیخ عبداللہ الشرقاوی المتوفی سنہ ۔	
۹۷ شرح تجرید الصحیح للزبیدی	الشیخ ابن القاسم الغزی المتوفی سنہ	

عہ نسبۃ الی شرور مدینۃ بقفستان ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

		شائع ہے
۹۸ مختصر صحیح البخاری	الامام جمال الدین ابو العباس احمد بن عمر الانصاری القرطبی المتوفی سنہ ۶۵۶	اس مختصر کی کوئی کیفیت صاحب کشف الظنون نے نہ بتائی نہ اس کی شرح کا حال معلوم ہو سکا نہ اختصار کی غرض معلوم ہوئی۔
۹۹ التجرید الصریح لاحادیث الجامع الصحیح	زین الدین ابو العباس احمد بن احمد بن عبد اللطیف الشرجی الزبیدی المتوفی سنہ ۸۹۳۔	اس تجرید میں مرفوع حدیثوں کو اسناد سے الگ کر کے مکررات کو حذف کر دیا ہے اور احادیث متفرقہ کو جمع کیا ہے اکثر صحیح بخاری کی حدیثوں کے تلاش کرنے والے بعض حدیثوں کے نہ ملنے سے گمان کر بیٹھتے تھے کہ یہ حدیث صحیح بخاری میں نہیں ہے اس وجہ سے کہ جس حدیث کی تلاش میں وہ ہوتے وہ حدیث بوجہ استنباط مسئلہ فقہیہ ایسے باب میں مذکور ہوتی ہے جس کی طرف ان کا ذہن بالکل نہیں جاتا اس مختصر سے یہ دقت جاتی رہی۔ قاہرہ سے طبع ہو کر شائع ہے۔
۱۰۰ ارشاد السامع والقاری المنتقی من صحیح البخاری ومن الکتب المصنفة علی صحیح البخاری	العلامہ بدر الدین حسن ابن عمر بن حبیب الحلبی المتوفی سنہ ۷۷۹	گو اس کا کچھ مفصل حال معلوم نہ ہو سکا تاہم نام سے واضح ہوتا ہے کہ صحیح بخاری کی حدیثوں کو لے کر شروح صحیح بخاری سے ان کو حل کیا ہے
۱۰۱ النہایہ فی بدء الخیر والغایہ	عبد اللہ بن سعد بن ابی جمرة الازدی المتوفی سنہ ۶۷۵	یہ بھی صحیح بخاری کا ایک اختصار ہے، اس کی تحشی علامہ محمد شنوانی المتوفی سنہ ۱۲۳۳ نے کی اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۰۲ شرح مختصر البخاری	العلامۃ احمد بن العلامۃ الشیخ احمد الشجاعی المتوفی سنہ	یہ مختصر مع حاشیہ قاہرہ ۱۳۰۲ھ میں طبع ہوا۔ صاحب اکتفاء القنوع لکھتے ہیں والمختصر ہذا مع حاشیۃ ہذہ مرغوبان عند طلبۃ علم الحدیث یعنی یہ مختصر[ع] اور یہ حاشیہ دونوں طالبان حدیث کو بہت پسند ہیں۔
۱۰۳ بہجۃ النفوس	عبد اللہ بن سعد بن ابی جمرۃ الازدی المتوفی سنہ ۶۷۵	اسی نہایہ فی بدء الخیر والغایہ کی شرح ہے۔ اس کے ابتدا کے الفاظ یہ ہیں الحمد للہ الذی فتق رتق ظلمات جہالات القلوب خود صاحب الاختصار نے یہ شرح بھی لکھی۔ کتب خانہ ولی الدین سلطان بایزید جامع شریفی واقع قسطنطنیہ میں اس کا نسخہ موجود ہے۔
۱۰۴ حاشیہ صحیح بخاری	ابو العباس السندی احمد رزوق شارح حکم	علامہ عجلونی نے لکھا ہے کہ یہ ایک حاشیہ صحیح بخاری کے حل میں ہے۔
۱۰۵ شرح صحیح بخاری	العلامۃ الکفیری محمد بن احمد المتوفی سنہ	علامہ کفیری نے اس شرح کے خطبہ میں لکھا ہے کہ میں نے اس شرح کو سعید بن مسعود گازرونی کی مقاصد التنقیح سے لیا ہے
۱۰۶ شرح صحیح بخاری	العلامۃ عبد الباقی المتوفی سنہ۔	حسب بیان علامہ عجلونی ایک حصہ معتد بہا کی شرح ہے

ع مختصر ابن ابی جمرہ ۱۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۰۷ شرح صحیح بخاری	العلامۃ السید ابراہیم الشہیر بابن حمزۃ لقیب اشراف دمشق المتوفی سنہ	علامہ عجلونی لکھتے ہیں کہ اس شرح کو اثناء الکتاب الصلوٰۃ تک میں نے بچشم خود دیکھا ہے ہر باب کی شرح میں خطبہ (حمد ونعت) لکھتے ہیں
۱۰۸ شرح صحیح بخاری	الشیخ علی الشامی الحدیدی المتوفی سنہ	علامہ نواب صدیق حسن خاں لکھتے ہیں این شرح پارۂ اناول او است شیخ علی را در سنہ ۱۲۸۵ ملاقات کردم ورسالہ حطہ لطو بدیہ دادم ۹۱
	شروح فارسی واردو وتراجم وغیرہ	
۱۰۹ ع تیسیر القاری	علامہ نور الحق بن مولانا عبد الحق الدہلوی المتوفی سنہ ۱۰۷۳	جس زمانہ میں شیخ عبد الحق نے شرح فارسی مشکوٰۃ لکھنی شروع کی صاحبزادہ موصوف نے صحیح بخاری کی شرح فارسی میں لکھنی شروع کی
۱۱۰ شرح ثلاثیات البخاری	ملا علی بن محمد سلطان القاری الہروی ثم المکی المتوفی سنہ ۱۰۱۴	مورخ احمد المحبی نے اپنی تاریخ خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر میں اس شرح کا ذکر کیا ہے
۱۱۱ ع شرح فارسی	شیخ الاسلام نبیرۂ مولانا عبد الحق محدث دہلوی المتوفی سنہ	یہ شرح فارسی تیسیر القاری سے مختصر ہے گویا ایک مطلب خیز ترجمہ ہے اور جابجا ایضاحات اور ضروری باتیں بھی ہیں۔
۱۱۲ ع منح الباری	ملا حسن صدیقی پنجابی معروف علامہ دراز پشاوری المتوفی سنہ ۱۲۳۰	یہ شرح بھی فارسی میں بہت مفید ہے لیکن کچھ ایسی ضخیم نہیں شیخ الاسلام کی شرح

لہ اتحاف ص ۵۶ ع یہ تینوں شرح معہ تراجم ابواب شاہ ولی اللہ ومع رجال البخاری بحکم نواب ٹونک لکھنؤ سے طبع ہو کر شائع ہے ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۱۳ فضل الباری		کے قریب ہے۔ ترجمہ اردو صحیح بخاری یہ ترجمہ صرف ترجمہ نہیں ہے بلکہ ایک طویل شرح سمجھنی چاہیئے، لاہور سے طبع ہو کر شائع ہوا۔
۱۱۴ صحیح بخاری مترجم	میرزا حیرت دہلوی	ترجمہ نہایت مطلب خیز ہے اور بریکٹ (قوس) میں جا بجا حل بھی کر دیا ہے اور زیادہ وضاحت کے لئے حاشیہ اور نوٹ بھی لکھے ہیں اس کی فہرست کلاں ۱۴۴ ترجمہ متن سے علیحدہ چھپی ہے۔
۱۱۵ تیسیر الباری	مولانا وحید الزمان المخاطب بہ نواب وقار نواز جنگ بہادر	یہ ترجمہ مطلب خیز ہے اور صحیح بخاری کے ساتھ چھپا ہے۔ لائق مؤلف نے اس کے ابتدا میں ایک مقدمہ بھی لکھا ہے جس میں اپنا سلسلہ سند امام بخاری تک دس طریقوں سے ملایا ہے۔ جا بجا حواشی اور حل بھی لکھے ہیں اور نہایت آب و تاب بڑی خوش اسلوبی سے چھپ کر شائع ہوا ہے
۱۱۶ صحیح بخاری کا ترجمہ انگریزی زبان میں	اس[ع] کا مترجم کریزن ایک یورپی ہے	سنہ ۱۲۹۶ ہجری میں یورپ کے شہر ملک میں طبع ہوئی ہے اور دس جلدوں میں ختم ہوئی۔[ع۱]

ع دیکھو انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا ۱۲ ع۱ صحیح بخاری کے دو پاروں کا انگریزی ترجمہ مع مختصر نوٹ و حواشی کے علامہ اسد جرمنی نو مسلم کے قلم سے شائع ہو چکا ہے۔ ملک کے مؤقر اسلامی جرائد و رسائل نے ترجمہ کے متعلق اچھی رائے ظاہر کی ہے اللہ تعالیٰ اس کو پورا کرا دے ۱۲ عبید اللہ رحمانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معلم القاری بشرح ثلاثیات البخاری	مولوی رضی الدین ابو الخیر عبد المجید خان ٹونکی عہ	مطبع مفید عام آگرہ ۱۳۰۸ھ پر ۱۲۶ صفحہ میں طبع ہو چکی ہے۔
۱۱۸ الریاض المستطابہ فی جملۃ من روی فی الصحیحین من الصحابہ	الامام عماد الدین یحیی بن ابی بکر العامری الیمانی المتوفی سنہ	علامہ عماد الدین نے اس کا ایک مقدمہ بھی لکھا ہے۔ پہلے ان صحابیوں کے نام گنائے ہیں جو صحیحین میں مذکور ہیں اور اُن کے لئے شرف روایت یا رویت ثابت ہے۔ پھر متفق علیہ کو ذکر کیا پھر افراد بخاری پھر افرادِ مسلم۔
۱۱۹ الافہام بما وقع فی البخاری من الابہام	جلال الدین عبد الرحمن ابن عمر البلقینی سہ المتوفی سنہ ۸۲۴	ماہ صفر سنہ ۸۲۲ھ میں فراغت پائی۔ اس کا نسخہ کتب خانہ ولی الدین سلطان بایزید جامع شریفی واقع قسطنطنیہ میں موجود ہے نیز کتب خانہ ایا صوفیہ واقع قسطنطنیہ میں۔
۱۲۰ اسماء رجال صحیح البخاری	الامام ابو نصر احمد بن محمد ابن الحسین الکلاباذی المتوفی سنہ ۳۹۸	صاحب کشف الظنون نے اس کا ذکر کیا ہے لیکن تفصیلی حالت کچھ نہیں لکھی۔
۱۲۱ کتاب التعدیل و التجریح لرجال البخاری	القاضی ابو الولید سلیمان ابن خلف الباجی المتوفی سنہ ۴۷۴	نام سے موضوع بحث ظاہر ہے۔ صاحب کشف الظنون نے کچھ مفصل حال نہیں لکھا۔

عہ داماد نواب وزیر الدولہ بہادر ۱۲ سہ نسبۃ الی بُلقِینۃ بالضم وکسر القاف ویاء ساکنۃ ونون قریۃ من حوف مصر من کورۃ بنا یقال لها البوب ایضاً ۱۲ عبید اللہ الرحمانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۲۲ المنہل الجاری	الشیخ قطب الدین محمد بن محمد الخیضری الدمشقی الشافعی المتوفی سنہ ۸۹۴	کچھ سوال و جواب کے طور پر لکھا ہے۔ جو فتح الباری سے ماخوذ ہے
۱۲۳ رفع الالتباس	العلامۃ ابو الطیب محمد شمس الحق العظیم آبادی مصنف غایۃ المقصود شرح سنن ابی داؤد وغیرہ	ایک رسالہ کسی نے عربی زبان میں صحیح بخاری مطبوعہ مصطفائی کے ساتھ علامہ عینی کی اُن تقریرات کو لے کر شائع کیا تھا جن میں امام بخاری کے ان اعتراضات کے جوابات ہیں جو امام بخاری صحیح بخاری میں قال بعض الناس لکھ کر کیا کرتے ہیں۔ اس رسالہ کا نام دفع الوسواس عن بعض الناس ہے۔ علامہ ابو الطیب نے اس رسالہ کا جواب بنام رفع الالتباس شائع فرمایا اور اخلاص سے اپنا نام ظاہر نہ فرمایا اس رسالہ میں بعض بعض تحقیقات قابل دید ہیں۔ علامہ عینی عـہ کی ان غلط فہمیوں کو نہایت تحقیق سے دکھایا ہے جن کی بنا پر امام بخاری کے اعتراضات کو وہ غلط بتاتے ہیں سنہ ۱۳۰۹ ہجری میں دہلی میں طبع کرا کر شائع کیا گیا۔

عـہ علامہ ابو الطیب کے علاوہ عینی کی تقریرات کے بہت لوگوں نے جواب لکھے ہیں اور امام بخاری کے اعتراضات صحیح دکھائے ہیں ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

١٢٤ غایۃ المرام فی رجال البخاری	الشیخ محمد بن داؤد بن محمد البازلی الکردی الحموی الشافعی المتوفی سنہ ٩٢٥	ایک مجلد ضخیم کتاب ہے اس کا آغاز الحمد للہ الذی رفع منار الحق ہے، لائق مصنف نے لکھا ہے کہ میں علم حدیث کی تحصیل میں مشغول تھا اور اس کے لئے ملکوں ملکوں پھرا بعد تکمیل اس کتاب کو حروف تہجی کی ترتیب پر لکھا کتب خانہ نور عثمانیہ واقع قسطنطنیہ جامع شریفی میں اس کا نسخہ موجود ہے۔
١٢٥ درر الدراری فی شرح رباعیات البخاری	العلامۃ احمد بن محمد الشامی الشافعی المتوفی سنہ ـ	صحیح بخاری سے ان حدیثوں کو چنا ہے جن کی سند چار واسطے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے اور اس کی شرح تنقیح زرکشی اور کرمانی سے منتخب کی ہے اور لفظ قلت لکھ کر اپنے فوائد بڑھائے ہیں۔
١٢٦ المعلم فی مارواہ البخاری علی شرط مسلم	ابو العباس بن الرومیہ احمد بن محمد الاشبیلی العشابی المتوفی ٦٣٧ھ۔	اس کتاب کا موضوع نام ہی سے ظاہر ہے صاحب کشف الظنون نے اس کی اور کوئی تفصیلی حالت نہیں بتائی۔
١٢٧ شرح ثلاثیات البخاری ع	محمد شاہ ابن الحاج حسن المتوفی سنہ ٩٣٩	صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جو تین واسطہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہیں جن کی تعداد ٢٢ تک ہے اور اکثر مکی بن ابراہیم کے واسطہ سے مروی ہیں۔ مکی بن ابراہیم امام

ع ثلاثیات صحیح بخاری علیحدہ بھی مع ترجمہ و شرح عربی طبع ہو کر شائع ہو گئے ہیں ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

		بخاری کے طبقہ اولیٰ کے شیوخ سے ہیں۔ اور تابعیوں سے روایت کرتے ہیں جس طرح ابو نعیم خلاد بن یحییٰ علی بن عیاش وغیرہ محمد شاہ نے اس کی لطیف شرح لکھی ہے۔ اس کے علاوہ ثلاثیات کی متعدد شرحیں لکھی گئی ہیں۔
۱۲۸ رجال الصحیحین	ابو القاسم ہبۃ اللہ بن حسن الطبری المتوفی سنہ ۴۱۸	اس میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں کتابوں کے رجال کے حالات بیان کئے گئے ہیں۔
۱۲۹ الفوائد المنتقیات المخرجہ علی الصحیحین	تخریج ابی عبد اللہ الحمیدی المتوفی سنہ ۔	شیخ ابوبکر احمد بن بدران الحلوانی البغدادی المتوفی ۵۰۷ھ کے اصول سماعات سے ہے۔
۱۳۰ کشف مشکل حدیث الصحیحین	ابو الفرج ابن الجوزی المتوفی ۵۹۷ھ۔	۵۷۶ھ میں اس کی تالیف سے فراغت پائی۔ بعض اہل علم نے اس کو مختصر بھی کیا ہے اور وجہ یہ لکھی ہے کہ لائق مصنف نے احادیث مشکلہ اور غیر مشکلہ دونوں کو ذکر کیا تھا اور خوب شافی حل نہیں کیا تھا اس وجہ سے میں نے اس کا اختصار کیا۔ اس صورت سے کہ ایک صحابی کی حدیث کو ذکر کیا پھر اس صحابی سے جس قدر حدیثیں آئی ہیں ان کو ذکر کیا اور ترتیب یہ رکھی کہ پہلے متفق علیہ حدیث کو ذکر کیا پھر بخاری کی منفرد

ع۵ بہت سے مؤلفین و شارحین ایسے ہیں جن کی توجہ صحیح بخاری و صحیح مسلم دونوں کی جانب ہوئی۔ ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

		حدیث کو اُس کے بعد مسلم کی منفرد حدیث کو سنہ ۴۷۶ھ میں اس کے اختصار سے فراغت پائی۔
۱۳۱ تقیید المہمل و تمییز المشکل	ابو علی حسین بن محمد الغسانی الجیانی الحافظ المتوفی سنہ ۴۹۸ھ۔	اس کتاب میں ان رواۃ کے نام ضبط کئے گئے ہیں جن سے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے رجال میں لفظی اشتباہ ہوتا تھا دو جزء میں ختم ہوئی۔
۱۳۲ ترجمہ صحیح بخاری بزبان فرانسیسی	ادہوداس۔ وڈبلو مارکوئیس۔	مع حواشی و فہرست جملہ مضامین و الفاظ بہ ترتیب حروف تہجی پانچ جلدوں میں ختم ہوئی ہے۔ جلد اول (جس میں ۶۸۲ صفحے ہیں) کی قیمت ۱۸ شلنگ یعنی لعہ علاوہ خرچ ڈاک ہے۔
۱۳۳ اطراف الصحیحین عہ	متعدد مؤلفین نے لکھی ہے	صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے اطراف (علاوہ اُن کے جو صحاح ستہ کے ہمراہ لکھے گئے ہیں) مستقل طور پر متعدد لوگوں نے لکھے ہیں۔ (اول) شیخ حافظ امام ابو مسعود ابراہیم بن محمد ابن عبید الدمشقی المتوفی سنہ ۴۰۰ھ (۲) ابو محمد خلف بن محمد بن علی بن حمدون الواسطی المتوفی سنہ ۴۰۱ھ ان دونوں کا ذکر حافظ ابو القاسم بن عساکر

عہ اطراف لکھنے والوں کا اصلی مقصد ہوتا ہے حدیثوں کی سندوں کا ضبط کر لینا جن کتابوں کی حدیثوں کے اطراف انھوں نے لکھے اُن کی تمام سندوں اور راویوں کو ضبط کر لیا۔ اور بتا دیا کہ یہ متن فلاں کتاب میں فلاں سند سے مروی ہے اور فلاں کتاب میں فلاں سند سے۔ اب اگر غلطی سے کوئی راوی رہ جائے یا بڑھ جائے تو اطراف فی الفور پتہ لگ جاتا ہے۔ اس لئے مؤلفین اطراف متن کو بالتبع لکھتے ہیں کیونکہ بغیر اس کے سندوں کا انضباط نہیں ہو سکتا۔ ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

		نے اپنی کتاب الاشراف کے شروع میں کیا ہے اور یہ لکھا ہے کہ خلف کی کتاب باعتبار ترتیب ورسم کے عمدہ ہے اور خبط اور وہم اس میں بہت کم ہے اسی وجہ سے الاشراف میں ہم نے اسی پر اکتفا کی (۳) ابونعیم احمد بن عبداللہ الاصفہانی المتوفی ۴۳۰ھ (۴) حافظ ابن حجر العسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ ۔
مصابیح الاسلام من حدیث خیر الانام ۱۲۳۳ھ	العلامۃ فقیر اللہ المتوفی ـــــــ ۔	یہ ایک عمدہ انتخاب صحیح بخاری کا ہے بترتیب ابواب فقہیہ صحیح حدیثوں پر عمل کرنے والوں کے لئے ایک بے نظیر چیز ہے مؤلف نے مدار المہام محمد امین خاں کے حکم سے اس کو مشکوۃ کے ابواب پر ترتیب دیا ہے مؤلف خود لکھتا ہے انتخبتہ انتخابا جامعا للاحادیث المسندۃ مع بعض التعلیقات حاذفا للاسانید والمکررات مرتبا علی ترتیب المشکوۃ کتبا و ابوابا مع زیادۃ و نقصان یسیر اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ کے کتب خانہ میں اس کا نسخہ موجود ہے ۔
غنیۃ القاری ۱۳۰۰ھ	العلامۃ نواب صدیق حسن خاں المتوفی ۱۳۰۷ھ	یہ ترجمہ ثلاثیات صحیح بخاری کا اردو میں نہایت دلچسپ ہے ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فضل الباری[۱] شرح ثلاثیات البخاری	العلامۃ ابو الطیب شمس الحق العظیم آبادی	یہ شرح ابھی غیر مکمل ہے۔ اللہ تعالیٰ جلد اختتام کو پہنچائے۔
۱۳۷ شرح ثلاثیات البخاری	العلامۃ احمد بن عجمی المتوفی سنہ ۔	اس کا نسخہ کتب خانہ علی پاشا غازی سلطان محمود خاں ثانی واقع قسطنطنیہ میں موجود ہے
۱۳۸ غریب حدیث البخاری	ابو عبید قاسم بن سلام الجمحی المتوفی ۲۲۴ھ	ایضاً مذکورہ بالا کتب خانہ میں اس کا نسخہ موجود ہے۔
۱۳۹ الجمع بین الصحیحین[۲]	ابو محمد عبد الحق بن عبد الرحمن الازدی الاشبیلی المتوفی سنہ ۵۸۲	اس کا نسخہ کتب خانہ نور عثمانیہ جامع شریف قسطنطنیہ میں موجود ہے۔
۱۴۰ کتاب الجمع بین رجال الصحیحین	العلامۃ المقدسی المتوفی سنہ ۵۰۷	حیدر آباد کے مطبع دائرۃ المعارف میں طبع ہو چکی ہے اس کا مقصود نام سے واضح ہے
۱۴۱ قرۃ العین فی ضبط اسماء رجال الصحیحین	العلامۃ بحرانی المتوفی سنہ ۔	حیدر آباد سے طبع ہو کر شائع ہے۔ اور نام سے موضوع بحث ظاہر ہے۔
۱۴۲ الجمع بین الصحیحین	العلامۃ الحمیدی محمد بن ابی نصر الاندلسی القرطبی المتوفی سنہ ۴۸۸	اس کا ذکر صاحب مشکوٰۃ نے مشکوٰۃ کے مقدمہ میں کیا ہے۔ یہ کتاب مشہور ہے ۱۲ کشف

[۱] افسوس ہے کہ علامہ اس شرح کو اپنی زندگی میں مکمل نہ کر سکے ۱۲ عبید اللہ [۲] اس کے علاوہ حسین بغوی، ابوبکر جوزقی، ابن فرات سرخسی، ابو جعفر قرطبی، ابوبکر برقانی، ابن عبید دمشقی نے الجمع بین الصحیحین کی ترتیب پر لکھی ۱۲ کشف

بقیہ حاشیہ بر صفحہ ۲۴۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۱۳۵۵ھ میں مولوی انور شاہ صاحب مرحوم کشمیری دیوبندی کی تقریر بخاری مع حاشیہ چار جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔ اصل تقریر کا نام فیض الباری اور حاشیہ کا نام البدر الساری ہے شروع میں ایک مختصر مقدمہ ملحق ہے عبادات اور معاملات تک قدرے تفصیل اور تطویل لاطائل سے کام لیا ہے اس کے بعد آخر تک بالکل مختصر بلکہ صفر ہے۔ صاحب تقریر نے جوش میں آکر علماء اہلحدیث کو بعض السفہاء اور شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب نجدی کو بلید قلیل العلم کے ساتھ یاد فرمایا ہے فالی اللہ المشتکی ۱۲

مفتاح صحیح البخاری۔ علامہ احمد محمد شاکر شرح جامع ترمذی مطبوعہ مصر ۱۳۵۶ھ کے مقدمہ میں لکھتے ہیں ومنذ بضع عشرات من السنین صنع محمد الشریف بن مصطفی التوقادی من علماء الاستانۃ کتابین ہما مفتاح صحیح البخاری ومفتاح صحیح مسلم فرغ من تالیفہما سنۃ ۱۳۱۲ھ وطبعا فی الاستانۃ سنۃ ۱۳۱۳ھ ورتب احادیث کل واحد منہما علی الحروف باعتبار اوائل للفظ النبوی الکریم واشار الی موضع کل حدیث فی مفتاح البخاری بالابواب والکتب وبارقام الاجزاء والصفحات لمتن البخاری وشروحہ لابن حجر والعینی والقسطلانی وفی مفتاح مسلم کذلک لمتن مسلم وشرحہ للنووی انتہی

نبراس الساری فی اطراف البخاری۔ اس کا موضوع بھی وہی ہے جو مفتاح صحیح البخاری کا ہے۔ مصنف (مولوی عبدالعزیز صاحب مرحوم "خطیب گوجرانوالہ") نے صحیح بخاری کی احادیث کے اطراف جمع کئے ہیں۔ اور ایک ایک حدیث کے متعلق بتایا ہے کہ وہ کس کس باب میں مختصر یا مطول آئی ہے اور فتح الباری اور عمدۃ القاری کے صفحات بھی ذکر کر دیئے ہیں۔ یہ کتاب اول الذکر سے زیادہ مفید ہے۔ مصنف نے لیتھو کی طباعت کے لئے اس کی کاپی خود لکھی ہے۔

انعام المنعم الباری لشرح ثلاثیات البخاری۔ مصنف مرحوم (مولوی عبدالصبور بن مولانا عبدالتواب ملتانی) نے بزمانہ طالب علمی فتح الباری۔ قسطلانی۔ داؤدی۔ سندھی وغیرہ سے اخذ کر کے ثلاثیات بخاری کی یہ شرح مرتب کی تھی۔ سنہ ۱۳۵۸ھ میں مصر سے طبع ہو کر شائع ہوئی۔

وصنف احمد بن محمد بن منصور الاسکندری المالکی ناصر الدین ابو العباس بن المنیر المتوفی ۶۸۳ھ مناسبات علی البخاری وعمل محمد بن ابی بکر بن ابراہیم البہار المشہدی المتوفی ۸۵۹ھ شرحا علی البخاری ملتقطا من الشروح فی مجلدین والف ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحموی المتوفی ۷۴۲ھ افتتاح القاری لصحیح البخاری وصنف صالح بن عمر بن رسلان البلقینی المتوفی ۸۶۸ھ تقریبا شرحا علی البخاری کما فی البدر الطالع وللامام الشاطبی صاحب الاعتصام والموافقات تالیف اسمہ کتاب المجالس فیہ من الفوائد والتحقیقات ما لا یعلمہ الا اللہ کذا کتب بابا التکروری ثم التنبکتی وللصحیح البخاری شروح اخری لم نتعرض لہا ارادۃ للاختصار۔ ۱۲۔ عبید اللہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۴۳ المستدرک علی الصحیحین

حاکم ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ المتوفی ۴۰۵ھ نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم پر مستدرک لکھا جس کا منشا ہے شیخین کی متروک حدیثوں کو جو ان کی شرط پر ہیں، جمع کرنا۔ چنانچہ حاکم بعد اخراج حدیث فرمایا کرتے ہیں۔ یہ حدیث شیخین کی شرط پر یا امام بخاری کی شرط پر یا امام مسلم کی شرط پر تھی اور باوجود اس کے ان لوگوں نے صحیحین میں اس کو نہیں ذکر کیا۔ قطع نظر اس کے کہ حاکم کا تساہل مشہور ہے اور اُن کے حق میں "واسع الخطو فی شرط الصحیح متساہل فی القضاء بہ (ابن الصلاح) کہا گیا ہے" اس بارے میں مستند فیصلہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب کا کافی ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ حاکم نے[ع] صحیحین پر مستدرک لکھی اور دعویٰ یہ کیا کہ یہ حدیث شیخین کی شرط پر تھی اور ان دونوں نے صحیحین میں اس کو ذکر نہیں کیا۔ میں نے حاکم کی مستدرک کی دیکھ بھال اور جانچ پڑتال کی تو مجھے معلوم ہوا کہ بات ایک پہلو سے صحیح ہے۔ اور دوسرے پہلو سے غیر صحیح۔ اس لئے کہ مستدرک میں ایسی حدیثیں ہیں جو شیخین کے رجال سے اور انھیں کی شرط پر مروی ہیں۔ پس اس پہلو سے حاکم کا استدراک اور قول صحیح ہے لیکن ایک دوسرے پہلو سے دیکھو تو غیر صحیح۔ وہ یہ ہے کہ شیخین اُسی حدیث کو ذکر کرتے ہیں جس پر اُن کے شیوخ کے بحث مباحثے ہو کر صحت پر اجماع ہو گیا ہو اور اُس حدیث کی صحت مشائخ نے قبول کر لی ہو۔ چنانچہ امام مسلم فرماتے ہیں کہ میں نے یہاں (صحیح مسلم میں) انھیں حدیثوں کو ذکر کیا ہے جن کی صحت پر محدثین کا اتفاق ہے۔ اور مستدرک کی منفرد حدیثیں وہ ہیں

ع حاکم کی مستدرک پر علامہ ذہبی نے تنقید لکھی ہے اور اختصار بھی کیا ہے اور علامہ ابن الملقن نے بھی تنقید لکھی ہے اور حافظ سیوطی نے ایک حاشیہ لکھا ہے جس کا نام توضیح المدرک فی تصحیح المستدرک ہے۔ کشف الظنون ۱۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو محدثین اور شیخین کے شیوخ پر مخفی اور مستور رہیں۔ گو آگے چل کر پھیل گئیں یا وہ حدیثیں ہیں جن کے رجال میں محدثین نے اختلاف کیا ہے۔ پس شیخین کو خصوصیت یہ ہوئی کہ وہ صرف قاعدہ اور اصول سے حدیث کی صحت تسلیم نہیں کرتے بلکہ ہر ہر حدیث کے وصل و انقطاع رفع و ارسال شذوذ و نکارت سے مستقل طور پر بحث کر کے اور اپنے اساتذہ کی طرح علیحدہ علیحدہ جانچ پڑتال کر کے صحت کا فتویٰ دیتے اور انھیں حدیثوں کو صحیحین میں لیتے جن کی صحت پر اُن سے پہلے کے محدثین کا یا اُن کے زمانہ کے محدثین کا بعد تحقیقات اتفاق ہو گیا ہو۔ بخلاف حاکم کے کہ وہ صرف قواعد و اصول کی بناء پر حدیث کو صحیح کہہ دیتے ہیں۔ مثلاً قاعدہ (زیادتی ثقہ کی مقبول ہوا کرتی ہے) یا دوسرا قاعدہ (جب محدثین وقف و ارسال رفع و اتصال میں کلام کریں تو بات اُس راوی کی لی جائے گی جس نے زائد بات یاد رکھی) اور حق یہ ہے کہ اکثر حفاظ کو قواعد و اصول کی بناء پر تصحیح کرنے میں بہت خلل پڑ جاتا ہے۔ پس شیخین کی مزیت اور فوقیت اس میں ہے کہ انھوں نے علاوہ اصول و قواعد کے ہر حدیث کو (جس کی صحت اُن کو مسلم ہے) علیحدہ علیحدہ طور پر جانچ لیا ہے (حجۃ اللہ البالغہ)

یہ وہ فیصلہ ہے جس کو شاہ صاحب نے لکھا ہے۔ ان کے علاوہ شروح الفیہ و دیگر کتب اصول حدیث میں حاکم کی مستدرک کی نسبت جو لکھا ہے اُس کو ہم نظر انداز کرتے ہیں۔ صاحب کشف الظنون نے علامہ بلقینی و دیگر محدثین کا فیصلہ بھی نقل کیا ہے جس سے اور بھی مستدرک حاکم کی حالت اُدون معلوم ہوتی ہے اور صحیحین سے کوئی نسبت اس کتاب کو نہیں معلوم ہوتی۔ حاکم کے بعد ابوذر ہروی مالکی المتوفی سنہ ۴۳۴ھ نے بھی مستدرک علی الصحیحین لکھی۔ غالباً اس کی بھی حالت اُسی مستدرک حاکم جیسی ہو گی۔ لیکن اس کی نسبت کوئی صریح فیصلہ نہ ملا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام بخاری و مسلم کے بعد اور لوگوں نے صحیح حدیثوں کے جمع کرنے کا التزام کیا منجملہ اُن کے صحیح ابن خزیمہ[1] - صحیح ابن حبان[2] - صحیح ابی عوانہ[3] مشہور کتابیں ہیں - لیکن ان کی منفرد حدیثیں (جو صحیحین میں نہیں ہیں) گو مستدرک حاکم سے اعلیٰ درجہ کی ہیں لیکن پھر بھی صحیحین کی حدیثوں کے برابر اُن کا درجہ نہیں تسلیم کیا گیا ہے -

صحیح بخاری پر عامیانہ اعتراضات

امام المحدثین (بخاری) پر قلت تدبر اور کوتاہ نظری و عدم تحقیق کی وجہ سے جہاں اور بہت سے عامیانہ اعتراضات کیے گئے ہیں، ایک اعتراض یہ ہے کہ بعض صرفی غلطی نکالی اور کہا کہ علم صرف کے ساتھ اُن کو چنداں مزاولت نہ تھی۔ اس کی شہادت میں صحیح بخاری کا وہ مقام پیش کرتے ہیں جس کی تردید آتی ہے اگرچہ ایسے ہی اعتراضات اس سے پہلے خود امام ابو حنیفہ پر مسلمات سے شمار کیے گئے، چنانچہ مورخ ابن خلکان امام ابو حنیفہ پر جو اعتراضات کیے گئے تھے اُن کی حمایت کرتے ہوئے لکھتے ہیں ولم یکن یعاب بشئ

---

[1] ابن خزیمہ کا نسخہ جرمن کے کتب خانہ میں موجود ہے اور یہ وہ نسخہ ہے جو حافظ ابن حجر کے کتب خانہ میں تھا جرمن کے کتب خانہ کی فہرست عرب کے ایک ملک التجار کے ذریعہ سے پہنچی اُس کے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ جرمن کے کتب خانہ میں فن حدیث اور تفسیر کی بڑی بڑی نایاب کتابیں ہیں اکثر مؤلفین یا اُن کے شاگردوں کے ہاتھوں کی لکھی ہوئی ہیں۔ خدا کی شان مسلمانوں کا علمی خزانہ نصرانیوں کے قبضہ میں ہے اور وہ اُس کے قدر شناس ہیں واللہ یؤید الدین بالرجل الکافر ۱۲ منہ

[2] صحیح ابن حبان کا ٹکڑا ہندوستان میں بھی موجود ہے۔ علامہ حمید مفتی حنابلہ کا نسخہ علامہ عبدالحی لکھنوی کے کتب خانہ میں ہے لیکن ناتمام ہے اور اس کی ایک نقل علامہ ابوالطیب عظیم آبادی کے کتب خانہ میں بھی ہے ۱۲ منہ

[3] صحیح ابو عوانہ کا ایک عتیق نسخہ بخط عرب علامہ ابوالطیب محمد شمس الحق صاحب کے کتب خانہ میں موجود ہے جس پر بڑے بڑے حفاظ نے خاص اپنے ہاتھوں سے قراءت وسماع وبلاغ لکھا ہے جیسے حافظ ذہبی اور اُن کے معاصرین ۱۲ منہ

الحمد للہ کہ یہ مبارک کتاب دائرۃ المعارف حیدرآباد سے طبع ہو کر شائع ہو گئی ہے ۱۲ عبیداللہ رحمانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوی قلۃ العربیۃ یعنی امام ابوحنیفہؒ میں بجز قلت عربیت اور کوئی عیب نہ تھا۔ اس کے بعد منجملہ اور شہادتوں کے قلت عربیت (فن صرف ونحو وادب سے کم واقفیت) کی شہادت میں ایک ذیل کا واقعہ پیش کرتے ہیں، چنانچہ خاص ان کی عبارت یہ ہے

فمن ذالک ان ابا عمرو بن العلاء المقری النحوی سألہ عن القتل بالمثقل ھل یوجب القود ام لا فقال لا فقال ابو عمرو ولو قتلہ بحجر المنجنیق فقال ولو قتلہ باباقبیس یعنی الجبل المطل علی مکۃ [عـ]

یعنی منجملہ اور شہادتوں کے امام ابوحنیفہ کی قلت عربیت کی ایک شہادت یہ ہے کہ ابوعمرو بن علاء نحوی نے آپ سے ایک مسئلہ پوچھا کہ آیا قتل بالمثقل میں قصاص ہے یا نہیں۔ امام صاحب نے فرمایا نہیں۔ ابوعمرو نے کہا اگرچہ منجنیق کے پتھر سے مار ڈالے جب بھی قصاص نہیں۔ آپ نے فرمایا اباقبیس جو کہ مکہ کا پہاڑ ہے اُس سے قتل کرے جب بھی قصاص نہیں۔

یہاں امام صاحب نے بجائے بابی قُبیس کے جو مجرور واقع ہے اباقبیس فرمایا جو قاعدہ نحو کے خلاف ہے لیکن جامع صحیح میں جو کچھ ہے اُس کی حقیقت سنو جس سے تم کو معلوم ہو جائیگا کہ جس کو قصورِ ید یا لغزشِ قلم کی دلیل میں پیش کیا گیا ہے اُس سے اور امام المحدثین کا علم اللغۃ میں باریک بین ہونا ثابت ہوتا ہے۔ قال ابو عبد اللہ استیأسوا افتعلوا من یئست (عینی علی البخاری جلد ہفتم صفحہ ۳۸۶) علامہ بدر الدین عینی حنفی نے اس عبارت کی نسبت یہ لکھا ہے، "والظاہر ان مثل ھذا من قصور الید فی علم التصریف" عینی علی البخاری جلد ہفتم صفحہ ۳۸۶) عینی کا یہ لکھنا کوتاہ بینوں کے لئے دیوانہ را ہوئے بس است کا کام دے گیا۔ جامع صحیح میں استیأسوا کے بعد افتعلوا لکھا ہونے کے جواب میں دو طریق اختیار کئے گئے ہیں

عـ فاضل لکھنوی نے التعلیق الممجد کے مقدمہ میں امام ابوحنیفہؒ کی طرف سے اس اعتراض کا ایک جواب لکھا ہے ۱۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اول یہ کہ صحیح بخاری کے کئی نسخوں میں استیأسوا استفعلوا لکھا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ امام المحدثین نے اس کا وزن استفعال سے ظاہر کیا ہے جو واقعی درست ہے چنانچہ صحیح بخاری محشی مولوی احمد علی صاحب مرحوم حنفی سہارنپوری میں لکھا ہے۔

استیأسوا استفعلوا من ئیست جلد اول ص۴۹۰

اسی طرح فتح الباری حامل المتن بخاری مطبوعہ مطبع انصاری دہلی میں بھی استیأسوا استفعلوا لکھا ہے۔ اور شرح میں حافظ ابن حجر استفعلوا ہی کو اختیار کر کے ..... فرماتے ہیں وقع فی کثیر من الروایات افتعلوا والصواب الاول فتح الباری مطبوعہ دہلی پارہ سیزدہم ص۲۴۶

اسی طرح شارح قسطلانی نے بھی بروایت اصیلی جو صحیح بخاری کے راویوں میں سے ایک ہے استفعلوا نقل کر کے کہا ہے۔ وھو الصواب۔

اسی طرح علامہ عینی حنفی نے خود بھی اپنی شرح عمدۃ القاری میں، شارح کرمانی سے استفعلوا نقل کیا ہے (یہاں تعجب ہے کہ استفعلوا نقل کرنے کے بعد یہ غامیانہ اعتراض بھی کر دیا)، اسی طرح صحیح بخاری مطبوعہ کرزن پریس دہلی میں بھی استفعلوا لکھا ہے۔"

پس بموجب ان تصریحات کے معلوم ہوا کہ امام بخاری علیہ الرحمہ نے استیأسوا کا وزن استفعلوا بتایا ہے جو واقعی درست ہے۔"

اب اگر کہا جائے کہ کئی روایات و نسخجات میں افتعلوا بھی لکھا ہے، جیسا کہ بخاری مطبوعہ مصر تقطیع خورد میں، اور نیز متن قسطلانی میں ہے، لہٰذا اس کا جواب اول تو یہ ہے کہ حسب تصریحات بالا امام المحدثین سے افتعلوا کی روایت درست نہیں، جیسا کہ فتح الباری اور ارشاد الساری میں استفعلوا کی نسبت وھو الصواب لکھنے ہی سے معلوم ہو سکتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، پس امام المحدثین پر کوئی اعتراض نہیں آسکتا۔

دوسرا طریق جواب یہ ہے کہ ہم تسلیم کر لیتے ہیں کہ استیأسوا کے بعد افتعلوا کی روایت درست ہے تو اس سے امام المحدثین کی مراد وزن ظاہر کرنے کی نہیں ہے بلکہ اظہار معنی کے لئے باب افتعال کا ذکر کیا ہے، چنانچہ علامہ عینی نے اس امر کو خود شارح کرمانی سے نقل کیا ہے۔ وقال الکرمانی استیأسوا استفعلوا وفی بعض النسخ افتعلوا وغرضہ بیان المعنی وان الطلب لیس مقصودا فیہ ولا بیان الوزن والاشتقاق ۔ عینی جلد ہفتم ص ۳۸۶

اور یہی عبارت بعینہ حاشیہ مولوی احمد علی صاحب حنفی سہارنپوری میں منقول ہے۔ اور اس توجیہ پر نہ کوئی جرح ہے نہ اعتراض لیکن علامہ عینی بلا کسی معقول نقض اور بلا کسی دلیل کے اس توجیہ کی نسبت فرماتے ہیں کہ یہ توجیہ واہی ہے۔ اور جو اس توجیہ کے واہی ہونے کی وجہ بیان کرتے ہیں، اُس سے اور بھی علامہ کرمانی کی توجیہ مذکورہ کی تائید اور امام المحدثین کے مطالب کی تقویت ہو جاتی ہے۔ شارح عینی فرماتے ہیں، وقولہ ان الطلب لیس مقصودا منہ" کلام واہ لان من قال ان السین فیہ للطلب قال لیس الا للمبالغۃ حالانکہ امام المحدثین اور شارح کرمانی کا یہی مطلب ہے کہ استیأسوا اپنے باب پر نہیں ہے اور اس کی سین طلب کے لئے نہیں ہے، یہ ایک اور امر ہے کہ جب استفعلوا اپنے باب پر (سوال کے لئے) نہیں ہے۔ تو اس کی سین مبالغہ کے لئے ہے باب افتعال کے معنی میں ہے اور اس میں موافقت افتعال کی ہے۔ لیکن شارح کرمانی کی طرح علامہ عینی نے بھی تسلیم کر لیا کہ سین سوال کے لئے نہیں ہے پس علامہ عینی کا نقض شارح کرمانی کی توجیہ کو توڑ نہیں سکا بلکہ اُلٹی تائید ہو گئی (افسوس یہ کہ اس تائید کے بعد بھی ان کے خیال میں اب تک امام المحدثین پر اعتراض باقی ہے) آخر عینی مخالف متعصب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا اثر بھی ضرور ہوتا ہے۔

شارح کرمانی کی اس توجیہ (کہ یہاں استیأسوا کے بعد افتعلوا کا ذکر وزن کے اظہار کے لئے نہیں ہے بلکہ معنی اور مطلب بیان کرنے کے لئے ہے) کی طرف امام المحدثین کا کلام خود اشارہ کر رہا ہے۔ اس لئے کہ امام صاحب اس کے بعد استیأسوا کا اشتقاق بیان فرماتے ہیں۔ من یئست یعنی اس کا اشتقاق یئس سے ہے، جو اس کا مجرد ہے، پس یہ کس طرح متصور ہو سکتا ہے کہ ایک متبحر کسی لفظ کے مادہ اور اصل کو معلوم کرے اور اس کے مزید فیہ کے وزن میں اس سے صریح غلطی ہو جائے، کیونکہ وزن میں غلطی ہونی متفرع ہے اس کے مادہ میں غلط فہمی ہونے پر، جب مادہ معلوم ہو گیا تو وزن کس طرح غلط بتایا جا سکتا ہے، اس سے یقیناً یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ امام المحدثین نے استیأسوا کے بعد افتعلوا محض اظہار معنی کے لئے ذکر کیا ہے نہ اظہار وزن کے لئے۔

باب استفعال افتعال کے معنی میں آتا ہے ارباب فن تصریف اور علمائے لغت نے اس کی تصریح کی ہے۔ صراح: استیاس اتاس۔ نا امید شدن۔ قاموس: کاستیاس۔ اتأس۔ لسان العرب وآیسہ فلان من کذا فاستیأس منہ بمعنی ایس واتأس ایضا وھو افتعل فادغم مثل اتعد کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ صراح میں استیاس کے بعد اتأس اس واسطے ہے کہ استیأس اور اتأس کا وزن ایک ہے۔

خلاصہ یہ کہ اگر استفعلوا ہے تو وزن بیان کرنے کے لئے ہے اور اگر افتعلوا ہے تو معنی بیان کرنے کے لئے ہے نہ اظہار وزن کے لئے، جس سے صاف ظاہر ہے کہ امام المحدثین کے قصور ید کی بجائے ان کا علم التصریف وعلم اللغۃ میں باریک بین ہونا ثابت ہوتا ہے ع٥٦

٥٦ وکم من عائب قولا صحیحا وآفتہ من الفہم السقیم ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جہاں اور سفیہانہ اعتراضات کج فہمی یا کوتہ اندیشی سے جامع صحیح پر کئے گئے ہیں۔ ایک اعتراض یہ ہے کہ صحیح بخاری کے شروع میں عام تصنیفات کی طرح رواجی خطبہ نہیں ہے۔ مناسب تو یہی تھا کہ ایسے ایسے عامیانہ اعتراضات سے سکوت کیا جاتا، لیکن علامہ عینی شارح بخاری جیسے شخص نے اس عامیانہ اعتراض کو نقل کر کے بہت سے جوابات لکھے اور پھر ہر ایک جواب پر کچھ نہ کچھ جرح کر کے ساکت ہو گئے۔ گویا اس مہمل اعتراض کو تسلیم کر لیا لیعض کوتہ اندیش شیعی نے اپنی فطرت کے اقتضاء سے اس اعتراض کو مایۂ ناز سمجھ کر اس کو نمک مرچ لگا کر شائع کیا۔

اولاً ہم متقدمین کی ایک نہیں بیسیوں کتابیں ایسی پیش کرتے ہیں جس میں خطبہ دیا (بمعنی دیگر حمد و لغت) رواجی نہیں ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ متقدمین کا دستور ہی نہ تھا کہ خطبہ کو جزو کتاب بناتے، اگر تھا تو شاذ و نادر۔ مناسب تو یہ تھا کہ ہم اس کی شہادت میں دو چار سو متقدمین کی تالیفات سے گنا دیتے لیکن اس کو ایک فضول کام سمجھ کر نظر انداز کرتے ہیں اور چند تالیفات مختلف فنون کی پیش کرتے ہیں جو ہر شخص کو میسر ہیں۔ حسب ذیل تصانیف میں سے کسی ایک میں بھی خطبہ نہیں ہے، موطا امام محمد۔ موطا امام مالک۔ سنن ابی داؤد۔ سنن نسائی۔ سنن ترمذی۔ مسند احمد بن حنبل۔ رسالہ امام شافعی۔ سنن دارقطنی۔ سنن دارمی۔ وقایہ۔ تنویر الابصار۔ کافیہ۔

ثانیاً علامہ ابو الہیثم الکشمیہنی علامہ فربری سے روایت کرتے ہیں، اور فربری امام المحدثین سے روایت کرتے ہیں، کہ امام صاحب فرماتے ہیں "کوئی حدیث صحیح بخاری میں میں نے اس وقت تک نہیں داخل کی جب تک غسل اور وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھ کر استخارہ نہ کر لیا اور دربار الٰہی سے دعا نہ مانگ لی، اور کبھی تو اس کا مبیضہ درمیان حجرۂ نبوی اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منبر کے کیا اور کبھی حرم محترم میں۔

ہم سخت حیرت میں ہیں کہ اس سے بڑھ کر حمد و نعت کا کونسا طریقہ اکمل ہو سکتا ہے دوسرے مؤلفین کتاب کے ابتدا میں کچھ حمد و نعت رسمی طور پر کر لیتے ہیں، یہاں تو ہر ہر حدیث لکھنے کے قبل حمد و نعت ہے، اس سے زیادہ تعجب خیز یہ بات ہے کہ بعض لوگوں نے اس بے معنی سوال کا جواب محض احتمال پر دیا تھا کہ ممکن ہے کہ زبان سے کہہ لیا ہو، افسوس جب خود مؤلف بیان کرتا ہے کہ میں نے ہر حدیث داخل کرنے کے وقت سب سے اعلیٰ عنوان حمد و نعت کا اختیار کیا، اور سب سے اکمل اور افضل طریقہ پر حمد و نعت ادا کی تو ایسی قطعی اور یقینی بات کو محض احتمال کہنا کیسی کج فہمی اور عصبیت ہے اور یہ کون نہیں جانتا کہ حمد کے لئے کتابت شرط نہیں۔ حمد کی تعریف ہی اس طرح کی گئی ہے الحمد ہو الثناء باللسان علی الجمیل الاختیاری نعمۃ کان او غیرہا اور نماز کے جلسہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور عباد صالحین پر دعا و سلام کا بھیجنا بھی ضرور ہے۔

امام بخاری اور جامع صحیح کے استدلالات پر چند عامیانہ اعتراض، نعمانی صاحب نے بھی سیرۃ النعمان میں کئے ہیں، جو محض قلت تدبر اور عدم تحقیق کی وجہ سے ہیں ہم ان اعتراضات کو ان کے جواب کے ساتھ حسن البیان سے نقل کر دینا کافی سمجھتے ہیں۔

نعمانی صاحب کے اعتراضات پہلا اعتراض

پہلا اعتراض (امام ابو حنیفہؒ کا مذہب ہے کہ امام اور مقتدی کو آمین آہستہ کہنی چاہئے امام بخاریؒ برخلاف اس کے جہر کے قائل ہیں اور دلیل یہ لاتے ہیں، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب امام ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو، لیکن اس حدیث میں جہر کا کہاں ذکر ہے (سیرۃ النعمان) یہ فریق کا پرانا اعتراض ہے جس کے بہت ہی اعلیٰ اور تسکین بخش جواب ہو چکے ہیں، ارباب دیانت صاحب سیرۃ النعمان کے اعتراضات کی حقیقت سنیں اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب ملاحظہ فرمائیں۔

امام المحدثین نے جامع صحیح میں آمین کے متعلق تین باب آگے پیچھے منعقد کیے: (۱) امام کے آمین بجہر کہنے کا باب (۲) آمین کی فضیلت کا باب (۳) مقتدی کے بجہر آمین کہنے کا باب، اور تینوں باب میں امام المحدثین تین حدیثیں لائے، پہلے باب میں یہ حدیث ہے، کہ جب امام آمین کہے تو تم لوگ آمین کہو، اور دوسرے باب میں یہ حدیث ہے، کہ جب کوئی آمین کہتا ہے، تو ملائکہ آسمان میں آمین کہتے ہیں دونوں آمینیں ساتھ ہوتی ہیں تو اُس شخص کے اگلے گناہ بخشے جاتے ہیں، اور تیسرے باب میں یہ حدیث ہے، کہ جب امام ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو، پہلی حدیث سے امام کا بجہر آمین کہنا اس طرح ثابت ہے کہ مقتدی کا آمین کہنا اسی پر معلق ہے اگر امام زور سے آمین نہ کہے گا تو مقتدی کو کیونکر معلوم ہوگا کہ امام نے آمین کہی یا نہیں اور مقتدی کا آمین بالجہر کہنا اس سے اس طرح ثابت ہے کہ مقتدی اور امام کی تامین دونوں متقابل واقع ہوئیں، پھر بغیر کسی قرینہ کے ایک سے مراد جہر اور ایک سے آہستہ مراد ہونی خلاف سیاق ہے، جس کو عربیت کا مذاق ہے وہ اس کو خوب سمجھ سکتا ہے، اسی طرح پچھلے باب (مقتدی کا آمین بجہر کہنا) کی حدیث (جب امام ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو) سے جہر اس طرح ثابت ہے کہ دو قول (اذا قال الامام ولا الضالین اور فقولوا آمین) متقابل واقع ہیں، اور ایک سے مراد جہر ہونے میں اتفاق ہے، پھر دوسرے قول (جو قول اول کا متقابل واقع ہے) سے آہستہ مراد ہونا خلاف سیاق ہے۔ دیکھو حنفیہ تیمم میں دونوں ہاتھ کہنیوں تک مسح کرنے کی یہ دلیل دیتے ہیں کہ اگرچہ تیمم میں ید مطلق واقع ہے مگر چونکہ وضو کی آیت میں ید مقید واقع ہے اور آیت تیمم کے تقابل میں ہے اس تقابل کی وجہ سے تیمم میں بھی ید مقید ہی مراد ہوگا، اسی طرح فریق کو یہاں بھی سمجھنا چاہیئے کہ اگرچہ یہاں قول مطلق واقع ہے، لیکن چونکہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اُس کا مقابل واقع ہے جس میں بالاتفاق جہر مراد ہے تو اس سے بھی وہی جہر مراد ہونا چاہیے، حالانکہ تیمم اور وضو کی آیتیں الگ الگ ہیں، اور یہاں آمین کی حدیث میں دو قول ایک جملہ میں متقابل واقع ہیں، علاوہ بریں یہ کون نہیں جانتا کہ مطلق منصرف بفرد کامل ہوتا ہے اور قول بالجہر، کا فرد کامل ہونا بھی کون نہیں جانتا، (حسن البیان)

دوسرا اعتراض

دوسرا اعتراض صاحب سیرۃ النعمان کا یہ ہے (امام ابوحنیفہ کا مذہب ہے نبیذ تمر سے بشرطیکہ مسکر نہ ہو وضو جائز ہے۔ امام بخاری اس کے خلاف ترجمۃ الباب باندھتے ہیں اور حدیث نقل کرتے ہیں کہ کل مسکر حرام، سیرۃ النعمان)

جواب

یہ صاحب سیرۃ النعمان کی خوش فہمی یا نیک دیانتی ہے، امام المحدثین نے اس مقام میں ترجمۃ الباب میں دو مسئلے ذکر کیے ہیں (۱) نبیذ سے وضو جائز نہیں (۲) مسکر سے وضو جائز نہیں۔ پہلے مسئلہ کی دلیل میں امام صاحب نے چند ائمہ تابعین کے اقوال نقل کیے ہیں، اور دوسرے مسئلے کی دلیل میں یہ حدیث لائے ہیں[ے]، صاحب سیرۃ النعمان کو موقع اعتراض جب تھا کہ دوسرا مضمون جس پر حدیث صراحۃً دلالت کرتی ہے ترجمۃ الباب میں نہ ہوتا۔ باقی رہا یہ مسئلہ کہ نبیذ تمر سے وضو جائز ہے یا نہیں، اس مسئلہ کے بیان میں، پہلی غلطی صاحب سیرۃ النعمان نے یہ کی ہے کہ امام ابوحنیفہ کی طرف قول بالجواز کی مطلقاً نسبت کر دی، حالانکہ نبیذ سے وضو جائز ہونے کے لئے امام ابوحنیفہؒ یہ شرط لگاتے ہیں کہ جب

ے وقال بعضهم حديث الباب كل شراب اسكر فهو حرام يدل على كلا الجزئين من الترجمة بان يقال انه لا يجوز التوضي بالمسكر الحرام اتفاقاً وهذا لخروجه من اسم الماء في اللغة والشريعة وكذلك النبيذ الغير المسكر ايضاً هو في معنى المسكر من جهة انه لا يقع عليه اسم الماء ويدل عليه حديث ابن مسعودؓ عند احمد والدارقطني ان النبي صلى الله عليه وسلم قال له ليلة الجن امعك ماء قال لا الحديث ولو جاز ان يسمى النبيذ ماء لان فيه ماء لجاز ان يسمى الخل ايضاً ماء لان فيه ماء ١٢ عبيد الله الرحماني ١٢

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پانی نہ ملے تب نبیذ سے وضو جائز ہے۔ چنانچہ طحاوی نے شرح معانی الآثار میں امام ابوحنیفہ کا قول بھی نقل کیا ہے، قاضی ابو یوسف صاحب (جو امام ابوحنیفہ کے شاگردوں میں سب سے معزز ہیں) بھی اس مسئلہ میں امام ابوحنیفہؒ کے مخالف ہیں۔ طحاوی نے بھی اس مسئلہ میں امام ابوحنیفہؒ کی مخالفت کی ہے، اور اُن پر دو اعتراض بھی کر دیئے ہیں، پہلا اعتراض یہ ہے، کہ نبیذ مثل پانی کے ہے یا نہیں، اگر مثل پانی کے ہے تو اس سے وضو جائز ہونے کے لئے پانی نہ ملنے کی قید لگانے کی کیا ضرورت ہے اور اگر مثل پانی کے نہیں ہے تو اس سے وضو جائز ہونے کے لئے دلیل درکار ہے۔

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ امام ابوحنیفہؒ صرف خرمہ کی نبیذ سے وضو جائز کہتے ہیں اور منقی وغیرہ کی نبیذ سے وضو خود ناجائز بتاتے ہیں۔ اور اس تفریق کے کوئی معنی نہیں، صاحب سیرۃ النعمان پہلے طحاوی کے اعتراضوں کے جواب دیں، پھر محدثین کی طرف رُخ کریں،، حسن البیان۔

تیسرا اعتراض نعمانی صاحب کا قلت تدبر سے یہ ہے۔ وہ لکھتے ہیں (امام ابوحنیفہ کا مذہب ہے کہ مقتدی کے لئے قراءۃ فاتحہ ضروری نہیں، امام بخاری وجوب کے مدعی ہیں اور جامع صحیح میں باب باندھا ہے کہ امام و مقتدی پر سب نماز میں خواہ جہری ہو یا سری قراءۃ واجب ہے اس دعویٰ پر دو حدیثیں پیش کی ہیں، ایک یہ کہ کوفہ والوں نے حضرت عمر کے پاس سعد بن ابی وقاص کی شکایت کی، حضرت عمر نے اُن کو معزول کر دیا، اور بجائے اُن کے عمار کو مقرر کر دیا، کوفہ والے عمار کے بھی شاکی ہوئے کہ اُن کو تو نماز بھی پڑھنی نہیں آتی، حضرت عمر نے عمار کو بلا بھیجا اور اُن سے کہا کہ ان لوگوں کا یہ گمان ہے، عمار نے کہا۔ واللہ میں اُن کے ساتھ رسول کی سی نماز پڑھتا تھا، اور اُس سے کچھ کم نہیں کرتا تھا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں عشا کی نماز پڑھاتا تھا تو پہلی دو رکعتوں میں دیر تک قیام کرتا تھا اور دو اخیر کی رکعتوں میں تخفیف کرتا تھا" اس حدیث سے قراءۃ فاتحہ کا وجوب کیونکر ثابت ہوا)

صاحب سیرۃ النعمان نے اس تیسرے اعتراض میں تو اپنی روش محدثانہ اور مجتہدانہ جس کا انھوں نے ابتداء کتاب میں دعوی کیا ہے سب کو کھو دیا اور ایسی باتیں لکھیں جو اُن کی استعداد مطلب فہمی پر بھی دھبہ لگا دیتی ہیں۔ اس کو بتفصیل سن لیجیے۔ آپ لکھتے ہیں "کوفہ والے عمار کے بھی شاکی ہوئے۔ حضرت عمر نے عمار کو بلا بھیجا اور اُن سے کہا"

حالانکہ یہ محض غلط ہے۔ اہل کوفہ نے نہ عمار کی شکایت کی تھی اور نہ حضرت عمر نے اُن کو بلا بھیجا تھا۔ یہ سعد بن ابی وقاص کا قصہ ہے، کوفہ والوں نے انھیں کی شکایت کی تھی، اور حضرت عمر نے انھیں کو بلا کر کہا تھا، صحیح بخاری میں یہ روایت بایں عبارت مذکور ہے شکی اھل الکوفۃ سعدا الی عمر فعزلہ واستعمل علیھم عمارا فشکوا حتی ذکروا انہ لا یحسن یصلی فارسل الیہ فقال یا ابا اسحاق ان ھولاء یزعمون انک لا تحسن تصلی اس عبارت میں فشکوا، شکی اہل الکوفہ کی تفسیر وبیان ہے۔ فا عاطفہ تفسیری ہے اور بیچ میں (فعزلہ واستعمل علیھم عمارا) جملہ معترضہ ہے " دلیل اس پر یہ ہے کہ حضرت عمر نے جن کو بلا کر کہا اُن کو ابو اسحاق کہہ کر خطاب کیا، اور ابو اسحاق کنیت سعد بن ابی وقاص کی ہے، حضرت عمار کی کنیت ابو الیقظان ہے۔ دیکھو اصابہ فی تمییز الصحابہ۔ دوسری دلیل اس پر یہ ہے کہ اس روایت کے اخیر میں دو جگہ حضرت سعد کا نام صراحۃ مذکور ہے۔ پورا قصہ یوں ہے کہ جب حضرت عمر نے بلا کر پوچھا اور انھوں نے جواب دیا کہ میں رسول اللہ کی سی نماز پڑھاتا تھا، تو حضرت عمر نے چند آدمی ساتھ کر کے اُن کو کوفہ بھیجا کہ کوفہ کی ہر مسجد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں جاکر اس کی تحقیق کریں، وہاں جب لوگ پہنچے اور دریافت کیا تو ہر مسجد والوں نے تعریف کی مگر ایک مسجد میں ایک شخص نے شکایت کی اور سعد کا نام لے کر کہا فان سعدا لا یسیر بالسریۃ الخ۔ اس پر سعد کا یہ مقولہ مذکور ہے۔ قال سعد، ایسی صورت میں کسی طرح یہ صحیح نہیں ہو سکتا کہ جن کو حضرت عمر نے بلا کر کہا تھا وہ عمار تھے؛

صاحب سیرۃ النعمان کی دوسری غلطی اس روایت کے بیان میں یہ ہے۔ کہ ذالك الظن بك یا ابا اسحاق جو حضرت عمر کا مقولہ ہے۔ اس کے معنی آپ لکھتے ہیں (ان لوگوں کا گمان ہے) حالانکہ یہ حضرت عمر نے اپنی نسبت کہا تھا، یعنی جب حضرت سعد نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سی نماز پڑھتا تھا۔ تو حضرت عمر نے اُن کو کہا کہ میرا گمان تمہارے ساتھ ایسا ہی ہے۔ کیونکہ حضرت سعد عشرہ مبشرہ سابقین اولین میں سے تھے، اور آیات واحادیث اُن کے فضل میں وارد تھیں، حضرت عمر کا مطلب یہ تھا کہ تم جیسے شخص پر بدگمانی کیونکر ہو سکتی ہے۔ ہمارا خیال تمہاری طرف سے ایسا ہی ہے جیسا تم کہتے ہو، اس جملہ کا یہ مطلب کسی طرح ہو ہی نہیں سکتا کہ حضرت عمر نے اہل کوفہ کی نسبت کہا کہ ان لوگوں کا گمان ہے، اہل کوفہ کا مقولہ تو حضرت عمر پہلے فرما چکے۔ ان ھولاء یزعمون انك لا تحسن تصلی یعنی یہ لوگ کہتے ہیں کہ تم اچھی طرح نماز نہیں پڑھتے ؛

اس جگہ صاحب سیرۃ النعمان کے طرز مورخانہ اور محدثانہ اور مجتہدانہ کا پتہ چل جاتا ہے آپ بایں مطلب فہمی و استعداد فی الحدیث اپنے کو محدث قرار دیتے ہیں تو ائمہ کوفہ کو محدث کہنا بہت بجا بلکہ ضرور اور نہایت ضرور ہے ؛

اب اس کا جواب سنئے جو آپ نے لکھا ہے (اس حدیث سے قراءۃ فاتحہ کا وجوب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیونکر نکلا) اولاً یہ کہ امام المحدثین کے ترجمۃ الباب میں مطلق قراءۃ مذکور ہے چنانچہ ترجمۃ الباب کا لفظ یہ ہے باب وجوب القراءۃ للامام والماموم فی الصلوات کلہا فی الحضر والسفر وما یجہر فیہا وما یخافت" آپ نے قراءۃ فاتحہ کیوں لکھ دیا اس تصرف کا آپ کو کونسا حق تھا، ثانیاً امام المحدثین اس باب میں دو حدیثیں لائے ہیں۔ آپنے ایک کو کیوں چھوڑ دیا، دوسری حدیث میں چونکہ صریح مذکور تھا کہ بغیر سورۂ فاتحہ کے نماز نہیں ہوتی اس لیے آپ نے اُسے چھوڑ دیا (خوب کیا)

اب وجہ دلالت حدیث اول سنئے" امام المحدثین کے ترجمۃ الباب کا مطلب یہ ہے کہ ہر قسم کی نماز میں قراءۃ واجب ہے۔ اور حضرت سعد کی روایت میں جملہ (اصلی بہم صلاۃ رسول اللہ) فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم (صلوا کما رایتمونی اصلی) کا بیان ہے، جس میں عموماً حکم دیا گیا ہے کہ جس طرح مجھ کو نماز پڑھتے دیکھتے ہو۔ اسی طرح پڑھا کرو۔ اور اس حکم سے کوئی فرد مصلی کا مستثنےٰ نہیں، اور آں حضرت کی نماز میں قراءۃ مسلم اور متفق علیہ ہے، تو ہر نماز میں مطابق اس فرمان (صلوا کما رایتمونی اصلی) کے قراءۃ ہونی چاہیئے اور یہی مضمون ہے امام بخاری کے ترجمۃ الباب کا جب تک اس حکم عام سے صلوۃ مقتدی کا استثنا ثابت نہ کیا جائے تب تک فریق کو اس عام کی قطعیت میں کوئی محل سخن نہیں ہے" دوسرے امام ابو حنیفہ کا مذہب یہ تھا کہ قراءۃ صرف دو رکعت اولیٰ میں فرض یا واجب ہے پچھلی دو رکعتوں میں امام ابو حنیفہ کے نزدیک قراءۃ نہیں ہے، امام المحدثین نے حضرت سعد کی روایت اس وجہ سے ذکر کی کہ اُس روایت میں یہ مضمون تھا کہ عشا کی نماز میں پہلی دو رکعتوں میں ہم طول کرتے ہیں، اور پچھلی دو رکعتوں میں تخفیف جس سے ظاہر ہے کہ ہر چہار رکعت میں قراءۃ تھی، اور اُسی کو حضرت سعد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی نماز کہا، پس خلاف مذہب امام ابو حنیفہ کے ہر چہار رکعت میں قراءۃ کی مشروعیت ثابت ہوئی
دوسری حدیث جو اس باب میں امام المحدثین لاتے ہیں، وہ قراءۃ فاتحہ کی دلیل خاص ہے، تو صورت یہ ہوئی کہ ایک باب کی دو دلیلیں بیان کیں، ایک عام اور دوسری خاص۔ یا یوں سمجھو کہ ایک حدیث مطلق قراءۃ کی دلیل، اور دوسری حدیث اسی مطلق کی تقیید۔ کیونکہ مطلق آخر جب پایا جائے گا تو تحت میں کسی مقید ہی کے"

غرض دوسری حدیث میں اس کا بیان ہے کہ مطلق قراءۃ کو تحت میں اس مقید کے پایا جانا چاہئے" باقی رہا یہ کہ اگر صاحب سیرۃ النعمان نے اس نکتہ کو نہیں سمجھا اور کہا کہ اس حدیث سے قراءۃ فاتحہ کا وجوب کیونکر ثابت ہوا تو یہ کوئی محل تعجب نہیں ہے؛
جب حضرت سعد کی حدیث کا مطلب (جو ظاہر تھا) نعمانی صاحب کی سمجھ میں ٹھیک نہ آسکا تو امام المحدثین کے وجوہ استدلال اور نکات استنباط کو جن کی نسبت تراجم البخاری حیرت الافکار مشہور ہے کیونکر سمجھ سکتے ہیں (حسن البیان)

بقیہ سقطات سے جو سیرۃ النعمان میں واقع ہوئے اور حسن البیان میں ان کو ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے ہم سکوت کرتے ہیں کیونکہ ہمارے موضوع بحث سے یہ خارج ہے[ع]

ع ہمعصر شمس العلما نعمانی صاحب کی رنگ آمیزیوں کے دلچسپ منظر دیکھنے ہوں تو حسن البیان ہاتھ میں لیجیے۔ حسن البیان سیرۃ النعمان ہی کے کشف حقیقت اور اسی کا سین دکھانے کے لئے لکھی گئی ہے۔ ہمعصر موصوف کے مورخانہ محدثانہ مجتہدانہ تینوں طرز کی تحریر پر کافی ریمارک ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ سیرۃ النعمان کے مطالعہ کا لطف کچھ حسن البیان ہی کے دیکھنے سے آتا ہے۔ مشہور مناظر علامہ رحیم آبادی کی تالیف ہے۔
خوشی کی بات ہے کہ ہمعصر نعمانی صاحب نے تیسری بار طبع کرنے میں سیرۃ النعمان کی موٹی موٹی غلطیاں (جیسے غلط آیت نقل کر کے استدلال کرنا صحیح بخاری کی حدیث کا مطلب نہ سمجھنا اور پھر امام بخاری کے استدلال پر اعتراض کرنا وغیرہ) درست کر لیں اور حسن البیان کی تالیف کا اچھا ثمرہ مرتب ہوا ہے۔ حسن البیان نے ناظرین کو مطلع کرتے ہیں کہ حسن البیان کے مطالعہ کے وقت سیرۃ النعمان طبع اول و دوم کا بھی لحاظ رکھیں اور طبع سوم وغیرہ دیکھ کر حسن البیان پر[۲]

[۲] یہ غلط اعتراض کا الزام نہ قائم کریں ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علاوہ حسن البیان کے سیرۃ النعمان کے بہت سے سقطات الارشاد میں بیان کیے گئے ہیں۔ لیکن مؤلف الارشاد نے بھی یہ کہکر چھوڑ دیا کہ جس قدر ہم نے اور صاحب حسن البیان نے نعمانی صاحب کے سقطات ذکر کیے ہیں بہت ہی کم ہیں۔"

التنقید

صحیح بخاری کو ایک نظر اور دیکھو

ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيرٌ۔ پھر تم باربار نظر اٹھا کر دیکھو تمہاری آنکھیں خیرہ رہ جائیں گی اور کوئی نقص نکال سکو گے۔

آزادی اور حق گوئی اسلام کی خصوصیات میں شمار کی جاتی ہیں۔ اور حق یہ ہے کہ اسلام اس پر اس قدر فخر کرے حق ہے۔ اسی آزادی اور حق گوئی پر تنقید کی بنا ہے۔

صحیح بخاری کو اہل اسلام نے اصح الکتب کا خطاب بہت کچھ جانچ پڑتال کرنے کے بعد دیا ہے۔ علی بن مدینی۔ امام احمد بن حنبل یحیی بن معین اور ان کے معاصرین اس کے اولین ناقد ہیں۔ صحیح بخاری کی تصنیف کے بعد جماعت محدثین صدیوں تک اس کی تنقید کرتی رہی اور ایک ایک حدیث اس کی جانچی گئی۔

امام دارقطنی بڑے پایہ کے ناقد حدیث تسلیم کیے گئے ہیں۔ انہوں نے صحیح بخاری کو بلا تقلید احدے حرفاً حرفاً جانچا اور بلا ازدواں کھرا کیا لیکن دیانت سے جو جو شکوک

ع۵ تہذیب الاسماء واللغات مقدمہ فتح طبقات کبریٰ ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کے ذہن میں آئے سب کو رسالہ کی صورت میں جمع کیا۔ خواہ وہ شکوک متن سے لگاؤ رکھتے ہوں یا سلسلہ اسناد سے یا راویوں سے۔

حافظ ابن حجر نے ان تمام شکوک کو ھدی الساری میں نقل کیا ہے۔ اور ان تمام کا حل کیا ہے۔ اور بہت ہی انصاف سے کام لیا ہے۔ رواۃ پر جو شکوک تھے ان کے جواب کے لئے علیحدہ فصل قائم کی ہے۔ اور جو سلسلہ اسانید یا متن حدیث پر تھے اُن کے جواب کے لئے الگ۔ اس طرح امام دارقطنی کے جس قدر شکوک تھے سب صاف ہو گئے۔ کیونکہ ان کے شکوک کی بنا کچھ تو عدم واقفیت پر تھی کچھ تشدد پر۔ کچھ ان اصول کی عدم پابندی پر جو محدثین نے قائم کئے ہیں۔ ہم ان شکوک اور اُن کے جواب کو بخوف طوالت نظر انداز کرتے ہیں۔ شکوک اور ان کے حل و جواب مل کر ایک بڑی ضخیم کتاب بن جائے گی۔ حافظ ابن حجر کے علاوہ علامہ عینی نے ان شکوک پر خاص توجہ کی ہے اور اُس کے لئے انھوں نے کوئی مستقل کتاب یا مستقل فصل اور باب تو نہیں قائم کئے، لیکن جب صحیح بخاری میں وہ مقام آگیا ہے جو دارقطنی کے شکوک سے تعلق رکھتا ہے تو اُس کو اعلیٰ عنوان سے رفع کیا ہے اسی طرح علامہ قسطلانی اور دیگر شارحین صحیح بخاری نے بھی۔ فی الحال عظیم آباد کے بعض کوتہ اندیشوں نے چند جاہلانہ اعتراض اردو زبان میں شائع کئے ہیں۔ اسی طرح بعض شیعوں نے بھی تنقید بخاری کے نام سے ایسی ہی جاہلانہ اور مدت کی پائمال باتیں لکھی ہیں جن کی طرف اہل علم کا توجہ کرنا مناسب نہیں، نہ اُن پر تنقید کا اطلاق کسی طرح صحیح ہو سکتا ہے۔ ہاں شیعی نے اس میں اُس کمال کا اضافہ کیا ہے جو شیعہ مذہب کا جزو اعظم ہے (دریدہ دہنی اور زبان درازی و سقط گوئی)، ہم نے پہلے لکھا ہے کہ آزادی اور حق گوئی دونوں تنقید کے دو جزو ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور انھیں دونوں پر تنقید کی بنا ہے۔ اگر ان میں کا ایک جز بھی مفقود ہے تو اس پر تنقید کا اطلاق صحیح نہیں ہوگا۔ جو آزاد نہیں ہیں وہ پوری طرح حق نہیں بول سکتے۔ اور جو آزاد ہو کر حق نہیں کہتے وہ کسی طرح قابل اعتبار نہیں ایسا شخص تعصب سے جھوٹ بولے گا اور لوگوں کو دھوکا اور فریب دینے کی کوشش کرے گا۔ آزادی اور حق گوئی یہ دونوں تنقید کے دو عنصر ہوئے۔ ان کے لئے جو شئے روح رواں ہے وہ واقفیت ہے۔ ان دونوں عنصروں (آزادی اور حق گوئی) کے ساتھ واقفیت کا ہونا ایسا ہی ضروری ہے جیسا بدن کے لئے روح۔ اگرچہ اس وقت آزادی کا بہت زور ہے لیکن حق گوئی اور واقفیت دونوں عنقا صفت ہیں۔

تم ایک نگاہ اٹھا کر آریوں کے ان اعتراضات کو دیکھو جو کلام اللہ یا اسلام پر کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ بڑی بڑی ڈگری انگریزی تعلیم کی حاصل کئے ہوتے ہیں۔ کوئی ان میں بی۔ اے ہے۔ کوئی ایف۔ اے۔ کوئی بی۔ اے۔ ال۔ لیکن ان کی اکثر باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کو سن کر ایک لڑکا بھی ہنس پڑتا ہے۔ کیوں۔ اس لئے کہ ان میں آزادی تو ہے۔ لیکن تعصب اور غلط گوئی نے ان کو اندھا بہرا بنا دیا ہے۔ اور تنقید کا ایک جزو (حق گوئی) فوت ہے یا واقفیت جو تنقید کی روح رواں ہے اس سے وہ خالی ہیں۔ کبھی ناواقفیت سے ایسی باتیں بولتے ہیں جن کو سن کر انسان ان کی صورت دیکھتا رہ جائے۔ آریوں نے اپنے مذہب کا اصل اصول اعتراضات اور زبان درازی اور دریدہ دہنی کو قرار دیا ہے۔ ان کا فرض ہے کہ وہ حق باتوں پر بھی جس طرح ہو سکے اعتراضات کئے جائیں۔ خواہ وہ اعتراضات تعصب سے ہوں یا ناواقفیت سے لگتے ہوں یا نہ لگتے ہوں۔ ان کے اعتراضات کے ساتھ جب ان کے اعتقادات اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذریعۂ نجات کو ملاؤ تو اور بھی تعجب خیز بات معلوم ہوتی ہے۔

اسی طرح شیعوں کے ان اعتراضات پر نظر ڈالو جو تنقید صحیح بخاری کے نام سے شائع کئے جاتے ہیں تو خدا کی قدرت یاد آتی ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ آزادی ہیں تو شتر بے مہار ہیں لیکن تنقید کا دوسرا جزو (حق گوئی) اُن سے فطرۃً مسلوب ہے۔ اور مذہبی اعتقاد تقیہ نے ان کو کذب کا شیدا بنا دیا ہے۔ اس اخلاقی کمزوری کے ساتھ ناواقفیت نے اور بھی ان کو گرا دیا اور شیعوں نے بھی آریوں کی طرح اپنے مذہب کا اصل اصول اعتراضات اور دریدہ دہنی کو قرار دے دیا ہے۔

چونکہ ابھی ہم کو امام المحدثین کی سیرت اور علمی کارناموں کے متعلق بہت سی ضروری باتیں لکھنی ہیں۔ اس لئے ان عامیانہ باتوں کی طرف (جن کا نام جہل مرکب سے تنقید رکھا گیا ہے) توجہ کرنا ہم ضروری نہیں سمجھتے۔ اس کے لئے حصۂ ثالثہ کا انتظار کرنا چاہیئے۔

غیر ضروری سمجھنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کوتاہ بینوں کے اعتراضات کچھ تو شارحین بخاری پر ہیں جن کو صحیح بخاری سے کچھ تعلق نہیں۔ کچھ وہی پامال اعتراضات ہیں جن کے جواب بڑے تشفی بخش دئے جا چکے ہیں۔ لیکن عوام کے قلوب کو تشویش میں ڈالنے کے لئے ادھر ادھر کر کے انھیں پامال باتوں کو دیسی زبان میں شائع کیا گیا ہے۔ کچھ حصہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جان نثاران اسلام پر سب وشتم و سقط گوئی کا ہے۔ اور زیادہ حصہ اسی کا ہے اس کو بھی صحیح بخاری سے کوئی تعلق نہیں کچھ وہ سوالات ہیں جن کو شارحین بخاری نے بطور دفع دخل لکھے تھے۔ ان کے علاوہ جو باتیں ہیں وہ بالکل اصول حدیث سے ناواقفیت پر مبنی ہیں۔ انشاء اللہ حصۂ ثالثہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں جب ہم اُن کو نقل کریں گے تو خود ان کی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔ سہ

فسوف تری اذا انکشف الغبار
افرس تحت رجلک ام حمار

عقائد و کلام

امام بخاری کو جہاں مجتہد۔ فقیہ اور محدث ہونے کی حیثیت سے باکمال مانا جاتا ہے وہیں یہ بھی تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ وہ بڑے پایہ کے متکلم بھی تھے، لیکن قبل اس کے کہ ہم امام بخاری کا متکلم ہونا بیان کریں۔ یہ بتا دینا ضرور ہے کہ علم کلام کیا چیز ہے۔ کب ایجاد ہوا۔ کس طرح ترقی کی۔ اس کی کے قسمیں ہیں۔ کیونکہ متقدمین کی ایک جماعت علم کلام کو نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ بعض متقدمین نے اس کی ہجو میں قصیدے لکھے۔ بعض نے متکلمین کو فاسق ہی نہیں کہا بلکہ ان کی تکفیر تک کے قائل ہوئے۔

عام طور پر مشہور ہے، کہ مسلمانوں میں علم کلام، فلسفہ کے بعد پیدا ہوا۔ اور آغوش فلسفہ میں تربیت پائی۔ لیکن واقعات بتاتے ہیں، کہ علم کلام کے مسائل فلسفہ سے بیسوں برس پہلے وجود میں آچکے تھے۔ اور اُن میں فلسفہ کی مطلق آمیزش نہ تھی، عربی میں فلسفہ خلیفہ منصور کے عہد میں آیا۔ مگر اس کا عام رواج مامون کے زمانہ میں ہوا، منصور ۱۳۶ھ میں تخت نشین ہوا تھا۔ اور مامون رشید ۱۹۳ھ میں۔ اس لئے خاص فلسفہ کی کتابیں کم از کم ۱۳۶ھ تک عربی میں ناپید تھیں، حالانکہ غیلان دمشقی معبد جہنی، یونس اسواری، واصل بن عطاء بصری، عمرو بن عبید وغیرہ پیدا ہو چکے تھے جو معتزلہ کے سرخیل، اور علم کلام کے بانی ہیں،

لیکن تفحص واقعات سے معلوم ہو سکتا ہے کہ دراصل علم کلام کے دو حصے ہیں،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علم کلام عقلی، علم کلام نقلی نقلی علم کلام گو فلسفہ سے پہلے پیدا ہوا لیکن عقلی علم کلام کی بنیاد فلسفہ کے بعد پڑی۔

عقلی علم کلام سے مراد وہ علم ہے جسمیں عقلی دلائل سے فلسفہ کے مقابل میں اسلامی عقائد ثابت کئے جائیں۔ اس علم کا موجد علاف معتزلی ہے۔ اور اس کی تدوین ہارون کے وقت سے شروع ہوئی۔

نقلی علم کلام کو محدثین کا علم کلام کہنا چاہیئے، امام ابو حنیفہؒ کی طرف جو فقہ اکبر منسوب ہے وہ اور امام بخاری کی کتاب خلق افعال العباد، والرد علی الجھمیۃ یا جامع صحیح کی کتاب التوحید۔ امام احمد بن حنبل کی خلق افعال، ابن خزیمہ کی کتاب التوحید۔ امام بیہقی کی کتاب الاسماء والصفات، حافظ ابن تیمیہ کی کتاب الایمان اسی سلسلہ کی کتابیں ہیں۔ اس قسم کے علم کلام کی بنیاد، خود صحابہ کے اخیر عہد میں پڑ چکی تھی۔ کیونکہ اختلاف عقائد خود صحابہ کے عہد میں شروع ہو چکا تھا، صحیح مسلم میں یہ حدیث موجود ہے، یحیی بن معمر کہتے ہیں کہ قدر کا سب سے پہلے بصرہ میں معبد نے انکار کیا۔ میں (یحیی بن معمر) اور حمید بن عبد الرحمن حج یا عمرہ کے ارادے سے، البصرہ سے چلے، تو ہم لوگوں نے آپس میں کہا، کہ اگر کسی صحابی سے ملے تو ضرور معبد وغیرہ جو کچھ کہتے ہیں، اس کے بارہ میں ان سے پوچھتے، اتفاق سے حضرت ابن عمرؓ مل گئے جو مسجد جا رہے تھے ہم دونوں، حضرت ابن عمرؓ کے دائیں اور بائیں ہو گئے، میں نے کہا اے ابو عبد الرحمن! ہمارے ہاں (البصرہ میں) کچھ لوگ ایسے پیدا ہو گئے ہیں جو قرآن پڑھتے ہیں، اور علم کی تحقیق کرتے ہیں، (اور ان کے حالات بیان کئے) وہ کہتے ہیں، تقدیر کوئی چیز نہیں، بلکہ ہر چیز بغیر کسی تقدیر سابق کے ہوتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث سے صرف یہی نہیں ثابت ہوتا کہ اس قسم کے مباحث صحابہ کے زمانہ میں پیدا ہو چکے تھے، بلکہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے، کہ اختلاف عقائد کی پہلی صدا البصرہ ہی سے اٹھی، گو بعض حدیثوں سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں بھی بعض صحابہ کو مسئلہ قدر میں شبہہ پڑا تھا، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تسلی فرما دی، بخاری مسلم، دونوں میں یہ حدیث موجود ہے حضرت علی کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں ہر شخص کا دوزخی اور جنتی ہونا قسمت میں پہلے ہی لکھا جا چکا ہے، لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ تو پھر ہم اپنی قسمت پر بھروسہ کر کے عمل کیوں نہ چھوڑ دیں؟ آپ نے فرمایا عمل کئے جاؤ، کیونکہ ہر شخص فطرۃً اسی چیز کو آسانی سے کرتا ہے، جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے نیکوں پر نیکی کا راستہ سہل کر دیا جاتا ہے، اور بروں کے لئے برائی کا راستہ"

چند اور آثار ہیں، جن سے صاف پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کے عہد میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہو گئے تھے جن کے عقائد نئے رنگ اختیار کر چکے تھے۔ مسئلہ امامت اور خلافت کے اختلاف سے شیعہ اور خوارج اور ان کی بہت سی شاخیں نکل پڑیں"۔

"تابعین کے زمانہ میں چند چنگاریاں اور زیادہ مشتعل ہو گئیں، بصرہ میں معبد جہنی ایک شخص پیدا ہوا جو تقدیر کا بالکل منکر تھا۔ غیلان دمشقی اور یونس اسواری بھی اسی خیال کے لوگ تھے"۔

قرائن بتاتے ہیں کہ تابعین کے زمانہ تک اختلاف عقائد کا اتنا سرمایہ موجود ہو چکا تھا کہ عام مساجد میں اس کی تعلیم دی جاتی تھی، کیونکہ حضرت حسن بصری محدثین کے علم کلام کا درس دیتے تھے، واصل بن عطا، حسن بصری ہی کا شاگرد تھا، جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تفسیق اہل کبائر کے مسئلہ میں حسن بصری سے الگ ہوگیا، یہ معتزلہ کی تاریخ کا پہلا دن تھا، خوارج گنہگار مسلمانوں کو کافر اور جہنمی کہتے تھے، اہل سنت والجماعت کہتے تھے کہ اہل کبائر مسلمان ہیں، مگر فاسق ہیں، واصل نے کہا کہ اہل کبائر نہ مسلمان ہیں، نہ کافر ہیں، خوارج کے مقابلہ میں گروہ مرجیہ پیدا ہوگیا جس کا خیال تھا کہ اگر مسلمان کے دل میں ایمان ہو تو بدتر سے بدتر گناہ بھی اس کے دامن ایمان میں کوئی داغ پیدا نہیں کرسکتا "ایمانی کایمان جبرئیل ومیکائیل" (میرا ایمان جبرئیل کے ایمان کے برابر ہے۔

ایک گروہ قدریہ پیدا ہوا جس نے کہا، انسان بالکل خود مختار ہے۔ ان کے مقابلہ میں دوسرا گروہ جبریہ اٹھا کہ انسان مجبور محض ہے، بنی امیہ کے اخیر زمانہ میں خراسان سے جہم بن صفوان نکلا، جو معتزلہ کی طرح خدا کی صفات ازلی کا منکر تھا جبر وقدر کے مسئلہ میں جبریہ کا ہم زبان تھا، ان لغویات کے ساتھ خدا کی ان صفات کا بھی منکر تھا جو ناقص طریقہ سے انسان میں بھی پائی جاتی ہیں، مثلاً حیات، علم، سمع، بصر، وہ اس کا بھی قائل تھا کہ خدا کے علم میں تبدل وتغیر بھی ہوسکتا ہے، دوزخ اور جنت جزا اور سزا کے بعد فنا ہوجائے گی[ع]

جہمیہ اور معتزلہ اس بات کے قائل تھے کہ کلام خدا حادث اور مخلوق ہے بعض اصحاب ظواہر کو اس پر اصرار تھا کہ نہ صرف کلام خدا قدیم ... اور غیر مخلوق ہے، بلکہ الفاظ قراءۃ تک قدیم ہیں[عہ] جہمیہ اور معتزلہ نے خدا کے تصور کو اتنا بلند اور منزہ عن

ع اسی کو حضرات شیعہ بدا کہتے ہیں۔ دیکھو شیعوں کی مشہور کتاب اصول کافی اور پوری تفصیل مناظرہ حصہ اول مصنفہ مولوی عبد الشکور صاحب ۱۲

عہ یہی وہ مسئلہ ہے جسکی بدولت امام بخاری پر اتہام لگا کر حاکم بخارا نے امام بخاری کو شہر چھوڑنے کا حکم دیا تھا ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الصفات کیا کہ جس کا سمجھنا مشکل تھا، اُن کے مقابلہ میں مقاتل بن سلیمان مفسر المتوفی سنہ ۱۵۰ نے خدا کا درجہ انسان سے کچھ ہی زیادہ بلند رکھا۔

مامون کے زمانہ میں خلق قرآن کے مسئلہ پر وہ قیامت برپا ہوئی کہ سینکڑوں علمائے اہل سنت والجماعت کو سخت سزائیں دی گئیں، مامون کے بعد معتصم خلیفہ ہوا۔ مامون کی تیغ ستم کو نیام میں کرنا تو ایک طرف، معتصم نے تعصب کے فرشتوں کو حکم دیا کہ علمائے اہل سنت پر عذاب دونا کر دیا جائے، حضرت امام احمد بن حنبل کو اس سے جو تکلیف پہنچی قابل بیان نہیں۔ اسی زمانہ میں ایک شخص تھا جس کا خیال تھا کہ خدا کو کسی شئے کا اُس کے وجود سے پہلے علم نہیں ہوتا۔

غرض کہ ملک کے ہر گوشہ سے عقائد کی ایک نئی صدا آتی تھی۔ ایوان اسلام میں ایک قسم کی جنبش ہونے کو تھی، کہ خدا نے ایک حجرہ نشین قوم کو اس کی طرف توجہ دلائی، علامہ ذہبی نے لکھا ہے علمائے تابعین محدثین نے اس پر آشوب زمانہ میں سب سے پہلا کام یہ کیا کہ صحیح اصول پر علم حدیث کی تدوین کی، اور تصنیف و تالیف کی، گو اس زمانہ تک مسلمانوں میں منطق، اور فلسفہ کا رواج نہ تھا، اور ہوتا بھی تو محدثین ان کو کب ہاتھ لگاتے، لیکن پھر بھی اقناعی اصول کے موافق وہ باطل پرست فرقوں سے مناظرہ کرتے تھے، اُن کے غلط دعووں کی تردید کرتے تھے، انھیں کی کوشش کی یہ برکت دیکھی جاتی ہے کہ آج ان میں سے اکثر فرقوں کا صفحۂ عالم سے نام تک مٹ گیا، یہ فتح حکومت کے زور سے نصیب نہیں ہوئی، بلکہ صرف صداقت اور محض خلوص سے۔

لیکن ایک نکتہ سنج اگر اس کی تلاش کرے کہ اسلام کے چند سادہ اور بے تکلف اصول میں اتنے اختلافات کیونکر پیدا ہو گئے تو اس کو صاف نظر آئے گا کہ اسلام نے جن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عقائد کو مجمل چھوڑا تھا۔ قرآن مجید جن عقائد سے خاموش تھا، اُن کی تصریح اور تفصیل نے یہ فتنہ برپا کیا، مختلف الخیال فرقوں کی تعداد جو سینکڑوں کی حد تک پہنچ گئی، اور جن کا اثر ذہنی عالم ہی تک محدود نہ رہا، بلکہ خارجی عالم میں بھی اس اختلاف خیال نے کچھ کم برہمی نہیں پیدا کی، اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ ہر شخص اسلام کے سادہ اور مجمل عقائد کی تفصیل کرتا تھا ذات و صفات باری کے مشکل مرحلوں میں ہر فرقے ایک نئے انداز سے قدم رکھتے تھے، اور بدقسمتی سے اسی زمانہ میں یونانی علوم کے پارینہ دفتر کی عربی میں تجدید کی جارہی تھی جس نے طبیعتوں میں دقت آفرینی کی اُمنگ پیدا کردی تھی جس کا حکم تھا کہ نفیاً یا اثباتاً ہر مسئلہ کا جواب دینا ضرور ہے۔

محدثین کی رائے تھی کہ قرآن مجید نے جن چیزوں کو مجمل چھوڑا ہے، ہمارا اعتقاد بھی اُن کے متعلق مجمل ہونا چاہیئے، اسلام نے بتایا ہے، کہ مسلمانوں کو اس طرح خدا کی رویت ہوگی جس طرح وہ چاند کو دیکھتے ہیں۔ مگر کن آنکھوں سے ہوگی، اس کی تصریح نہیں کی، اسلام نے یہ تعلیم نہیں کی، کہ قرآن مجید مخلوق ہے، یا غیر مخلوق، ان کے سوا اور بیسیوں عقائد ہیں جن کے متعلق اسلام نفیاً یا اثباتاً ایک حرف نہیں کہتا۔

اس دعوے پر امام مالک کا یہ قول نہایت استحکام کے ساتھ روشنی ڈال رہا ہے، مصعب بن عبد اللہ بن زبیر کہتے ہیں کہ مالک ابن انس فرمایا کرتے تھے کہ میں عقائد میں گفتگو کرنا پسند نہیں کرتا ہوں، اور ہمیشہ اہل مدینہ اس کو ناپسند کرتے تھے، اور قدر وغیرہ کے مسئلہ میں بحث کرنے سے ہمیشہ روکتے تھے، میں انھیں مسائل میں بحث و گفتگو کرنا پسند کرتا ہوں جن کا تعلق کچھ اعمال سے ہو۔ لیکن ذات و صفات خدا کے مسئلہ میں خاموشی بہتر سمجھتا ہوں، ہمارے شہر (مدینہ) کے فقہا ہمیشہ ان مباحث سے منع کرتے تھے جن کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعلق براہ راست اخلاق و عمل سے نہ ہو۔

امام مالک ایک دوسرے موقع پر ان مباحث کے غیر ضروری ہونے پر ایک روشن دلیل سے استدلال کرتے ہیں۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ میں نے امام مالک سے ذات وصفات باری کے متعلق سوال کیا، امام صاحب نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ بدگمانی کرنا بالکل محال ہے کہ وہ اپنی امت کو استنجا و طہارت تک کے مسائل کو تو بتائیں اور ذات وصفات کے مباحث کی تعلیم نہ دیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ۔ میں مامور ہوں کہ وہیں تک قتال کروں جب تک لوگ کلمہ توحید نہ کہیں۔

امام مالک سے ایک دوسرے موقع پر کسی نے استوی علی العرش کا معنی پوچھا، آپ نے جواب میں فرمایا۔ الاستواء معلوم والکیف مجہول والسوال عنہ بدعۃ والایمان بہ واجب، استوار کی حقیقت ہر شخص جانتا ہے (ورنہ قرآن کا امیوں کو مخاطب فرما کر الرحمن علی العرش استوی فرمانا، بے معنی ہوگا) البتہ کیفیت استوار مجہول ہے اور کیفیت میں بحث کرنا اور اس کا سوال کرنا بدعت اور خلاف طریقہ سلف ہے اور استوار کے مسئلہ پر ایمان لانا واجب ہے۔

امام بخاری جب نیشاپور تشریف لے گئے اور ان سے خلق قرآن کا مسئلہ پوچھا گیا اور جواب دینے پر بالکل مجبور کیے گئے۔ تو امام صاحب نے فرمایا القرآن کلام اللہ غیر مخلوق۔ وافعال العباد مخلوقۃ۔ والامتحان بہ بدعۃ۔ یعنی قرآن خدا کا کلام غیر مخلوق ہے لیکن خلق کے افعال (یعنی ان کے منہ سے جو الفاظ قرآنی نکلتے ہیں وہ مخلوق ہیں)

ۓ جامع ترمذی۔ ۓ مقدمہ فتح ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور ایسے مسائل کا سوال کرنا بدعت ہے، غرض کہ ائمہ سلف مسائل کلامیہ میں غور و تحقیق کو نہایت مذموم جانتے تھے اور اس کی پوچھ پاچھ کو بدعت کے لفظ سے تعبیر فرماتے، امام احمد بن حنبل اس باب میں سخت متشدد تھے۔"

ان ائمہ کی رائے کی تقویت اور تائید احادیث سے بھی ہوتی ہے، ترمذی، اور ابن ماجہ نے یہ حدیث روایت کی ہے، ابوہریرہ کہتے ہیں، کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر آئے اور ہم لوگ مسئلہ قدر میں گفتگو کر رہے تھے، غصہ سے آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا آپ کے منہ پر کسی نے انار کے دانے توڑ دیئے ہیں اور فرمایا کہ کیا تمہیں اس کی تعلیم دی گئی ہے۔ کیا میں اسی لیے بھیجا گیا ہوں، تم سے پہلے کی قومیں اسی مسئلہ کے مباحثات سے تباہ ہو گئیں۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اس میں جھگڑا نہ کرو۔"

اوپر کے بیانات سے چند باتیں معلوم ہوئیں (اول) یہ کہ علم کلام نقلی کہتے ہیں آیاتِ قرآنیہ، اور احادیثِ صحاح سے (جو صحیح اصول پر جمع کی گئی ہیں) عقائدِ باطلہ کا رد کرنا، (دوم) یہ کہ اس علم کلام کی بنیاد زمانہ صحابہ میں پڑ چکی تھی (سوم) یہ کہ محدثین اسی علم کلام نقلی کو جانتے تھے اور اسی سے وہ تمام فرق باطلہ کے مقابلہ میں سینہ سپر ہوتے (چہارم) علم کلام عقلی سے ان کو تنفر رہا اور اس سے وہ نہایت کراہت کرتے اور جہاں تک ان کا بس چلتا تھا روکتے۔

امام بخاری کا زمانہ نہایت پُرآشوب زمانہ ہے۔ صحیح حدیثوں کی تدوین تو شروع ہو چکی ہے اور بہت کچھ تدوین ہو بھی چکی ہے۔ لیکن اس کا شیرازہ بکھرا ہوا ہے۔ کوئی کتاب

عــه اس کی تفصیل آتی ہے ۱۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحیح حدیثوں کی مکمل تیار نہیں ہے۔ عقائد باطلہ کی چنگاریوں نے مشتعل ہو کر عالم میں ایک آفت بپا رکھی ہے ہر جگہ بحث و مباحثہ کے بازار گرم ہیں۔ منکرین تقدیر، منکرین صفات الٰہی، منکرین عذاب قبر، منکرین رویت باری، منکرین ملائکہ و جن، مجسمہ، مرجیہ، جبریہ، معتزلہ، جہمیہ، خارجیہ، رافضیہ، امامیہ، ان میں بھی زیدیہ، اسماعیلیہ وغیرہ بیسیوں فرقے پیدا ہو چکے ہیں۔ غرض ملک کے ہر گوشہ میں ایک نئی صدا بلند ہے۔ اور ہر فرقہ اپنی جگہ اپنی پوری کوشش اور کامل قوت کے ساتھ اپنے خیالات پھیلانے میں سرگرم ہے۔ ادھر کوفہ سے اہل الرائے کے قیاسی مسائل نہایت زور شور سے اٹھ کر تمام عراق پر چھا گئے ہیں۔ امام ابو یوسف کے قاضی القضاۃ ہونے کی وجہ سے جو قاضی مقرر کیے جاتے ہیں، وہ اسی خیال کے مقرر کیے جاتے ہیں۔ اور یہ سلسلہ عرصہ تک قائم رہ کر نہایت مستحکم طریقہ پر اس کی بنیاد اور جڑ تمام عراق میں مضبوط ہو گئی ہے۔ ایسے نازک وقت میں جبکہ اپنی خیر منانی مشکل ہے۔ امام بخاری کے قلم و لسان و درس نے وہ کام کیا جس کی نظیر ملنی مشکل ہے جس سادگی اور بے باکی سے صحیح بخاری میں ان فرق باطلہ کا رد کیا ہے، وہ امام صاحب ہی کا حصہ تھا اس پر لطف یہ ہے کہ جن کی غلطیاں اور اوہام بیان کیے ہیں۔ کہیں ان کے نام نہیں لیے، اور یہ وہ عالی ہمتی ہے جو بہت ہی کم لوگوں کو نصیب ہوتی ہے۔ صحیح بخاری کے کتاب الایمان اور کتاب الاعتصام بالسنۃ۔ کتاب التوحید کو کسی کامل الفن شیخ سے پڑھو، اور ساتھ اس کے کتاب ملل و نحل کو سامنے رکھ لو تو اس کی خوبی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔"

علاوہ صحیح بخاری کے فرق باطلہ کی تردید کے لیے مستقل تصنیفیں لکھیں۔ کتاب خلق افعال العباد و کتاب الرد علی المعطلہ امام صاحب کی مشہور تالیف ہے اور اب طبع ہو کر شائع ہے، جہمیہ معطلہ وغیرہ کا رد اس میں نہایت پرزور طریقہ سے کیا ہے۔ علامہ مزی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشہور محدث نے ۸۰۵ھ میں اس کتاب کا درس جامع اموی میں نہایت دھوم دھام سے دیا، جس کا ذکر حافظ ابن حجر نے درر کامنہ میں کیا ہے۔

ان تمام مباحث کے لئے نہ یہ کتاب گنجائش رکھتی ہے نہ وہ موضوع کتاب ہیں ان کا ذکر نفیاً یا اثباتاً اس کتاب میں لانا تطویل الاطائل ہے، جامع صحیح اور دیگر تصانیف امام صاحب کی موجود ہیں۔ تاہم دو مسئلوں کا ذکر نامناسب نہ ہوگا۔ اس لئے کہ امام صاحب پر ان دو مسئلوں میں نکتہ چینی کی گئی ہے۔ اور بعض ناگزیر واقعے بھی پیش آئے۔

پہلا مسئلہ اعمال کا جزو ایمان ہونا اور اسی کو لازم ہے ایمان کا باعتبار مقدار کے گھٹنا بڑھنا یہی وہ مسئلہ ہے جو محدثین اور مرجئین کی دو جماعتوں کا تفریق کرنے والا ہے۔ امام صاحب نے (صحیح بخاری) کتاب الایمان کی ابتدا ہی میں فرمایا وھو قول وعمل یزید وینقص اور اس دعوے کے اثبات میں تقریباً پچاس سے اوپر دلیلیں پیش کی ہیں۔

اور اکثر جن اعمال پر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایمان کا اطلاق کیا تھا اُن کو تراجم ابواب میں مفصلاً علیحدہ علیحدہ ذکر کیا۔ نصوص قرآنیہ و حدیثیہ کا محدثین کے موافق ہونا آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہے۔ دوفریق کو بھی اس کا اقرار ہے،

قال اللہ تعالیٰ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا الآیہ ایضاً وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا الآیہ ایضاً لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ الآیہ ایضاً اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا الآیہ ایضاً الایمان بضع وسبعون شعبۃ الحدیث۔ ایضاً بنی الاسلام علی خمس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الحدیث ایضاً قد افلح المؤمنون الذین ہم فی صلوتہم خاشعون الآیہ
ایضاً فاخشوہم فزادہم ایماناً ایضاً وما زادہم الا ایماناً وتسلیماً
ایضاً تلک الجنۃ التی اورثتموہا بما کنتم تعملون -

عامہ صحابہ وتابعین کا ان کے ہمزبان ہونا کتب احادیث ورجال وتواریخ وشروح حدیث سے ظاہر ہے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے لے کر صحابہ وتابعین تک جس طرح نصوص قرآنیہ واحادیث نبویہ میں ایمان کے گھٹنے بڑھنے اور اعمال کے جزو ایمان ہونے کی صراحت ہے بلا تاویل و بحث عامہ مسلمانوں کا عقیدہ تھا، اتباع تابعین میں آکر فلسفیانہ تدقیق وتشقیق شروع ہوئی جس سے اس مسئلہ پر بھی شکوک وارد کیے گئے اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتابعین پر اعتراض جمائے گئے اور نصوص کی تاویلیں کی گئیں، امام صاحب نے اپنے عہد کی حالت اس مسئلہ کے متعلق یہ پیش کی کہ میں نے ایک ہزار سے زائد شیوخ اور محدثین سے شرف صحبت وتلمذ حاصل کیا جو سب کے سب الایمان[ع] قول وعمل ویزید وینقص کے قائل تھے

اس میں کیا شبہہ ہے کہ اطلاقات دو قسم کے ہیں، ایک اطلاقات شرعیہ جن کو منقولات شرعیہ یا حقائق شرعیہ کہتے ہیں دوسرے اطلاقات غیر شرعیہ (خواہ لغویہ ہوں یا اور) یہ بات بھی مسلم ہے کہ شریعت میں حقائق شرعیہ دوسرے اطلاقات پر مقدم ہیں۔ دیکھو صلوٰۃ۔ زکوٰۃ۔ اذان۔ صوم۔ حج۔ نکاح وغیرہ میں وہی معنی معتبر ہیں جن کو شریعت نے بتایا گو کہیں لغوی معنی پر بھی اطلاق ہو۔ جب یہ دونوں قاعدے

عـہ ایمان گھٹتا بڑھتا ہے اور ایمان قول اور عمل ہے ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلم ہیں، تو یہ مسئلہ صادق ہے۔

امام صاحب نے الایمان قول و عمل و یزید و ینقص، پر جہاں تقریباً ساڑھ ستر دلائل پیش کئے ہیں۔ وہیں کتاب الایمان میں ذیل کے تین الواب بھی لکھے ہیں۔

(۱) باب المعاصی من امر الجاھلیۃ لا یکفر صاحبھا بارتکابھا الا بالشرک لقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم انک امرء فیک جاھلیۃ۔ وقول اللہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ۔

(۱) باب اس کا کہ گناہیں جاہلیت کی چیز ہیں لیکن ان کا مرتکب کافر نہیں کہا جا سکتا جب تک شرک نہ کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک صحابی کو فرمانا کہ تم ایسے آدمی ہو کہ تم میں اب تک جاہلیت کی بات باقی ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا کہ اللہ سب گناہیں معاف کریگا لیکن شرک نہیں معاف کریگا (ان دونوں باتوں سے معلوم ہوا کہ گناہوں کے ارتکاب سے آدمی کافر نہیں ہو سکتا)

(۲) باب وَاِنْ طَاۗىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فسماھم المومنین۔

(۲) باب قول اللہ تعالیٰ کا اگر دو جماعت ایمان والوں کی لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو، تو اللہ تعالیٰ نے باوجود لڑنے کے مومن کہا۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ سے آدمی کافر نہیں ہوتا۔

(۳) باب کفران العشیر و کفر دون کفر۔

(۳) باب شوہر کا کفر کرنا اور اس امر کا باب کہ ایک کفر دوسرے کفر سے نیچے ہے

امام صاحب کی غرض ان تینوں بابوں کے لکھنے سے یہ ہے، کہ اعمال جزو ایمان ہیں، لیکن باوجود اس کے معصیت سے کوئی مومن کافر نہیں ہو سکتا، اگر کفر کا اطلاق اس پر کیا بھی جائے (جیسا کہ بعض حدیثوں میں تارک الصلوۃ عمداً کو کافر کہا گیا ہے)

دیکھو الخیر الجاری صفحہ ۳۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو اس سے کفر حقیقی مراد نہیں ہوگا۔ نہ اس پر مرتد کے احکام جاری کیے جائیں گے یہی وہ فصل ہے جو محدثین کو معتزلہ سے الگ کرتی ہے۔

ایمان کی زیادتی اور کمی دو اعتبار سے ہو سکتی ہے ایک کیفیت کے اعتبار سے، دوسرے کمیت کے اعتبار سے، کیفیت کے اعتبار سے زیادتی اور کمی کا کسی کو انکار نہیں، علامہ عینی حنفی شرح بخاری میں لکھتے ہیں کہ بعض محققین نے[عہ] صراحت سے لکھا ہے کہ حق یہی ہے کہ یقین اور عمل دونوں کے مجموعہ کا نام ایمان ہو یا صرف یقین کا نام، ہر طرح ایمان زیادتی کمی قبول کرتا ہے۔"

صاحب سیرۃ النعمان لکھتے ہیں، ایمان کی کمی وزیادتی دو لحاظ سے ہو سکتی ہے، ایک اس اعتبار سے کہ وہ مقولہ کیف سے ہے جس میں شدت وضعف ممکن ہے، یا

عہ قال بعض المتاخرین الحق ان الایمان یقبلہا سواء کان عبارۃ عن التصدیق بالقلب مع الاعمال وھو ظاھر او بمعنی التصدیق وحدہ لان التصدیق بالقلب ھو الاعتقاد الجازم وھو قابل للقوۃ والضعف فان التصدیق بجمیئتہ الشیخ الذی یرید ایدینا اقوی من التصدیق بجمیئتہ اذا کان بعید اعنا ولانہ یتدرج فی التنزل من اجلی البدیھیات کقولنا النقیضان لایجتمعان ولا یرتفعان ثم ینزل الی مادونہ کقولنا الاشیاء المتساویۃ لشئی واحد متساویۃ ثم الی اجلی النظریات کوجود الصانع ثم الی مادونہ ککونہ مرئیا ثم الی اخفاھا کاعتقاد ان العرض لایبقی زمانین وقال بعض المحققین ان التصدیق یقبل الزیادۃ والنقصان بوجھین الاول القوۃ والضعف لانہ من الکیفیات النفسانیۃ وھی تقبل الزیادۃ والنقصان کالفرح والحزن والغضب ولو لم یکن کذلک یقتضی ان یکون ایمان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وافراد الامۃ سواء وانہ باطل اجماعا ولقول ابراھیم علیہ السلام ولکن لیطمئن قلبی الثانی التصدیق التفصیلی فی افراد ما علم مجیئہ بجزء من الایمان یثاب علیہ ثوابہ علی تصدیقہ بالاٰخر ۱۲ شرح عینی ص۱۲۸ جلد اول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے کہ ایمان یقین کا نام ہے، اور یقین کے مراتب مختلف ہوتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب خدا سے کہا "تو مردوں کو کیونکر جلاتا ہے" تو ارشاد ہوا کہ اولم تومن یعنی کیا تجھ کو اب تک یقین نہیں آیا، عرض کی کہ یقین ضرور ہے لیکن (لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي) یعنی اور زیادہ اطمینان خاطر چاہتا ہوں۔ خدا نے متعدد آیتوں میں صاف تصریح کردی ہے کہ ایمان میں ترقی ہوتی ہے زَادَتْهُمْ إِيمَانًا، اس مسئلہ میں نص صریح ہے، لیکن امام ابوحنیفہ کو بلحاظ اس معنی کے نہ انکار ہے نہ یہ امر اس وقت زیر بحث تھا، امام ابوحنیفہ کے دعوے کا اور منشا ہے اور وہ بالکل صحیح ہے، جن لوگوں نے عمل کو جزو ایمان قرار دیا ان کا مذہب ہے کہ ایمان بلحاظ مقدار کے زیادہ وکم ہوتا ہے، جو شخص اعمال کا زیادہ پابند ہے وہ زیادہ مومن ہے جو گنہگار ہے وہ کم مومن ہے۔ محدثین صراحۃً اس کے مدعی ہیں اور اس پر دلیلیں لاتے ہیں۔ علامہ قسطلانی صحیح بخاری کی شرح میں لکھتے ہیں فاعلم ان الایمان یزید بالطاعات وینقص بالمعصیۃ یعنی ایمان ثواب کے کام کرنے سے زیادہ ہوتا ہے اور گناہ کرنے سے گھٹ جاتا ہے۔ اور محدثین نے بھی جابجا اس کی تصریح کی ہے۔ امام ابوحنیفہ اس اعتبار سے ایمان کی زیادت ونقصان کے منکر تھے اُن کے نزدیک جب اعمال جزو ایمان نہیں تو اعمال کی کمی بیشی سے ایمان میں کمی بیشی نہیں ہوسکتی، غرض امام ابوحنیفہ کا یہ دعوے نہیں ہے کہ ایمان بلحاظ کیفیت یعنی شدت وضعف کے زیادہ وکم نہیں ہوسکتا بلکہ اُن کا دعوے یہ ہے کہ ایمان مقدار کے اعتبار سے زیادہ وکم نہیں ہوسکتا۔ یہ دعوے اس بات کی فرع ہے کہ اعمال جزو ایمان نہیں ہیں اس سے واضح ہے کہ محدثین اور دیگر لوگوں میں مطلقاً ایمان کی زیادت ونقصان میں اختلاف نہیں ہے۔ بلکہ اعمال کے جزو ایمان وداخل ایمان شرعی ہونے سے جس سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زیادتی کمی مقداراً ہوتی ہے یہی بابُ الاختلاف ہے۔ اور خلاصہ مذہب محدثین باتباع نصوص قرآنیہ و حدیثیہ و باتباعِ صحابہ و تابعین یہ ہوا کہ محدثین اعمال کو جزوِ ایمان شرعی کہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ایمان کی زیادتی و کمی مقدار کے اعتبار سے ہے۔ اور ساتھ اس کے مومن اہل قبلہ معصیت کی وجہ سے کافر نہیں کہا جا سکتا۔ جب تک کلمہ توحید و شہادت سے انکار نہ کرے۔

اب اس پر سخیف اور واہی اعتراض کیا جاتا ہے۔ اور صحابہ و تابعین کو ظاہر بیں اور احمق بنانے کی سعی کی جاتی ہے۔ اس اعتراض کو ہم صاحب سیرۃ النعمان کی پوری عبارت میں نقل کرتے ہیں۔

(ص ۱۲۰ میں لکھتے ہیں) امام ابو حنیفہ فرائض اور اعمال کو جزو ایمان نہیں سمجھتے آج تو اس کی نسبت بحث کرنی گویا تحصیل حاصل ہے۔ ایک معمولی سمجھ کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ ایمان اعتقاد کا نام ہے جو دل سے متعلق ہے۔ فرائض اور اعمال جوارح کے کام ہیں اس لئے نہ ان دونوں سے کوئی حقیقت مرکب ہو سکتی ہے۔ نہ ان میں سے ایک دوسرے کا جزو ہو سکتا ہے۔ لیکن اس زمانہ میں (زمانہ صحابہ و تابعین) یہ ایک بڑا بحث طلب مسئلہ تھا۔ اور اکثر ارباب ظاہر بلکہ بعض مجتہدین بھی اس کے خلاف تھے۔

صاحب سیرۃ النعمان نے بات تو خوب بنائی۔ لیکن زخرف القول غروراً سے بیش وقعت نہیں رکھتی۔ کیونکہ آپ نے باوجود فلسفیت اور نکتہ شناسی یہ خیال نہ فرمایا کہ جب صاحب شریعت نے تصدیق قلبی اور افعال جوارح سے حقیقت مرکب کر کے ہمیں اس کی تعلیم دی۔ تو ہم کو کون حق ہے۔ ہم کہیں۔ ان دونوں سے کوئی حقیقت مرکب نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو سکتی۔ کیا نماز قصد قلب (نیت) اور افعال جوارح سے حقیقتہً مرکب نہیں۔ کیا صرف افعال جوارح سے بلا نیت اور قصد قلب کے نماز ہو سکتی ہے؟ اسی طرح آپ تمام احکام شرعیہ کو دیکھیں گے۔ شارع نے ایمان کی حقیقت شرعیہ یہ بتائی کہ یہ تصدیق قلبی اور اعمال جوارح سے مرکب ہے جس کا جزو اعظم تصدیق قلبی ہے جب تک تصدیق قلبی ہے آدمی کافر نہیں کہا جاسکتا کیونکہ جزو اعظم اس کا موجود ہے۔ اگر صرف زبانی اقرار ہے اور تصدیق نہیں ہے۔ تو احکام ایمان اس پر جاری ہوں گے وحسابہ علی اللہ۔ بعینہ یہی مثال نماز کی ہے۔ بلا نیت نماز پڑھے گا تو نمازی کا حکم دے دیا جائے گا وحسابہ علی اللہ۔ اسی کو امام بخاری نے اس طرح پر فرمایا۔

باب[1] اذا لم یکن الاسلام علی الحقیقۃ ویکون علی الاستسلام

یعنی باب اس بات کا کہ حقیقت میں کوئی مسلمان نہ ہو بلکہ صرف (دکھاوے سے) ماننا ہو۔ (پھر آگے چل کر لکھتے ہیں ص ۱۲۳) اعمال کو جزو ایمان قرار دینا اس بات کو مستلزم ہے کہ جو شخص اعمال کا پابند نہ ہو وہ مومن بھی نہ ہو جیسا کہ خارجیوں کا مذہب ہے۔ جو مرتکب کبائر کو کافر سمجھتے ہیں۔ اگرچہ محدثین ایسے شخص کو کافر نہیں سمجھتے تھے۔ لیکن یہ نہ سمجھنا اس وجہ سے تھا کہ وہ لزوم سے ناواقف تھے۔ حالانکہ لزوم قطعی اور یقینی ہے۔ جس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ امام رازی نے جو امام شافعی کے بہت بڑے حامی ہیں کتاب مناقب الشافعی میں لکھا ہے۔ کہ لوگوں نے امام شافعی پر یہ اعتراض کیا ہے کہ وہ متناقض باتوں کے قائل ہیں۔ کیونکہ ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ ایمان تصدیق وعمل کے مجموعہ کا نام ہے۔ ساتھ ہی اس بات کے بھی قائل ہیں کہ ترک عمل سے کوئی شخص کافر

[1] اس ترجمۃ الباب کی تشریح علامہ سندھی نے خوب کی ہے فلیرجع الیہ ۱۲ عبید اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہوتا۔ حالانکہ مرکب چیز کا جب ایک جز نہ رہا تو من حیث المرکب نہ رہا۔ اسی لئے معتزلہ جو اس بات کے قائل ہیں کہ عمل جزو ایمان ہے اس بات کے بھی قائل ہیں کہ عمل نہ ہو تو ایمان بھی نہیں۔ لیکن امام شافعی کی طرف سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اصل ایمان اقرار اور اعتقاد کا نام ہے۔ باقی اعمال۔ وہ تو ایمان کے ثمرات اور توابع ہیں۔ لیکن چونکہ توابع پر بھی کبھی کبھی مجازاً اصل شے کا اطلاق ہوتا ہے۔ اس لئے مجازاً اعمال پہ بھی ایمان کا اطلاق ہوا۔ اور یہ مسلم ہے کہ توابع کے فوت ہونے سے اصل شے فوت نہیں ہوتی۔ لیکن یہ جواب توجیہ القول بمالا یرضی بہ قائلہ ہے اور خود امام رازی کو اس کا اعتراف کرنا پڑا چنانچہ جواب کے بعد فرماتے ہیں کہ فیہ ترک لہذا المذہب یعنی اس جواب سے یہ مذہب باطل ہوا جاتا ہے۔ امام رازی گو شافعی المذہب اور اپنے امام کے نہایت طرفدار ہیں۔ لیکن چونکہ صاحب نظر اور نکتہ شناس ہیں ان کو تسلیم کرنا پڑا کہ یا عمل کو ایمان کے توابع سے شمار کرنا چاہیئے۔ یا مان لینا چاہیے کہ جو شخص پابند عمل نہیں مومن بھی نہیں۔"

بظاہر تو یہ منطقی تدقیق نہایت صحیح معلوم ہوتی ہے۔ لیکن جب شریعت۔ اور عرف خاص و عام اس کو باطل کر رہا ہے تو اس کی کونسی وقعت ہوگی۔ دیکھو درخت کا ایک پتہ توڑ لینے سے ایک جزو اس کا فوت ہو گیا۔ لیکن خاص و عام میں سے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ درخت باقی نہیں۔ شریعت نے ایمان کی مثال کبھی تو درخت سے دی ہے اور فرمایا الایمان بضع وسبعون شعبۃ اور کبھی مکان سے فرمایا بنی الاسلام علی خمس۔ ان دونوں مثالوں میں عرف عام و خاص دونوں اعتبار سے یہ منطقی قاعدہ اور معقولی تدقیق بے وقعت ہے [ع۵]

ع۵ (حاشیہ ص۲۸۶ پر ملاحظہ فرمائیں)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

علاوہ بریں امام رازی صاحب اور صاحب سیرۃ النعمان سے (جو محدثین کو لکھ رہے ہیں کہ وہ لزوم سے ناواقف تھے) پوچھنا چاہیے کہ اس لزوم سے ان کی غرض اگر یہ ہے کہ جزئیت اعمال سے لازم ہے کہ انتفاء اعمال سے ایمان کل من حیث الکل نہ پایا جاوے تو مسلم ہے۔ مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کسی جزو خاص کے نہ پائے جانے پر ترتب ثواب نہ ہو اور خداوند عالم اُس کے مومن ہونے کا حکم نہ دے کیونکہ یہ تقدیرات ربانی سے ہے اللہ پاک پر یہ لازم نہیں کہ صرف کسی ایک جزو کے پائے جانے پر بغیر پائے جانے جمیع اجزاء ایمان کے ۔۔۔ ثواب کو بقدر اس جزو کے مرتب نہ فرمائے یَفْعَلُ مَا يَشَاءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيدُ ایسی ذرا سی بات اس قدر مشکل معلوم ہوئی کہ ظاہر نصوص سے اعراض کیا گیا اور تاویلوں کی کوئی حد نہ رکھی گئی اور محدثین و صحابہ و تابعین کو ناسمجھ اور لزوم سے ناواقف بتایا گیا۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ محدثین اللہ و رسول کی پیروی میں مزید اہتمام رکھتے ہیں جن امور کی نسبت اللہ و رسول سے جو کچھ وارد ہوا ہے اور جس امر پر شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کچھ حکم لگایا ہے اُس کے قبول و بیان میں سر مو فرق نہیں کرتے۔ اور اپنی عقل و رائے و قیاس سے اطلاقات شرعیہ میں خرابی نہیں نکالتے۔ اور اس خرابی کی بنا پر ظاہر قرآن و حدیث کا انکار نہیں کرتے۔ بلکہ بلا تردد اس کو قبول کرتے اور اُس کے خلاف کرنے والے کو نہایت برا سمجھتے اور یہی شان تھی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ۲۸۵) وقال بعض الحنفیۃ والحق فی الجواب ان المجموع المرکب من الاجزاء لایلزم من زوال بعض اجزاءہ انعدام ہذا المرکب ایضا نعم تزول تلک الہیئۃ السابقۃ لکن لایقتضی التباین بینہما وبین اللاحقۃ وذلک کالانسان مثلا فاذا اصابتہ بعض اعضاءہ عاہۃ لم یخرج عن کونہ انسانا نعم یقال من حیث القدرۃ انہ انسان ناقص فاذا زاد النقص ربما خرج عن تسمیتہ انسانا ظاہرا بل الامر احد من الاشیاء یزول اسمہ بزوال جزء منہ (الی آخر ما قال) عینی البخاری ص۱۵۵ ج ۱ ۔ ۱۲ عبید اللہ الرحمانی

www.KitaboSunnat.com

علیہ وسلم کی۔ چنانچہ اس کو خود صاحب سیرۃ النعمان نے لکھا ہے کہ "صحابہ کے زمانہ تک اسلامی عقائد کی سطح نہایت ہموار اور غیر متحرک رہی۔ اہل عرب کو ان موشگافیوں اور باریک بینیوں سے سروکار نہ تھا الخ"۔ محدثین (جو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روش اختیار کرنے والے تھے اور اس سے عدول کرنے والے کو نہایت برا سمجھنے والے) نے اس مسئلہ میں بھی وہی صحابیوں کی روش اختیار کی۔ شاہ ولی اللہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں۔

اعلم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم جعل الایمان علی ضربین احدھما الایمان الذی یدور علیہ احکام الدنیا من عصمۃ الدماء والاموال وضبطہ بامور ظاھرۃ فی الانقیاد وھو قولہ صلی اللہ علیہ وسلم امرت ان اقاتل الناس حتی یشھدوا ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ ویقیموا الصلوۃ ویوتوا الزکوۃ فاذا فعلوا ذلک عصموا منی دماءھم و اموالھم الا بحق الاسلام وحسابھم علی اللہ وثانیھما الایمان الذی	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایمان کی دو قسمیں قرار دی ہیں ایک[1] وہ جس پر احکام دنیا کی بنا ہے۔ یعنی جان و مال کا بچاؤ جو انقیاد ظاہری ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے کہ مجھ کو حکم ہے جہاد کا تا آنکہ لوگ توحید و رسالت کی شہادت دیں اور نماز قائم کریں اور زکوۃ دیں۔ اگر لوگوں نے ایسا کیا، تو مجھ سے اپنی جان و مال کو سوائے حقوق اسلامی (قصاص وغیرہ) کے بچا لیا۔ اور حساب ان کا اللہ کے ذمہ ہے، دوسری[2] قسم ایمان کی، وہ ہے، جس پر احکام آخرت یعنی نجات و درجات

[1] جس کا باب امام بخاری نے یوں منعقد کیا باب اذا لم یکن الاسلام علی الحقیقۃ

www.KitaboSunnat.com

علیہ یدور احکام الاخرة من النجاة والفوز بالدرجات وھو متناول بکل اعتقاد حق وعمل مرضی وملکة فاضلة وھو یزید وینقص وسنة الشارع ان یسمی کل شئ منھا الایمان لیکون تنبیھا بلیغا علی جزئیتہ ولہ شعب کثیرة ومثالہ کمثل الشجرة یقال للدوحة و الاغصان والاوراق والثمار والازھار جمیعا انھا شجرة فاذا قطع اغصانھا وخبط اوراقھا وخرف ثمارھا قیل شجرة ناقصة فاذا قلعت الدوحة بطل الاصل انتھی۔

پانے کی بنا ہے۔ اور وہ شامل ہے ہر اعتقاد حق اور عمل پسندیدہ کو اور ملکہ فاضلہ کو جو کم وبیش ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب امور کا نام ایمان رکھا تاکہ تنبیہ ہو اس پر کہ یہ سب باتیں جزو ایمان ہیں اور ایمان کی بہت شاخیں ہیں، اور ایمان کی مثال درخت کی ہے کہ تنہ، شاخ، پتے، پھول پھل کے مجموعہ کو درخت کہا جاتا ہے۔ اگر شاخیں کاٹ لی جائیں اور پتیاں جھاڑ دی جائیں اور پھل توڑ لئے جائیں۔ تو ناقص درخت کہلائے گا۔ اور اگر تنہ اکھاڑ دیا جائے تو اصل ہی نہ رہے گی۔

حجۃ اللہ البالغہ میں اس مقام میں بڑی تفصیلی بحث ہے۔ آیات واحادیث سے نہایت لطیف بحث کی ہے

جو لوگ اعمال کو جزو ایمان شرعی (جس پر احکام آخرت یعنی نجات ودرجات پانے کی بنا ہے) نہیں بتاتے ان کا بہت بڑا استدلال یہ ہے کہ اعمال کو ایمان پر عطف کیا گیا ہے۔ جیسے آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور معطوف ومعطوف علیہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں مغایرت ہونی چاہیے۔

حالانکہ خاص کا عطف عام پر قاعدہ اکثری ہے، (۱) عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (۲) مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ (۳) حدیث ابی داؤد "ازواجہ وذریتہ واہل بیتہ" نصوص میں اس طرح کا عطف بہت ہے[عہ] علاوہ بریں اس کا منکر کون ہے، کہ ایمان کبھی لغوی معنی (تصدیق قلبی) میں بھی بولا گیا ہے جس طرح صلوٰۃ کہ شریعت نے ہیئت کذائیہ خاص معنی لئے ہیں لیکن کبھی لغوی معنی (دعا) میں بھی استعمال کیا گیا ہے، قال اللہ تعالیٰ وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ جس طرح ان دونوں مقاموں میں علی قرینہ ہے کہ یہاں صلوٰۃ کے لغوی معنی مراد ہیں اسی طرح ایمان کا عطف اعمال پر قرینہ ہے کہ ایمان کے یہاں لغوی معنی مراد ہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں۔

[عہ] وللایمان معنیان اخران احدهما — (ایمان) دو معنوں میں اور آتا ہے (۱) پہلے
تصدیق الجنان بما لابد من تصدیقه — دل سے یقین کرنا اسی معنی میں ہے آنحضرت

عہ او یقال ان الاعمال عطفت علی الایمان استقصار واستیفاء للبیان ولزیادۃ الاهتمام بالادنی لئلا یذهل عنه اهل تیز کر دیجرم من منازل الجنة العالیة والتفصیل فی کتاب الایمان لشیخ الاسلام الامام ابن تیمیہ رح فارجع الیہ ۱۲ عبید اللہ الرحمانی عہ اس مسئلہ میں صاحب سیرۃ النعمان نے امام ابوحنیفہ رح کا ایک خط نقل کیا ہے اور بعد نقل مضمون خط کے لکھا ہے کہ امام صاحب نے جس خوبی سے اس دعوی کو رکہ اعمال جزو ایمان شرعی نہیں ہے، ثابت کیا ہے۔ انصاف یہ ہے کہ اس سے بڑھ کر نہیں ہو سکتا چونکہ اس خط کے استدلال پر بہت بھروسہ ہے اس لئے مناسب ہے کہ اہل علم اس خط کی واقعی حالت معلوم کرنے کے لئے حسن البیان کا ضرور مطالعہ کریں۔ بخوف طوالت ہم اس خط کے مضمون اور حسن البیان میں جو اس کی حقیقت واضح دکھائی گئی ہے دونوں کو نظر انداز کرتے ہیں۔ اور مزید تائید سے کہتے ہیں کہ سیرۃ النعمان کے دیکھنے والے ایک نظر حسن البیان کو ضرور دیکھ لیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وهو قوله صلی اللہ علیہ وسلم فی جواب جبرئیل ان تومن باللہ و ملائکتہ الحدیث الثانی السکینۃ والھیئۃ الوجدانیۃ التی تحصل للمقربین وھو قولہ صلی اللہ علیہ وسلم الطھور شطر الایمان وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا زنی العبد خرج الایمان الخ	صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا حضرت جبرئیل کے جواب میں ان تومن باللہ وملائکتہ الخ یعنی یقین کرو اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر (۲) قلبی اطمینان اور تسکین اور دلی حالت جو مقربین بارگاہ کو حاصل ہوتی ہے اسی معنی میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ وضو نصف ایمان ہے اور زنا کرنے سے ایمان نکل جاتا ہے الخ

دوسرا مسئلہ خلق قرآن کا ہے یہ وہ مسئلہ ہے جس نے سینکڑوں اہل علم کی جانیں ضائع کیں جس وقت اعتزال کا زور ہوا اور اس پر فلسفہ یونان نے اپنا رنگ جمایا اور خلفائے بنی عباس (ان میں خاص کر مامون جو معتزلی ہونے کے علاوہ فلسفۂ یونان پر فدا تھا) کے دربار میں اعتزال اور فلسفہ یونان کی بڑی آؤ بھگت ہونے لگی قریب قریب پورے دربار پر اعتزال و فلسفہ چھا گیا۔ اُس وقت قرآن کے مخلوق ہونے کا تمام لوگوں سے اقرار لیا جانے لگا جو نہیں اقرار کرتا اُس کے لئے سولی یا قتل کے سوا تیسری صورت نہ تھی تمام ممالک اسلامیہ میں سلطنت کی طرف سے حکم نافذ کیا گیا کہ جہاں جہاں اہل علم ہوں اُن سے قرآن کے مخلوق ہونے کا صریح اقرار لیا جائے جو اقرار نہ کرے اور خلاف میں دلائل پیش کرے اور مباحثہ کے لئے آمادہ ہو تو دربار خلافت میں بھیجدیا جائے۔ زیادہ مخالفت کرے تو وہیں قتل کر دیا جائے۔ محدثین سیرۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرۃ صحابہؓ کے دلدادہ تھے اور تمام دنیا میں اسی کو پھیلانا چاہتے تھے، ان کی جانیں سخت مصیبت میں مبتلا ہو گئیں۔ یہ فتنہ ۲۱۸ھ سے شروع ہو کر ۲۳۴ھ تک نہایت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زور پر رہا۔ اور خلیفہ مامون سے اس کی ابتدا ہوئی۔ قرآن کے حادث ہونے کا مسئلہ مامون کے دل میں اس رسوخ کے ساتھ بیٹھ گیا کہ اُس کے نزدیک اس مسئلہ سے انکار کرنا گویا اصل توحید سے انکار کرنا تھا۔ ۲۱۸ھ میں جب وہ شام کے اضلاع میں مقیم تھا تو اسحاق خزاعی گورنر بغداد کو ایک فرمان بھیجا جس کا مختصر مضمون یہ تھا۔ امیرالمومنین کو معلوم ہوا ہے کہ عموماً تمام مسلمان جو شریعت کی باریکیوں کو نہیں سمجھ سکتے قرآن کے قدیم ہونے کے قائل ہیں۔ حالانکہ خود قرآن کی متعدد آیتوں سے اس کا خلاف ثابت ہے۔ یہ لوگ بدترین امم اور ابلیس کی زبان ہیں۔ بغداد کے تمام قاضیوں کو جمع کرکے یہ فرمان سنا دیا جائے اور جس کو انکار ہو وہ ساقط العدالۃ مشہور کر دیا جائے۔ مامون کو اس پر بھی تسلی نہیں ہوئی۔ اور سات بڑے بڑے عالموں کو جو مذہباً بڑا اقتدار رکھتے تھے۔ اپنے پاس طلب کیا۔ اور رُو در رُو گفتگو کی۔ یہ سب لوگ اس مسئلہ میں مامون کے خلاف تھے۔ مگر تلوار کے ڈر سے وہ کہہ آئے جو ان کا دل نہیں کہتا تھا۔ جب یہ لوگ بھی مامون کے ہمزبان بن گئے تو اس نے اسحٰق کے نام ایک دوسرا فرمان بھیجا کہ ممالک اسلامیہ کے تمام علما اور مذہبی پیشواؤں کا اظہار لیا جائے۔ اس حکم کی پوری پوری تعمیل ہوئی۔ اور سب کے اظہار اُن کے خاص الفاظ میں قلمبند ہوکر مامون کے پاس بھیج دیئے گئے۔ اس کے جواب میں مامون نے جو کچھ لکھا وہ اُس کے جنون مذہبی کا ہذیان تھا۔ تمام محدثین اور فقہا میں سے ایک بھی نہیں بچا۔ جس پر رشوت۔ چوری۔ دروغگوئی۔ بے علمی۔ حماقت شعاری کا الزام نہیں لگایا تھا۔ فرمان میں یہ چنگیزی حکم بھی تھا۔ کہ جو لوگ اس عقیدے سے باز نہ آئیں پابہ زنجیر روانہ کئے جائیں۔ تاکہ میں خود اپنے سامنے اتمام حجت کرکے اُن کی موت و حیات کا فیصلہ کردوں۔ اسحٰق نے یہ فرمان مجمع عام میں پڑھ کر سنایا۔ جس کی ہیبت نے بڑے بڑے ثابت قدموں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے عزم کو متزلزل کر دیا۔ علامہ قواریری و سجادہ البتہ کسی قدر مستقل رہے۔ مگر جب پاؤں میں بیڑیاں ڈال دی گئیں اور ایک رات اسی سختی میں گذری تو ثابت ہو گیا کہ اُن لوگوں کو اپنے عزم و استقلال کی نسبت جو حسن ظن تھا۔ وہ صحیح نہ تھا۔ صرف امام احمد بن حنبل و محمد بن نوح اس معرکہ میں ثابت قدم رہے جس کے صلہ میں پابہ زنجیر ہو کر طرسوس روانہ کئے گئے۔ مامون کو پھر معلوم ہوا کہ جن لوگوں نے اس مسئلہ کو تسلیم کر لیا تھا ان لوگوں نے آیہ کریمہ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ ؏ پر عمل کر کے جان بچائی تھی۔ اس پر وہ نہایت برافروختہ ہوا۔ اور اُن لوگوں کی نسبت حکم دیا کہ آستانۂ دولت پر حاضر کئے جائیں۔ ایک جم غفیر جس میں ابو حسان زیادی۔ نضر بن شمیل۔ قواریری۔ ابو نصر تمار۔ علی بن مقاتل بشر بن الولید وغیرہ شامل تھے۔ پولیس کی حراست میں شام کو روانہ کیا گیا۔ یہ لوگ رقہ تک پہنچ چکے تھے کہ مامون کے مرنے کی خبر آئی جس کا اثر عام مسلمانوں پر جو کچھ ہوا ہو۔ لیکن ان بیکسوں کے لئے تو یہ ایک نہایت جانفزا مژدہ تھا۔ اس طرح کچھ دنوں کے لئے یہ فتنہ فرو ہوا لیکن جب معتصم تخت خلافت پر بیٹھا تو اُس نے اور بھی سختی سے کام لیا اور محدثین کو سخت امتحان میں مبتلا کیا۔ اُن کے مدمقابل ایک دوسرا فرقہ تھا وہ قائل تھا کہ قرآن غیر مخلوق ہے، یہاں تک کہ ہماری زبان سے جو قرأت کے الفاظ قرآنی نکلتے ہیں وہ بھی قدیم ہیں۔ یہ فرقہ فریق اول کا پورا مدمقابل تھا اور افراط و تفریط میں دونوں ایک دوسرے کے ہم پلہ تھے۔ امام بخاری نے افراط و تفریط سے الگ ہو کر نہایت صحیح اور مدلل طریق اختیار کیا اور مخالفت کی بالکل پروا نہ کی، اتفاقات سے امام صاحب بھی اس فتنہ سے محفوظ نہ رہ سکے۔ اور اس امتحان میں مبتلا ہو گئے (اگرچہ سلطنت کی طرف سے نہ سہی۔)

؏ پارہ ۱۴ سورہ نحل ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام صاحب جس شان سے نیشاپور میں داخل ہوئے اور جس جوش سے ان کا خیر مقدم کیا گیا۔ اُس کا بیان اول حصہ میں گذر چکا ہے۔ نیشاپور میں امام صاحب سے درس دینے کی درخواست کی گئی۔ آپ نے منظور فرمایا، مجلسِ درس قائم ہوئی تو تمام شہر جھک پڑا۔ قدیم درسگاہیں بے رونق ہو چلیں۔

امام محمد بن یحییٰ الذہلی نیشاپور میں اس پایہ کے شخص تھے، کہ امام مسلم کے استاذ، اور نیشاپور کے مسلم محدث مانے جاتے تھے۔ یہ امام صاحب کے ہمعصر، اور ہم سبق ہیں، حافظ ابن حجر ان کی نسبت لکھتے ہیں۔ الطبقة الرابعة عـ۵ رفقاءہ فی الطلب ومن سمع قبله قليلا المحمد بن يحيى الذهلي۔ ایک روز امام ذہلی نے اپنی درسگاہ میں پکار دیا کہ ہم کل امام بخاری کی ملاقات کو جائیں گے جس کا جی چاہے۔ ہمارے ساتھ چلے، ساتھ ہی امام ذہلی کو یہ خیال ہوا، کہ امام بخاری کی بدولت میری درسگاہ میں جو بے رونقی چھا چھا گئی ہے اُسکا اثر میرے طلبہ پر بھی پڑا ہے، اس لئے میرے ساتھیوں میں سے کوئی طالب علم کہیں ایسی بات نہ پوچھ بیٹھے جس کی بدولت مجھ میں اور محمد بن اسماعیل میں رنجش ہو جائے اور غیر اقوام کو اہل سنت کے اختلاف پر ہنسی اڑانے کا موقعہ ہاتھ آجائے، اس لئے اپنے ہمراہیوں کو تاکید کر دی کہ امام بخاری سے اختلافی مسائل کے متعلق کوئی سوال نہ کیا جائے۔

دوسرے دن امام ذہلی اپنی جماعت کے ساتھ امام صاحب کے یہاں پہنچے۔ اتفاق سے وہی صورت پیش آگئی جس کا انھیں خوف تھا، ایک شخص نے اٹھکر امام صاحب سے سوال کیا کہ یا ابا عبد اللہ قرآن کے جو الفاظ ہماری زبان سے نکلتے ہیں، کیا وہ مخلوق ہیں؟

عـ۵ چوتھا طبقہ امام بخاری کے ان اساتذہ کا ہے جو خود امام بخاری کے ہم سبق ہیں اور امام بخاری نے ان سے کچھ سنا بھی ہے نعمانی صاحب نے لکھا ہے کہ محمد بن یحییٰ ذہلی نے امام بخاری کو اپنی درسگاہ سے اس مسئلہ کی بدولت نکلوا دیا تھا حالانکہ یہ بالکل غلط ہے ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال کے اصلی الفاظ یہ تھے لفظی بالقرآن مخلوق، امام صاحب ساکت رہے پھر اُس شخص نے دوبارہ سوال کیا، امام صاحب نے پھر سکوت کیا، تیسری بار مجبور ہوکر جواب دیا کہ،

القرآن کلام اللہ غیر مخلوق، ولفظی بالقرآن الفاظنا والفاظنا من افعالنا وافعالنا مخلوقۃ،	قرآن کلام الٰہی غیر مخلوق ہے لیکن جو الفاظ ہماری زبان سے نکلتے ہیں وہ ہمارے الفاظ ہیں، اور ہمارے الفاظ (ہماری زبان کی ایک

حرکت ہے، اس لئے) ہمارا ایک فعل ہے، اور ہمارے افعال مخلوق ہیں۔

امام بخاری نے ان مختصر لفظوں میں درحقیقت اس بحث کا فیصلہ کر دیا تھا، ظاہر ہے کہ اگر قرآن کا مفہوم نفس کلام ہے، تو کلام خدا کی ایک صفت ہے، اور خدا کی صفت کیونکر مخلوق ہوسکتی ہے؟ اور اگر وہ الفاظ مراد ہیں جو ہماری حادث زبانوں سے نکلتے ہیں تو وہ چونکہ مخلوق کا ایک فعل ہے، لہٰذا ان کے مخلوق ہونے میں کلام نہیں،

لیکن اس دقیق جواب کو عوام نہ سمجھ سکے۔ اس لئے اس واقعہ کو اس قدر بڑھایا، اور شہرت دی کہ امام صاحب کی ہر دلعزیزی میں فرق آگیا اور امام ذہلی کا کد اور بھی آگ میں روغن کا کام دے گیا، امام ذہلی کو اس مسئلہ میں انتہا درجہ کا افراط تھا۔ وہ قائل تھے کہ جو شخص لفظی بالقرآن غیر مخلوق کا قائل نہیں۔ وہ اور اس کے ملنے والے قابل ملاقات نہیں، جو لوگ دقیقہ سنج تھے، وہ اس جواب کی تہ کو پہنچ گئے اور بیشتر سے زیادہ امام المحدثین کی وقعت کرنے لگے، چنانچہ امام مسلم کو جب معلوم ہوا کہ امام ذہلی بھی اس جواب کی بدولت امام صاحب کے مخالف ہوگئے ہیں اور انھوں نے اپنی مجلس میں منادی کرادی ہے، کہ جو شخص لفظی بالقرآن مخلوق کا قائل ہو وہ ہماری مجلس میں شریک نہ ہو،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو امام مسلم سخت برآشفتہ ہوئے، اور وہ تمام نوشتے اونٹوں پر لدوا کر واپس کر دیئے جن میں امام ذہلی کی تقریریں قلم بند کی تھیں۔ امام مسلم کے سوا تمام شہر امام صاحب سے الگ ہوگیا یحییٰ ابن سعید کہتے ہیں لوگوں نے آکر عرض کی کہ آپ اس قول سے رجوع کیجئے (تمام شہر آپ کا مخالف ہے) امام صاحب نے فرمایا۔ بھلا مجھ سے ایسا کیونکر ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی چیز مجھے اپنے قول سے پھیر سکتی ہے تو وہ دلیل ہی ہے امام صاحب کے اس استقلال اور ثبات قدمی پر لوگ مایوس واپس ہوئے۔ عـــہ

حدیث اور اصول حدیث

امام المحدثین کا فن حدیث میں جو پایہ اہل اسلام نے عموماً تسلیم کیا ہے، اور امام صاحب نے اس مبارک فن کی جیسی کچھ خدمت کی ہے، ان کا مفصل بیان تو ایک مشکل امر ہے۔ اور تطویل لاطائل۔ وہ آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہیں، تاہم موضوع کتاب ہونے کی حیثیت سے بعض ان خصوصیات کا ذکر کرنا ضرور ہے جو امام المحدثین کی ذات کے ساتھ وابستہ ہیں اور جن سے بڑے بڑے ائمہ کے دامن خالی ہیں؛

لیکن قبل اس کے کہ ہم ان پر کچھ لکھیں ایک نظر فن حدیث پر ڈالنی ضرور ہے جس کی خدمت کو امام صاحب نے فرض اولی خیال کیا اور جس پر اپنی دولت، زندگی، آرام و آسائش سب کو قربان کر دیا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آج یہ فن کئی حریفوں کا آماجگاہ بنا ہوا ہے اور اس پر کئی طرف سے حملے ہو رہے ہیں۔ گو زمانہ قدیم میں بھی اس پر بہت کچھ حملے ہوئے تاہم آج جس طرح آزادی اور بے باکی کے ساتھ اس پر حملے ہو رہے ہیں،

عـــہ مقدمہ فتح الباری ۱۲-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کی نظیر زمانہ سلف میں کم ملتی ہے اور لطف یہ کہ حملہ آور قوم اپنے کو مسلمان ہی کہتی ہے میرے خیال میں اس فن کی حقیقت واقعیہ اور سچے حالات واضح ہونے پر ان کے توہمات اور شکوک خود بخود رفع ہو جائیں گے!

اس میں کیا شبہ ہے کہ فن روایت وہ فن ہے جس کے مطالعہ پر اقوام دنیا کی ترقی وتنزل کا مدار ہے۔ یہ فن ایسا قدیم ہے کہ اگر قدامت کے اعتبار سے اس کو فطرت انسانی کا لازم قرار دیا جائے تو بعید نہیں، ابتدائے عالم سے ہر قوم نے اس سے کم وبیش حصہ لیا۔ اور آج جس وقعت کی نگاہ سے یہ فن دیکھا جاتا ہے محتاج بیان نہیں۔ ع۵

علامہ ابن خلدون کا یہ مقولہ اس فن کی نسبت ایک نہایت سچا مقولہ ہے ان فن التاریخ من الفنون التی یتداولہا الامم والاجیال وتشد الیہ الرکائب والرحال وتسموا الی معرفتہ السوقۃ والاغفال وتتنافس فیہ الملوک والاقیال۔

عرب میں اس فن کا چسکہ ابتدا ہی سے تھا اور ان کی اعجاز نما قوت حافظہ اس کی محافظ دفتر، تاریخی واقعات اور انسانی انساب کو چھوڑو۔ ایک معمولی شخص اپنے اونٹ کے کتنی نسل تک سلسلۂ نسب گنا جاتا۔

قرآن کے حکم وَذَكِّرْهُم بِأَيَّامِ اللَّهِ اور قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ نے مسلمانوں کو اس فن کی طرف متوجہ کیا اور لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ نے روغن میں آتش کا کام دیا۔ غرض حدیث اسی فن روایت اور تاریخ کا

ع۵ فن تاریخ ان فنون سے ہے جس کو قدیم زمانہ سے تمام قومیں ہاتھوں ہاتھ لیتی آئی ہیں اور جس کے لئے دور دراز سے بڑی بڑی مسافتیں طے کی جاتی ہیں جس کے حاصل کرنے کے لئے بازاری اور کم عقل تک کی گردنیں اٹھتی ہیں جس کی طرف امرا وسلاطین حد سے زیادہ راغب ہیں۔ غرض ہر طبقہ کے لوگ اس کے خریدار ہیں ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک فرد ہے وہ کیا ہے نبی عربی کے سچے حالات (فداہ ابی و امی صلی اللہ علیہ وسلم)

اسلام نے اس فن روایت کے ساتھ جو احسانات کیئے ہیں وہ تمام دنیا کو یاد ہیں۔ اور وہ اسلام کی خصوصیات میں شمار ہوتے ہیں وہ کیا ہے قانون تنقید کی ایجاد اور سلسلۂ اسناد کا استحفاظ پیغمبر اسلام نے ایک جامع قانون کی ہدایت فرمائی۔ کفے بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع[عے] کبھی فرمایا لعنۃ اللہ علی الکاذبین، کبھی فرمایا من کذب علیّ متعمدا فقد تبوء مقعدہ من النار۔ یعنی جس نے قصداً مجھ پر جھوٹ باندھا اُس نے اپنی جگہ جہنم میں بنائی۔

اس قانون کی پابندی نے تنقید اور اسناد دونوں کو مسلمانوں کا فرض اولیٰ بنا دیا اور جس طرح مسلمانوں کی آسمانی کتاب (قرآن) تحریف و دیگر خرابیوں سے محفوظ رہی۔ اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال۔ احوال۔ افعال ذرہ ذرہ محفوظ رہے، اور جوں جوں زمانہ گذرتا گیا محدثین استحفاظ کے قوانین میں سختی بڑھاتے گئے اور تشدد زیادہ کیا گیا۔ آخر قوانین استحفاظ فن کی صورت میں مدون ہو کر اصول حدیث کے نام سے نامزد ہو گئے[عے]۔ یہ دو خصوصیتیں اسلام میں (۱) قرآن کا محفوظ ہونا (۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا محفوظ ہونا۔ ایسی ہیں کہ اسلام اس پر جس قدر فخر کرے بجا ہے حیرت تو اس پر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اصحاب اور اُن کے بعد تابعیوں کے اقوال و احوال بھی محفوظ رہے جس کی نظیر کسی قوم و ملت میں نہیں۔

یہاں ایک نظر اُٹھا کر یہودیوں اور عیسائیوں کی طرف دیکھو اُن کی آسمانی کتاب

عے آدمی کے جھوٹے ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ جو سُنے بلا تحقیق اس کو بیان کرے ۱۲

عے اور وہ قوانین استحفاظ چہ نسبط فنون میں مکمل ہوئے جو کتب اصول حدیث میں مدون کئے گئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تک محفوظ نہ رہی چہ جائے کہ کسی بات کا سلسلہ سند اپنے نبی یا کسی حواری تک پہنچا دیں بعض باتوں کا سلسلہ اسناد یہود حضرت موسیٰ تک لے جانا چاہتے ہیں۔ لیکن ناکامیابی ایسی کہ یا تو شمعون تک اُس کا سلسلہ پہنچتا ہے یا اور کبھی اس سے بیسیوں درجے پیچھے رہ جاتا ہے۔ ابھی تنقید الگ ہے اسی طرح عیسائی ایک مسئلہ یا ایک قول کی بھی سند حضرت عیسیٰ تک نہیں پہنچا سکتے۔ ایک مسئلہ تحریم طلاق کا سلسلۂ اسناد حضرت عیسیٰ کی طرف لے جاتے ہیں، لیکن سلسلۂ سند ایسا مجہول اور عمیاء ہے کہ سینکڑوں کذاب اور مجہول العین واسطے بیچ میں آتے ہیں۔ تنقید کی گنجائش کہاں۔ اسی واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا تصدقوہم ولا تکذبوہم یعنی نہ ان کو سچا کہو نہ جھوٹا۔

مسلمانوں نے سلسلہ اسناد کی نہایت قدر کی۔ صرف اسناد عالی اور واسطہ کم کرنے کے لئے دور و دراز مسافت کا سفر اختیار کرتے ان کے یہاں بلا سند ایک بات بھی معتبر نہیں رہی۔ حصہ اول میں اس کا بیان کسی قدر مفصل گذر چکا۔

امام زہری بڑے ذی رتبہ تابعی ہیں۔ ایک روز سفیان بن عیینہ سے ایک حدیث بیان کرنی چاہی۔ سفیان نے (اس وجہ سے کہ ان کو امام زہری پر کامل وثوق تھا) کہا کہ مجھ سے آپ بلا سند بیان کیجئے۔ امام زہری نے کہا کیا تو بلا زینہ چھت پر چڑھ سکتا ہے۔ [ع]

عبد اللہ بن مبارک فرماتے الاسناد من الدین[ع] لولا الاسناد لقال من شاء ما شاء (مسلم) سفیان ثوری فرماتے الاسناد سلاح المومن[ے] ولنعم ما قال حالی ؎

[ع] تدریب الراوی ۱۲ [ع] اسناد ایک دینی بات ہے اگر اسناد نہ ہوتی تو جو شخص جو چاہتا کہہ دیتا ۱۲۔

[ے] اسناد مومن کا ہتھیار ہے ۱۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گروہ ایک جویا تھا علمِ نبی کا
لگایا پتہ جس نے ہر مفتری کا
نہ چھوڑا کوئی رخنہ کذبِ خفی کا
کیا قافیہ تنگ ہر مدّعی کا

کیے جرح و تعدیل کے وضع قانوں
نہ چلنے دیا کوئی باطل کا افسوں

اسی دھن میں آساں کیا ہر سفر کو
اسی شوق میں طے کیا بحر و بر کو
سنا خازنِ علمِ دیں جس بشر کو
لیا اس سے جا کر خبر اور اثر کو

پھر آپ اس کو پرکھا کسوٹی پہ رکھ کر
دیا اور کو خود مزا اس کا چکھ کر

کیا فاش راوی میں جو عیب پایا
مناقب کو چھانا مثالب کو تایا
مشائخ میں جو قبح نکلا جتایا
ائمہ میں جو داغ دیکھا بتایا

طلسم ورع ہر مقدس کا توڑا
نہ ملا کو چھوڑا نہ صوفی کو چھوڑا

رجال اور اسانید کے جو ہیں دفتر
گواہ ان کی آزادگی کے ہیں یکسر
نہ تھا ان کا احساں یہ اک اہلِ دیں پر
وہ تھے اس میں ہر قوم و ملت کے رہبر

لبرٹی میں جو آج فائق ہیں سب سے
بتائیں کہ لبرل بنے ہیں وہ کب سے

جو جو اہتمامات فن حدیث اور فن روایت کے لئے ابتدائے زمانہ رسالت سے کیے گئے، آج ما فوق العادۃ، یا بمعنی دیگر اعجاز سے کم نہیں سمجھے جاتے۔ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے بعد تابعین، تبع تابعین میں جس قدر اس کا ذوق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اُس کا شغل تھا اس کے بیان کے لئے تو ہمارے الفاظ کسی طرح کافی نہیں ہو سکتے تیسری صدی تک (جس میں حدیث اور آثار صحابہ مدون کر دیئے گئے) یہ مذاق اس طرح عام تھا کہ مسلمانوں کا ہر فرد بشر اس میں ڈوبا ہوا تھا، ہر شخص اس کا فدائی نظر آتا تھا۔ خدام حدیث (محدثین) کی سلطنت عام طور پر تمام مسلمانوں کے قلوب پر اس طرح حاوی تھی، کہ یہ ظاہری سلطنت اُس کے آگے ہیچ میرز تھی؛

ایک دفعہ خلیفہ ہارون رشید رقہ گیا۔ اسی زمانہ میں عبداللہ بن مبارک (جو امام بخاری کے شیخ الشیخ اور بڑے پایہ کے محدث امیر المومنین کے لقب سے ممتاز ہیں) بھی رقہ پہنچے۔ اُن کے آنے کی خبر مشہور ہوئی تو ہر طرف سے لوگ دوڑ پڑے اور اس قدر کشمکش ہوئی کہ لوگوں کی جوتیاں ٹوٹ گئیں، ہزاروں آدمی ساتھ ہوئے، اور ہر طرف گرد چھا گئی۔ ہارون الرشید کی ایک حرم نے جو برج کے غرفہ سے یہ تماشا دیکھ رہی تھی حیرت زدہ ہو کر پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے، لوگوں نے کہا خراسان کا ایک عالم آیا ہے جس کا نام عبداللہ بن مبارک ہے؛ بولی حقیقت میں سلطنت اس کا نام ہے۔ ہارون رشید کی حکومت کوئی حکومت ہے کہ پولیس اور سپاہیوں کے بغیر ایک آدمی بھی حاضر نہیں ہو سکتا؛[ع۵]

ان صدیوں میں جو لوگ اس معزز لقب سے محروم رہے۔ ان کے دلوں میں ہمیشہ کے لئے یہ حسرت باقی رہ گئی، خلیفہ مامون رشید سلطنت عباسیہ کا بہت بڑا فرماں روا ہے۔ مامون کا زمانہ سلطنت عباسیہ کے اوج کا زمانہ خیال کیا جاتا ہے تمام دنیا کے سلاطین سلطنت عباسیہ سے لرزتے تھے؛ جب مامون مصر پہنچا تو ایک شخص نے اس کو مبارکباد دی کہ آج عراق۔ حجاز۔ شام۔ مصر آپ کے زیر نگین ہے اور رسول اللہ

ع۵ اس طرح کے واقعات جناب میاں صاحب شمس العلماء سید نذیر حسین محدث دہلوی کے سفر پنجاب اور بنگال وغیرہ میں پیش آئے ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ابن عم ہونے کا شرف ان پر مستزاد ہے۔ مامون نے کہا ہاں، مگر یہ آرزو ہنوز باقی ہے کہ مجلس عام میں شائقین جمع ہوں، اور مستملی میرے سامنے بیٹھا ہو اور کہے ہاں وہ کیا حدیث ہے؟ میں بیان کرنا شروع کروں۔ کہ حماد نے یہ روایت کی۔ ایک دن خلیفہ مامون نے اس حسرت کو پورا کرنا چاہا۔ یحییٰ بن اکثم سے جو قاضی القضاۃ تھے، یہ کہا کہ میری خواہش ہے کہ آج محدثانہ حدیث کی روایت کروں۔ قاضی صاحب نے عرض کیا کہ حضور سے زیادہ کس کو یہ حق حاصل ہے، معمول کے موافق منبر رکھا گیا، اور خلیفہ مامون نے منبر پر بیٹھ کر بڑی قابلیت کے ساتھ درس دیا۔ قریباً تیس حدیثیں تحقیق و تنقید کے ساتھ روایت کیں، لیکن حاضرین کے رخ سے اس نے جان لیا کہ لوگ محظوظ نہیں ہوئے منبر سے اترا تو قاضی یحییٰ سے کہا، کہ سچ یہ ہے کہ تم لوگوں کو کچھ مزا نہ آیا حقیقت میں اس منصب[عہ] کے وہی لوگ مستحق ہیں جو اس ذوق میں تن بدن کا خیال نہیں رکھتے، اور منبر پر بیٹھتے ہیں تو ان کے کپڑے بوسیدہ ہوتے ہیں، یہاں یہ گوش گذار کرنا ضروری ہے کہ مامون وہ شخص ہے جو فن حدیث میں علامہ ہشیم۔ عباد بن عوام۔ یوسف بن عطیہ۔ ابو معاویۃ الضریر۔ اسماعیل بن علیہ۔ حجاج الاعور جیسے بلند پایہ محدثین کا شاگرد ہے۔ ان کے علاوہ امام مالک کے تلمذ سے مامون کو ایک خصوصیت خاص حاصل ہے، خلیفہ ہارون نے مامون۔ امین کے لئے امام مالک کی خدمت میں درخواست بھیجی کہ حریم خلافت میں قدم رنجہ فرما کر شاہزادوں کو علم حدیث پڑھائیں، لیکن امام مالک نے حریم شاہی میں جانے سے قطعی انکار کر دیا۔ آخر ہارون نے شاہزادوں کو امام مالک

عہ بہت سے لوگوں نے چاہا کہ وہ محدث کے لقب سے ممتاز ہوں یا اپنے ائمہ کو کسی طرح محدث یا حافظ حدیث کے لقب سے پکارا جاتا ہوا دیکھیں۔ لیکن عمل و صدق۔ حافظ۔ جفاکشی عمل بالحدیث سیلان ذہن اس فن کے ساتھ شغف کی شرط نے محروم کر دیا ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے دائرہ دولت پر بھیج دیا اور عام درسگاہ میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔"

حدیثوں کے استحفاظ کا اہتمام اور اُس میں احتیاط

احادیث رسول اللہ کے ساتھ ایسی فدائیت اور اس طرح کی جان نثاری مسلمانوں کو کیوں تھی؟ اس کے اسباب پر غور کرنے سے چند وجوہات سمجھ میں آتے ہیں:

پہلی وجہ قرآن کی چند آیتیں ہیں جو مسلمانوں کو اس پر مجبور کرتی ہیں:

(۱) لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (سورہ احزاب) — تمہارے لئے اللہ کے رسول میں اچھی پیروی ہے (پیروی بغیر جمع احادیث قریب قریب غیر ممکن ہے)۔

(۲) مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ (سورہ نساء) — جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔

(۳) وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا۔ — جو اللہ کا رسول تم کو دے اُس کو لو اور جس سے منع کرے باز رہو۔ (سورہ حشر)

(۴) قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي۔ (سورہ آل عمران) — کہو کہ اگر اللہ کی محبت کا دعویٰ ہے تو میری (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی) تابعداری کرو[ع]

دوسری وجہ چند احکام اور فضائل و ہدایات جن کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وقتاً فوقتاً ارشاد فرمایا تھا جو درحقیقت انہیں مذکورہ بالا آیتوں کی تفسیریں ہیں:

[ع] یہ ظاہر ہے کہ اطاعت و تابعداری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بغیر جمع و علم احادیث مشکل اور سخت مشکل ہے۔ یہ چند آیتیں بطور نمونہ کے ذکر کر دی گئی ہیں ورنہ اس مضمون اور مقصد کی بہت سی آیتیں موجود ہیں یہاں استقصاء مقصود نہیں ہے ۱۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱) ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتاب اللہ وسنۃ رسولہ (موطا) — تم میں دو چیزیں میں نے چھوڑی ہیں جب تک تم ان کو تھامے رہوگے راہ حق سے بے راہ نہ ہوگے ایک اللہ کی کتاب دوسرے اُس کے رسول کی سنت ؎

(۲) من رغب عن سنتی فلیس منی (متفق علیہ) — جس نے میرے طریقہ سے منہ پھیرا مجھ سے نہیں ہے۔

(۳) من احب سنتی فقد احبنی۔ (ترمذی) — جس نے میرے طریقہ کو دوست رکھا مجھ کو دوست رکھا

(۴) نضر اللہ امرءً سمع مقالتی فوعاھا وادّاھا۔ — خدا تر وتازہ رکھے ایسے مرد کو جس نے میری بات سن کر یاد رکھا پھر اُس نے دوسرے کو پہنچا دیا۔

(۵) خیر الھدی ھدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ (رواہ مسلم) — سب سے اچھا طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے۔

(۶) مَن احیی سنۃ من سنتی قد اُمیتت بعدی فان لہ من الاجر مثل اجور من عمل بھا من غیر ان ینقص من اجورھم شیئًا۔ (ترمذی ابن ماجہ)

(۷) علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین میرا اور میرے جانشینوں کا طریقہ لازم پکڑو

(۸) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم عام لیبلغ الشاھد الغائب فرب مبلغ اوعی من سامع (متفق علیہ) حاضرین میری باتیں غائبین کو ضرور پہنچائیں کیونکہ بسا اوقات غائبین سامعین سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوں گے۔

(۹) اور مالک بن حویرث کی جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا ارجعوا الی اھلیکم فعلموھم

؎ جس شخص نے میری کسی مردہ سنت کو زندہ کیا تو اس سنت پر تمام عمل کرنے والوں کا اجر بھی اُس کو ملے گا ۱۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(صحیح بخاری) اور فرمایا صلوا کما رأیتمونی اصلی (متفق علیہ) نماز پڑھو جیسا مجھ کو پڑھتے دیکھا۔

تیسری وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابیوں کی محبت، ان کا اخلاص، ان کا جوش، ان کا شغف ان چیزوں نے اصحاب رسول اللہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا کا شیدا بنا دیا تھا، یہ پچھلی وجہ دونوں مذکورۃ الصدر وجہوں کے ساتھ مل کر روغن میں آگ کا کام دے گئی، لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ شغف یہ جوش اسی حد تک محدود تھا جس حد پر اُن کو قرآن رکھنا چاہتا تھا، اصحاب رسول اللہ کی یہ خاص صفت ہے جس کو خواجہ حالی نے ان چند لفظوں میں ادا کیا ہے ؎

رہِ حق میں تھی دوڑ اور بھاگ اُن کی　　فقط حق پہ تھی جس سے تھی لاگ اُن کی
بھڑکنی نہ تھی خود بخود آگ اُن کی　　شریعت کے قبضے میں تھی باگ اُن کی

جہاں کر دیا نرم نرما گئے وہ
جہاں کر دیا گرم گرما گئے وہ

معاذ بن جبل کو جو شغف اور اخلاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا محتاج بیان نہیں، کسی طرح حضرت معاذ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مفارقت گوارا نہ تھی، معاذ کو یمن بھیجنے کے وقت آپ نے فرمایا معاذ اب لوٹ کر آؤ گے تو مجھے نہ پاؤ گے، اُس وقت معاذ کے قلبی اضطراب کا اندازہ ہمارے قیاس سے باہر ہے، لیکن قرآن کے قطعی حکم اطیعوا الرسول نے معاذ کے اُس دلی جذبہ اور قلبی جوش کو (جو ان کو مدینۃ الرسول اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کو چھوڑ کر جانے کی کسی طرح اجازت نہیں دیتے تھے) جکڑ بند کر دیا اور چار و ناچار معاذ کو یمن جانا ہی پڑا معاذ اپنی سواری پر یمن چلے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو سواری کا رخ یمن کی جانب تھا۔ لیکن معاذ کا رُخ مدینۃ الرسول کی جانب، سواری معاذ کو لے کر یمن چلی گئی لیکن معاذ کی آنکھیں، اُن کا دل، اُن کا دماغ مدینۃ الرسول کی درودیوار سے وابستہ ہو کر رہ گیا۔ یہی شغف اور جوش اور اخلاص اصحاب رسول اللہؐ سے اُن کی صحبت میں تابعیوں نے سیکھا، اور حدیثوں کا استحفاظ اس طرح ابتدائے اسلام سے جاری ہو گیا، اور محافظین کی پہلی جماعت، صحابیوں کی جماعت تھی، اصحاب رسول اللہؐ جن کو خدا نے اسی کام کے لئے پیدا کیا تھا، جن کے قوتِ حافظہ کی نظیر آج دنیا میں ملنی اَمرِ محال ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال و تقریرات کے دلدادہ ہوتے، رسول اللہؐ کو ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں چھوڑتے، حضر و سفر سوتے جاگتے صحت و مرض ہر حالت میں آپ کے حرکات و سکنات افعال و اقوال پر نگاہ رکھتے اور بنظر عمل دیکھتے، جب خلوت کا وقت ہوتا، اُس وقت کی نگہبان بی بیاں تھیں۔ ایک چھوڑ نو بیبیاں تھیں اور آپ کا مکان حقیقت میں تعلیم نسواں کا ایک زنانہ مدرسہ تھا۔ اور امہات المومنین (رسول اللہؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج) اُس کی طلبہ تھیںؑ، جن کے معلم خود جناب رسول اللہؐ صلے اللہ علیہ وسلم تھے۔ عورتیں اسلامی احکام کی شائق ویسی ہی تھیں جیسے آپ کے اصحاب، ان میں سب سے بڑھا ہوا نمبر حضرت عائشہ کا تھا جن کا شمار فقہائے مجتہدین میں کیا گیا ہے، اور محدثین اُن کے مذہب کو اور مجتہدین کے مذہب کے ساتھ بیان کرتے ہیں، غرض کوئی قول و فعل رسول اللہؐ کا یا وہ کام جو آپ کے سامنے کیا گیا اور آپ نے اُس سے انکار نہ فرمایا، یا وہ بات جو آپ کے سامنے کسی نے کہی اور آپ نے انکار نہ فرمایا۔"

ؑ علاوہ دوسری مصلحتوں کے ایک ضروری مصلحت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تعدد ازواج کی یہ تعلیم اُمت بھی تھی جو بغیر اس کے ممکن نہ تھی بالخصوص وہ احکام شرعیہ جو عورتوں سے تعلق رکھتے ہیں ۱۲ منہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایسا نہ تھا کہ آپ کے اصحاب یا کسی صحابیہ یا آپ کی بی بیوں کے صفحات قلب پر پتھر کی لکیر کی طرح کندہ نہ ہو گیا ہو۔ ش

جو صحابی فاصلے پر سکونت پذیر ہوتے انھوں نے اس کام کے لئے یہ انتظام کر رکھا تھا کہ دو آدمیوں میں باہم معاہدہ ہو جاتا کہ ایک رات تمام دن تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہو۔ اور جو سیکھو دیکھو سنو مجھے آکر سکھاؤ بتاؤ سناؤ دوسرے دن یہی فرض میں انجام دوں گا۔[1] جس کو ایک بات بھی دربار رسالت کی مل گئی یا ایک لمحہ کے لئے جس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا تو وہ اُس بات یا اُس[2] حالت کو جس میں آپ کو دیکھا تھا ایسا یاد رکھتا کہ کبھی اُس کے صفحہ دل سے مٹ نہیں سکتی تھی

---

[1] جیسے حضرت عمرؓ عوالی مدینہ میں سکونت پذیر تھے آپ نے ایک انصاری صحابی کے ساتھ یہ بندش کی تھی اور جو بہت دور کے رہنے والے ہوتے جمعہ کے جمعہ آتے ۱۲ منہ

[2] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا جاگتے سوتے اُٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے مجلس تنہائی حدیث میں داخل ہے جس کو زیادہ شرف صحبت حاصل تھا وہ زیادہ حدیث دان تھا گو اُس نے روایت نہ کی یا کم روایت کی جیسے حضرت ابوبکرؓ پس اہل کوفہ کو حضرت ابوبکر پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ جس قدر معیت وصحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت ابوبکر صدیقؓ کو نصیب ہوئی اس قدر کسی اور صحابی کو نصیب نہیں لہذا جس قدر فیض نبوی سے وہ مستفیض ہوئے دوسرے لوگ مستفیض نہ ہوئے حضرت عمرؓ حضرت علیؓ عبداللہ بن عمرؓ ابوہریرہؓ وغیرہ جو لوگ کثیر الروایت تسلیم کئے گئے ہیں ان کے علم کو بھی حضرت صدیقؓ کے علم سے کوئی مناسبت نہیں علامہ ابن تیمیہ نے اس کو منہاج السنۃ میں بڑی تفصیل سے لکھا ہے پس قلت روایت میں امام ابوحنیفہ یا دیگر ائمہ کوفہ کو حضرت ابوبکر پر قیاس کرنا صریح ظلم ہے حضرت ابوبکر کا علم الاحادیث میں سب پر فائق ہونا یقینی اور مسلم یہاں ائمہ کوفہ کا علم الحدیث متنازع فیہ مشکوک موہوم ثبوت طلب محتاج اثبات پس ائمہ کوفہ قلت روایت میں حضرت ابوبکر کیونکر قیاس کئے جا سکتے ہیں اور کیونکر کہا جا سکتا ہے فمرتبتہ فی قلۃ الروایۃ مرتبۃ الصدیق اگر ایسے ہی قیاس کرنا ہے تو ہر قلیل الروایۃ کو قلت روایت میں حضرت ابوبکر پر قیاس کر سکتے ہیں۔ حیرت ہے کہ فاضل لکھنوی مولانا عبدالحی صاحب نے بھی حیاۃ للامام اس قیاس کے لکھنے میں تامل نہ فرمایا حالانکہ یہ صریح تسلی ہے ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اُس کا بار بار اعادہ کرتا۔ اور ایسی حفاظت کرتا کہ شاید سلطان وقت اپنے خزانے کی یا ایک مفلس اپنے ایک درہم کی ایسی حفاظت نہ کر سکے گا۔ ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں دیکھا تھا کہ آپ کے کُرتے کا تکمہ کُھلا ہوا تھا اُس صحابی نے عمر بھر تکمہ کھلا رکھا (ابوداؤد)

یہ امر مسلم ہے کہ اسباب استحفاظ میں دو سبب نہایت قوی ہیں اول عام خلق اللہ کی گرویدگی۔ دوسرے سلطنت کی ضرورت اور اُس کی مجبوری، یہ دونوں اسباب علم حدیث کے لئے موجود تھے، ہم دونوں میں کچھ تفصیل سے کام لینا غیر مناسب نہیں سمجھتے سلطنت کی توجہ اور اس کی ضرورت اور مجبوری کی وجہ تو نہایت ظاہر ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت راشدہ کا زمانہ شروع ہوتا ہے، خلافت راشدہ نے اول اول حدیثوں کے استحفاظ پر اس طرح مجبور کیا کہ خلیفہ کے فرائض میں احکام شرعیہ نافذ کرنے حدود شرعیہ جاری کرنے خصومات کے فیصلے کرنے مسائل بتانے، داخل تھے نئی نئی صورتیں پیش آتیں جن میں خلیفہ وقت کی معلومات کو کامیابی نہ ہوتی نہ وہ مسئلہ آیات قرآنی سے شفاف طریقہ پر مستنبط ہوتا اور قیاس سے (جو آئندہ چل کر اہل کوفہ کا مایۂ ناز بن گیا)، نہایت نفرت ہوتی، ایسی حالت میں علی العموم صحابہ میں اعلان کر دیا جاتا اور بحضر صحابہ میں وہ مسئلہ یا فیصلہ طلب امر پیش کیا جاتا، اور ایک ایک صحابی سے پوچھا جاتا کہ کسی کو اس بارے میں کوئی قول و فعل یا تقریر دربار رسالت کی معلوم ہو تو بیان کرے، اگر کسی نے بیان کیا تو نہایت تشدد سے کام لیا جاتا، اور بڑی سختی سے جرح کے سوالات کئے جاتے تاکہ وہم و شک اور تساہل کی گنجائش نہ رہے پہلا واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین کا تھا۔ صحابہ میں اختلاف ہوا کہ آپ کس مقام پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دفن کیے جائیں، ابوبکر صدیق نے حدیث روایت کی :میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ نبی جہاں انتقال کریں وہیں دفن کیے جائیں آخر اسی پر فیصلہ ہو گیا۔ اسی طرح حضرت عمر نے شام کا سفر کیا اور مقام سرغ میں پہنچے تو اجنادین[ع] کے امراء (کمانڈران) سے ملاقات ہوئی۔ ان لوگوں نے شام میں شدت طاعون کی خبر دی، حضرت عمر نے مہاجرین اولین کو جمع کیا اور طاعون کی شدت کی خبر دے کر پوچھا کہ ایسی حالت میں کیا کرنا چاہیے۔ بعض حضرات نے فرمایا کہ یہاں سے پلٹ جانا چاہئے کیونکہ آپ کے ساتھ اصحاب رسول اللہ ہیں اُن کا ضائع کرنا مناسب نہیں، دوسرے لوگوں نے کہا، واہ، تق بتقدیر جس کام کے لئے ہم آئے ہیں اُس سے منہ موڑنا مناسب نہیں، غرض دونوں نے قیاس سے کام لیا اور دونوں میں اختلاف پیدا ہوا تو حضرت عمر نے انصار کو طلب کیا اُنھوں نے بھی اپنے اپنے قیاسات دوڑائے۔ آخر تشفی نہ ہوئی، عبدالرحمن بن عوف کسی کام کو گئے ہوئے تھے آئے تو حدیث بیان کی کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جس زمین میں طاعون ہو وہاں مت جاؤ اور جس زمین میں تم موجود ہو اگر وہاں طاعون ہو تو وہاں سے بھاگ کر نہ نکلو۔ آخر اس حدیث کے سننے سے فیصلہ ہو گیا اور حضرت عمر لوٹ آئے (صحیح بخاری)

خود خلیفہ وقت کو حدیث معلوم ہوتی اور اُس حدیث کی بناء پر فیصلہ کرتے تو اُس حدیث کو محضر صحابہ میں بیان کرتے، اس سے بھی حدیث کی عام طور پر اشاعت ہو جاتی حضرت ابوبکر سے ان کی خلافت کے زمانہ میں جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ کی نسبت سوال کیا گیا، تو حضرت ابوبکر نے محضر صحابہ میں قسم دے کر سوال کیا کہ بھلا

ع؎ اجنادین جند کی جمع ہے خاص چند شہر ہیں جن کے مجموعہ کو اجنادین کہتے ہیں ۱۲ منہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نحن معاشر الانبیاء لانورث ما ترکنا صدقة[1] سب نے بالاتفاق کہا۔ ہاں!

اسی طرح حضرت عثمان پر مسجد نبوی کی توسیع اور اُس کو توڑ کر مضبوط بنانے پر اعتراض کیا گیا تو آپ نے فرمایا۔ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا[2] من بنی مسجد اللہ بنی اللہ له بیتا فی الجنة

یہ اہتمام سلطنت کا حدیث نبوی کے ساتھ تدوین کے زمانہ تک برابر جاری رہا، اور جس قدر خلفا گذرے ایک نے ایک سے بڑھ کر تشدد سے کام لیا۔ اگرچہ بحث کے طویل ہونے کا اندیشہ ہے تاہم کچھ تفصیل سے کام لینا ضروری ہے کیونکہ آج آزاد خیال مسلمان جن کو قرآن کی ترمیم کا بھی خیال پیدا ہو گیا ہے، بڑھتے جاتے ہیں۔ حدیثوں کے ساتھ جیسا اُن کا خیال ہے ظاہر ہے، اسی کی ایک شاخ فرقہ اہل قرآن ہے جو حدیثوں کے ساتھ شکوک پیدا کرنے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑتا۔ اُس کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال و اقوال کی کوئی وقعت نہیں۔ اپنے جی سے قرآن کے مطلب کو جیسا چاہتا ہے لگا لیتا ہے جو چاہتا ہے صلوٰۃ کے معنی بیان کرتا ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ حج وغیرہ ایک تیسرا فرقہ جامدین علی التقلید کا ہے جو اپنے ائمہ کے اقوال کو وحی آسمانی جانتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کے ساتھ یہ لوگ بھی عجیب و غریب باتیں بناتے ہیں۔ کبھی تاویل کرتے ہیں۔ کبھی تشکیک، کبھی انکار، کبھی دعوائے نسخ، کبھی دعوائے اضطراب، غرض جہاں جیسا موقع مل گیا بات بنا دی۔

---

[1] ہم انبیاء کی جماعت ہیں ہمارا ترکہ نہیں بٹتا جو ہم چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے ۱۲۔

[2] جس نے خدا کے لئے کوئی مسجد بنائی، خدا اُس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا ۱۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہم یہاں خاص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خلفا کا اہتمام فن حدیث کی نسبت نقل کرتے ہیں، جس سے حدیث کی تدوین اور اُس کے مہتم بالشان ہونے کا پورا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

میمون بن مہران کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیق کے زمانہ خلافت میں جب کوئی مقدمہ پیش ہوتا تو ابوبکر پہلے قرآن میں غور کرتے اگر قرآن میں فیصلہ مل گیا تو فیصلہ دیدیتے، قرآن سے فیصلہ نہ مل سکا تو اپنے معلومات احادیث میں غور کرتے اگر رسولؐ اللہ کا فیصلہ مل گیا تو اُس پر فیصلہ کردیتے اگر اس میں بھی مجبور رہتے تو عام طور پر منادی کراتے کہ ہمارے پاس اس قسم کا مقدمہ پیش ہے، کیا آپ صاحبوں کو اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی فیصلہ معلوم ہے؟ بسا اوقات اس عام منادی سے جن کا حاضر ہونا ممکن ہوتا جمع ہوجاتے اور رسولؐ اللہ کا فیصلہ بیان کرتے، یہ سن کر ابوبکر صدیق خدا کا شکر کرتے کہ ہم میں رسول اللہ کی باتوں کے یاد رکھنے والے موجود ہیں اگر اس پر بھی غیر ممکن ہوتا

اخبر محمد بن الصلت ثنا زهير عن جعفر بن برقان ثنا ميمون بن مهران قال كان ابوبكر اذا ورد عليه الخصم نظر في كتاب الله فان وجد فيه ما يقضي بينهم قضى به وان لم يكن في الكتاب وعلم من رسول الله في ذلك الامر سنةً قضى به فان اعياه خرج فسال المسلمين وقال اتاني كذا وكذا فهل علمتم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قضى في ذلك بقضاء فربما اجتمع اليه النفر كلهم يذكر من رسول الله صلى الله عليه وسلم فيه قضاء فيقول ابوبكر الحمد لله الذي جعل فينا من يحفظ على نبينا فان اعياه ان يجد فيه سنة من رسول الله صلى الله عليه وسلم جمع رؤس الناس وخيارهم فاستشارهم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو صحابہ سے مشورہ لیتے جس پر اتفاق ہوتا، فاذا اجتمع رأیھم علی امر قضی بہ اُس پر فیصلہ کر دیتے۔ (دارمی صفحہ ۵۸)

حضرت عثمان، حضرت علی عام صحابہ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کیا تم لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضوء دکھاؤں، یہ کہہ کر بے ضرورت محض تعلیماً وضو کر کے دکھاتے ہیں، مالک بن حویرث یہ کہہ کر صحابہ کی ایک جماعت کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ کیا آپ کو رسول اللہ کی نماز نہ دکھاؤں پھر پڑھ کر دکھاتے ہیں، حضرت ابوہریرہؓ فرماتے کہ لوگ کہتے ہیں "ابوہریرہ نے تو بہت سی حدیثیں رسول اللہ کی بیان کیں، میں کیوں نہ زیادہ بیان کروں کیونکہ میں تو اسی کام کے لئے بیٹھا رہتا تھا پیٹ بھرنے کی فکر بھی تو مجھے نہ رہتی تھی میں تو اسی کام کے لئے وقف تھا"

عام صحابہ کی یہ حالت تھی کہ جب کسی کو حدیث کے خلاف کرتے دیکھتے فی الفور ٹوک دیتے اور کہہ دیتے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا قول و فعل اس بارے میں یوں ہے، اگر خلیفہ وقت بھی کوئی کام کرتے تو دوسرے صحابی روکنے کے لئے تیار رہتے، ابوبکر صدیقؓ نے مانعین زکوٰۃ سے جہاد کرنا چاہا تو حضرت عمرؓ نے اس حدیث کو پڑھ کر اعتراض کر دیا کیف تقاتل الناس وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الٰہ الا اللہ بعض اصحاب کی یہ حالت تھی کہ خلاف قول و فعل رسول دیکھ کر رونے لگتے۔

عورتوں کی بھی یہ حالت تھی کہ خلیفہ وقت کو خلاف حدیث فیصلہ کرتے ہوئے دیکھ کر ٹوکنے کے لئے مستعد ہو جاتیں۔ فاطمہ بنت قیس نے خلیفہ عمرؓ کی جبروتی سلطنت کے ساتھ بھی اُن کے فیصلہ پر اعتراض کر دیا، اور خلیفہ وقت نے قرآن کی مخالفت کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الزام اُن کی حدیث پر لگایا تو ہشیار صحابہ نے مخالفت کو موافقت سے بدل کر سمجھا دیا، حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کے معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین باتیں بیان فرمائی تھیں وہ باتیں بریرہ کے لئے مایۂ فخر تھیں، بریرہ ان کو فخریہ بیان کرتیں، گویا اُس وقت بجز قول وفعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بات قابل اعتبار سمجھی نہیں جاتی تھی۔ امیر معاویہ ہیں کہ شام سے مغیرہ بن شعبہ کو لکھ رہے ہیں کہ کوئی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجھے لکھ بھیجو۔ ادھر حجاج بن یوسف کا ماتحت مکہ پر فوج بھیج رہا ہے اور دوسرے صحابی اُس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ سناتے ہیں، وہ حدیث کا انکار نہیں کرتا نہ صحابی کو غلط گو کہتا ہے لیکن حدیث کا مطلب بدل دیتا ہے۔ ہر ایک صحابی دوسرے صحابی کی معلومات کا دلدادہ ہے اور اس شوق میں اس قدر ڈوبا ہوا ہے جس کی حد پایاں نہیں، عبد اللہ بن عباس صحابی ہیں لیکن اکابر صحابہ کے دروازہ پر صبح سے دوپہر تک صرف اس غرض سے بیٹھتے ہیں کہ نکل کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی بات بیان کریں گے[1]

تابعیوں کا جوش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو سننے کے لئے اس قدر بڑھا ہوا ہے کہ ہمہ وقت صحابی کی تلاش میں ہیں ایک صحابی مل جاتے ہیں تو ہمہ تن گوش ہو جاتے ہیں، اور ایک حدیث سُن لینے پر گوہر شاہوار کی طرح محفوظ رکھتے ہیں، تابعین کے زمانہ میں جب کوئی بزرگ صحابی عالم کہیں پہنچ جاتا تو تابعین اور شائقین علم کا اُس کے گرد ازدحام ہو جاتا اور سب کا دل یہی چاہتا کہ کسی طرح ساری حدیثیں اُن کی مجھے آ جائیں۔ علامہ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں ابو الدرداء صحابی کے حالات میں لکھتے

---

[1] دارمی ۱۲

www.KitaboSunnat.com

ہیں رأیت ابا الدرداء دخل المسجد ومعہ من الاتباع مثل ما یکون مع السلطان وھم یسألون عن العلم (ایک تابعی کہتے ہیں کہ میں نے ابو درداکو دیکھا کہ وہ مسجد میں داخل ہوئے اور اُن کے ساتھ تابعین کی ایک جماعت تھی جس طرح بادشاہ وقت ہوتا ہے لوگ اُن سے علم نبوی کا سوال کر رہے تھے) ایک جماعت صحابیوں کی امّ المومنین بی بی عائشہ کے پاس یہ غرض لے کر جاتی ہے کہ آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اُن سنتوں کو بیان کیجیے جو بعد عصر آپ پڑھا کرتے تھے" وہ کہتی ہیں "مجھ سے اچھا اس کو ام سلمہ جانتی ہیں انھیں کا واقعہ ہے۔ انھیں کے پاس جاؤ"

حضرت عمر کی جبروتی سلطنت اور منتظم خلافت سے کون واقف نہیں؟ انھوں نے اس فن حدیث کے لئے کیا کیا اہتمام کیے خاص اس کے لئے بھی تھوڑی تفصیل مناسب ہے حدیث کے متعلق پہلا کام جو حضرت عمر نے کیا یہ تھا کہ روایتوں کے تفحص اور تلاش پر توجہ کی، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں احادیث کے استقصاء کا خیال نہیں کیا گیا تھا جس کو کوئی مسئلہ پیش آتا براہ راست رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر لیتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ کسی صحابی کو فقہ کے تمام ابواب کے متعلق احادیث محفوظ نہ تھیں حضرت ابوبکر کے زمانہ میں زیادہ ضرورتیں پیش آنی شروع ہوئیں (جیسا کہ مفصلاً گذرا) اس لئے مختلف صحابہ سے استفسار کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ اور احادیث کی ڈھونڈ شروع ہوئی استفسار کا راستہ نکلا۔ حضرت عمر کے زمانہ میں چونکہ زیادہ کثرت سے واقعات پیش آئے کیونکہ فتوحات کی اور نومسلموں کی کثرت نے سینکڑوں نئے مسئلے پیدا کر دیئے تھے، اس لحاظ سے حضرت عمر نے احادیث کی تفتیش میں سعی بلیغ کی کہ یہ مسائل آنحضرت کے اقوال کے مطابق طے کیے جائیں، اکثر ایسا ہی ہوتا کہ جب کوئی نئی صورت پیش آتی خلیفہ اول کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرح حضرت عمرؓ بھی مجمع عام میں جس میں اکثر صحابہ موجود ہوتے تھے، پکار کر کہتے کہ اس مسئلہ کے متعلق کسی کو کوئی حدیث معلوم ہے؟ تکبیر جنازہ، غسلِ جنابت، جزیہ مجوس اور اس قسم کے بہت سے مسائل ہیں جن کی نسبت کتب حدیث میں نہایت تفصیل سے مذکور ہے کہ حضرت عمرؓ نے مجمع عام سے استفسار کر کے احادیث نبویہ کا پتہ لگایا، چونکہ حدیث جس قدر زیادہ شائع اور مشتہر کی جائے اُسی قدر اُس کو قوت حاصل ہوتی ہے اور پچھلوں کے لئے قابل استناد قرار پاتی ہے اس لئے حضرت عمرؓ نے اس کی نشر و اشاعت کی بہت سی تدبیریں اختیار کیں۔

(۱) حدیث نبویہ کو بالفاظہا نقل کر کے اضلاع کے حکام کے پاس بھیجا، جس سے اُن کی عام اشاعت ہو جاتی تھی۔ یہ حدیثیں اکثر مسائل اور احکام کے متعلق ہوتی تھیں؛

(۲) صحابہ میں جو لوگ فن حدیث کے ارکان تھے ان کو مختلف ممالک میں حدیث کی تعلیم کے لئے بھیجا۔ جناب شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں، چنانچہ فاروق اعظم عبداللہ بن مسعودؓ را با جمعے بکوفہ فرستاد و معقل بن یسارؓ و عبداللہ بن معقلؓ و عمران بن حصینؓ را بہ بصرہ، و عبادہ بن صامتؓ و ابو درداءؓ را بشام۔ و معاویہؓ را کہ امیر شام بود قدغن بلیغ نوشت کہ از حدیث ایشاں تجاوز نکند،

(۳) تیسری بات حدیثوں کے متعلق چھان بین کا بلیغ اہتمام۔ حدیثوں کی تحقیق و تنقید؛ فن جرح و تعدیل کا ایجاد، ایک دفعہ ابو موسیٰ اشعریؓ اُن سے ملنے آئے اور تین دفعہ استیذان کے قاعدہ پر کہا "السلام علیکم"، ابو موسیٰ حاضر ہے، حضرت عمرؓ اس وقت کسی کام میں مصروف تھے، اس لئے متوجہ نہ ہو سکے، کام سے فارغ ہو چکے تو فرمایا کہ ابو موسیٰ کہاں ہیں، وہ آئے تو کہا تم کیوں واپس گئے، ابو موسیٰ نے کہا میں نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ تین دفعہ اذن مانگو، اگر اس پر بھی اجازت نہ ملے تو واپس جاؤ۔ حضرت عمر نے فرمایا اس روایت کا ثبوت دو، ورنہ میں تمہیں سزا دوں گا۔ ابو موسے اشعری رضؓ گھبرائے ہوئے صحابہ کے پاس گئے، اور حقیقت حال بیان کی۔ ابو سعید خدری رضؓ نے آکر شہادت دی کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہے، اُبی بن کعب رضؓ نے کہا کہ عمر تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو عذاب دینا چاہتے ہو، فرمایا کہ میں نے ایک روایت سُنی اور اُس کی تصدیق کرنی چاہی۔ ع۹

نفقہ کا ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے کہ جس عورت کو طلاق بائن دی جائے اُس کو عدت کے زمانہ تک نان ونفقہ اور مکان ملنا چاہیئے۔ قرآن مجید میں ہے اَسْکِنُوْھُنَّ مِنْ حَیْثُ سَکَنْتُمْ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مکان ملنا چاہیے اور مکان کے ساتھ نفقہ ایک لازمی چیز ہے۔ فاطمہ بنت قیس رضؓ ایک صحابیہ تھیں، ان کو اُن کے شوہر نے طلاق بائن دی۔ وہ آنحضرت کے پاس گئیں کہ مجھ کو نان ونفقہ کا حق ہے یا نہیں، اُن کا بیان ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، فاطمہ رضؓ نے یہ حدیث حضرت عمر رضؓ کے سامنے بیان کی تو حضرت عمر رضؓ نے اپنے اُسی تشدد اور احتیاط سے کام لیا، اور فرمایا لا نترك كتاب الله بقول امرأة لا ندري لعلها حفظت ام نسيت اگرچہ فاطمہ بنت قیس کی حدیث پر عمل کرنے سے ترک کتاب اللہ نہیں ہے بلکہ یہ حضرت عمر رضؓ کا فہم ہے لیکن حضرت عمر رضؓ کے خیال میں جو بات تھی اُس کے اعتبار سے اُن کی یہ اعلیٰ درجہ کی احتیاط تھی۔

سِقط کا مسئلہ پیش آیا تو حضرت عمر رضؓ نے صحابہ سے مشورہ کیا۔ مغیرہ رضؓ نے اُس کے متعلق ایک حدیث روایت کی حضرت عمر نے فرمایا اگر تم سچے ہو تو اور کوئی گواہ لاؤ، چنانچہ

ع۹ صحیح مسلم ج۲ ص۵ ہم ایک عورت کی بات پر اللہ کی کتاب نہیں چھوڑ سکتے معلوم نہیں کہ اس نے یاد رکھا ہے یا بھول گئی ہے ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب محمدؓ بن مسلمہ نے تصدیق کی تو حضرت عمرؓ نے تسلیم کیا، اسی طرح حضرت عباسؓ کے مقدمہ میں جب ایک حدیث پیش کی گئی تو حضرت عمرؓ نے تائیدی شہادت طلب کی اور جب بہت سے لوگوں نے شہادت دی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مجھ کو تمہاری نسبت بدگمانی نہ تھی لیکن میں نے حدیث کی نسبت اطمینان کرنا چاہا۔ حدیثوں کے متعلق یہ احتیاط حضرت ابوبکرؓ ہی نے شروع کی تھی (اسی کی تکمیل حضرت عمرؓ نے کی)، تذکرۃ الحفاظ میں حضرت ابوبکرؓ کے حال میں لکھا ہے کہ سب سے پہلے جس نے احادیث کے باب میں احتیاط کی وہ ابوبکرؓ تھے۔ اس احتیاط اور تشدد کا یہ اثر ہوا کہ صحابہ حدیث بیان کرنے کے وقت نہایت خوف کھاتے اور اس کام کو نہایت مہتم بالشان کام سمجھتے بعض بعض صحابہ کا چہرہ زرد ہو جاتا۔ اپنے تلامذہ کو تاکید کرتے کہ کسی طرح کی بے احتیاطی نہ کرنے پائیں۔ عبداللہ بن مسعود کی نسبت محدثین نے لکھا ہے، یشدد فی الهدایة ویزجر تلامذته عن التهاون فی ضبط الالفاظ (روایت میں بڑی سختی کرتے اور اپنے شاگردوں کو الفاظ حدیث کے یاد کرنے میں غفلت کرنے سے ڈانٹتے) خلفاء راشدین نے جو کچھ تشدد کیا وہ تو اُن کا قانون سیاسی تھا۔ اس کے علاوہ آیت کریمہ اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا (اگر کوئی بیدین کوئی خبر لائے تو خوب پھر چھالو) اور مشہور حدیث من کذب علی متعمدا فقد تبوّء مقعده من النار (جس نے قصداً مجھ پر جھوٹ باندھا اُس نے اپنی جگہ جہنم میں بنائی) نے عامہ اصحاب رسول اللہ صلعم کو سخت محتاط بنا دیا تھا، بعض بعض صحابہ کے دلوں میں خوف شدید پیدا ہو گیا تھا، مبادا کہیں پر کسی مضمون یا کلمہ کی زیادتی ہو جائے یا کہیں پر چوک ہو جائے اور من کذب علی متعمداً کی شدید وعید میں گرفتار ہو جائیں، بعض صحابی اسی احتیاط کی بنا پر قال رسول اللہ

ف حجۃ اللہ ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہنے سے بہت ڈرتے، اسی احتیاط کے اقتضا سے ایک صحابی دوسرے صحابی کو غلط فہمی کے سوا کذب کا مصداق نہیں ٹھہراتا، لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ عامہ صحابہ کا خوف یکساں نہ تھا، سب کی طبیعت یکساں ہونی ممکن ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو ہم سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بالکل محروم رہتے، صحابیوں میں جہاں ایسے لوگ تھے کہ قال رسول اللہ کہنے سے ڈرتے وہاں ایسے دل کے مضبوط اور ثابت قدم بھی تھے کہ اپنا بس چلنے تک اشاعت حدیث میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑتے اور ولیبلغ الشاھد الغائب + بلغوا عنی ولو آیۃ، کے لئے اپنے کو وقف کر رکھا تھا، ان میں حضرت ابوہریرہؓ عبداللہ بن عمرؓ حضرت عائشہؓ عبداللہ بن عباسؓ جابر بن عبداللہؓ انس بن مالکؓ ابوسعید خدریؓ خاص ممتاز ہیں یہ لوگ قوی دل ہوکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں روایت کرتے۔

ابوذر غفاریؓ بڑے قدیم الاسلام صحابی ہیں، مکہ میں اسلام لائے اور اول اول خانہ کعبہ کے پاس اظہارِ اسلام کیا تو کئی بار ان پر شدید ضرب پڑی، ان کا مقولہ صحیح بخاری میں اس طرح منقول ہے، ولو وضعتم الصمصامۃ علی ھذا واشار الی قفاہ ثم ظننت انی انفذ کلمۃ سمعتھا من النبی صلی اللہ علیہ وسلم قبل ان تجیزوا علی لانفذتھا یعنی اگر تم میرے قتل کے لئے میری گردن پر تلوار رکھو اور مجھے گمان ہو کہ تلوار کھینچنے سے قبل میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک کلمہ بھی جو میں نے آپ سے سنا ہے پہنچا سکوں گا تو میں ضرور کہدوں گا۔

حدیث کے ساتھ یہ انتظام اور احتیاط خلفائے راشدین کے وقت سے شروع ہوتا ہے اور برابر تدوین تک جاری رہتا ہے، تابعیوں میں رفض۔ خروج۔ ارجاء۔ قدر اعتزال کے قصے چھڑ گئے، لوگوں کے جھوٹ پکڑے گئے تو بنا بر آیہ کریمہ اِنْ جَاءَکُمْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوْا اور بھی تشدد شروع ہو گیا اور جملہ لولا الاسناد لقال من شاء ماشاء (اگر اسناد نہ ہوتی تو ہر شخص جو چاہتا کہہ دیتا) زبان زد ہر خاص و عام ہو گیا اس لئے سلسلہ اسناد ایک مستقل فن قرار دیا گیا جس کی بیسیوں شاخیں ہیں،

امام ابن سیرین فن حدیث کے رکن اعظم ہیں، فرماتے ہیں ان هذا العلم دين فانظروا عمن تاخذون دينكم" یہ علم حدیث دین ہے اس لئے تم دیکھ لیا کرو کہ کس سے دین لیتے ہو۔

عمر بن عبد العزیز بنی امیہ میں وہ خلیفہ ہیں جن کا شمار خلفائے راشدین کے ساتھ ہوتا ہے یہ تبع تابعی ہیں انھوں نے ایک روز نماز عصر میں دیر کر دی۔ اس لئے عروہ بن مسعود تابعی نے ٹوکا، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جبریل علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھنا اور جبریل کا ابتدائی اور انتہائی اوقات نماز کے بتانا بیان کیا، خلیفہ وقت کو سخت تعجب ہوا اور استعجاباً پوچھا اعلم ماتقول یا عروة دیکھو کیا کہہ رہے ہو، عروہ نے فی الفور اس طرح سند پڑھ کر خلیفہ کو ساکت کر دیا کہ مغیرہ بن شعبہ نے کوفہ میں ایک روز نماز میں دیر کر دی تو ابو مسعود انصاری نے فی الفور ٹوک دیا اور کہا کہ مغیرہ یہ کیا؟ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ جبریل ؑ نے آسمان سے آکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دو روز نماز پڑھ کر نماز کے ابتدائی اور انتہائی اوقات بیان کئے تھے۔

عمر بن عبد العزیز کی جہاں اور یادگاریں ہیں اُن میں ایک یہ بھی ہے کہ علم حدیث کی باقاعدہ تدوین کا سنگ بنیاد انھیں کے اہتمام سے رکھا گیا گو اس سے پہلے حدیثیں لکھی گئیں لیکن اُس وقت تک زیادہ مدار زبانی یاد پر تھا، عمر بن عبد العزیز نے فن حدیث کے ساتھ بہت بڑا اہتمام کیا۔ امام بخاری نے تعلیقاً جامع صحیح بخاری میں روایت کی ہے کتب عمر بن عبد العزیز الی ابی بکر بن حزم انظر ما کان من حدیث رسول اللہ صلی اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علیہ وسلم فاکتبہ فانی خفت دروس العلم وذھاب العلماء ولا یقبل الا حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولیفشوا العلم ولیجلسوا حتی یعلم من لا یعلم فان العلم لا یھلک حتی یکون سرا۔ یعنی خلیفہ وقت عمر بن عبد العزیز نے ابوبکر بن حزم کو لکھ بھیجا کہ احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف خاص توجہ کر کے ان کو لکھ ڈالو مجھے علم کے مٹ جانے اور علما کے اُٹھ جانے کا خوف ہے اور یہ بھی سنو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے سوا اور کسی چیز پر عمل درآمد نہ کیا جائے اور علم احادیث پھیلایا جائے۔ لوگ اس کے درس دینے کے لئے مجلسیں قائم کریں تاکہ جو لوگ نہیں جانتے ہیں جان لیں کیونکہ علم کی موت جب ہی ہے کہ چھپایا جائے،، ابونعیم نے تاریخ اصبہان میں اس قدر اور اضافہ کیا ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے صرف ابوبکر بن حزم ہی کو فرمان تنہا ہی نہیں بھیجا بلکہ عامۃً اپنے کل عمال کو لکھ بھیجا کہ انظروا حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاجمعوہ (فتح الباری) تم لوگ احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تاکید سے جمع کر ڈالو۔

بنی امیہ کے بعد خلفائے بنی عباس کا دور دورہ ہے، بنی عباس نے اس میں کچھ کم حصہ نہیں لیا، ہارون الرشید موطا کے پڑھنے کے لئے جو علم حدیث کی ام الصحاح کہی جاتی ہے، امام مالک کی خدمت میں اکثر حاضر ہوا ہے۔ موطا کا وہ نسخہ جس میں ہارون الرشید نے پڑھا تھا مدت تک مصر کے کتب خانہ میں موجود رہا جس کو خلفائے فاطمین کے تشیع نے ضائع کر دیا، امام مالک نے جب صاف جواب دیا کہ صاحبزادگان امین و مامون کے لئے عام درس گاہ کے سوا کسی خصوصیت کا لحاظ نہ ہوگا تو اس نے شاہزادوں کو امام مالک کی عام درس گاہ میں حاضر ہونے کا حکم دے دیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلفا اور سلاطین کے علاوہ عام مسلمانوں کے میلان طبع کا بھی اندازہ کرنا ضروری ہے جس کا ذیل کے واقعات سے پتہ لگایا جا سکتا ہے۔ ان میں عام صحابہ اور تابعین کے مذاق کا تذکرہ ہوچکا، امام بخاری کے شیخ سلیمان بن حرب کے واسطے بغداد میں قصر خلافت کے قریب ایک مرتفع جگہ منبر کے لئے تیار کی گئی تاکہ اس پر بیٹھ کر املائے حدیث کریں، اس مجلس میں امیر المومنین مامون الرشید اور تمام امرائے خلافت حاضر تھے جو لفظ امام ممدوح کے منہ سے نکلتا تھا، اُس کو امیر المومنین خود لکھتے جب کل حاضرین درس کا تخمینہ کیا گیا تو چالیس ہزار نفوس اندازہ میں آئے؎۱

یحییٰ بن جعفر بیکندی بیان کرتے ہیں کہ علی بن عاصم کے حلقہ درس میں تیس تیس ہزار آدمی جمع ہوتے تھے، یزید بن ہارون نے جب بغداد میں درس دیا تو اُس میں ستّر ہزار حضّار کا تخمینہ کیا گیا؎۲

امام بخاریؒ کے شیخ علامہ فریابی نے بغداد میں املائے حدیث کیا تو تین سو سولہ مستملی ان کی مجلس میں حاضر تھے جو شیخ کا لفظ لوگوں کو سناتے تھے اور حاضرین درس کا تخمینہ تیس۳۰ ہزار تھا؎۳

ابوالفضل راوی ہیں کہ جب میں نے علامہ فریابی سے حدیث سنی تو تقریباً دس ہزار آدمی ان کے پاس ایسے پڑھنے آتے تھے جو قلم دوات لے کر بیٹھتے تھے، امام ذہبی ایک دوسرے مقام میں فرماتے ہیں کہ تیسری صدی ہجری میں یہ شوق اپنے رسول پاک کے اقوال و احوال کا اہل اسلام میں یہاں تک ترقی کر گیا تھا کہ ایک ایک مجلس میں دس دس ہزار دواتیں رکھی جاتی تھیں؎

؎۱ تذکرۃ الحفاظ ۱۲ ؎۲ ایضاً ۱۲ ؎۳ ایضاً ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام عاصم بن علی املائے حدیث کے واسطے بغداد سے باہر نخلستان میں ایک بلند چبوترے پر بیٹھے تھے، ان کے مستملی ہارون نے اپنے کھڑے ہونے کے لئے ایک خرما کھجور کا درخت پسند کر رکھا تھا۔ خلیفہ معتصم باللہ نے ایک بار اپنا ایک معتمد اس مجلس کے شرکاء کا اندازہ کرنے کے لئے بھیجا، معتمد نے ارشاد خلافت کی تعمیل کی تو ایک لاکھ تیس ہزار تک حاضرین کی تعداد پہنچی جس قوم کے افراد ایک علمی مجلس میں سوا لاکھ جمع ہو جائیں قیاس کرو کہ اُس قوم کے سینہ میں کتنا شوق بھڑکا ہوگا۔ ان واقعات کے پڑھنے کے بعد یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان مجالس کے حاضرین کے شمار کرنے کا کیا طریقہ تھا اور حقیقتہً ان روایتوں پر وثوق اس طریقہ کی صحت و عدم صحت پر موقوف ہے۔ ذیل کا واقعہ اس سوال کا جواب دیگا

احمد بن جعفر راوی ہیں کہ جب ابو مسلم بغداد میں آئے تو رحبہ غسان نامی مقام پر انھوں نے حدیث کا املا کیا سات مستملی کھڑے تھے، جس میں ایک دوسرے کو شیخ کی روایت پہنچاتا تھا اور لوگ کھڑے کھڑے حدیثیں لکھتے تھے، یہ اندازہ کرنے کے لئے کہ کس قدر آدمی اس وسیع میدان میں فراہم تھے۔ میدان مذکور کی پیمائش کی گئی، اور دواتوں کا شمار کیا گیا کچھ اوپر چالیس ہزار دواتیں شمار ہوئیں جو لوگ لکھنے نہیں تھے صرف سامع شریک تھے وہ اس تعداد سے خارج ہیں[۲]

علامہ فربری کا بیان ہے کہ امام بخاری سے ان کی حیات میں نوّے ۹۰ ہزار آدمیوں نے صحیح بخاری سنی اور اسکی روایت کی اجازت حاصل کی[۳]، حصہ اول میں ناظرین پڑھ چکے ہیں کہ امام بخاری فراغ کے بعد بخارا جانے کے قصد سے روانہ ہوئے اور اہل بخارا کو یہ خبر معلوم ہوئی، تو حدیث رسول ؐ کے شوق میں کئی کئی منزل سے اُن کا استقبال کیا گیا اور شہر میں اس

[۱] و [۲] یہ سب واقعات تذکرۃ الحفاظ میں ہیں ۱۲ - [۳] مقدمۃ الفتح ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شان و شوکت سے لائے گئے کہ لوگوں نے ایسی شان و شوکت کسی بادشاہ اور سلطان کے لئے بھی نہیں دیکھی تھی، یہ تھی گرویدگی اہلِ اسلام کی احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ، اور یہ تھی توجہ خلفا اور امرا و سلاطین کی فن حدیث کی طرف سلسلہ اسناد کی دیکھ بھال اُس کی چھان بین، تحقیق و تنقید کی بنیاد خلفائے راشدین میں ابوبکر صدیق اور عمر فاروق نے ڈالی، فرقہ ضالہ کے وجود سے اس کی ترقی ہوئی، تابعیوں نے اس کے لئے اصول و ضوابط منضبط کئے، تبع تابعیوں میں آکر یہ ایک مستقل با ضابطہ فن بن گیا، اور اسناد ایک بڑی بابرکت چیز سمجھی گئی، اور اسلام کی خصوصیات سے شمار کی گئی۔ اگلی امتوں میں کہیں اس کا وجود بھی نہیں پایا جاتا۔ کیا یہودی یا عیسائی، اس امر کا دعویٰ کر سکتے ہیں کہ وہ ثقہ عن ثقہ باسناد متصل اپنے مقتدا تک ایک مسئلہ یا ایک واقعہ کے بھی سلسلہ کو پہنچا سکتے ہیں یا کسی حواری ہی تک؟ علامہ ابن حزم کا یہ مقولہ بہت صحیح ہے نقل الثقة عن الثقة حتی یبلغ بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مع الاتصال خص اللہ بہ المسلمین دون سائر الملل[1] بعض عیسائیوں نے ایک آدھ بات کی سند حضرت عیسیٰ تک پہنچانی چاہی لیکن بیچ سے بیسیوں واسطے غائب[2]۔

بڑی خصوصیت فن حدیث اور سلسلہ اسناد کو یہ حاصل ہے کہ اس میں اجتہاد تخمین ظن کو دخل نہیں۔ یا تو مشاہدات ہیں۔ یا مسموعات۔ اتصال سند۔ توثیق رواۃ۔ راوی مروی عنہ کی معاصرت، ان کا آپس میں لقا سماع، یہ سب امور مسموعات یا مشاہدات سے ہیں۔ دو شخصوں کی معاصرت یا آپس کے لقا کو سماع کو شخص حاضر رویت و مشاہدہ سے

---

[1] ایک ثقہ سے دوسرے ثقہ نقل کریں، یہاں تک کہ یہ نقل اتصال سند کے ساتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جائے یہ ایک ایسی چیز ہے جو صرف مسلمانوں میں پائی جاتی ہے۔ بقیہ ملتیں اس سے محروم ہیں ۱۲ [2] تدریب الراوی ۱۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جانتا ہے، غائب حاضر کی شہادت سے جان سکتا ہے، رواۃ کا ثقہ ہونا، ضابط القلب ہونا، جید الحافظہ ہونا، حاضرین ملاقات و تجربہ سے جانتے ہیں، غائبین اُن کی شہادت اور اُن کے درمیان شہرت سے۔ امام بخاری کے حالات میں گذر چکا کہ امام بخاری کے ضابط القلب جید الحافظ ہونے کے واقعات مافوق العادۃ سے جانے لگے تو شہر بغداد کے کل اہل علم نے مل کر تجربہ کیا۔

محدثین نے رواۃ کی نسبت جو کچھ ثقہ ثبت ضعیف واہم صدوق۔ شیخ وغیرہ الفاظ جرح و تعدیل لکھے ہیں کل کی بنا حس اور مشاہدات پر ہے نہ کہ رائے و قیاس پر، اور زیادہ تر تجربیات ہیں۔

قرآن نے خود تجربہ کے لئے امارات بتائے مثلاً وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا [۵] جو حسی و مشاہدات سے ہیں۔

غرض جو کچھ ثقاہت عدالت کی نشانیاں قرآن میں بتائی گئی ہیں یا احادیث میں وارد ہوئیں وہ سب حسی اور مشاہدات سے ہیں، پس ان امارات اور علامات سے ثقاہت عدالت ثابت ہو جاتی ہے اس لئے یہ یقینی امر ہے، ان امارات ثقاہت و عدالت کے ساتھ عدم ظہور فسق اور غیر متہم ہونا، ان امارات کا موثق اور مصدق ہے، غور کرو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا صادق ہونا ایسا امر یقینی تھا کہ کفار بھی باوجود ایسی عداوت کے آپ کے صادق ہونے کا اقرار کرتے تھے۔ اور اسی عدم ظہور کذب کو وہ لوگ اس کی دلیل ٹھہراتے تھے۔ اگر یہ امر اجتہادی اور ظنی ہوتا تو کفار باوجود عداوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

[۵] خدا کے مقبول و برگزیدہ بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں۔ اور جب اُن سے نادان لوگ بات کرنے لگتے ہیں تو اُن سے سلام کر کے الگ ہو جاتے ہیں ۱۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے صدق کا کبھی اقرار نہ کرتے ، اسی سے یہ بات ثابت ہے کہ عدالت صدق اور امین ہونا ایسی صفتیں ہیں کہ کفار اس کے اقرار پر مجبور تھے اور انکار نہیں کر سکتے تھے اسی طرح روایت میں شذوذ ایک حسی امر کا پایا جانا یا نہ پایا جانا ہے کوئی رائے و تجویز و تخمین کی بات نہیں کہ اس کو اجتہادی کہا جائے ۔ علت قادحہ نہ ہونا یہ حدیث صحیح میں قید سلبی ہے نہ وجودی ، لہذا اجتہاد مجتہد کو اس میں کچھ بھی دخل نہیں ۔

پس کسی محدث کا کسی حدیث کو صحیح یا ضعیف یا موضوع وغیرہ کہنا مسائل اجتہادیہ میں داخل نہیں ہو سکتا نہ مجتہد کا اجتہادی مسئلہ حدیث کی تصحیح یا تضعیف کا پاسنگ ہو سکتا ہے جیسا کہ بعض کوتاہ بینوں نے سمجھا ہے ۔

فقیہ اپنی رائے و استنباط پر خود ایسا اعتماد نہیں رکھتا کہ حتمی طور پر حکم لگائے اور اس پر عمل کرنا واجب قرار دے بخلاف اس کے محدثین کا کسی حدیث کو صحیح کہنا ایسا نہیں ہے کیونکہ وہاں تصریح موجود ہے کہ اس پر عمل کرنا واجب ہے اور اصول کا یہ اتفاقی مسئلہ ہے اَنَّھُم اتفقوا علی وجوب العمل بکل ما صح ؕ محدث کو بنا بر اسناد و دلائل حدیث کی صحت اور واجب العمل ہونے پر جزم ہوتا ہے ، اور فقیہ کو اپنے مستنبطہ مسائل کی صحت پر خود ایسا جزم نہیں ہوتا کہ وہ اس کو واجب العمل کہے ۔

شاید کوئی کوتاہ بین یہ کہے کہ راویوں کی روایت کو سچ سمجھنا تو محدثین کی اپنی رائے ہے اور یہی اجتہادی امر ہے ، لیکن اسے یاد رکھنا چاہیئے کہ شخص عادل ضابط کے بیان پر وثوق کرنا اور سچ سمجھنا تو نصی اور اتفاقی مسئلہ ہے صرف اہل اسلام ہی کا نہیں بلکہ تمام دنیا کا اور یہ ایک فطرتی قانون ہے ، گواہ عادل کی گواہی پر حکم کرنا نصی اور اتفاقی بات ہے

لے تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ جو حدیث آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صحت کو پہنچ جائیگی اس پر عمل واجب ہوگا ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دو گواہ عادل کی گواہی پر حکم کرنا قرآن کا منصوص مسئلہ ہے اس میں اجتہاد کو کیا دخل ہے۔

صحیح بخاری، کی حدیثوں کو صحیح جاننا اس لئے ضروری قرار دیا گیا ہے کہ اس کی سند کے ہر طبقے میں دو راوی عادل ہیں الا ماشاء اللہ، ولادت۔ رویت ہلال رمضان، میں ایک شخص عادل کی گواہی پر حکم کرنا متفق علیہ ہے۔ تبلیغ کے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے بعض دفعہ صرف ایک صحابی ہدایت کے لئے بھیجے جاتے تھے، اور وہ قرآن کی آیتیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بیان کرتے تھے، ہرقل شاہ روم کے پاس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خط ایک شخص یعنی دحیہ کلبی لے کر گئے تھے، یہ قطعی دلائل ہیں اس امر کے کہ ایک عادل کی بات ماننی ضرور ہے، اس کی بحث کتب اصول میں نہایت طول وبسط کے ساتھ موجود ہے اسی واسطے مجتہدین اپنے قیاسی مسائل کو خبر احاد کے جنب میں کوئی چیز نہیں سمجھتے تھے۔

علامہ سخاوی لکھتے ہیں، خدا رحم کرے کہ جب	احتج رحمہ اللہ بالضعیف حیث
اس مسئلہ میں بجز ضعیف حدیث دوسری دلیل	لم یکن فی الباب غیرہ ومعہ
نہ ملی تو اسی ضعیف ہی سے حجت پکڑا۔ ۔ ۔ ۔	ابوداود وقدماہ علی الرأی
اس میں شافعی کی متابعت ابوداؤد نے بھی کی،	والقیاس ویقال عن ابی حنیفۃ
ان دونوں نے حدیث ضعیف کو رائے وقیاس	ایضاً ذلک وعن الشافعی
پر مقدم کیا اور یہی مذہب امام ابوحنیفہ کا بھی	یحتج بالمرسل اذا لم یجد
کہا جاتا ہے امام شافعی تو حدیث مرسل سے بھی	غیرہ۔ فتح المغیث

حجت قائم کرتے ہیں جب بجز مرسل دوسری دلیل نہیں پاتے!

فاضل لکھنوی مولوی عبدالحی اس کی	لان الخبر یقین باصلہ وانما

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وجہ لکھتے ہیں کیونکہ حدیث نصی چیز ہے	دخلت الشبهة فی نقلہ والرائے
شبہہ نقل سند کی وجہ سے پیدا ہوا۔ اور	مختلف باصلہ محتمل فی کل
قیاس تو وباصلہ مختلف فیہ ہے اور ہر طرح	وصف، فکان الاحتمال فی الرای
مشتبہ ہے۔ پس قیاس میں احتمال اصلی	اصلا وفی الحدیث عارضا فلا
ہوا اور حدیث میں عارضی اس وجہ سے حدیث	بدان یقدم الحدیث الضعیف
ضعیف ضرور قیاس پر مقدم ہوگی	علی القیاس۔

شاید بعض لوگوں کے واہمہ میں یہ آئے کہ جب حدیثوں کی تصحیح تضعیف وغیرہ کا مدار امور حسیہ ٹھہرے اور اجتہاد کو کوئی دخل اس میں نہیں تو پھر بعض حدیثوں کی تصحیح و تضعیف میں اختلاف کیوں ہے، بعض راویوں کی توثیق و تضعیف میں محدثین باہم مختلف کیوں ہیں، لیکن اُن کو یاد رکھنا چاہیے کہ اس اختلاف کی چند وجوہات ہیں (۱) ایک حدیث کی دو سندیں ہیں، ایک ضعیف دوسری صحیح۔ دو محدثین میں ایک کو وہ حدیث بسند ضعیف پہنچی، دوسرے کو بسند صحیح۔ اس لیے ایک نے صحیح کہا دوسرے نے ضعیف۔ (۲) دونوں کو ایک ہی سند ضعیف سے حدیث پہنچی، لیکن ایک کو اس کے شواہدات مل گئے اس لیے اُس نے صحیح کہا، دوسرے کو نہیں پہنچے اُس نے تصحیح نہ کی، محدثین کی اصطلاح میں حسن لذاتہ حسن لغیرہ کے یہی معنی ہیں (۳) یا دونوں کو شواہد ملے مگر تضعیف کرنے والے نے باعتبار سند خاص و متن خاص کے تضعیف کی، چنانچہ جامع ترمذی کے متن میں یوں ہے غریب بھذا اللفظ اس کے یہی معنی ہیں کہ باعتبار متن خاص کے وہ حدیث غریب ہے (۴) یا کسی امام کی جرح کسی راوی پر دیکھ کر حدیث کی تضعیف کی حالانکہ جرح کرنے والے نے اس جرح سے تحقیق کے بعد رجوع کیا تھا جس کی اطلاع تضعیف کرنے والے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو نہیں ہوئی ؛

راویوں میں اختلاف اسی بنا پر ہوا کہ کبھی ایک ہی امام نے کسی راوی کے حالات کا پتہ لگایا اُس وقت اُس میں کوئی امر قابل جرح نہ تھا، پھر آگے چل کر اُس نے اپنی حالت بدل دی اس لئے اُسی امام نے آگے چل کر اُس پر جرح کر دی، لیکن تلامذہ نے امام سے دونوں قول سنے کچھ لوگوں نے تعدیل سنی انھوں نے تعدیل روایت کی، دوسرے تلامذہ نے جرح روایت کی حالانکہ دونوں کے دو وقت تھے !

کبھی کسی راوی کا ایک امام کو مفصل حال معلوم نہ ہو سکا یا جہانتک معلوم ہوا کوئی امر قادح نہیں تھا، لیکن دوسرے امام نے جا کر اچھی طرح سے اس کے حالات تحقیق کئے، اور اُس راوی میں وہ باتیں پائیں جو قابل جرح کے تھیں اس لئے اس دوسرے امام نے جرح کر دیا اور صحیح بخاری و مسلم کی حدیثوں کو ایک خاص مزیت یہ حاصل ہے کہ ان میں تواتر معنوی پایا جاتا ہے گو تواتر صوری نہ ہو۔ حجۃ اللہ البالغہ میں ہے اما الصحیحان فقد اتفق المحدثون علی ان جمیع ما فیہما من المتصل المرفوع صحیح بالقطع وانہما متواترات الی مصنفیہما وانہ کل من یہون امرہما فہو مبتدع متبع غیر سبیل المومنین۔

یعنی لیکن صحیح بخاری و صحیح مسلم کی یہ حالت ہے کہ تمام محدثین نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ جو حدیثیں ان دونوں میں متصل مرفوع ہیں وہ یقیناً صحیح ہیں اور اُن کے مصنفین تک متواتر ہیں اور جو ان کی شان گھٹائے گا وہ بدعتی ہے اور مسلمانوں کے طریقہ سے الگ ہے،

اس کے بعد اب ہم بعض اُن خصوصیات کو مختصر طریقہ پر ہدیہ ناظرین کرتے ہیں، جو امام المحدثین کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں اور جن سے بڑے بڑے محدثین کے دامن خالی ہیں۔

(۱) ایک بڑی خصوصیت امام صاحب کی ذات کے ساتھ یہ وابستہ ہے کہ انھوں نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احادیث کی تنقید اور تصحیح کے لئے عامۃً نہایت شدید شروط لگائے اور بالخصوص جامع صحیح کے لئے اُس شدت میں بھی اور چند اضافہ کئے۔

۱ مثلاً معنعن روایت امام المحدثین کے نزدیک مجرد معاصرت سے معتبر نہیں ہو سکتی جب تک راوی اور مروی عنہ کا لقا ثابت نہ ہو اس تشدد کی وجہ سے اُن کے بعض وہ تلامذہ جن کو امام صاحب کے ساتھ نہایت خلوص اور عقیدت تھی[ع] مخالف ہو گئے اور بڑے زوروں سے اس مخالفت کا اظہار کیا۔ زبانی چھوڑ تصنیفات تک میں اس مخالفت کا ذکر کیا، امام صاحب نے اس کی مطلقاً پروانہ کی۔ امام صاحب کا خیال اس جانب تھا کہ سلسلۂ اسناد میں جس قدر تشدد کیا جائے گا اُسی قدر حدیث کی پختگی درجۂ کمال تک پہنچے گی۔

۲ متساہل کی روایت بلا متابعت[ف] معتبر نہیں، اسی واسطے کوئی روایت ایسے

ع قال الحافظ ابن کثیر وہذا ای حمل الاسناد المعنعن علی السماع اذا تعاصروا مع البراءۃ عن وصمۃ التدلیس ہو الذی اعتمدہ مسلم فی صحیحہ وشنع فی خطبتہ علی من لیشترط مع المعاصرۃ اللقی حتی قیل انہ یرید البخاری والظاہر انہ یرید علی بن المدینی فانہ یشترط ذلک فی اصل صحۃ الحدیث واما البخاری فانہ لا یشترط فی اصل الصحۃ ولکن التزم ذلک فی کتابہ الصحیح وقد اشترط ابو المظفر السمعانی مع اللقاء طول الصحبۃ وقال ابو عمرو الدانی ان کان معروفا بالروایۃ عنہ قبلت العنعنۃ وقال القابسی ان ادرکہ ادراکا بینا انتہی (اختصار علوم الحدیث او الباعث الحثیث الی معرفۃ علوم الحدیث ص۵۱) قلت ما قال الحافظ ابن کثیر من ان البخاری لم یشترط اللقی فی اصل الصحۃ بل التزم ذلک فی کتابہ الصحیح فلا یخرج حدیثا مرویا بالعنعنۃ تعاصر رواتہ فی صحیحہ الا بعد ثبوت السماع فیہ فہذا التشدید منہ علی نفسہ فی ہذا الکتاب فقط وانہ لم یرد مسلم فی خطبتہ الرد علی البخاری والتشنیع علیہ بل اراد علی بن المدینی شیخ البخاری فانہ اشترط ذلک فی اصل الصحۃ ہو الظاہر عندی ایضا وبہذا ظہر خطأ ما اشتہر بین العلماء من ان البخاری اشترط اللقاء للصحیح مطلقا وان مسلما انما اراد فی خطبتہ التشنیع علی شیخہ البخاری فلیتنبہ علی ذلک وکتبہ عبید اللہ الرحمانی ۱۲

ف ایک سند کو دوسری سند کے ساتھ تقویت دینا ۱۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

راویوں سے جامع صحیح میں مذکور نہیں ہے

اسی تشدد کی بنا پر جس راوی سے امام صاحب نے صحیح بخاری میں اصولاً (یعنی تعلیقاً یا متابعۃً نہیں) روایت کی اُس کے بارے میں محدثین کا یہ جملہ مشہور ہو گیا۔ (ھذا جاز القنطرۃ) یہ راوی تو پُل سے پار اُتر گیا۔ غرض یہ کہ اب اس راوی کے بارے میں کچھ دیکھنے اور جانچنے کی ضرورت نہیں، اس تشدد کا باعث یہ تھا کہ اُس وقت مدلسین اور متساہلین کی بڑی جماعت پیدا ہو چکی تھی، بہت سی حدیثیں ضعیف الحافظہ اور متساہلین کی رائج ہو گئی تھیں۔ وراق خود امام بخاریؒ[1] سے ناقل ہیں کہ آپ نے فرمایا ایک ہزار حدیثیں ایک شیخ کی میں نے اسی تدلیس کے شبہہ پر ترک کر دیں اور اسی طرح ایک اور دوسرے شیخ کی"۔ اس تشدد اور سخت شرائط کے ساتھ کمال یہ ہے کہ ممالک اسلامی کو چھان کر علاوہ دیگر تالیفات کے ایک ایسی ضخیم اور جامع تالیف صحیح روایتوں کو انتخاب کر کے اہلِ اسلام کے سامنے پیش کیا جس کی نظیر نہ ہو سکی، اور یہ تشدد اور سختی شرائط محض زبانی باتیں نہ تھیں جیسا کہ بعض معتقدین اپنے امام کی نسبت دعوے کرتے ہیں کہ وہ بڑے پایہ کے محدث تھے اور جب اُن پر قلت روایت کا اعتراض ہوتا ہے تو یہ جواب دیتے ہیں کہ اُن کے شرائط بہت سخت تھے اور اس میں بڑی لانبی چوڑی تقریریں کرتے ہیں لیکن جب اُن کو یہ دکھلایا جاتا ہے کہ جن کی نسبت تم تشدد اور سختی شرائط کے دعوے کرتے ہو اُن کی روایتیں اکثر منقطع مراسیل اور بلاغیات ہیں اور انھیں سے استدلال کیا گیا ہے تو مضطر ہو کر یہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ بھی تو قلیل الروایۃ تھے لیکن یہ ایسا غلط جواب ہے جس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ حضرت

---

[1] مقدمۃ الفتح ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابوبکرؓ پر امام ابوحنیفہؒ یا دیگر فقہائے اہل عراق کو قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے (وہاں فیض صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ بھی طویل صحبت کی وجہ سے علم احادیث یقینی، یہاں ثبوت طلب)

(۲) ایک بہت بڑی خصوصیت فقہ الحدیث کی تدوین ہے جس طرح صحیح بخاری اپنی صحت کے اعتبار سے بے نظیر ہے اسی طرح یہ مبارک اور مقدس کتاب بہ تدقیق مسائل اور فقاہت کے اعتبار سے اپنی آپ نظیر ہے۔ فقہ محمدی کی تدوین کی بنا اگرچہ عبد اللہ بن مبارک سفیان ثوری امام مالک، اور اُن کے معاصرین محدثین نے ڈالی لیکن امام المحدثین نے اُس کو اوج کمال پر پہنچایا۔ اس وجہ سے کہا جاسکتا ہے کہ امام بخاری فقہ محمدی کے مکمل ہیں۔ فقہ محمدی کی تدوین جن باریک اور غامض اصولوں پر کی اس کا اندازہ علامہ ابن خلدون کے اس قول سے ہوسکتا ہے۔ رحمہ اللہ محمد بن اسماعیل نانہ اصل الاصول ای اصول الاحکام آگے چل کر اس فن کو اس قدر ترقی ہوئی کہ ایک ایک حدیث سے تقریباً تین تین سو مسائل استخراج و استنباط کئے گئے چنانچہ عمدۃ الاحکام اور الامام و دیگر تالیفات اس کے شواہد موجود ہیں۔

(۳) تاریخ الرجال کی تدوین کی طرف جس طرح امام بخاری نے توجہ کی یہ اُن کی خصوصیات سے ہے۔ اس فن کا سنگ بنیاد گو یحیی بن سعید؏ قطان نے رکھا لیکن باقاعدہ اور اہتمام بلیغ کے ساتھ اس کی تدوین امام بخاری نے کی اس مبارک فن کی تدوین کا خیال امام صاحب کو کیونکر ہوا۔ امام صاحب نے جن مہمات کو اپنا ضروری

؏ حافظ ذہبی نے میزان الاعتدال میں لکھا ہے "اول من جمع کلاماً فی ذالک یحیی بن سعید القطان" یعنی اول جس نے اس فن میں کتاب جمع کیا وہ یحیی بن سعید قطان ہیں لیکن واضح ہو کہ وہ باقاعدہ تصنیف نہ تھی ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرض قرار دیا تھا، اُن میں صحیح حدیثوں کا انتخاب اور تنقیدی نظر سے جانچنا سب سے اہم تھا، اس کے لئے جہاں اور چیزوں کی ضرورت تھی، ایک ضروری فن، فن تاریخ الرجال بھی تھا، امام صاحب سے پہلے کذاب، وضاع، افترا پردازوں کی ایک جماعت قائم ہو چکی تھی، اس تدوین فن الرجال کی بدولت سینکڑوں افترا پردازوں کے راز فاش ہو گئے، اور ہزاروں غلط واقعات کی قلعی کھل گئی، اس فن کی تدوین سے پہلے مفترین واقعات و روایات تیار کرتے اور خوش اعتقاد لوگ مان لیتے، اسی طوفان بے تمیزی نے امام صاحب کو فن تاریخ کے اس خاص شعبہ کی طرف متوجہ کیا اور امام صاحب نے تاریخ کبیر، تاریخ اوسط، تاریخ صغیر لکھی۔ ایک اعتبار سے اس فن کی یہ اول تالیفات ہیں اسی واسطے امام اسحٰق بن راہویہ نے تاریخ کبیر دیکھی تو فریفتہ ہو گئے اور امیر طاہر خلیفہ کے دربار میں پیش کر کے فرمایا الا اریک سحرا !

امام صاحب نے اس فن کی تدوین سے صرف فن حدیث ہی کی خدمت نہیں کی بلکہ دنیا پر ایک احسان عظیم کیا۔ آنے والی نسلوں کو تاریخ کے ایک خاص شعبہ کی طرف متوجہ کر گئے، امام صاحب کے نشان قدم پر سینکڑوں تصنیفیں لکھی گئیں، اب تک یہ سلسلہ جاری ہے، مسلمانوں کے علاوہ اہل یورپ نے اس کو بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھا!

حقیقت امر یہ ہے کہ اسلام کے ساتھ جہاں بہت سی خصوصیات وابستہ ہیں، ان میں ایک خصوصیت اس فن کی تدوین بھی ہے، اس فن کی برکتوں کا اندازہ ذیل کے واقعہ سے کیا جا سکتا ہے!

ابو المحاسن وغیرہ امام ابو حنیفہ رح کی سیرت میں ذیل کا واقعہ لکھتے ہیں جو فقہائے حنفیہ میں بلا نکیر شہرت پذیر ہے!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام ابوحنیفہؒ کو حماد بن ابی سلیمان کے بعد کوفہ کی مسند درس پر بٹھایا گیا تو آپ نے بمشکل قبول فرمایا۔ انھیں دنوں خواب میں دیکھا کہ وہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کھود رہے ہیں۔ ڈر کر چونک پڑے اور سمجھے کہ میری ناقابلیت کی طرف اشارہ ہے، امام ابن سیرین علم تعبیر کے اوستاد مانے جاتے تھے۔ انھوں نے تعبیر بتائی کہ اس سے ایک مُردہ علم کو زندہ کرنا مقصود ہے۔ امام صاحب کو تسکین ہوگئی، اور اطمینان کے ساتھ درس میں مشغول ہوگئے، اس واقعہ میں (۱) امام ابوحنیفہ کا بعد انتقال حماد بن ابی سلیمان ان کی مسند درس پر بیٹھنا (۲) خواب دیکھنا (۳) امام ابن سیرین سے تعبیر پوچھنی یہ تین باتیں مذکور ہیں، حماد بن ابی سلیمان کا انتقال سنہ ۱۲۰ ہجری میں ہے۔ اس کے دس برس قبل سنہ ۱۱۰ میں امام ابن سیرین کا انتقال ہو چکا تھا، اس لئے یہ واقعہ تاریخی حیثیت سے جب ہی صحیح ہو سکتا ہے کہ بلا تامل یہ تسلیم کر لیا جائے کہ امام ابوحنیفہؒ نے خواب دیکھنے سے دس برس پہلے تعبیر[ع] پوچھ لی ہو۔

ع اسی طرح ہمعصر شمس العلما نعمانی صاحب نے امام ابوحنیفہؒ کی تدوین فقہ کا طریقہ بتایا ہے جس کو ہمعصر موصوف نے گو ابوالمحاسن ہی سے نقل کیا ہے لیکن اپنی سحر بیانی کا اس پر نیا رنگ چڑھایا ہے ہمعصر موصوف کے الفاظ یہ ہیں، یحیی بن ابی زائدہ، حفص بن غیاث، قاضی ابویوسف، داؤد طائی، حبان، مندل حدیث و آثار میں نہایت کمال رکھتے۔ امام زفر قوت استنباط میں مشہور تھے، قاسم بن معن اور امام محمد کو ادب و عربیت میں کمال تھا، امام صاحب نے ان لوگوں کی شرکت سے ایک مجلس مرتب کی اور باقاعدہ طور سے فقہ کی تدوین شروع ہوئی۔ اس کام میں کم و بیش تیس برس کا زمانہ صرف ہوا، یعنی سنہ ۱۲۱ ہجری سے سنہ ۱۵۰ تک ؎

ہمعصر موصوف کے اس بیان کردہ واقعہ کو مشہور مناظر علامہ رحیم آبادی نے اسی فن تاریخ الرجال کے معیار سے اس طرح جانچا ہے کہ امام محمد کی ولادت علی اختلاف الروایات سنہ ۱۳۵ خواہ تیس یا سنہ ۱۳۱ ہے دیکھو ابن خلکان، امام محمد قبل ولادت سنہ ۱۲۱ میں اس مجلس میں کیونکر شریک ہوئے؟ قاضی ابویوسف

(بقیہ بر صفحہ آئندہ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس سے فن تاریخ الرجال کی اہمیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ امام بخاری کی باریک بین نگاہ نے اس کو ضروری سمجھ کر ان کو پہلے اسی کی طرف متوجہ کیا اور پہلے ہی سفر میں مدینہ پہنچ کر قبل تالیف صحیح بخاری اسی کی تدوین میں مصروف ہوئے۔ اور تاریخ کبیر کا مسودہ لکھا ہے۔

(۴) ایک بڑی خصوصیت امام بخاری کی یہ ہے کہ اگلے فقہائے محدثین المجتہدین وغیرہ اپنی تالیفات کی بنا یا تو صرف ابواب فقہیہ پر رکھتے یا رقاق پر یا عبادات یا غزوات یا طب یا عقائد وغیرہ پر یا ان میں کی چند باتیں جمع کرتے،

امام بخاری کی سب سے پہلی یہ تالیف ہے جو باوجود التزام صحت وتشدد شرائط کے تمام فنون اسلامیہ کی جامع ہے، اس کے بعد بہت سے مؤلفین نے امام صاحب

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) سنہ ۱۱۳ یا سنہ ۱۱۷ میں پیدا ہوئے۔ اس حساب سے ان کا سن سنہ ۱۲۱ ہجری میں آٹھ سات برس کا ہوتا ہے۔ بالخصوص جبکہ امام ابو یوسف افلاس کے باعث معاش کی فکر میں رہا کرتے بہت پیچھے پڑھنا شروع کیا، پھر سنہ ۱۲۱ میں اس اہتمام بالشان مجلس کے ممبر کیونکر ہوئے؟ امام زفر سنہ ۱۱۰ میں پیدا ہوئے۔ اس حساب سے ان کا سن سنہ ۱۲۱ میں دس گیارہ برس کا تھا۔ ان کا اس اہتمام بالشان مجلس میں شریک ہونا محض خلاف عقل وخلاف درایت ہے۔ حبان نے سنہ ۱۷۱ یا سنہ ۱۷۲ میں وفات پائی اور وفات کے وقت ان کا سن ساٹھ برس کا تھا اس حساب سے سنہ ۱۲۱ میں ان کا سن آٹھ برس کا ہوتا ہے۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ سنہ ۱۲۱ میں آٹھ، وحدیث میں کمال رکھتے تھے۔ یحیی بن ابی زائدہ سنہ ۱۲۰ میں پیدا ہوئے۔ پھر ان کی شرکت سے سنہ ۱۲۱ میں وہ مجلس کیونکر ترتیب دی گئی۔ ہمعصر موصوف کا یہ لکھنا کہ ان لوگوں کی شرکت سے امام صاحب نے سنہ ۱۲۱ھ میں وہ مجلس مرتب کی اعجوبہ نہیں تو اور کیا ہے، حالانکہ مذکورین بالا ممبروں کے سنین ولادت بھی آپ نے لکھے ہیں، افسوس ہے فن تاریخ کے فلسفہ دان ہو کر آپ نے اس مجلس تدوین فقہ کو تنقیدی نگاہ سے نہ جانچا بلکہ نہایت فصاحت وسحر بیانی سے اس کو فقط چمکا دیا ۱۲ منہ

عہ مقدمۃ الفتح ۱۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا خاکہ اوڑایا مگر سہ

ایں سعادت بزور بازو نیست   تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

تشدد صحت، دقت نظر جودت فقاہت وغیرہ تو درکنار، اس قدر فنون بھی وہ اکٹھے نہ کرسکے۔ صحیح بخاری ہی ایک ایسی کتاب ہے جس پر صحیح اور جامع دونوں کا اطلاق صحیح ہے، جامعیت کی یہ حالت ہے کہ کیفیت وحی اور ابتدائے وحی (جس سے اسلام کی بنا قائم ہوتی ہے) سے لے کر تمام فنون عقائد۔ عبادات۔ معاملات۔ سیر۔ بدء العالم۔ غزوات۔ تفسیر۔ فضائل۔ طب۔ آداب۔ رقاق۔ توحید۔ وغیرہ اس طرح ۴۵ فنون اسلامیہ کی جامع کتاب لکھی۔ ملکی۔ سیاسی قوانین کے علاوہ روزمرہ کے جزئی معاملات کس طرح روشن اور صاف دلائل سے مستنبط کئے۔ غرض بعد کتاب اللہ یہ ایک ایسی کتاب ہے جو دین اور دنیا دونوں کے معاملات کو سلجھاتی ہے، اور مصنف کے تمام فنون میں قابلیت کی شہادت دیتی ہے، ہم یہ دعوے نہیں کرسکتے کہ امام بخاری سہو اور نسیان سے پاک تھے لیکن جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ خود امام صاحب نے اس تالیف کو بڑے بڑے نقادان فن (امام احمد بن حنبل۔ ابن معین۔ علی بن مدینی اور ان کے معاصرین) پر پیش کیا۔ ان لوگوں نے ایک ایک حدیث جانچ کر صحت پر اتفاق کیا۔ اسی طرح امام بخاری کے بعد تمام ماہرین فن حدیث نے جن کا تبحر مسلم تھا مجموعی قوت سے اس کے ایک ایک لفظ کو جانچا۔ صرف اسی قدر نہیں بلکہ اس کے ایک ایک موضوع پر مستقل تصنیفیں لکھیں اور کسی ایسے مقام کو جہاں ذرا بھی رکنے کی جگہ تھی فنون حدیثیہ کی کسوٹی پر کس کر مستقل بحث لکھے بغیر نہ رہ سکے تو اب وہ لوگ جو اس فن سے نابلد ہیں جن کے دماغ نکات حدیثیہ کی سطح تک کبھی نہیں پہنچتے اگر صحیح بخاری کی عام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقبولیت پر شور و شغب مچائیں تو کب قابل التفات ہے ؎
مہ نور می فشاند و سگ بانگ میزند

(۵) امام بخاری کا ایک اہم مقصد یہ بھی تھا کہ قرآن اور واقعات حدیثیہ سے فن حدیث کے اصول و ضوابط کو مستحکم کرنا چاہئے۔ علم حدیث کے بہت سے اصول گو رائج ہو گئے تھے۔ لیکن اُن کو باضابطہ فن بنا کر اور استدلال کی کسوٹی پر جانچ کر پیش کرنا اب تک مروج نہیں تھا۔ امام صاحب نے جامع صحیح میں ان اصول کو مستحکم کر کے باضابطہ فن کی صورت میں پیش کیا۔ اس کی بعض مثالیں یہ ہیں مثلاً حدیث لینے کے دو طریقے پہلے سے چلے آتے تھے (۱) ایک یہ کہ محدث پڑھے اور طالبین سنیں (۲) دوسرے یہ کہ خود طالب حدیث سنائے اور اُستاد سنتا جائے اور (نعم) ہاں کہتا جائے۔ اس میں محدثین کی دو جماعتیں ہو گئیں۔ ایک جماعت جن میں حسن بصری۔ سفیان ثوری۔ امام مالک وغیرہ جیسے کامل الفن ہیں) کہتی ہے کہ اگر طالب پڑھے اور محدث سن کر نعم یا ایسا ہی کوئی لفظ کہہ دے جس سے تسلیم کرنے کے معنی نکلتے ہوں تو شاگرد حدثنا فلاں کہہ سکتا ہے۔ اور اس سے حدیث اور سلسلۂ سند کے استحکام میں کوئی خلل نہیں پیدا ہو سکتا دوسری جماعت اس کی مخالف تھی۔ امام بخاری نے اخذ کے دونوں طریقوں کو جائز ثابت کیا۔ اور باب اس طرح منعقد کیا القراءۃ والعرض علی المحدث اور دونوں دعووں کو بڑے واضح طریقہ پر ثابت کیا۔

اسی طرح ایک مسئلہ یہ ہے کہ نابالغ کی سماعت حدیث معتبر ہے یا نہیں اور معتبر ہے تو کس سن سے۔ یہ ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے۔ امام المحدثین نے دو صحابیوں (ابن عباس محمود بن الربیع) کی سنی ہوئی حدیثوں سے (جو بالاتفاق مقبول ہیں) اسکی مقبولیت کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرف اشارہ کیا، لیکن ساتھ اس کے ایک دوسرا باب منعقد کیا (الفہم فی العلم) جس سے اشارہ ہے کہ فہم شرط ہے اور فہم کے مدارج مختلف[1] ہوتے ہیں۔

اسی طرح مناولہ کی ایک صورت محدثین میں مروج تھی کہ اپنی مرویات کو طالب کے حوالے کر دیتے اور روایت کی اجازت دے دیتے۔ ایک جماعت اس کی منکر تھی، امام المحدثین نے اس کو متعدد دلیلوں سے ثابت کیا اور باب اس طرح منعقد کیا۔

باب ما یذکر فی المناولۃ وکتاب اہل العلم بالعلم الی البلدان

ایک مسئلہ کتابت حدیث کا ہے بعض محدثین صحیح مسلم کی حدیث کی وجہ سے کتابت حدیث کے مخالف تھے، امام المحدثین نے اس کے لئے باب منعقد کیا باب کتابۃ العلم، اور کتابت حدیث کے جواز کو متعدد دلیلوں سے ثابت کیا۔

ایک مسئلہ بڑا اہتمام بالشان یہ ہے کہ خبر واحد[2] سے استدلال صحیح ہے یا نہیں اگر صحیح ہے تو کن کن حالتوں میں صحیح ہے اور قیاس سے خبر واحد رد کر دی جا سکتی ہے یا نہیں۔ یہی ایک مسئلہ ہے جو فقہائے اہل الرائے کو فقہائے محدثین سے عملاً الگ کرتا ہے امام صاحب نے اس کے لئے باب بایں تعمیم منعقد کیا۔ باب ما جاء فی اجازۃ خبر الواحد الصدوق فی الاذان والصلوٰۃ والصوم والفرائض والاحکام خبر واحد کی مقبولیت پر قرآن سے استدلال قائم کرنے کے بعد اس کثرت سے حدیثیں پیش کیں کہ جو انفراداً تو خبر واحد ہیں لیکن معنی کے اعتبار سے متواتر۔ پس اصل استدلال

[1] یہ وقت دیکھئے اس واقعہ کے جبکہ وہ دادی میں محمود بن الربیع کا سن پانچ برس کا تھا اس سے معلوم ہوا کہ پانچ برس کے لڑکے کا سماع معتبر ہے بشرطیکہ فہم رکھتا ہو پس اصل تحدید فہم پر ہے اگر اس سن میں فہم حاصل نہیں تو اس سن کے سماع کا اعتبار نہیں ۱۲۔ [2] وہ حدیث جس کی سند زیادہ سے زیادہ تین تک ہو ۱۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تواتر معنوی سے ہوا۔ امام صاحب نے خبر واحد کی مقبولیت میں اس کثرت سے واقعات اس لئے پیش کئے کہ بعض کوتاہ بین کے اس خدشہ کو دفع کریں جو انھوں نے حدیث سے استدلال قائم کرنے پر پیش کیا تھا کہ خبر واحد کی مقبولیت پر خبر واحد ہی سے استدلال پیش کیا گیا ہے۔ لہذا یہ استدلال مستلزم دور کا ہے اور اس وجہ سے یہ استدلال ناتمام ہے۔ درحقیقت خبر آحاد سے احتجاج کا مسئلہ تو پہلے کوئی ایسا اہم مسئلہ تھا نہ اب ہے۔ لیکن خبر واحد کی مقبولیت پر امام صاحب نے اسی وجہ سے زور دیا کہ امام صاحب کے زمانہ میں فقہائے اہل الرائے میں قیاس کا بڑا رواج ہو گیا تھا۔ صرف قیاس ہی تک محدود ہوتا تو چنداں مضائقہ نہ تھا۔ ان کو اپنے ائمہ کی رائے پر وثوق کامل پھر اس پر ان کے تخریجی اصول کی پابندی' ان وجوہات سے ان کے مسائل مستخرجہ کو احادیث نبویہ سے بہت بعد ہوتا گیا۔ اور جس قدر تخریج کے بعد تخریج در تخریج کی نوبت پہنچی اس بعد میں ترقی ہوتی گئی جب مجتہدین محدثین ان پر مخالفت کا اعتراض کرنے لگے تو ایک اصول گھڑ کر آڑ بنایا کہ خبر آحاد سے زیادت علی الکتاب ناجائز ہے۔ اس کا یہ مطلب لیتے کہ خبر آحاد سے عام کی تخصیص اور مطلق کی تقیید وغیرہ نہیں ہو سکتی ہے عہ اہل الرائے کے علاوہ اور بہت سے لوگ تھے جو خبر واحد کی مقبولیت اور اس سے

عہ چونکہ اہل الرائے نے اپنے مسائل مستخرجہ کے بعد محض آڑ بنانے کی غرض سے یہ اصول قائم کیا تھا اس لئے ایک نہیں ان کے سینکڑوں مسلمہ مسائل پر اس قاعدہ سے اعتراض گر گئے لیکن فریق کے اعتراض کے جواب میں انہوں نے ہر جگہ یہ دعوی کر دیا کہ یہ حدیث آحاد سے نہیں بلکہ مشہور ہے لیکن اس دعوی کو ثابت نہ کر سکے اس لئے محققین متأخرین اہل الرائے نے خود انصاف سے اس دعوی کو اکثر جگہ نامقبول ٹھہرایا حیرت تو اس پر ہے کہ باوجود یہ قاعدہ مقرر کرنے کے اہل الرائے نے خبر واحد تو درکنار قیاس سے زیادۃ علی الکتاب کر دی ہے کثرت کہ علامہ ابن قیم نے اعلام الموقعین میں بڑی تفصیل سے لکھا ہے اور اس کی پچاسوں نظیریں پیش کی ہیں۔ ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

استدلال کرنے پر بڑے بڑے شکوک پیدا کرتے۔ جس کا نام آگے چل کر اصول درایت رکھا گیا اور نہایت وقعت کی نگاہ سے دیکھا گیا ؎

امام صاحب نے مذکورہ بالا باب کے علاوہ اور بھی کئی باب منعقد کیئے جو اسی کی تائید کرتے ہیں، ایک باب منعقد کیا باب بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم الزبیر طلیعۃ واحدۃ پھر تیسرا باب لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یوذن لکم فاذا اذن لہ واحد جاز چوتھا باب یہ ہے باب ما کان یبعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الامراء والرسل واحدا بعد واحد اخیر میں ایک باب خبر المراۃ الواحدۃ منعقد کیا جس سے ازواج النبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ حدیثوں کی مقبولیت کی طرف اشارہ ہے جس پر عورتوں کے بے شمار مسئلے موقوف ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی چند بابوں میں اسی کی طرف اشارہ کیا ہے جیسے باب ھل یجوز للحاکم ان یبعث رجلا واحدا وھل یجوز ترجمان واحد ان کل ابواب کو امام صاحب نے کمال وضاحت ... شفاف طریقہ پر ثابت کیا جو امام المحدثین کی خداداد فقاہت کا حصہ ہے ؎

ان کے علاوہ امام المحدثین نے طالب حدیث اور محدث کے وہ آداب جو اب اصول حدیث کی کتابوں میں ضبط کر دیئے گئے ہیں مفصلاً بیان کیئے ہیں مثلاً، ضرورت کے وقت محدث طالب حدیث پر غصہ کر سکتا ہے، اسی طرح راہ میں حدیث بیان کرنا، ایک حدیث کو تین تین بار بیان کرنا، ذہن نشین کرنا، باندازہ عقل بیان کرنا، سواری پر حدیث بیان کرنا، عورتوں کو حدیث نبوی کی تعلیم دینی، ان کے لئے ایک خاص دن مقرر کرنا، فہم کا امتحان کرنا، حدیث کے لئے سفر کرنا، فقہ الحدیث کا یاد فعت ہونا، احادیث کو اس وقت تک بیان کرنا جب تک طالب گھبرا گئے نہیں۔ اس طرح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے بہت سے آداب اور اصول بیان کیے ہیں۔" اسی طرح ایک مسئلہ یہ ہے کہ رواۃ حدیث کبھی روایت میں اخبرنا کہتے ہیں کبھی حدثنا۔ پس ان دونوں میں کچھ فرق ہے؟ یا یہ دونوں ایک ہیں؟ امام بخاری نے ثابت کیا کہ یہ دونوں ایک ہیں۔ اس کو اس واقعہ سے ثابت کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک پہیلی بجھائی تھی جس کے طرق جمع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سوال کا لفظ صحابی کبھی تو حدثونی کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں کبھی اخبرونی سے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دونوں ایک معنی میں آتے ہیں۔ اسی طرح ایک شعبہ خاص فن حدیث کا یہ ہے کہ مخالفین احادیث نبویہ جو اپنی وہم پرستی سے علاوہ روایت کے حدیث کے مضامین پر اعتراضات کرتے ہیں اس کی تشفی کی جائے جس کا نام فن تفسیر حدیث یا فن تاویل مختلف الحدیث ہے۔ ایسے لوگوں کے اعتراضات کی بنا یا تو یہ ہوتی ہے کہ یہ حدیث عقل کے خلاف ہے جیسے معراج جسمانی کی حدیث یا معجزات کی حدیثیں۔ (اسی طرح کے اعتراضات قرآن پر بھی کئے گئے ہیں) دوسرے یہ کہ یہ حدیث فلاں آیت کی مخالف ہے یا فلاں حدیث کی مثلاً صحیح بخاری کی حدیث میں وارد ہوا لا تفضلوا بین انبیاء اللہ، یعنی نبیوں میں ایک کو دوسرے پر فضیلت نہ دو بظاہر یہ حدیث آیہ کریمہ (تلك الرسل فضلنا بعضهم علی بعض) کے مخالف ہے۔ امام بخاری کو گیارہ سو برس پہلے یہ موضوع خیال میں آیا کہ ظاہر پرست لوگ ایسا اعتراض کر سکتے ہیں۔ اس کے لئے امام بخاری نے صحیح بخاری کا ایک حصہ عـــہ وقف کر دیا۔

عـــہ اسی واقعہ میں غور کرو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جس موقعہ پر منع فرمایا تھا وہ موقعہ یہ تھا کہ ایک مسلمان اور یہودی میں کسی بات پر جھگڑا ہوا۔ یہودی نے کہا (بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۴۰ پر)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فقہ

امام بخاری کے لئے افقہ الناس یا سید الفقہاء یا امام الدنیا فی الفقہ کا لقب عام طور پر ایسا ہی غیر مانوس خیال کیا جائیگا جس طرح امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے اہل حدیث یا عامل بالحدیث ہونے کا لقب۔ حالانکہ امام بخاری کے افقہ الناس، یا سید الفقہاء

(بقیہ حاشیہ متعلقہ صفحہ گزشتہ) واللذی اصطفٰی موسیٰ علی العالمین اس خدا کی قسم جس نے موسیٰ کو دنیا کے کل بشر پر فضیلت دی ہے۔ مسلمان نے کہا واللذی اصطفٰی محمداً علی العالمین غصہ بڑھا تو نوبت زدوکوب کی پہنچی۔ اس پر آپ نے فرمایا لا تفضلوا بین انبیاء اللہ مطلب یہ تھا کہ بحیثیت نفس رسالت سب برابر ہیں لا نفرق بین احد من رسلہ فضیلت دینے میں ایک کی کم قدری کرنی جیسا کہ تم سے واقع ہوا مناسب نہیں۔ قرآن نے اجمالاً بتایا کہ بعض کو بعض پر فضیلت ہے لیکن تم اپنے قیاس سے بالخصوص نہیں بتا سکتے کہ خاص فلاں پیغمبر کو فلاں پیغمبر پر فضیلت ہے اور خاص فلاں بات میں ہے یا ہر طرح ہے اور ہر بات میں اس کی تفصیل قیاس و رائے سے نہیں ہو سکتی۔ پس درحقیقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کم قدری کرنے اور رائے و قیاس لگانے سے منع فرمایا اس کے متعلق زیادہ تفصیل ہم امام بخاری کی فقاہت و اجتہاد کے بحث میں لکھیں گے کیونکہ اس کو زیادہ تعلق فقاہت سے ہے۔ اس موضوع پر امام بخاری کے شاگرد عبد اللہ بن مسلم دینوری نے ایک مستقل تالیف لکھی جس کا نام تاویل مختلف الحدیث ہے یہ نادر تالیف طبع ہو کر شائع ہو گئی ہے

تنبیہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کی خدمت میں جس اہتمام و احتیاط و تشدد سے عامۃً اہل سنت اور خاصۃً امام بخاری اور اُن کے اساتذہ و تلامذہ نے کام لیا اور حدیثوں کے جمع کرنے اور پھیلانے میں بلیغ سعی اور جان توڑ کوششیں کیں اُن کو دیکھتے ہوئے ایک ضروری بحث یہ پیدا ہو جاتی ہے کہ آیا دوسری ملت والوں نے یا مسلمانوں ہی میں دوسرے فرقوں نے اپنے رسول اور نبی کے اقوال و احوال و احکام کے ساتھ بھی کچھ کیا یا نہیں، اور کیا تو کیا کیا۔ یہ بحث جس قدر طویل ہے اسی قدر کارآمد بھی ہے۔ مگر ہم نے اس بحث کو بخوف طوالت حصہ ثالثہ کے لئے رکھا ہے تاہم کسی قدر اجمالاً (بقیہ صفحہ آئندہ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے ملقب ہونے کے لئے کسی خارجی شہادت کی ضرورت نہیں "لیس الخبر کالمعاینہ" امام بخاری کی دقیقہ سنجی اور دقت نظری کی بیّن شہادتیں مرورِ دھور پر بھی اب تک موجود ہیں۔ جن کا سلسلہ امام بخاری تک ہزاروں طرق سے پہنچتا ہے۔ اس وجہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) عرض کردینا ضرور ہے۔ وبضدھا تتبین الاشیاء یعنی چیزوں کی قدر اُس کے مقابلے ہی سے کھلتی ہے۔

یہودیوں عیسائیوں گبریوں، آریوں ہندوؤں (اسی طرح اور کتنے فرقے ہیں) کو تو چھوڑ دو۔ کیونکہ جن کتابوں کی نسبت ان کے یہاں دعویٰ کیا جاتا ہے کہ فلاں کتاب خدا کی دی ہوئی ہے اُن کی حالت ایسی زار و ناگفتہ بہ ہے کہ اس کی طرف توجہ کرنی ہی بے حاصل ہے تحریف اور اقراری تحریف کے علاوہ ان کتابوں میں یہ بھی نہیں ہے کہ یہ کتابیں کس نے آتاریں اور کس پر آتریں اور کس سلسلہ سے پہنچیں اور اُن کی حالت کیا رہی۔ اندرونی مضامین کی جو حالت ناگفتہ بہ ہے وہ اُن کے علاوہ ہے۔ بلکہ مسلمانوں ہی کے فرقوں کو دیکھو بالخصوص شیعہ کی طرف نظر اٹھاؤ کیونکہ دریدہ دہنی اور اعتراضات کرنے میں یہ فرقہ آریوں کے ہمقدم ہے ان سے پوچھو کہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے تو سوائے اس کے کہ تابعی (امام باقرؒ) اور تبع تابعی (جعفر صادق) کے اقوال اور انھیں کی باتیں پیش کریں اور کچھ نہیں کر سکتے۔ خود قرآن میں اہل سنت کے محتاج ہیں۔

شیعوں کی احادیث جانچنے کیلئے چند باتوں پر غور کرنا ضرور ہے

(۱) موضوع فن حدیث (۲) فن حدیث کے لئے سب سے زیادہ ضروری چیز کیا ہے (۳) حدیث لینے والے راویوں کی حالت اور حدیث لینے کا طریقہ (۴) شیعوں کی کتابیں جن کو یہ لوگ ائمہ معصومین سے ماخوذ بتاتے ہیں ان کی کیا حالت ہے اور جامعین کتب کیسے تھے۔ (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

ع شیعوں کا عقیدہ ہے کہ بجز حضرت علیؓ کے اصلی اور کامل قرآن کسی نے نہیں جمع کیا اور وہ برابر ائمہ شیعہ کے پاس چھپا رہا۔ ائمہ نے کسی کو نہیں دکھایا اب غار والے امام کے پاس ہے وہ لے کر نکلیں گے۔ ائمہ شیعہ اور علمائے شیعہ کا اقرار ان کی معتبر بلکہ حدیث کی کتابوں میں موجود ہے اس کی مکمل اور قابل دید بحث مناظرہ حصہ اول مصنفہ مولوی عبد الشکور ایڈیٹر رسالہ النجم لکھنؤ میں ہے گی ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے کوئی ضرورت نہیں ہے کہ زور طبیعت سے برجستہ جوابات کے دل خوش کن قصے، تصنیف کرکے امام بخاری کی طرف منسوب کیے جائیں (جیسا کہ عموماً معتقدین کا قاعدہ ہے) نہ جیرت الفقہ کی تصنیف کی ضرورت ہے۔ تاہم ان لوگوں کے لئے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) (پہلی بحث) (۱) شیعوں کی احادیث کا سلسلہ چونکہ باستثنائے شاذونادر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک نہیں پہنچتا ہے جو بالاتفاق معصوم ہیں اور جن کا قول وفعل حجت شرعی ہے۔ بلکہ آپ کی اُمت کے چند بزرگوں تک پہنچتا ہے جو تابعی ہیں یا تبع تابعی اور شیعوں کے نزدیک مثل رسول کے معصوم ہیں۔ ان کا قول وفعل بھی مثل رسول کے حجت شرعیہ ہے اور فن حدیث کا **موضوع** ان کے مذہب میں علاوہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے آپ کی امت کے چند بزرگ بھی ہیں۔ لہٰذا شیعوں کی حدیثوں کا شرعاً قابل اعتبار ہونا عصمت ائمہ پر موقوف ہے جس کو کسی شیعہ نے آج تک ثابت نہیں کیا نہ تا قیامت ثابت کرسکتا ہے۔ شیعوں نے جس قدر دلائل عصمت ائمہ کے پیش کیے ہیں اور اُن کے بڑے بڑے منطقیوں مثل امام اعظم حلّی وغیرہ نے بے سروپا مقدمات ترتیب دیئے ہیں ان کی حالت دیکھنا ہو تو مناظرہ حصہ سوم اور منہاج السنۃ اور مجموعہ فتاوی علامہ شوکانی متعلقہ عصمت اہل بیت دیکھو۔ چونکہ عصمت ائمہ مثل رسول کے اور ان کا درجہ مثل رسول کے ثابت نہ ہوا اس لئے شیعوں کی باستثنائے چند کل حدیثیں بے اعتبار ہیں۔ بخلاف اہلسنت کے کہ ان کے یہاں موضوع فن حدیث آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک ہے۔

(دوسری بحث) (۲) فن حدیث کے لئے صدق ودیانت لازم اور واجب ہے بغیر صدق ودیانت کے فن حدیث قائم ہی نہیں ہوسکتا۔ اور شیعوں کے راویوں میں صدق ودیانت اس طرح معدوم ہے جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ اصول کافی کی روایت (جو سب سے اصح اور بچپال ان کے امام معصوم (جو مثل رسول تھے) کی جانچی ہوئی کتاب ہے) مذکور ہے کہ خود ائمہ نے نام لے لے کر اپنے اصحاب (شاگردوں) کے کاذب ہونے کی شہادت دی ہے۔ زرارہ جو اصدق الصادقین مذہب شیعہ میں ہے اس کو امام جعفر صادق نے فرمایا کہ جھوٹا ہے اور مجھ پر جھوٹ جوڑتا ہے (دیکھو اصول کافی) اور ابوالجارود جو بڑے پایہ کا راوی ہے اس کی امام جعفر صادق نے یہ تعریف کی ہے "کذاب مکذب" باوجود اس تصریح کے شیعہ ان کی حدیثیں لیتے ہیں۔ ان پر عمل کرتے ہیں ان کو اصح الاحادیث کا (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جن کے دماغ جن کی طبیعتیں اقوال الرجال کی خوگر ہیں۔ اس عینی شہادت کے علاوہ کتب اسماء رجال اور مستند تواریخ میں بکثرت شہادتیں موجود ہیں۔ صرف ان مستند فقہاء محدثین و شیوخ کے اقوال جمع کیے جائیں جن کا فضل و کمال مسلم ہے۔ تو ایک بسیط

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) خطاب دیتے ہیں اور امام کے قول کا اعتبار نہیں کرتے اس سے اور ترقی یہ ہے کہ ائمہ کو اپنے شاگردوں کے کثرت کذب پر تعجب ہوتا تھا اور فرماتے تھے گویا اللہ نے ان پر فرض کر دیا ہے کہ ہم پر جھوٹ جوڑا کریں۔

(تیسری بحث) (۳) ائمہ کے اقوال (جو شیعوں کی اصطلاح میں احادیث ہیں اور ان کا درجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کے برابر ہے) جو شیعوں نے روایت کئے ہیں ایک دوسرے کے متناقض ہیں۔ ایک امام کے قول کو دوسرے امام کے قول سے ملا کر دیکھو تو عجیب قدرت خدا یاد آتی ہے۔ بلکہ ایک ہی امام کے اقوال کو باہم ملاؤ تو اس قدر تعارض اور تناقض ہے کہ خود محدثین شیعہ کے حواس درست نہیں رہتے۔ محدثین شیعہ نے اس کی بہت سی وجہیں تراشی ہیں لیکن ؎ کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے۔ (۱) کہیں تو یہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے ائمہ کے اوپر جھوٹ جوڑا گیا ہے اور یہ اختلافات و تعارضات اسی وجہ سے پیدا ہو گئے ہیں (۲) کبھی یہ کہتے ہیں کہ ائمہ تقیہ کی حالت میں خلاف اپنے مذہب کے فتویٰ دیا کرتے تھے اور یہ اختلافات اسی وجہ سے پیدا ہو گئے ہیں (۳) کبھی یہ بات بناتے ہیں کہ ائمہ نے فرمایا ہے کہ ہم نے عمداً متعارض اور مختلف باتوں سے اپنے شیعوں میں اختلاف ڈال دیا ہے۔ اس مصلحت سے کہ اگر وہ سب ایک بات پر متفق ہو جائیں گے تو لوگ ان کو ہم سے روایت کرنے میں سچا سمجھ لیں گے اور یہ (روایت میں سچا سمجھا جانا) ہمارے لئے بھی مضر ہے اور ہمارے شیعوں کے لئے بھی۔ یہ سب وجوہات صحیح مانو جب بھی غرض کچھ بھی کیوں نہ ہو ہر حالت میں شیعوں کی حدیثیں قابل اعتبار نہیں رہیں۔ شیعوں کی احادیث میں اختلاف اس درجہ پہنچا ہوا ہے کہ ان کے محدثین اپنی کتابوں میں اس کا رونا روئے۔ مولوی دلدار علی صاحب مجتہد اساس الاصول ص۱۵ میں لکھتے ہیں الاحادیث الماثورة عن الائمة مختلفة جداً لا یکاد یوجد حدیث الا وفی مقابلته ما ینافیه ولا یتفق خبر الا وبازائه ما یضاده حتی صار ذالک سببا رجوع بعض الناقصین عن اعتقاد الحق۔ یعنی حدیثیں جو ائمہ سے مروی ہیں ان میں باہم بہت اختلاف ہے کوئی منافی حدیث نہ ہو یہاں تک کہ یہ اختلاف بعض ناقص لوگوں کے (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتاب بن جائے۔ امام اسحاق بن راہویہ۔ محمد بن بشار جن کا لقب بندار ہے۔ امام دارمی۔ علی بن مدینی۔ امام ابو حاتم رازی۔ قتیبہ بن سعید۔ امام ابوبکر بن ابی شیبہ۔ علی بن حجر ابو سہیل فقیہ۔ اسماعیل بن اویس۔ امام احمد بن حنبل یہ وہ لوگ ہیں جن کے کمالات علمیہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) مذہب شیعہ سے پھر جانے کا سبب ہوگیا۔

(چوتھی بحث)(۴) (۱) تقیہ کے معنی[1] جھوٹ بولنا یا خلاف اپنے اعتقاد کے کوئی بات کہنا یا کوئی کام کرنا (۲) تقیہ[2] ہر شیعہ پر فرض عین ہے جو نہ کرے وہ بے دین بے ایمان ہے (۳) تقیہ بر ضرورت کے موقع پر ضروری ہے اور ضرورت کی تشخیص ہر شخص کی رائے پر ہے۔ تیسری بات کے متعلق مناظرہ حصہ چہارم میں تقریباً چالیس مواقع ائمہ کے تقیہ کرنے کے شیعوں کی صحیح ترین کتب سے نقل کیے گئے ہیں جن میں ذرہ برابر ضرورت تقیہ کی نہیں معلوم ہوتی نہ کسی شیعہ کے امکان میں ہے کہ ان مواقع میں ضرورت کا شائبہ بھی بیان کر سکے۔ پس باوجود تقیہ کے یا بالفاظ دیگر اس کثرت و شدت کذب کے شیعوں کے راوی تو درکنار۔ ان کے ائمہ کے اقوال (جو حدیث ہیں) کیونکر قابل اعتبار ہو سکتے ہیں۔ ممکن ہے جن کو ہم ان کا اصلی مذہب سمجھیں وہ انھوں نے تقیہ میں کہا ہو اگر مجادلہ اور مکابرہ سے کام نہ لیا جائے تو شیعوں کو کسی طرح مفر نہیں۔ کیا اس کا جواب حضرات شیعہ دے سکتے ہیں کیا یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے یہاں دروغ گوئی کا رواج نہیں اور دروغ گوئی ہمارے یہاں اعلیٰ درجہ کی عبادت نہیں۔ اگر ایسا کہیں تو یقیناً انھیں اپنی تمام کتابوں کی تکذیب کرنی پڑے گی۔ کیونکہ آحاد الناس کا تو کیا ذکر خود حضرات ائمہ شیعہ کی دروغگوئی کے صدہا ہزارہا واقعات شیعوں کی کتابوں میں موجود ہیں، اور تقریباً پچاس[3] واقعات ہم نے مناظرہ حصہ چہارم میں نقل کر دیئے گئے ہیں۔ آیا حضرات شیعہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ دروغگوئی کا نام تقیہ ہم نے نہیں رکھا ہے۔ دروغگوئی اور تقیہ میں کچھ فرق ہے اگر ایسا کہیں تو ان کو اپنی مسلم الصحت احادیث کے ایک بڑے ذخیرہ کو جس کے نکل جانے سے ان کے مذہب کی خیر کسی طرح قائم نہیں رہ سکتی دریا برد کرنا پڑے گا۔ کیا حضرات شیعہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس دروغ گوئی نے کوئی برا اثر احادیث کے اعتبار پر نہیں ڈالا اگر ایسا کہیں تو (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

[1] یہ وہ معنی ہے جس پر شیعوں کا عمل درآمد رہا جس کے سینکڑوں ثبوت ان کی حدیثوں کی کتابوں میں موجود ہیں ۱۲

[2] اصول کافی ۱۲

[3] از مولوی عبدالشکور صاحب ایڈیٹر النجم ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا چار دانگ عالم میں شہرہ ہے۔ اکثر اُن میں وہ ہیں جن کے کمالات علمیہ میں مستقل کتابیں لکھی گئی ہیں۔ کوئی تو اُن میں کا امام بخاری کو سید الفقہا کا لقب دیتا ہے۔ کوئی افقہ خلق اللہ کہتا ہے۔ کوئی فقیہ ہذہ الامۃ کوئی امام مالک سے تشبیہ دیتا ہے۔ کوئی

(حاشیہ بسلسلہ صفحہ گذشتہ) بداہت کے خلاف کون مان سکتا ہے ایک بچہ بھی جانتا ہے کہ جھوٹ بولنے سے آدمی کا اعتبار جاتا رہتا ہے اور جھوٹے کی کوئی روایت قابل اعتماد نہیں ہوتی۔ استبصار میں اختلاف روایات کے رفع میں اکثر یہی طریقہ اختیار کیا ہے ہذا محمول علی التقیۃ یعنی یہ بات جھوٹ ہے امام نے تقیہ سے فرمایا تھا۔

(پانچویں بحث) (ز ۵) شیعوں کے بیان کے موافق ائمہ کی یہ عادت تھی کہ اگر کوئی بدمذہب ان سے فتوے پوچھنے جاتا تو وہ اُس کو اُسی کے مذہب کے موافق فتوے دیتے تھے اور اس کی وجہ علمائے شیعہ یہ بیان کرتے ہیں کہ ائمہ ہر شخص کو سمجھ لیتے ہیں کہ یہ نجات پانے والا ہے یا ہلاک ہونے والا۔ ہلاک ہونیوالے کو نجات کی باتیں نہیں بتاتے بلکہ ہلاکت ہی کی باتیں تعلیم کرتے۔ ائمہ کے اس فعل کی وجہ خواہ کچھ ہی ہو ہم تو اس موقعہ پر یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور ہیں کہ ایسے ائمہ کی احادیث اگر رواۃ شیعہ کے دست تصرف سے محفوظ ہوں تو بھی قابل اعتبار نہیں ہوسکتیں۔ کیونکہ ہم جن احادیث کو ان کا اصلی مذہب سمجھتے ہیں ممکن ہے کہ انھوں نے برعایت مذہب فرمایا ہو۔

شیعوں کے اُصول اربعہ اور اُن کے جامعین کی حالت

(۱) اصول کافی کی حالت۔

شیخ صدوق اصول کافی کے جامع ہیں ان کی حرکت یہ تھی کہ جب حدیث کو اپنے مذہب کے خلاف پاتے اُسے کانٹ چھانٹ کر اپنے مذہب کے موافق بناتے اور اس کا اقرار خود شیعوں کو ہے۔ ملا باقر مجلسی فرماتے

ہیں۔ ہذا الخبر ماخوذ من الکافی وفیہ تغیرات عجیبۃ تورث سوء الظن بالصدوق وانما فعل ذالک لیوافق مذہب العدل۔ یعنی یہ حدیث کافی سے ماخوذ ہے مگر اس میں بہت عجیب تغیرات ہوئے ہیں۔ (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

(بقیہ بر صفحہ آئندہ)

سلہ شیعوں کی حدیث کی اصح ترین ایک کتاب ہے۔ ۱۲

سلہ اس کی مثالیں مناظرہ حصہ چہارم میں دیکھو مثال میں بڑی پر لطافت شیعوں کی حدیثیں ملیں گی ۱۲ منہ

www.KitaboSunnat.com

امام احمد بن حنبل پر ترجیح۔

لیکن یہ صدا ہمارے کانوں میں غیر مانوس معلوم ہوگی۔ کیونکہ وہ فقہ جس سے ہمارے کان آشنا ہیں ان قیاسی مسائل کے انبار کا نام ہے جو کسی امام کے قول کو ماخذ بنا کر اس سے استخراج کئے گئے ہیں۔ یا کسی فقیہ کے قواعد مقررہ پر تفریع کئے گئے ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) جس سے شیخ صدوق کے ساتھ بدگمانی پیدا ہوتی ہے۔ صدوق نے یہ کارروائی صرف اس لئے کی کہ یہ حدیث مذہب شیعہ کے موافق ہو جائے۔ اب فرمایئے کہ جب شیعوں کے محدثین ان میں بھی بہت ہی بلند پایہ محدثین کی یہ حالت ہے تو پھر کیونکر اور کس وجہ سے شیعوں کی کسی حدیث پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔

(۲) اصول اربعمائة

یعنی چار سو کتابیں (خیالی پلاؤ) جس کی تصنیف شیعہ اپنے ائمہ کے زمانہ میں بتاتے ہیں اور (چھپے ہوئے قرآن کی طرح) ان کا ذکر بھی بڑے فخر و مباہات کے ساتھ کرتے ہیں کہ یہ اصول اربعہ (اصول کافی من لا یحضرہ الفقیہ استبصار تہذیب) انھیں چار سو کتابوں سے مرتب کی گئی ہیں وہ چار سو کتابیں موافق ارشاد ائمہ اور مطابق اقرار علمائے شیعہ کذابین مفترین بے دین کے دست تصرف سے محفوظ نہیں نہ ان کا کوئی انتظام (علمائے اہل سنت کی طرح) کیا گیا بلکہ ان کتابوں میں بہت کچھ تحریف زمانہ ائمہ میں ہو گئی تھی اور بہت سی جھوٹی باتیں ائمہ کی طرف منسوب کر کے ان کتابوں میں بڑھا دی گئیں پھر وہ جھوٹی روایتیں ..... ان کتابوں سے الگ نہیں کی گئیں۔ تو ضیح المقال کے صفحہ میں ہے اخراج للموضوعة عما فی ایدینا من الاخبار غیر معلوم وادعاءہ کما یاتی غیر مسموع۔ نیز اسی صفحہ میں ہے احتمال الوضع قائم فی اکثر الاخبار وجمیعہا وان ضعف فی بعض لقرائن خارجیة یعنی جھوٹی حدیثوں کا نکالا جانا ان حدیثوں سے جو ہمارے ہاتھوں میں ہیں معلوم نہیں اور ایسا دعویٰ لائق سماعت نہیں۔ احتمال جھوٹ کا اکثر حدیثوں میں بلکہ سب میں موجود ہے۔ گو بعض میں بسبب قرائن خارجیہ کے یہ احتمال کذب کمزور ہے۔

یہاں اجمالی بحث کی گئی ہے حصہ ثالثہ میں شیعوں کی حدیثوں پر مکمل تنقید ہوگی انشاء اللہ ۱۲ منہ

افسوس ہے کہ حضرت والد مرحوم کی وفات کے بعد ان کے مسودات میں حصہ ثالثہ کا مسودہ دستیاب نہیں ہوا۔ ہم کو عرصہ کے بعد اس طرف توجہ ہوئی جبکہ ہماری غفلت سے ان کے تصنیفی بیاضات منتشر ہو چکے تھے ۱۲ عبید اللہ رحمانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی کو آج کل عموماً فقہ کہا جاتا ہے اور اسی تخریج در تخریج کا نام فقاہت ہے۔ جس سے بڑے بڑے فتاوے طیار ہو کر ملک میں رائج ہیں۔ امام بخاری کی فقاہت کا اندازہ اسی وقت کیا جا سکتا ہے کہ فقہ سے کسی قدر مفصل بحث کی جائے اور اہل ملک کے خیالات سے غلط فہمی کا پردہ اٹھا دیا جائے۔ اس لئے ہم یہاں کچھ بسط سے کام لینا غیر مناسب نہیں سمجھتے۔

علامہ ابن خلدون مقدمہ تاریخ میں لکھتے ہیں۔

انقسم الفقہ فیھم الی طریقتین طریقۃ اھل الرائے والقیاس وھم اھل العراق وطریقۃ اھل الحدیث وھم اھل الحجاز وکان الحدیث قلیلا فی اھل العراق لما قدمنا فاستکثروا من القیاس ومھروا فیہ فلذلک قیل لھم اھل الرائے۔	متقدمین میں فقہ کے دو طریقے ہو گئے۔ ایک طریقہ اہل الرائے اور قیاسیوں کا وہ عراق (کوفہ وغیرہ) والوں کا طریقہ ہے دوسرا طریقہ اہلحدیث کا اور وہ حجاز (مکہ مدینہ) والوں کا طریقہ ہے۔ عراق والوں میں حدیث کم تھی جس کی وجہ ہم نے اوپر لکھی ہے اسلئے انھوں نے کثرت سے قیاس کیا اور قیاس ہی میں ماہر ہوئے تو

ان کا نام اہل الرائے رکھا گیا۔

جناب شاہ ولی اللہ صاحب مصفی شرح موطا میں لکھتے ہیں:۔ باید دانست کہ سلف در استنباط مسائل وفتاوی بردو وجہ بودند یکے آنکہ قرآن وحدیث وآثار صحابہ جمع میکردند وازانجا استنباط مسائل می نمودند وایں اصل راہ محدثین است۔ ودیگر آنکہ قواعد کلیہ کہ جمعے از ائمہ تنقیح وتہذیب آں کردہ اند یاد گیرند۔ بے ملاحظہ ماخذ آں۔ پس ہر مسئلہ کہ وارد می شد جواب آں ازمیاں قاعدہ طلب میکردند وایں اصل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

راہ فقہا است و اشارہ بہمیں معنی است از آنکہ گفتہ اند کہ حماد بن ابی سلیمان اعلم ناس بود بمذہب ابراہیم بقواعد کلیہ کہ وے در فتاوی تہذیب و تنقیح آں کردہ بود مسوی مطبوعہ دہلی

اور جناب شاہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ میں بعد ذکر فقہائے محدثین لکھتے ہیں

فکان بازاء ھؤلاء فی عصر مالک و سفیان وبعدھم قوم لایکرھون المسائل ولا یکرھون الفتیا ویقولون علی الفقہ بناء الدین فلابد من اشاعتہ۔	امام مالک اور سفیان ثوری کے زمانہ میں بمقابلہ محدثین ایک قوم ایسی بھی تھی جو کثرت سوال کو برا نہ جانتی تھی۔ وہ بے دھڑک (قیاس پر) فتویٰ دیتی تھی اور کہتی تھی کہ فقہ ہی پر دین کی بنا ہے۔ ضرور چاہیے اس کی اشاعت کرنی۔

پھر جناب شاہ صاحب فقہائے محدثین کے طرف مقابل کی حالت لکھتے ہوئے رقمطراز ہیں

وذلک انہ لم یکن عندھم من الاحادیث والآثار مایقدرون بہ علی استنباط الفقہ علی الاصول التی اختارھا اھل الحدیث ولم تنشرح صدورھم للنظر فی اقوال علماء البلدان وجمعھا والبحث عنھا واتھموا انفسھم فی ذلک وکانوا اعتقدوا فی ائمتھم انھم فی الدرجۃ	ان لوگوں کے پاس احادیث اور آثار اس قدر نہ تھے جس سے وہ محدثین کے اصول پر ادن کی طرح مسائل استنباط کرتے نہ اُن کے دل پر یہ بات کھلی کہ علماء امصار (صحابہ و تابعین) کے اقوال جمع کرتے اور اُس سے بحث کرتے اس بارہ میں انھوں نے اپنے نفس کو متہم کیا ان لوگوں کو اپنے اماموں کی نسبت یہ اعتقاد

لہ اسی اعتقاد نے تقلید شخصی کی بنا ڈالی۔ آگے چل کر یہ خیال ایسا مستحکم ہو گیا کہ تحقیق سے سروکار نہ رہا اور دماغ بھی ایسا تنگ ہو گیا کہ مدح و ذم کے احساس میں کمی ہو گئی۔ مدحیہ اشعار میں کہا گیا ہے ؎

فلعنۃ ربنا اعداد رمل علی من رد قول ابی حنیفہؒ جس کا مطلب خلاصہ یہ ہے کہ (بقیہ برصفحہ آئندہ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

العلیا من التحقیق وکان قلوبھما امیل شئ الی احبابھما کما قال علقمۃ ھل احد منھم اثبت من عبد اللہ وقال ابوحنیفۃ ابراھیم افقہ من سالم ولولا فضل الصحبۃ لقلت علقمۃ افقہ من ابن عمر (حجۃ اللہ ص ۱۲۱ ج ۱ مطبوعہ مصر)

تھا کہ ان کا تحقیق میں بڑا درجہ تھا ان لوگوں کا میلان اپنے استادوں ہی کی طرف تھا جیسے علقمہ نے کہا کہ کیا عبداللہ بن مسعود سے کوئی بڑھا کر ہے اور ابوحنیفہ نے کہا کہ ابراہیم نخعی سالم سے بڑھ کر ہیں اور اگر صحابی ہونے کی فضیلت نہ ہوتی تو میں کہتا کہ علقمہ عبداللہ بن عمر سے بڑھ کر فقیہ ہیں

اس تقسیم کے بعد مناسب ہے کہ فقہائے محدثین، اور فقہائے اہل الرائے کے طرز اجتہاد کو مفصل ذکر کیا جائے۔

فقہائے محدثین کا طرزِ اجتہاد و اصول فقاہت

وکان عندھم انہ اذا وجد فی المسئلۃ قرآن ناطق فلا یجوز التحول منہ الی غیرہ واذا کان القرآن محتملا لوجوہ فالسنۃ قاضیۃ علیہ فاذا لم یجدوا فی کتاب اللہ اخذوا بسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سواء کان مستفیضا دائرا بین الفقہاء

فقہائے محدثین کا اجتہاد میں قاعدہ یہ تھا کہ اگر کسی مسئلہ میں قرآنی فیصلہ ناطق موجود ہو تو اس سے دوسری طرف رخ کرنا ان کے نزدیک جائز نہیں۔ اگر آیاتِ قرآنیہ میں چند احتمالات ہوں تو حدیث نبوی اس کا فیصلہ کردیگی لیکن جب کسی مسئلہ میں ان کو قرآنی فیصلہ نہ ملتا

(بقیہ صفحہ گذشتہ) امام صاحب کے قول کے رد کرنے والے پر بجائے لعنت: بعض لوگوں کو اس کا خیال ہوا کہ یہ تو بجائے مدح کے قدح ہو گئی کیونکہ امام صاحب کے دو ثلث مسائل کو ان کے تلامذہ امام محمد و امام ابو یوسف و طحاوی نے رد کیا ہے اس لئے اس شعر کی تاویل کرنی چاہئے۔ لیکن تاویل بارد ۱۲ منہ

www.KitaboSunnat.com

اویکون مختصا باهل بلد او اهل بیت	تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے
او بطریقۃ خاصۃ وسواء عمل بہ الصحابۃ	اُس مسئلہ کو لیتے خواہ وہ حدیث فقہا میں
والفقہاء اولم یعملوا بہ ومتی کان فی	مشہور ہو یا کسی خاص شہر کے لوگوں میں پائی
المسئلۃ حدیث فلا یتبع فیہا خلاف	جاتی ہو یا کسی خاص گھر کے لوگوں میں اگرچہ
اثر من الآثار ولا اجتہاد احد من	ایک خاص سند سے مروی ہو چکا ہے صحابہ
المجتہدین واذا افرغوا جہدہم فی تتبع	اور فقہا نے اُس پر عمل کیا ہو یا نہ عمل کیا ہو
الاحادیث ولم یجدوا فی المسئلۃ	اور جب کسی مسئلہ میں حدیث نبوی ملجاتی تو
حدیثا اخذوا باقوال جماعۃ من الصحابۃ	کسی صحابی کے اثر یا مجتہد کے اجتہاد کی اتباع
والتابعین ولا یتقیدون بقوم دون	نہ کرتے لیکن جب کسی مسئلہ میں وہ اپنی قوت
قوم ولا بلد دون بلد کما کان یفعل	النسانی بھر سعی کر کے احادیث تلاش کرتے اور
من قبلہم فان اتفق جمہور الخلفاء	اُس مسئلے میں حدیث کے ملنے سے مایوس ہو جاتے
والفقہاء علی شئ فہو المقنع وان	تو اُس وقت جماعت صحابہ وتابعین کے قول
اختلفوا اخذوا بحدیث اعلمہم علما	کو لیتے کسی شہر یا قوم کے مقید ہو کر نہ رہتے
واورعہم ورعا او اکثرہم ضبطا او ما	یہی دستور تھا ان سے پہلے (صحابہ وتابعین
اشتہر عنہم فان وجدوا شیئا یستوی	کا) پس اگر جمہور فقہا اور خلفا کا کسی مسئلہ پر اتفاق
فیہ قولان فہی مسئلۃ ذات	ملجاتا تو یہ انکی قناعت کا باعث ہو جاتا اگر
قولین فان عجزوا عن ذلک ایضا تأملوا	ان میں اختلاف پاتے تو انہیں جو قرآن وحدیث
فی عمومات الکتاب والسنۃ وایماآتہا	کا زیادہ جاننے والا ہوتا جو زیادہ محتاط ہوتا یا
واقتضاءاتہا وحملوا نظیر	جو زیادہ یاد میں فائق ہوتا یا جو ان میں زیادہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

المسئلة عليها في الجواب اذا كانتا متقاربتين بادي الرأي لا يعتمدون في ذلك على قواعد من الاصول ولكن على ما يخلص الى الفهم و يثلج به الصدر كما انه ليس ميزان التواتر عدد الرواة ولا حالهم ولكن اليقين الذي يعقبه في قلوب الناس كما نبهنا على ذلك في بيان حال الصحابة وكانت هذه الاصول مستخرجة عن صنيع الاوائل وتصريحا تهم۔

(حجۃ اللہ ج ۱ ص ۱۱۹ مطبوعہ مصر)

مشہور ہونا (جیسے خلفاء اربعہ و عشرہ مبشرہ و فقہائے صحابہ) ان کا قول لیتے۔ اگر ایسا مسئلہ ہوتا کہ اس میں دو قول صحابہ و تابعین کے برابر ہیں تو یہ مسئلہ ذات قولین (دو قولوں والا) کہلاتا اگر اس سے بھی عاجز رہتے تو مجبوری درجہ عمومات قرآن اور حدیث میں غور کرتے اور ان دونوں کے اشارات اور اقتضاءات میں غور کرتے اور ایک مسئلہ کو دوسرے مسئلہ پر قیاس کرتے جبکہ دونوں مسئلے ظاہر نظر میں ہم شکل ہوتے لیکن اس قیاس میں وہ کسی قواعد (اختراعیہ فقہا) کے پابند نہ ہوتے لیکن وہی جو صاف صاف سمجھ میں آئے اور جس سے دل کو ٹھنڈک حاصل ہو جس طرح تواتر کے لئے کوئی عدد رواۃ کی یا حالت رواۃ کی شرط نہیں ہے صرف حصول یقین شرط ہے جو خبر متواتر کے بعد حاصل ہوتا ہے جیسا کہ اس اجتہاد و فقاہت کا حال ہم صحابہ کے ذکر میں کر آئے ہیں۔ یہ طریقہ اجتہاد دراصل یعنی صحابہ کے طرز اجتہاد اور ان ہی کی تصریحات سے لیا گیا ہے (جو بالکل فطرت کے مطابق ہے)

چنانچہ سنن دارمی[1] میں میمون بن مہران سے وارد ہوا کہ خلیفہ اول ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے

[1] اس حدیث کی عبارت صفحہ ۳۱۰ میں گذر چکی ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاس جب کوئی فیصلہ آتا تو پہلے قرآن میں غور کرتے اگر قرآن میں اس کا فیصلہ ملجاتا تو فیصلہ کر دیتے۔ اگر قرآن میں فیصلہ اس کا نہ ملتا تو حدیثوں میں غور کرتے اگر حدیث سے اس کا فیصلہ ہوگیا تو فھو المراد۔ اگر ان دونوں میں نہ ملا اور وہ ہر طرح عاجز ہو جاتے تو (منادی کرا کر) محضر صحابہ میں اس مقدمہ کو پیش کر کے کہتے کہ میرے پاس ایسا مقدمہ پیش ہے کسی کو اس بارے میں کوئی فیصلہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا معلوم ہو تو بتائے بسا اوقات ایسا ہوتا کہ لوگ بیان کرتے کہ ہاں اس باب میں فلاں فیصلہ آپ کا موجود ہے۔ یہ سُن کر فرماتے الحمد للہ الذی جعل فینا من یحفظ علی نبینا۔ خدا کا شکر ہے کہ ہم میں ایسے لوگ موجود ہیں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو یاد رکھتے ہیں۔ اگر اس طرح منادی کرانے پر بھی کوئی حدیث نہیں ملتی تو صحابیوں کو جمع کر کے مشورہ کرتے اگر تمام لوگوں کا کسی امر پر اتفاق ہو جاتا تو فیصلہ کر دیتے۔ لیکن رائے اور قیاس لگانے سے اس قدر کلی نفرت تھی کہ ہرگز کسی طرح گوارا نہ کرتے۔

ایک مرتبہ عبد اللہ بن مسعودؓ کے یہاں ایک مقدمہ پیش ہوا انھوں نے اس مقدمہ میں بہت کوشش کی کہ کوئی حدیث مل جائے تو فیصلہ کریں۔ کئی روز تک جواب سے سکوت اختیار کیا آخر مجبور ہو کر فرمایا کہ قیاس کرتا ہوں۔ اگر صحیح نکلا تو من جانب اللہ ہوگا اور اگر غلط ہوا تو مجھ سے اور شیطان سے۔ یہ کہہ کر فیصلہ کر دیا۔ بعد فیصلہ ایک صحابی نے (جو حاضر نہ تھے) کہا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ایسا ہی فیصلہ فلاں کے مقدمہ میں دیکھا تھا۔ عبد اللہ بن مسعود کو یہ سُن کر اس قدر مسرت ہوئی کہ عمر بھر ایسی مسرت نہ ہوئی تھی۔[1]

[1] مشکوٰۃ المصابیح ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قاضی شریح کے پاس حضرت عمرؓ نے احکام بھیجے کہ اگر تمہارے پاس کوئی مقدمہ آئے تو قرآن سے فیصلہ کرنا اگر قرآن میں نہ ملے تو حدیثوں میں غور کرنا اور اس سے فیصلہ کرنا۔ اگر حدیثوں میں نہ ملے تو صحابہ کے اتفاق میں دیکھنا اگر اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اتفاق کسی امر پر مل جائے تو ویسا ہی فیصلہ کرنا۔ اگر اس سے کبھی مجبوری ہو تو تم کو اختیار ہے جون سی دو باتوں میں سے پسند ہو اختیار کرو۔ اگر چاہو تو رائے لگاؤ اور اجتہاد کرکے قدم آگے بڑھاؤ۔ اگر چاہو تو پیچھے ہٹو لیکن پیچھے ہٹنا اور رائے و قیاس نہ لگانا ہی خیر ہے۔ (کیونکہ قیاس الخبث الحلال ہے بایۂ ناز نہیں نہ اس پر دین کی بنا ہے) (دارمی)

جامع ترمذی میں ہے ابو السائب کہتے ہیں کہ ہم لوگ وکیع کے پاس بیٹھے تھے انھوں نے ایک شخص سے (جو رائے اور قیاس کا خوگر تھا) کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اشعار کیا اور ابو حنیفہ رح کہتے ہیں کہ اشعار مثلہ ہے شخص مذکور نے کہا کہ ابو حنیفہ ابراہیم نخعی سے ناقل ہیں کہ وہ اس کو مثلہ کہتے تھے۔ ابو السائب کہتے ہیں کہ اس قدر وکیع کو میں نے غصہ ہوتے کبھی نہ دیکھا تھا۔ وکیع نے کہا کہ میں تو قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتا ہوں اور تو اس کے جواب میں ابراہیم نخعی کا قول پیش کرتا ہے۔ تو اسی قابل ہے کہ قید کردیا جائے اور جبتک اس قول سے باز نہ آئے رہائی نہ دی جائے۔

جناب شاہ صاحب صحابہ و تابعین کے اس طرز اجتہاد اور ان کے اصول کو قولاً و عملاً دکھلا کر فرماتے ہیں کہ محدثین (امام بخاری اور ان کے اساتذہ) نے اپنے اجتہاد و اصول فقاہت کو انھیں صحابہ و تابعین کے اصول فقاہت و طرز اجتہاد پر رکھا ان پر خدا نے آسان کردیا۔

وبالجملۃ لما مھد الفقہ علی ھذہ القواعد خلاصہ کلام یہ کہ جب فقہائے محدثین نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فلم یکن مسئلۃ من المسائل التی تکلم فیہا من قبلہم والتی وقعت فی زمانہم الا وجدوا فیہا حدیثا مرفوعا متصلا او مرسلا او موقوفا صحیحا او حسنا او صالحا للاعتبار او وجدوا اثرا من آثار الشیخین او سائر الخلفاء وقضاۃ الامصار وفقہاء البلدان او استنباطا من عموم او ایماء او اقتضاء فیسر اللہ لہم العمل بالسنۃ علی ھذا الوجہ۔	اس قاعدہ مذکورہ بالا پر اجتہاد کی بنیاد رکھی تو کوئی مسئلہ ان مسائل میں سے جو ان سے پہلے واقع ہو چکے تھے یا ان کے زمانہ میں واقع ہوئے ایسا نہیں تھا کہ ان میں کوئی حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی متصل یا مرسل یا موقوف۔ صحیح یا حسن یا قابل اعتبار نہ ملی ہو یا کوئی اثر صحابہ خلفائے راشدین یا ان صحابہ کے جو عہدۂ قضا پر مامور تھے یا فقہائے صحابہ کے جو اطراف بلاد میں پھیلے تھے نہ ملے ہوں یا کوئی

استنباطی مسئلہ عموم آیۃ و حدیث یا ایما یا اقتضا سے ان کو نہ ملا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس طریقہ پر ان لوگوں کے لیئے سنت پر عمل کرنا آسان کر دیا۔

اور امام احمد کے بعد کے محدثین کا ذکر کر کے امام المحدثین اور ان کے تلامذہ کے بارے میں فرماتے ہیں

وکان اوسعہم علما عندی وانفعہم تصنیفا واشہرہم ذکرا رجال اربعۃ متقاربون فی العصر اولہم ابو عبد اللہ البخاری وکان غرضہ تجرید الاحادیث الصحاح المستفیضۃ المتصلۃ من غیرھا واستنباط الفقہ والسیرۃ والتفسیر	بڑے وسیع علم والے اور بڑی نافع تصنیف والے بڑے مشہور ذکر والے میرے علم میں چار شخص ہیں جو سب ہم عصر ہیں اول ان میں امام ابو عبد اللہ بخاری ہیں ان کی غرض تصنیف سے یہ ہے کہ صحیح صحیح حدیث رسول اللہ صلی اللہ کی جو متصل اور مشہور ہوں ان کو غیر سے الگ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منها لصنف جامعه الصحیح ووفی بما شرط	کریں اور ان سے مسائل فقہیہ نکالیں اور سیرت
وبلغنا ان رجلا من الصالحین رأی	اور تفسیر کی حدیثوں کو الگ کریں اس لئے امام بخاری
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی منامہ	نے جامع صحیح تصنیف کی اور جو شدید شرائط
وھو یقول مالک اشتغلت بفقہ محمد بن	انھوں نے اس کے جمع کرنے میں کی تھی ان کو
ادریس وترکت کتابی قال یا رسول اللہ	پورا کیا۔ مجھے خبر پہنچی ہے کہ ایک صالح آدمی نے
ما کتابک قال صحیح البخاری۔	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا
ولعمری انہ نال من الشھرۃ والقبول	کہ آپ فرما رہے ہیں تم میری کتاب چھوڑ کر محمد بن
درجۃ لا ترام فوقھا۔	ادریس شافعی کی کتاب کا درس کب تک دیتے
(حجۃ اللہ صفحہ ۱۳۵ مطبوعہ مصر)	رہو گے۔ میں نے عرض کی آپ کی کتاب کون سی ہے

آپ نے فرمایا صحیح بخاری۔ میری عمر کی قسم اُس نے اس قدر شہرت اور مقبولیت حاصل کی کہ اس سے زائد کا قصد نہیں ہو سکتا۔

محدثین کے طرز اجتہاد، و اصول فقاہت و مدارج اور ان کی صعوبت قواعد کو مفصل بیان کرنے کے بعد شاہ صاحب نے اہل الرائے کے طرز اجتہاد اور اُن کی فقاہت کے ڈھنگ بیان کئے ہیں۔ اور یہ بھی جتایا ہے کہ یہ لوگ اہل الرائے کیوں کہلائے۔

فقہائے اہل الرائے کا طرز اجتہاد و اصول فقاہت

وکان عندھم من الفطانۃ والحدس	چونکہ فقہائے اہل الرائے میں فطانت اور انتقال
وسرعۃ انتقال الذھن من شیٔ الی شیٔ	ذہن اس قدر تھا کہ جس سے وہ اپنے اساتذہ کے
مایقدرون بہ علی تخریج جواب المسائل	اقوال سے مسائل نکالنے پر قدرت رکھتے تھے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

على أقوال أصحابهم وكل ميسر لما خلق له وكل حزب بما لديهم فرحون فمهدوا الفقه على قاعدة التخريج وذلك أن يحفظ كل أحد كتاب من هو لسان أصحابه وأعرفهم بأقوال القوم وأصحهم نظرا في الترجيح فيتأمل في كل مسألة وجه الحكم فكلما سئل عن شيء أو احتاج إلى شيء رأى فيما يحفظه من تصريحات أصحابه فإن وجد الجواب فبها وإلا نظر إلى عموم كلامهم فأجراه على هذه الصورة أو إشارة ضمنية لكلام فاستنبطها وربما كان لبعض الكلام إيماء أو اقتضاء يفهم المقصود وربما كان للمسألة المصرح بها نظير يحمل عليها وربما نظروا في علة الحكم المصرح به بالتخريج أو بالسبر والحذف فأداروا حكمه على غير المصرح به وربما كان له كلامان لو اجتمعا على هيئة القياس

اس وجہ سے انھوں نے فقہ کی بنا تخریج پر رکھی اور تخریج کی صورت یہ ہے کہ ہر وہ شخص اس عالم کے مجموعہ کو جو کہ اساتذہ کے اقوال سے خوب واقف ہے اور ترجیح میں صحیح نظر رکھتا ہے اور وہ اساتذہ کی (گویا) زبان ہے یاد کرے پھر ہر مسئلہ میں اس کے حکم کی وجہ سوچے تو جب کبھی اس سے کسی مسئلہ کا سوال کیا گیا یا اس کو خود کسی مسئلہ کی ضرورت پیش آئی تو اس نے اساتذہ کے صریح اقوال کو جو اسے یاد تھے دیکھا اگر ان میں اس کا جواب نکل آیا تو خیر ورنہ ان کے اقوال سے استنباط شروع کیا، ان کے کلام کے عمومات کو دیکھا اگر کسی عام کے تحت میں درج ہو سکا تو اس عموم کو اس مسئلہ پر جاری کر دیا یا کلام کے اشارے ضمنی میں غور کیا اور اسی سے استنباط کر لیا کبھی کسی کلام سے کوئی اشارہ نکلتا یا اس سے کچھ لازم آتا جو مقصود کو سمجھا دیتا کبھی جس مسئلہ کی تصریح ہوتی اس کے دوسرا ہمشکل ہوتا جو اس پر قیاس کر لیا جاتا کبھی کسی وجہ سے ان کے بتائے ہوئے مسئلہ میں علت پیدا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أو اقتراني أو الشرطي فيجعلوه جواب المسألة وربما
يكون في كلامهم إيماء ومعلوم بالأمثال والقسمة
غير معلوم بالحد الجامع المانع فيرجعون إلى
أهل اللسان ويتكلفون في تحصيل ذاتياته
وترتيب حد جامع مانع له وضبط مبهمه
وتمييز مشكله وربما كان كلامهم محتملا
لوجهين فينظرون في ترجيح أحد المحتملين
وربما يكون تقريب الدلائل خفيا فيبينون
ذلك وربما استدل ... بعض المخرجين
من فعل أئمتهم وسكوتهم ونحو ذلك
فهؤلاء هم المخرجون ويقال له القول المخرج
لفلان كذا ويقال على مذهب فلان
أو على أصل فلان أو على قول فلان جواب
المسألة كذا وكذا ويقال لهؤلاء المجتهدون
في المذهب وعنى هذا الاجتهاد على
هذا الأصل من قال من حفظ المبسوط
كان مجتهدا أي وإن لم يكن له علم
برواية أصلا ولا بحديث واحد حجة الله ۱۲۱/۱

کر کے اس علت کو مدارِ حکم سمجھ کر غیر بتلائے ہوئے مسئلوں
میں وہ حکم جاری کر دیا۔ کبھی استاذ کے کلاموں کو
ملا کر نتیجہ کے طور پر مسئلہ کا حکم نکال لیا۔ کبھی وہ
چیز جس کی جامع مانع تعریف اساتذہ کے کلام
میں نہیں تھی گو وہ تمثیل سے یا تقسیم سے مفہوم
ہوتی تھی تکلفات کر کے اس کی جامع مانع تعریف
مرتب کر دی اور پھر اس تعریف کے موافق اس کے
تمام افراد پر وہ احکام جاری کر دیئے کبھی اساتذہ
کا کلام کئی احتمال رکھتا تھا اس کے ایک معنی قائم
کیے کبھی ان مسائل کا دلائل سے لگاؤ مخفی تھا
اس کے وجوہ بیان کیے بعض تخریج کرنے والوں
نے اپنے ائمہ کے فعل سے یا ان کی کسی بات پر چپ رہنے
وغیرہ سے بھی استدلال کیا۔ ان لوگوں کو مجتہد
فی المذہب کہتے ہیں اور یہی اجتہاد اس طریقہ پر
مراد ہے اس شخص کی جس نے کہا کہ جس شخص نے
مبسوط (فقہ کی ایک کتاب ہے) یاد کر لی وہ
مجتہد ہو گیا۔ اگرچہ اس کو ذرا بھی روایت کا
علم نہ ہو۔ اور نہ ایک حدیث کا۔

علامہ ابن خلدون و شاہ ولی اللہ صاحب کے کلام سے چند نتائج نہایت بدیہی طور پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اخذ کیئے جاسکتے ہیں۔

۱۔ فقہ کی دو قسمیں ہیں حجازیوں (مکے مدینے والوں) کی فقہ "عراقیوں (اہل کوفہ) کی فقہ"

۲۔ عراقیوں میں احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و آثار صحابہ و تابعین کی بالکل کمی تھی اور اس کا ذوق بھی ان میں کم تھا اس وجہ سے اُن کے مسائل کی بنا زیادہ تر رائے و قیاس پر رہی ان کا میلان ان کی گرویدگی احادیث و آثار کا تتبع چھوڑ کر رائے و قیاس کی طرف رہا اس وجہ سے وہ اہل الرائے کے نام سے مشہور ہوگئے۔

اہل حجاز میں احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و آثار صحابہ و تابعین کا سچا مذاق تھا وہ ہر مسئلہ کے لئے احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و آثار صحابہ و تابعین تلاش کرتے تھے اسی لیئے وہ لوگ اہل الرائے کے ساتھ شہرت پذیر نہ ہوئے۔ بلکہ وہ لوگ اصحاب الحدیث یا اہل الحدیث یا محدثین کے ممتاز لقب سے ملقب ہوگئے۔

۳۔ عراقیوں میں یہ دستور تھا کہ یہ لوگ اپنے اساتذہ کے تتبع کیے ہوئے قواعد یا ان کے اقوال کو یاد کر لیتے اور جو مسئلہ پیش آتا انھیں قواعد سے اُن کے جوابات طلب کرتے۔ دوسرا فریق (اہل مکہ و مدینہ) کسی کے قواعد یا رائے کے پابند نہ تھے وہ براہ راست اصل ماخذ قرآن و حدیث سے مسائل کے جواب طلب کرتے۔ ہاں مجبور ہونے پر صحابہ کے آثار رائے یا ان کے فتاویٰ کو دیکھتے۔ اگر کبھی مجبوری ہوتی تو ابغض الحلال جان کر قیاس کو استعمال کرتے۔

۴۔ اہل عراق کے دلوں کا میلان ان کے اساتذہ کی طرف بے طرح تھا اس میں وہ منہمک ہوگئے وہ اپنے ائمہ کو انتہا درجہ کا محقق جانتے تھے بلکہ اپنے ائمہ کو اس غلو کی وجہ سے صحابی (وہ بھی جلیل القدر صحابی جن کا شمار فقہائے صحابہ میں ہے) پر ترجیح دینے کو طیار تھے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

استنباط مسائل دونوں ہی کرتے تھے۔ طریقہ اجتہاد دونوں میں مروج تھا لیکن محدثین و اہل حجاز کے یہاں صحابہ و تابعین کے طرز اجتہاد و اصول فقاہت سے کام لیا جاتا تھا اور براہ راست قرآن و حدیث سے استدلال و استنباط کیا جاتا۔ اور اہل عراق کے یہاں ان کے اساتذہ کے قواعد اور ان کے اقوال سے تخریج در تخریج کی جاتی۔

جناب شاہ ولی اللہ صاحب کے بیان سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ اہلحدیث کا طریقہ اجتہاد نہایت مشکل تھا۔ جس میں بڑی بڑی صعوبتیں تھیں وہیں یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ یہی طریقہ اجتہاد تھا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اکابر تابعین کا اور امام المحدثین (بخاری) نے اسی کو اختیار کیا۔

یہ دعوی کہ محدثین اور ان کے اتباع اصول فقاہت نہیں جانتے تھے۔ یا اس سے کام نہیں لیتے تھے نہایت بین غلطی ہے۔ ہم کو حیرت ہوتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ اس دعوے کے ثابت کرنے کے لئے عجیب و غریب باتیں تراشی جاتی ہیں۔ اور یہ دکھایا جاتا ہے کہ اہل کوفہ اس وجہ سے اہل الرائے کہے جاتے ہیں کہ وہ فقاہت اور قیاس و اجتہاد سے کام لیتے تھے۔

اگر فقاہت اور اجتہاد کی وجہ سے اہل کوفہ اصحاب الرائے کہے جاتے ہیں تو اصحاب الرائے کوئی مذموم لقب نہیں ہونا چاہئے۔ حالانکہ یہ لقب زمانہ صحابہ سے برابر موقعہ ذم میں استعمال کیا گیا ہے۔ اگر ہم اس کے لئے سلف کی شہادتیں پیش کریں تو ایک ضخیم کتاب لکھنی پڑے۔

اہل سنت کے نزدیک بالاتفاق یہ مسلم ہے کہ قرآن کے بعد رکن اجتہاد احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس لئے مجتہد کا فرض ہے کہ احادیث رسول اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صلے اللہ علیہ وسلم کا استقصا کرے۔ جو اس میں ناقص ہے اجتہاد میں غیر کامل ہے۔ اُس کا قیاس غیر مکمل ہے اس بارے میں ابن خلکان نے امام شافعی اور امام محمد کا ایک دلچسپ مکالمہ نقل کیا ہے۔

امام محمد۔ سچ کہنا میرے شیخ (امام ابوحنیفہ) افضل ہیں یا تمہارے (امام مالک امام دارالہجرۃ) امام شافعی، کیا الصداقت مد نظر ہے۔ امام محمد۔ ہاں۔ امام شافعی، آپ خود فرمایئے میرا شیخ احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم زیادہ جانتا ہے یا آپ کا۔ امام محمد، اللہ اکبر۔ آپ کا۔ امام شافعی، سچ کہئے میرا شیخ زیادہ قرآن جانتا ہے یا آپ کا۔ امام محمد، اللہ اکبر۔ آپ کا۔

امام شافعی، پھر قیاس کے سوا کیا رہ گیا۔ اور اصل یہ ہے کہ صحت قیاس بھی قرآن و حدیث ہی پر موقوف ہے۔

محدثین کے طریقہ اجتہاد کی نسبت شاہ ولی اللہ صاحبؒ امام احمد بن حنبل کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ وکان الفقہ علی ہذا الوجہ یتوقف علی جمع شیء کثیر من الاحادیث والآثار حتی سئل احمد بن حنبل ایکفی الرجل مائۃ الف حدیث حتی یفتی قال لا قیل خمس مائۃ الف حدیث قال ارجو۔ یعنی محدثین کے طرز اجتہاد و فقاہت پر فتویٰ دینے کے قابل ہونا موقوف ہے بہت سی حدیثوں اور آثار صحابہ کے جاننے پر حتی کہ امام احمد بن حنبل سے سوال کیا گیا کہ لاکھ حدیثوں کا علم فتوی دینے کے لئے کافی ہو سکتا ہے؟ فرمایا نہیں۔ پھر پوچھا گیا۔ اچھا پانچ لاکھ فرمایا امید ہے کہ کافی ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چونکہ عراقیوں کا اصول فقاہت، و طرز اجتہاد صحابہ و تابعین کے طرز اجتہاد و اصول فقاہت سے بعید تھا۔ اس وجہ سے فقہائے محدثین و امام بخاری نے اس سے کنارہ کشی کی۔

ایک دوسری وجہ اور ہے جس نے امام بخاری و عامہ محدثین و ائمہ حجاز کو اہل الرائے کی فقہ سے کلیتہً نفرت دلادی۔ وہ یہ ہے کہ اہل الرائے کا طرز اجتہاد و اصول فقاہت چونکہ درحقیقت اقوال الرجال سے تخریجات اور انہیں پر تفریعات ہے۔ اور تخریج میں کئی احتمال خطا کا اور ایک احتمال صواب کا ہوتا ہے اس لئے اہل الرائے کا طرز فقاہت و اصول اجتہاد نہایت خطرناک امر ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جس طرح مجتہدین قرآن و حدیث کو پیش نظر رکھ کر مسائل کا استنباط کرتے ہیں۔ اسی طرح مخرجین اپنے علماء کے اقوال پیش نظر رکھ کر استنباط کرتے ہیں لہذا جیسا کہ اجتہاد محتمل خطا و صواب ہے اسی طرح تخریج بھی محتمل خطا و صواب ہے۔ کیونکہ جس طرح مجتہد غیر منصوص میں واقتضاء و فحویٰ پر غور کر کے اپنے اندازہ و تخمین سے شارع کا منشا معلوم کرنا چاہتا ہے، اور اپنی رائے شارع کے منشا کی بابت اپنے گمان کے موافق قائم کرتا ہے۔ اور اس رائے میں کبھی مصیب ہوتا ہے اور کبھی نہیں۔ اسی طرح مخرج غیر مصرح مسئلہ میں اپنے اندازہ و تخمین سے اس عالم کا منشا جس کے قول پر تخریج کر رہا ہے، اس کے اور اقوال کے قرائن سے معلوم کرنا چاہتا ہے۔ اور اپنی سمجھ کے موافق اپنے گمان سے اس کا عندیہ قائم کرتا ہے لیکن ضروری نہیں کہ وہ ٹھیک اس کے اصل عندیہ کو پہنچ جائے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص کے قول کی ہم کچھ علت خیال کر دیتے ہیں حالانکہ اس کے نزدیک کچھ شرائط یا موانع بھی ہوتے ہیں کہ جن تک ہمارا خیال نہیں پہنچتا اور ہم بالحاظ ان شرائط و موانع کے اس کی رائے ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امر کی بابت قائم کر لیتے ہیں۔ لیکن جب وہی امر اُس کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تو وہ اُس رائے کے ساتھ متفق نہیں ہوتا۔ یہ ایک ایسی بات ہے جو ہم روزمرہ اپنے معاملات اور گفتگوؤں میں دیکھتے ہیں۔ الحاصل اجتہاد و تخریج دونوں میں احتمال خطا و صواب دونوں کا ہے۔ جب یہ ضمنی بات معلوم ہو چکی تو اصل مدعا کو سنو۔

جن اقوال پر تخریج کی بنا رکھی جاتی ہے یا تو نص صریح سے ثابت ہوں گے یا اجتہاد و استنباط سے نکالے گئے ہوں گے۔ اس لئے تخریج کی دو صورتیں ہو گئیں۔ یا تو تخریج پہلی قسم پر ہو گی یا قسم ثانی پر۔ قسم اول میں ایک مرتبہ احتمال خطا کا ہے (اور ایسی تخریج بہت کم ہے)، قسم ثانی میں دو مرتبہ احتمال خطا کا ہے۔ اول احتمال اصل کے اجتہادی ہونے کی وجہ سے پیدا ہوا تھا اور دوسرا احتمال تخریج کے وقت پیدا ہوا۔ خطا کا احتمال جو اصل میں پیدا ہوا تھا وہ فرع کی طرف متعدی ہو گا۔ اس لئے کہ اصل اگر صحیح نہیں تو فرع جس کا مدار اسی اصل پر ہے کیسے صحیح ہو سکتی ہے۔ گو وہ تفریع و تخریج صحیح ہو۔ اور اصل کو صحیح مانا جائے تو فرع کا صحیح ہونا لازم نہیں آتا۔ اس لئے کہ تفریع سے احتمال خطا کا پیدا ہے۔ پس اصل میں جو احتمال خطا ہے وہ فرع کی طرف متعدی ہو گا۔ اور اصل کا احتمال صواب فرع کے لئے تسکین بخش اور اطمینان دہ نہیں ہو سکتا۔ پس جو مسئلہ اجتہادی مسئلہ پر مخرج ہو گا اس میں منجملہ چار صورتوں کے ایک صورت صواب کی اور تین صورتیں خطا کی نکلیں گی۔ صواب کی ایک صورت یہ کہ نہ اصل مسئلہ میں اجتہاد کے وقت خطا ہوئی اور نہ مخرج مسئلہ میں تفریع کے وقت، اور تین صورتیں خطا کی یہ ہیں۔ اصل میں خطا نہ ہوئی تھی مگر تفریع میں ہو گئی۔ اصل میں خطا ہو گئی گو تفریع میں نہ ہوئی تھی۔ اصل میں خطا ہوئی تھی اور تفریع میں بھی ہوئی اور پھر اس تخریجی مسئلہ پر اگر تخریج کی گئی تو خطا کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احتمال اور ترقی پکڑیں گے چنانچہ اس درجہ میں منجملہ آٹھ صورتوں کے ایک صورت صواب کی اور سات صورتیں خطا کی نکلیں گی اور جس قدر سلسلہ تخریج آگے کو چلے گا، احتمالات خطا زیادہ ہوتے جائیں گے۔

دیکھو جناب امام ابوحنیفہ رح سے بڑھ کر کون اس کام میں فائق ہو سکتا ہے خود انھوں نے اُس زمانہ میں جبکہ فارغ التحصیل ہو کر استقلال کے ساتھ اپنی درسگاہ علیحدہ قائم فرمانا چاہتے تھے۔ اُس وقت جب حماد کے اقوال پر تخریج کی تو منجملہ ساٹھ کے کئی مسئلے ایسے ہیں کہ جن میں وہ حماد کے منشا کو پہنچے تھے اور کئی ایسے ہیں جن میں انھوں نے حماد کے خلاف مرضی تخریج کی جن کو حماد نے ناجائز رکھا۔ (سیرۃ النعمان)

امام حماد کے زمانہ سے عراق میں تخریجی فقہ کا دور شروع ہوا اور یوماً فیوماً ترقی پکڑتا گیا یہاں تک کہ کوفہ میں بالخصوص اور تمام عراق میں بالعموم یہ فن نہایت سرعت سے پھیل گیا اور جس قدر زمانہ گذرتا گیا استحکام کے ساتھ اس کا اثر جمتا گیا بنا بریں تمام عراق کا جولانگاہ اور معراج ترقی تخریجی مسائل میں دستگاہ حاصل کرنا اور تخریج کے اصول کو ازبر کرنا اور اسی پر تفریعات نکالنا رہ گیا۔ دوسرے علوم اسلامیہ سے بے پروائی اور بے توجہی ہوتی گئی۔ چند دنوں کے بعد خود اہل کوفہ کو دوسرے علوم اسلامیہ میں اپنے ائمہ کے اقوال اور تحقیقات پر اعتماد نہ رہا۔ اور تخریجی مسائل پر اس قدر وثوق اور اعتماد بڑھا کہ اُس کے مقابل میں کہیں صحیح حدیثیں ناقابل عمل ٹھہریں کہیں اکابر صحابہ غیر فقیہ اور ناسمجھ قرار دیئے گئے۔

لیکن اگر کوئی شخص اس تخریجی اشتغال کا نمونہ دیکھنا چاہے تو عراق عجم میں اب بھی چلا جائے اور کابل، قندھار، غزنی، ہرات وغیرہ کی درسگاہوں کو ملاحظہ کرے اور وہاں کے بڑے بڑے فقیہ ملاؤں کو دیکھے۔ آراء الرجال کا درس جاری ہے۔ انھیں پر تفریع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وتخریج ہے۔ اور یہی ان کی معراج ترقی اور یہی ان کی جولان گاہ ہے۔ وہ علوم قرآنیہ سے ناواقف، اور علوم حدیثیہ سے بے پرواہ۔ قدوری سے لے کر تمام کتب فقہ کا درس دیں گے۔ اور کتب فقہ عمر بھر پڑھتے رہیں گے لیکن قرآن اور حدیث کو ایک روز بھی بنظر تحقیق مسائل نہیں دیکھتے۔ ان کے کان ان چیزوں سے ناآشنا ہیں۔ ان کے دل و دماغ میں آراء الرجال سے بڑھ کر کوئی باوقعت چیز نہیں۔ وہ فقہائے کوفہ کی رایوں کو آسمانی وحی سے بھی زیادہ باوقعت جانتے ہیں۔ اگر ان میں کوئی لائق سے لائق ہوا تو اسی قدر کہ مختلف اقوال فقہا کو راجح و مرجوح کر سکے۔ اور بس۔

اہل الرائے کی وجہ تسمیہ میں جناب شاہ صاحب فرماتے ہیں۔

المراد من اهل الرأي قوم توجهوا بعد المسائل المجمع عليها بين المسلمين او بين جمهورهم الى التخريج على اصل رجل من المتقدمين فكان اكثر امرهم حمل النظير على النظير والرد الى اصل من الاصول دون تتبع الاحاديث والآثار	اہل الرائے وہ لوگ ہیں جنہوں نے مسلمانوں کے مسائل متفق علیہا کے بعد کسی شخص متقدم کے قاعدہ پر تخریج مسائل کی طرف توجہ کی۔ ان کا اکثر دستور یہ تھا کہ مسئلہ میں اس کے مشابہ مسئلہ کا حکم نکالتے اور مسئلہ کو کسی قاعدہ کی طرف پھیر دیا کرتے جو ان کے اساتذہ کے نکالے ہوئے تھے اور احادیث نبویہ و اقوال صحابہ کی کھوج تلاش نہ کرتے۔

اتباع اہل الرائے کا اثر عراق پر پوری طرح حاوی تھا اسی وجہ سے حجازیوں کو سنت تک پہنچنے میں الجھنیں پیش آئیں اور حدیث جو وہاں تک پہنچی وہ اقوال سے اول ہی گذر چکے ہیں۔

ے یہ تنازع اہل الرائے کا محدثین کے ساتھ ہمیشہ جاری رہا اور گیارہ صدیوں کے تجربہ نے ثابت کر دیا (بقیہ صفحہ آئندہ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہاں تک ہم نے علم فقہ، اور فقہا، اور اُن کے طرزِ اجتہاد و اصولِ فقاہت کی تقسیم اور فقہائے محدثین۔ و فقہائے اہل الرائے، کی وجہ تسمیہ کی نسبت اجمالاً عرض کیا تاکہ علم فقہ پر جو غلط فہمی کا پردہ پڑا ہوا ہے اُٹھ جائے۔ اور یہ واضح ہو جائے کہ امام المحدثین فقہائے اہلحدیث سے ہیں اور امام المحدثین کی علمی زندگی کا ایک بڑا کارنامہ فقہ الحدیث بھی ہے۔ اب ہم اس پر تفصیلی بحث کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن اصل مقصد سے پہلے ضرور ہے کہ مختصر طور پر ہم علم فقہ کی "تاریخ" لکھیں۔

فقہ کی تاریخ پر شاہ ولی اللہ صاحب نے ایک نہایت قابل قدر مضمون لکھا ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۶۴) کہ غالباً دنیا کے قیام تک یہی برتاؤ رہے گا۔ صوفی صافی امام محی الدین ابن عربی نے بھی یہی نتیجہ اخذ کیا ہے۔ فتوحات مکیہ میں لکھتے ہیں کہ امام آخر الزماں کے دشمن یہی ہوں گے۔ اس صدی میں بھی جب ہم شیخ الکل محدث دہلوی مولانا سید نذیر حسین مرحوم کی نسبت دل آزار تحریریں پڑھتے ہیں اور ان کی زندگی پر ایک نظر ڈالتے ہیں بلکہ اسی طرح ہر صدی کے اعیان اہلحدیث کے حالات پڑھتے ہیں تو ہم کو صدہا واقعات ملتے ہیں۔ شیخ الکل کے ساتھ سفر حج میں دہلی سے حرمین تک کوئی دقیقہ ایذارسانی کا باقی نہیں چھوڑا گیا۔ کفار مکہ کی طرح حج سے روکنے کی فکریں کی گئیں۔ اس کے لئے فریب جھوٹ غلط بیانی کوئی بات باقی نہیں رکھی گئی۔ اب دنیا سے جانے کے بعد بیہودہ خواب کتابوں میں لکھ کر شائع کئے گئے۔ جناب مولوی رشید احمد صاحب ایک بزرگ عالم تھے۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ محدثین کی نسبت بیہودہ باتیں لکھ کر اُن کی بزرگی دکھلائی جائے۔ ہم ان کی سوانح عمری کے جب اوراق پڑھتے ہیں تو حضرت شیخ الکل کی نسبت بعض ایسی بیہودہ باتیں لکھی ہوئی پاتے ہیں جو کسی معمولی شخص کی نسبت بھی نہیں لکھی جا سکتیں۔

جس نے درس قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کے ذھن میں اپنے آبائی وطن کو خیر باد کہا ہو۔ جس کے حلقہ درس میں اس کساد بازاری کے زمانہ میں بھی پچاس ساٹھ طلبہ شامل ہوتے ہوں۔ جو شخص قرآن و حدیث کے درس میں ادب سے زانو تک نہ بدلے جس کا فیضان علم ہندوستان میں تمام اضلاع پنجاب۔ اضلاع ممالک متحدہ اودھ آگرہ۔ صوبہ بہار۔ دکن حیدرآباد۔ (بقیہ بر صفحہ ۳۶۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس کا اقتباس ہمارے لئے کافی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں احکام کی تفصیلیں نہیں پیدا ہوئی تھیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صحابہ کے سامنے وضو کرتے تھے۔ اور کچھ نہ بتاتے تھے کہ یہ رکن ہے یا واجب ہے یا مستحب ہے صحابہ آپ کو دیکھ کر اسی طرح وضو کرتے تھے۔ نماز کا بھی یہی حال تھا یعنی صحابہ فرض و واجب وغیرہ کی تفصیل وتدقیق نہیں کیا کرتے تھے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۶۵) اضلاع بنگال غرض اقصائے مغرب ہند سے اقصائے مشرق ہند تک اور ولایت کابل میں غزنی قندھار باجور قوقند یا غستان کاشغر بخارا سمرقند۔ ہرات اور جزیرہ حبشستان۔ حجاز و سماورود سوس۔ نجد تک پہنچا ہو جس کی مفصل فہرست شیخ الکل کی سوانح عمری سے معلوم ہو سکتی ہے تلامذہ میں ایک ایک محدث فقیہ مفسر متبحر اور صدر المدرسین ممتاز الافاضل ہو اس کی نسبت ایسے توہم پرستوں کے قصے لکھ کر مولانا رشید احمد صاحب کی سوانح عمری کو زینت دینا نادان کی دوستی سے کم نہیں۔ مولانا رشید احمد صاحب کی سوانح عمری لکھنے والے صاحب نے اس سے صرف اپنی بے ادبی وہم پرستی ہی کا ثبوت نہیں دیا ہے۔ بلکہ ناواقفیت کا بھی۔ وہ اس سے ناواقف ہیں کہ شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی مرحوم مولانا رشید احمد صاحب کے اساتذہ کے ہم طبقہ ہیں۔ مولوی رشید احمد صاحب شاگرد ہیں مولانا شاہ عبد الغنی صاحب کے اور مولانا شیخ محمد تھانوی کے۔ شاہ عبد الغنی صاحب وہ شخص ہیں کہ ۱۵ برس سن میں حضرت شیخ الکل سے کم ہیں جس زمانہ میں حضرت شیخ الکل درس دیتے تھے اُس وقت شاہ صاحب کا ختنہ ہوا تھا۔ اور مولانا محمد صاحب تھانوی شاگرد ہیں مولانا محمد اسحاق صاحب کے جن کی خدمت میں شیخ الکل مدتوں رہے۔ اگر ان باتوں سے و نیز شیخ الکل کی علمی فیاضیوں سے شمہ برابر بھی یہ صاحب واقف ہوتے تو کبھی ایسے بیہودہ خواب[ع] نقل کرتے۔ افسوس ہے انسان کو تقلید اصم ابکم اعمی بنا دیتی ہے۔ اور لہم قلوب لایفقہون بہا کا مصداق کر دیتی ہے۔ ایسے مقام پر پہنچ کر ہم کو حضرت نواب غفران مآب کا یہ شعر یاد پڑتا ہے

بیں نواب تا کے شومی تقلید برخیزد ۱۲ منہ

[ع] اسی قسم کے ایک دوسرے خواب کی صحیح تعبیر اور ایک مرید مخلص کے خواب لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ کی حقیقت معلوم کرنی ہو تو اخبار اہلحدیث کے فائل اور نتائج التقلید کی طرف رجوعت کیجیے۔ عبید اللہ رحمانی۔

www.KitaboSunnat.com

نماز پڑھتے دیکھا خود بھی پڑھ لیا

ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے کسی قوم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے بہتر نہیں دیکھا۔ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام زندگی میں تیرہ مسئلوں سے زیادہ نہیں پوچھے۔ جو سب کے سب قرآن میں موجود ہیں۔ البتہ جو واقعات غیر معمولی طور سے پیش آتے تھے۔ ان میں لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے استفتا کرتے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جواب دیتے اور فرضی صورتوں کا پوچھنا (مثلاً بکری اور کتے سے بچہ پیدا ہو یا کتیا کے دودھ سے بکری کا بچہ پرورش پائے یا کوئی پاؤں کی طرف سے الٹے وضو کرے تو کیا حکم ہے) بہت معیوب جانتے تھے۔

عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ لا تسئل عما لم یکن فانی سمعت عمر بن الخطاب یلعن من سأل عما لم یکن۔ اکثر ایسا ہی ہوتا کہ لوگوں نے کوئی کام کیا۔ اور آپ نے اس پر تحسین کی یا اس سے ناراضمندی ظاہر کی۔ اس قسم کے فتاوے اکثر عام مجمعوں میں ہوتے تھے۔ اور لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کو محفوظ رکھتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد فتوحات کی نہایت وسعت ہوئی اور تمدن کا دائرہ وسیع ہوتا گیا۔ واقعات اس کثرت سے پیش آئے کہ اجتہاد و استنباط کی ضرورت پڑی۔ اور اجمالی احکام کی تفصیل پر متوجہ ہونا پڑا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد شیخین ابوبکرؓ و عمرؓ کا زمانہ ہے۔ سب سے زیادہ ضرورت اجتہاد کی خلیفہ وقت کو ہوتی۔ کیونکہ خلیفہ وقت کے فرائض میں تعلیم۔ عبادت و اجرائے احکام۔ فصل خصومات۔ فتوے بتانا (الکذارے) لگان تشخیص کرنی۔ دلوانی۔

ف یعنی جو واقعہ نہ ہوا اس کا مسئلہ نہ پوچھا کرو کیونکہ ایسے شخص کو عمر بن الخطابؓ لعنت کرتے ۱۲

www.KitaboSunnat.com

فوجداری کے احکام نافذ کرنے، تعزیرات، شہادت، معاہدہ، وراثت۔ وغیرہ
وغیرہ اس طرح کے تمام امور متعلق ہوتے حضرت ابوبکر کا زمانہ مسیلمہ کذاب، اور اسود
عنسی کے خروج و بغاوت، اور مانعین زکوٰۃ کی وجہ سے گو ابتدا پر آشوب ہو گیا تھا،
لیکن حضرت ابوبکر کی حسن تدبیر نے اس فتنہ کو جلد فرو کر دیا۔ اور شیرازہ اسلام جو
بکھر چلا تھا، بات کی بات میں درست ہو گیا اور حضرت عمر کا زمانہ تو ولیمکنن لہم
دینہم الذی ارتضیٰ لہم کا مصداق ہے یہ کئی بار گزر چکا کہ شیخین کے اجتہاد کا دستور
تھا کہ پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث تلاش کرتے وکان الشیخان اذا
لم یکن لہما علم فی المسئلۃ یسئلون الناس عن حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اس استنباط اور اجتہاد کی وجہ سے صحابہ میں بے شبہ اختلاف ہوا۔ لیکن اس
اختلاف سے ٹولیاں نہیں قائم ہوئیں۔ جس طرح آج بھی محدثین میں اختلاف مسائل
ہے لیکن ان کی باہم فرقہ بندیاں نہیں ہیں۔ اختلاف کے وجوہ چند در چند ہوتے
(۱) ایک صحابی مجتہد کو حدیث پہنچی۔ دوسرے کو نہ پہنچی (۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو فعل کرتے سب نے دیکھا۔ لیکن ایک نے سمجھا کہ آپ نے علی سبیل الاستحباب
کیا۔ دوسرے نے سمجھا کہ علی سبیل الاباحۃ کیا ہے (۳) یا ایک صحابی کو وہم ہو گیا۔
(۴) یا نسیان ہو گیا (۵) یا علت حکم میں اختلاف ہوا اس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کسی فعل کو کیا یا کوئی حکم دیا۔ صحابہ نے اپنے اپنے فہم کے مطابق اس
فعل یا حکم کی علت جدا جدا قرار دی (۶) یا کسی نے سمجھا کہ یہ فعل آپ کی خصوصیات
میں ہے۔ دوسرے نے سمجھا کہ اس میں کوئی قرینہ خصوصیت کا نہیں۔

ترجمہ: اور اس دین کو جو ان کے لیے پسند کیا ہے زمین میں جما دے گا ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس تفریق کے لئے جو اصول قرار دیئے جا سکتے تھے۔ ان پر تمام صحابہ کی رایوں کا متفق ہونا ممکن نہ تھا۔ اس لئے مسائل میں اختلاف آرا ہوا۔ اور اکثر مسئلوں میں صحابہ کی مختلف رائیں قائم ہوئیں بہت سے ایسے واقعات پیش آئے جن میں باوجود محضر صحابہ میں پیش کرنے۔ اور منادی کرا کر حدیث تلاش کرنے کے بھی کوئی قول یا فعل یا تقریر دربار رسالت کی نہ پائی گئی۔ ان صورتوں میں استنباط، تفریع، حمل النظیر علی النظیر اور قیاس سے کام لینا پڑا۔

صحابہ میں جن لوگوں نے استنباط اور اجتہاد سے کام لیا۔ اور مجتہد یا فقیہ کہلائے۔ اگرچہ اُن کی تعداد بہت ہے لیکن ان میں ستائیس بزرگ ممتاز گنے جاتے ہیں۔ ان میں سے بھی سات بزرگ ایسے تھے جو شاہراہ کی طرح مرجع خلائق تھے۔ علامہ سخاوی فتح المغیث میں رقمطراز ہیں۔ والمکثرون منہم سبعۃ عمر وعلی وابن مسعود وابن عمر وابن عباس وزید بن ثابت وعائشۃ قال ابن حزم ویمکن ان یجمع من فتاوی کل واحد منہم مجلد ضخم۔

فقہائے صحابہ کا اجمالی تذکرہ اور ان کی علمیت کا اندازہ۔ حضرت علی و عبداللہ ابن مسعود کچھ دنوں تک کوفہ میں رہے (۱) حضرت علیؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہی سے افتا اور استنباط کی خدمت بجا لاتے رہے۔ اور خلفائے راشدین نے اُن کو اسی خدمت پر مامور کیا تھا وھو یزل بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم متصدیا للنشر العلم والفتیا ۳۶ھ میں مدینہ سے نکلے اور تک جنگ جمل و صفین و جنگ نہروان میں مشغول رہے۔ بعد اس کے کوفہ میں

۱؎ یعنی برابر حضرت علی نشر علم اور فتوی دینے کا کام کرتے رہے۔ اصابہ ج ۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اقامت رہی۔ اس میں بھی باغیوں سے چین نہ ملا اور برابر اسی ادھیڑبن میں رہے۔ یہاں تک کہ اُن کی شہادت ہوئی۔

(۲) عبداللہ بن مسعودؓ بھی ابتدا سے مدینہ ہی میں رہے۔ حضرت عمر نے اپنی خلافت کے زمانہ میں عمار کو کوفہ کا حاکم بنا کر بھیجا تو عبداللہ بن مسعود کو ان کے ساتھ کر دیا۔ حضرت عثمان نے اپنے زمانہ میں عبداللہ بن مسعود کو کوفہ کا حاکم مقرر کر دیا۔ پھر موقوف کر کے مدینہ ہی میں بلا لیا۔

عبداللہ بن عباسؓ بھی برابر مدینہ میں تھے۔ البتہ تھوڑا زمانہ مکہ میں رہے۔ جو کثرت آمد و رفت سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ مدینہ ہی میں قیام رہا۔ غرض مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم جو مہبط وحی تھا۔ برابر مرکز صحابہ مرجع خلائق منبع علم رہا۔ فقاہت اور اسلامی احکام کی اشاعت یہیں سے ہوئی۔ فقہائے صحابہ کے فتاوے ان کے اجتہاد کے کارنامے احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نشر یہیں سے ہوا۔ شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں۔ مدینہ مشرفہ درزمان او (امام مالک) پیشتر از زمان متاخرین بے شبہہ مرجع فضلا و محط رحال علما بودہ است و زمانے بعد زمانے مفتیان عظیم الشان کہ ہمہ عالم را قبلہ علم الیشاں بود پیدا می شدند۔

(۳) فقاہت میں جو رتبہ حضرت عمرؓ کا ہے۔ کس سے پوشیدہ ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ فقہ کا تمام فن حضرت عمر کا ساختہ پرداختہ ہے۔ تو کسی طرح بے موقع نہیں کہا جا سکتا اس فن کے متعلق ان کی قابلیت تمام صحابہ میں مسلم تھی۔ مسند دارمی میں ہے کہ حذیفہ بن الیمان نے کہا کہ فتوے دینا اس شخص کا کام ہے۔ جو یا تو امام ہو یا ناسخ منسوخ جانتا ہو۔ لوگوں نے پوچھا کہ ایسا کون شخص ہے۔ حذیفہ نے کہا۔ عمر بن الخطاب ''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن مسعودؓ کا قول ہے کہ اگر تمام عرب کا علم ایک پلہ میں رکھا جائے۔ اور حضرت عمرؓ کا علم دوسرے پلہ میں تو حضرت عمرؓ کا پلہ بھاری رہے گا۔

علامہ ابو اسحاق شیرازی نے جو مدرسہ نظامیہ کے مدرس اعظم تھے فقہا کے حالات میں ایک کتاب لکھی ہے۔ اس میں حضرت عمرؓ کے تذکرہ میں صحابہ و تابعین کے اس قسم کے بہت سے اقوال نقل کئے ہیں اور اخیر میں لکھا ہے۔ ولولا خوف الاطالة لذکرت من فقهه ما یتحیر فیه[ع]۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے ازالۃ الخفا میں حضرت عمرؓ کی فقاہت کے کارنامے دکھلاتے ہوئے گویا ایک رسالہ ہی مرتب کیا ہے۔

(۴) عبداللہ بن عباس کی زیرکی مشہور ہے۔ یہ وہ بزرگ ہیں کہ خود رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک[عہ] بار اُن کی زیرکی پر خوش ہو کر ان کے لئے دعا فرمائی تھی اللھم فقهه فی الدین، حضرت عمرؓ اس زیرکی کی قدر کرتے۔ اور اصحاب بدر کے ساتھ برابر بٹھاتے صحیح بخاری میں خود حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ مجھ کو شیوخ بدر کے ساتھ بٹھایا کرتے تھے اس پر بعض بزرگوں نے کہا کہ آپ اس نوعمر کو ہمارے ساتھ کیوں شریک کرتے ہیں۔ اور ہمارے لڑکوں کو جو اس کے ہمسن ہیں کیوں یہ موقع نہیں دیتے حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ وہ شخص ہیں جن کی قابلیت تم کو بھی معلوم ہے۔ علامہ ابن عبدالبر نے استیعاب میں لکھا ہے۔ کان عمر یحب ابن عباس ویقربہ۔

(۵) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اقوال افعال احوال کی دلدادگی عامہ صحابہ میں جس انداز کی تھی۔ وہ تو بیان سے باہر ہے (اس کا اندازہ کچھ وہی کر سکتا ہے جس نے صحاح ستہ اور سنن و مسانید کا مطالعہ کیا ہے)، لیکن عبداللہ بن عمرؓ میں ایک خصوصیت

ع اگر طول کا خوف نہ ہوتا تو حضرت عمرؓ کی فقاہت کے کارنامے اسقدر لکھتا کہ لوگوں کو حیرت ہوتی ۱۲

عہ یہ دعا آپ نے ابن عباس کے حق میں دو مرتبہ کی تھی (فتح الباری) ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خاص یہ تھی کہ یہ سنن کی پابندی میں سخت متشدد تھے۔ جو عام طور پر مشہور ہے۔ ان میں حضرت عمرؓ سے بھی زیادہ بے تکلفی اور سادہ مزاجی تھی۔

ایک بار حج کے لئے تشریف لے گئے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز اور خطبہ کا وقت آگیا۔ حجاج نے خطبہ میں تاخیر کی۔ تو حجاج جیسے ظالم شخص سے کہہ دیا کہ آفتاب منتظر انتظار نہیں کر سکتا۔

ایک بار عین خطبہ میں کہہ دیا۔ "عدو اللہ استحل حرم اللہ و خرب بیت اللہ"

اسی حق گوئی کی بدولت حجاج نے مسموم آلہ سے اُن کے پاؤں میں زخم کرا دیا۔ اور اُسی سے انتقال فرما گئے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد جس قدر مشاجرات باہم مسلمانوں میں ہوئے کسی میں یہ شریک نہ ہوئے حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد خلافت بھی ان پر پیش کی گئی۔ لیکن یہ کہہ کر ٹال دیا کہ میں مسلمانوں کے خون سے خلافت خریدنا نہیں چاہتا۔ ایک بار ایک شامی نے مسئلہ پوچھا کہ حالتِ احرام میں مچھر مارنا کیسا ہے؟ بے باک فقیہ نے جواب دیا کہ ابن رسول اللہ کو تو بے آب قتل کرو اور مچھر مارنے کا مسئلہ پوچھو"

(۶) زید بن ثابتؓ وہ شخص ہیں جن کے متعلق کتابت وحی کی خدمت سپرد کی گئی تھی بہت ہی ذکی تھے گیارہویں سال عمر کے مشرف باسلام ہوئے۔ اس ذکاوت کی وجہ سے آنحضرت نے حکم دیا کہ عبری زبان سیکھ لیں۔ اس لئے کہ یہود سے خط کتابت کرنی پڑتی ہے اور یہودی کاتب پر اعتبار نہیں۔ یہ بات کی بات میں عبرانی زبان میں خط و کتابت پر قادر ہو گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان کو جمع قرآن کی خدمت پر مامور کیا تھا۔ اور حضرت عثمانؓ نے نقل مصاحف پر۔ شیخ ولی الدین خطیب رجال مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں۔ کان احد

عہ خدا کا دشمن ہے خدا کے حرم کو حلال بنایا اور بیت اللہ کو ڈھایا ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فقہاء الصحابۃ الاجلۃ القائمۃ بالفرائض "عبداللہ بن مسعود اور یہ باہم مسائل فقہ کا مذاکرہ کیا کرتے"

(۷) حضرت عائشہؓ کے فضل و کمال۔ فطانت۔ زیرکی تجربہ سے کون ناواقف ہے بڑے بڑے فقیہ صحابیوں کی غلطیاں نکالتیں اور تسلیم کرا دیتیں" ان کے مسائل اجتہادیہ واستنباط و تفریع میں بہت کم غلطیاں واقع ہوئیں۔ خداداد زیرکی کے ساتھ حافظہ غضب کا تھا۔ اس پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجیت سبحان اللہ اکثر قرآن کے مطالب کے سوال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر پیش کرتیں" قرآن سے استدلال۔ استنباط۔ توفیق بین الآیتین، یہ ان کی خداداد قابلیت تھی۔ حدیثوں سے اس کا مفصل پتہ چلتا ہے۔

ایک مرتبہ لڑکپن میں گڑیا کھیل رہی تھیں، کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پہنچ گئے گڑیوں میں ایک گھوڑا بھی تھا جس کے دائیں بائیں دو پر لگے ہوئے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ عائشہؓ یہ کیا ہے۔ حضرت عائشہ نے کہا یہ گھوڑا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ گھوڑوں کے تو پر نہیں ہوتے۔ حضرت عائشہ نے کہا کیوں حضرت سلیمان کے گھوڑوں کے تو پر تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس طفلانہ خیال اور بیساختہ پن کے جواب پر مسکرا دیا۔

علامہ ولی الدین خطیب لکھتے ہیں کانت فقیہۃ۔ عالمۃ۔ فصیحۃ۔ کثیرۃ الحدیث عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ یعنی فقیہ۔ عالمہ فصیحہ ہونے کے علاوہ کثیرۃ الحدیث بھی ہیں۔

(۸) ابوہریرہؓ بڑے فقیہ اور کثیر الفتاوی ہیں۔ حافظ ذہبی لکھتے ہیں، ابوہریرۃ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الدوسی الیمانی الفقیہ صاحب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پھر آگے چل کر لکھتے ہیں۔ وکان من اوعیۃ العلم ومن کبار ائمۃ الفتوی۔ ان کے علاوہ حضرت ابوبکر، حضرت عثمان، ابی بن کعب، معاذ بن جبل، انس بن مالک، ابوسعید خدری، عبداللہ بن عمرو بن عاص، عبداللہ بن زبیر، ابوموسیٰ اشعری، سعد بن ابی وقاص، سلمان فارسی، جابر بن عبداللہ، معاذ بن جبل، طلحہ، زبیر، عبدالرحمن بن عوف، عمران بن حصین، ابوبکرہ، عبادہ بن صامت، معاویہ بن ابی سفیان، فتوی دینے میں ممتاز گنے گئے ہیں۔

یہ بات حیرت سے دیکھی جائے گی کہ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس کثرت سے تھے، کیونکہ ان کی تعداد ایک لاکھ کئی ہزار تک پہنچتی ہے باوجود اس کے ان میں صاحب فتوی فقیہ ایک سو کئی تھے۔ ان میں بھی ۲۷ ممتاز گنے جاتے ہیں۔ ان ستائیس میں بھی سات گویا اس خدمت پر مامور تھے۔ اس میں کیا شبہ ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو آنحضرت کی خدمت سے مشرف ہوئے جس نے جس قدر صحبت پائی اسی قدر وہ فیض علم سے بہرہ اندوز ہوا۔ اور ایک دوسرے سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اقوال افعال احوال کے سیکھنے کا گرویدہ رہا۔ اس طرح گویا ہر ایک صحابی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کا بڑا حصہ یاد رکھتا۔ اور اس کو روایت کرتا لوگوں کو سکھاتا۔ اس کے مطابق فتوی دیتا۔ اور اس خدمت کو اپنے فرائض سے جانتا۔ اس پر بھی چند ہی صحابہ فقیہ اور مجتہد کے لقب سے شہرت پذیر ہوئے، جو لاکھوں کی تعداد کے سامنے بہت ہی قلیل ہیں حقیقت امر یہ ہے کہ بہت سے مسائل ایسے ہیں۔ جن میں حدیث صحیح صاف مصرح موجود ہے اور کوئی دوسری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدیث اُس کے معارض نہیں۔ ان مسائل کے لئے فقط احادیث کا جاننا کافی ہے۔ اس کے برخلاف بہت سے مسائل ایسے پیش آتے ہیں جن کی نسبت حدیث میں کوئی حکم تصریح موجود نہیں۔ بلکہ قواعد استنباط کے ذریعہ حکم مستخرج ہوتا ہے، یا حکم کی تصریح ہے۔ لیکن اور حدیثیں اُس کے معارض ہیں۔ ایسی صورتوں میں اجتہاد اور استنباط کی ضرورت پڑتی ہے، اور فقہ دراصل اسی کا نام ہے۔ صحابہ میں بہت سے بزرگ ایسے تھے جو پہلی قسم کے متعلق فتوے دیتے اور مفتی کہلاتے۔ لیکن دوسرے قسم کے مسائل کا فیصلہ کرنا انھیں لوگوں کا کام تھا جو اس فن کے امام تھے۔ اور اس درجہ کے بہی بزرگ تھے۔ ان فقہائے صحابہ کے تعلیم و تربیت یافتہ تابعین بھی سب اس پایہ کے نہ ہوئے کہ فقیہ اور مجتہد کے لقب سے ممتاز ہوں۔ لیکن ہاں صحابیوں کے اعتبار سے جیسا کہ تابعیوں کی تعداد بہت بڑھی ہوئی ہے اسی طرح فقہائے تابعین کی تعداد بھی نسبۃً زیادہ ہے۔ و ہم جرا تابعین میں فقہائے سبعہ مدینہ اجتہاد میں نہایت مشہور ہوئے۔ جن کی نسبت کسی قدیم شاعر کا قول ہے ؎

اذا قیل من فی العلم سبعۃ ابحر روایتھم لیست عن العلم خارجہ

فقل ھم عبیداللہ، عروۃ، قاسم سعید، ابوبکر، سلیمان، خارجہ

(۱) سعید بن مسیب، سید التابعین کہے جاتے ہیں۔ اور حضرت ابوہریرہؓ[عہ] و حضرت عمرؓ کے مرویات و فتاویٰ کے مخزن ہیں۔ خطیب نے لکھا ہے، جمع بین الفقہ والحدیث (فقہ اور احادیث کے جامع تھے۔)

(۲) عروہ بن زبیر حضرت عائشہؓ کے تعلیم یافتہ تھے۔ ابوالزناد کا بیان ہے کہ عروہ

عہ حضرت ابوہریرہؓ کے داماد بھی ہیں اور اپنے والد مسیب صحابی سے زیادہ مشہور ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فقہائے مدینہ کے مرجع تھے۔ امام زہری و ہشام کے شیخ ہیں۔

(۳) قاسم بن محمد اکابر تابعین سے ہیں اور یہ بھی حضرت عائشہ کے ساختہ پرداختہ ہیں اور فقاہت میں شہرت پذیر ہیں۔

(۴) خارجہ بن زید (زہری کے شیخ ہیں) اپنے والد زید بن ثابت کے علوم کے جامع تھے (۵) سلیمان بن یسار ان کی نسبت علامہ خطیب لکھتے ہیں "کان فقیہا فاضلا" آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بی بی حضرت میمونہ کے غلام تھے۔

(۶) ابو بکر بن عبد الرحمٰن۔ یہ حضرت عائشہ و ابو ہریرہ کے تعلیم یافتہ امام شعبی اور امام زہری کے شیخ ہیں۔

(۷) عبید اللہ۔ یہ عبد اللہ بن زبیر کے عہد خلافت میں قاضی تھے۔ ابن عباس حضرت عائشہ اور ابن زبیر کے صحبت یافتہ تھے۔

ان کے علاوہ محمد بن سیرین، حسن بصری، عطاء بن ابی رباح، ابن ابی لیلی، حفصہ بنت سیرین، سالم، ابو الزناد، نافع، سفیان بن عیینہ، سلیمان بن حرب شعبی، مکحول، عکرمہ، زہری، طاوس، مجاہد، عطاء بن یسار، طاوس بن کیسان، اوزاعی، یحیی بن سعید، علقمہ، اسود، یہ وہ تابعین ہیں جن کی فقاہت و اجتہاد آفتاب نصف النہار سے بھی زیادہ روشن ہے۔ اور ان کی فقاہت کے کارنامے آج بھی کتابوں میں درج ہیں۔ یہ لوگ فن روایت و تفقہ دونوں کی تعلیم دیتے ان سے تبع تابعیوں نے روایت حدیث و تفقہ دونوں کی تعلیم پائی۔ اس طرح روایت حدیث کے ساتھ تفقہ اور استنباط مسائل و اجتہاد کا سلسلہ جاری ہوا جو فقہ حجازی کے نام سے نامزد ہوا۔ مجتہدین اہلحدیث کا سلسلہ صحابہ کے زمانہ سے تابعین، تبع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تابعین اور ان کے بعد محدثین میں برابر جاری رہا۔ اس سلسلہ کو حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں اور علامہ ابن قیم نے اعلام الموقعین میں اور ابن حزم نے بہت ہی مفصل اور مکمل لکھا ہے۔ افسوس بخوف طول اس سلسلہ کو ہم ترک کرتے ہیں۔ الارشاد[1] میں بھی اس کا استقصا کیا گیا ہے۔ اس سے بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ فن روایت و حدیث کے ساتھ محدثین میں تفقہ و استنباط مسائل و اجتہاد کو برابر ترقی ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ کتب حدیث کی تدوین اسی فقہی ابواب پر کی گئی۔ چنانچہ امام المحدثین اور ان کے تلامذہ نے اپنی اپنی کتابیں فقہی ابواب پر تالیف کیں۔ کم ایسے محدثین گذرے ہوں گے جو فن روایت کے ساتھ فقہ الحدیث کا درس نہ دیتے ہوں۔ گویا دونوں فن لازم ملزوم ہو گئے۔ ہاں وہ فقہ جو تخریجی اصول پر اہل الرائے میں مروج تھی۔ اس کا رواج محدثین میں نہ ہو سکا۔ جس کی وجوہات گذر چکیں۔ اور بعض وجوہ آگے آتی ہیں۔

فقہ حجازی یا فقہ المحدیث وہ فقہ ہے جس کے مسائل اور قوانین یا تو صراحۃً قرآن اور مشکوٰۃ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم سے لیے گئے ہیں یا قیاس جلی سے جس کی علت یا تو نصی ہے یا نہایت روشن اور کوئی قانون دیوانی فوجداری۔ لگان مالگذاری شہادت۔ وراثت۔ معاہدہ وصیت۔ نکاح۔ معاملات۔ بیع و اجارہ وغیرہ (جن کی تفصیل صحیح بخاری کے ابواب سے معلوم ہو سکتی ہے) کا ایسا نہیں جو قرآن و حدیث سے یا اجماع و اقوال صحابہ سے نہ لیا گیا ہو یا بقیاس جلی نہ مستنبط کیا

[1] مصنفہ مولوی محمد صاحب شاہجہانپوری۔ یہ اردو میں ایک جامع تالیف ہے جو فقہ المحدثین اور فقہ اہل الرائے پر پوری روشنی ڈالتی ہے اور بڑے بڑے نادر ابحاث کو شامل ہے ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا ہو۔ اس فقہ کی خوبی اور اس کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ حجاز جو مہبط وحی و مہبط جبرئیل اور مسکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ماوی وملجائے صحابہ تھا وہاں اہل الرائے کی فقہ کو رواج نہ ہوا۔ اسی طرح اندلس مصر، شام ان سب جگہوں میں اہل الرائے کی فقہ رواج پذیر نہ ہو سکی۔ صاحب سیرۃ النعمان باین عصبیت وسحر نگاری اس کے اعتراف سے باز نہ رہ سکے گو اس کی وجوہات کچھ ہی تراشیں چنانچہ لکھتے ہیں۔ "عرب میں تو ان کے مسائل کو چنداں رواج نہ ہوا کیونکہ مدینہ میں امام مالک اور مکہ میں اور ائمہ ان کے حریف تھا موجود تھے"، اور لکھتے ہیں کہ اندلس پر بدویت غالب تھی اس لئے وہاں بھی اہل الرائے کے مسائل کو رواج نہ ہوا؛

امام بخاری اور عموماً اہلحدیث کا طرز اجتہاد چونکہ صحابہ کے طرز اجتہاد پر تھا اور تخریجی طریقہ کو اس میں دخل نہ تھا اس واسطے اس فقہ میں وہ خصوصیات پائی جاتی ہیں جو فقہ اہل الرائے میں نہیں پائی جاتیں۔

اولاً تو یہ کہ فقہائے اہل الرائے نے رائے اور تخریجی اصول کی پابندی میں سینکڑوں صحیح حدیثیں رد کردیں۔ کہیں پر ایک ہی حدیث کے ایک ٹکڑے کو استدلال میں لے لیا۔ اور دوسرے ٹکڑے کو عدم موافقت کی وجہ سے ترک کر دیا، علامہ ابن قیم نے اس کے لئے اپنی بے نظیر کتاب اعلام الموقعین میں ایک باب ہی قائم کیا ہے اور نہایت بسط سے اس بحث کو لکھا ہے (جس سے اہل الرائے کی وجہ تسمیہ پر بھی پوری روشنی پڑتی ہے۔)

دوسرے یہ کہ امام المحدثین اور دیگر مجتہدین محدثین کو فیض حدیث سے جہاں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور نکات شرعیہ معلوم ہوئے وہیں امور تشریعی اور غیر تشریعی میں امتیاز کرنا بھی معلوم ہوا۔ ایک موقع پر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انتم اعلم بامور دنیا کم۔ تم اپنے دنیاوی کاروبار کو خوب جانتے ہو۔ اس سے آپ نے دنیاوی معاملات کو دین سے الگ کر دیا۔ اسی طرح بریرہؓ کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (جبکہ وہ آزاد ہوئیں اور ان کو نکاح سابق کے توڑ دینے کا اختیار دیا گیا۔ تو نکاح انھوں نے توڑ دیا) لو راجعتیہ (تیرا شوہر مغیث تیری فرقت میں بدحواس ہے۔) کاش تو اس سے رجعت کر لیتی۔ بریرہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ تامرنی (کیا آپ شرعی حکم دیتے ہیں۔) آپ نے فرمایا نہیں انما اشفع (میں سفارش کرتا ہوں) بریرہ نے کہا جب آپ شرعی حکم نہیں دیتے بلکہ سفارش کرتے ہیں تو مجھے اختیار ہے۔ میں اپنے شوہر کو پسند نہیں کرتی (صحیح بخاری) اور ایک وقت فرمایا اِنّما انا بشر اذا امرتکم بشیئٍ من دینکم فخذوا به واذا امرتکم بشیئٍ من رائی فانما انا بشر۔ یوں تو ہر ایک قول وفعل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا، اور ہر تقریر دربار رسالت کی مسلمانوں کے لئے گنجینۂ مراد ہے۔ لیکن خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں امور (تشریعی اور غیر تشریعی) میں امتیاز فرمایا۔ ایک بات تبلیغ رسالت سے ٹھہری جس کے لئے فرمایا گیا۔ وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا ۔۔ اور دوسرے کے بارے میں فرمایا انما ظننت ظنا فلا تواخذونی بالظن ولکن اذا حدثتکم عن اللہ شیئاً فخذوا به

؎ میں ایک بشر ہوں، جب میں تم کو کوئی دینی بات بتاؤں تو اُسے تھام لو اور جب کوئی بات اپنی رائے سے کہوں تو میں بھی ایک بشر ہوں ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شاہ ولی اللہ صاحب نے اس کو بہت مفصل بیان کیا ہے۔

گویہ بات (امور تشریعی اور غیر تشریعی میں امتیاز کرنی) اہل الرائے کو بھی محدثین کی بدولت نصیب ہوئی۔ لیکن فقہائے اہل الرائے کو ان کے اشتغال فی القیاس نے حد اعتدال پر باقی نہیں رکھا اور عامہ مسائل کو انھوں نے اپنے قیاس کے معیار پر جانچنا چاہا۔ اس وجہ سے جو افراط و تفریط ان کے مسائل مستنبطہ میں واقع ہوئی محتاج بیان نہیں جس کی نسبت شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں۔

وبعض الفقهاء عندما خاضوا في القياس تحيروا فلجوا بعض المقادير وانكروا استبدالها بما يقرب منها وتساهلوا في بعضها فنصبوا اشياء مقامها مثال ذلك الماء العشر في العشر۔	بعض فقہا قیاس میں منہمک ہونے کی وجہ سے حیرت میں پڑ گئے اس لیے وہ اپنے قیاس سے بعض مقادیر کے ساتھ لوہے طرح چمٹ گئے اور اس کے بدلنے کو اس کے ہمجنس سے بھی انکار کر دیا اور بعض میں اس طرح چشم پوشی

کی کہ ایک کو دوسرے کے قائم مقام کر دیا اس کی مثال الماء العشر فی العشر ہے۔

فقہائے محدثین نے اس میں انتہا درجہ کی احتیاط سے کام لیا۔

اولاً یہ کہ جس طرح سے جو بات جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قولاً اور عملاً اور تقریراً ثابت تھی سب کو بلا کم و کاست روایت کر دیا۔ حتی کہ ان میں اگر کسی صحابی کی تفسیر یا قول درج تھا تو اس کو بھی الگ کر چھپا دیا جس سے ہر غور کرنے والے ذی فہم کو غور کا موقعہ ملے۔ اس کے بارے میں آپ نے فرمایا فرب مبلغ غیر فقیه الی افقه منه لیعنی بہتیر پہنچانے والے غیر فقیہ ہوں گے جو اپنے

ك سنن دارمی ۱۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے زیادہ فقیہ کو پہنچائیں گے۔

ثانیاً یہ کہ اس باب میں انھوں نے اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ان میں بھی وہ صحابہ جو مدتوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فیض صحبت سے بہرہ اندوز رہے۔ جن کے دل و دماغ امور تشریعی کے ادراک میں نہایت بصیرت رکھتے، اُن کی تصریحات کی متابعت کی ؛؛

اس کے علاوہ جہاں خود رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرق فرمایا تھا۔ اس کے کاربند رہے۔ اس لئے محدثین سے وہ غلطیاں اور وہ افراط اور تفریط نہیں واقع ہوئی جو فقہائے اہل الرائے سے واقع ہوئی۔ جناب شاہ ولی اللہ صاحب فقہائے اہل الرائے کی افراط و تفریط اور اُن کے اپنے قائم کردہ قیاسات کو احکام تشریعی اور غیر تشریعی کے قرار دینے میں، دکھاتے ہوئے لکھتے ہیں۔

واذا تحققت هذه المقدمة اتضح عندك ان اكثر المآثر التي يفتخر بها القوم ويتطاولون لاجلها على معشر اهل الحديث يعودوا بالاعليهم من حيث لا يعلمون۔

جب تم اس مقدمہ کو معلوم کر چکے تو تمہارے اوپر یہ بات خود بخود واضح ہو گئی ہوگی، کہ (دقائق قیاسیہ) جن کی وجہ سے قوم اہل الرائے فخر کرتی ہے اور اُس کی وجہ سے جماعت اہل حدیث پر زبان درازی کرتی ہے اور اپنا فخر جتاتی ہے ان پر وبال ہو جاویں گے اس طرح کہ ان کو خبر بھی نہ ہو گی۔

(۱) سب سے اعلیٰ اور مقدم خصوصیت جو فقہ اہل حدیث کو حاصل ہے۔ وہ مسائل فقہ کا ان مصالح اور اسرار پر مبنی ہونا ہے جس کو قرآن نے نصاً بتایا ہے یا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ یا آپ کی تقریر سے یا اُس خود سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس محل میں حدیث وارد ہوئی تھی۔ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے سمجھا تھا۔ بخلاف اہل الرائے کے کہ اکثر مسائل کی بنا ان کے اپنے قائم کردہ مصالح پر ہے یا کسی مظنہ حرج وغیرہ پر جو اجتہاد کے وقت خیال میں آئے۔ اور ان قائم کردہ مصالح پر تخریج در تخریج کی جاتی ہے۔ اسی وجہ سے اکثر مقامات پر قوانین شریعت سے اس قدر بُعد ہو جاتا ہے۔ کہ ایک سمجھ دار آدمی حیران ہو کر رہ جاتا ہے۔

احکام شرعیہ کے متعلق اسلام میں شروع ہی سے دو فرقے قائم ہو گئے۔ ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ یہ احکام تعبدی احکام ہیں۔ یعنی ان میں کوئی سِر اور مصلحت نہیں ہے۔ مثلاً شراب خوری یا فسق و فجور صرف اس لئے ناپسندیدہ ہیں کہ شریعت نے ان سے منع کیا ہے۔ اور خیرات و زکوٰۃ اس لئے مستحسن ہیں کہ شارع نے اس کی تاکید کی ہے ورنہ یہ افعال فی نفسہ بُرے یا بھلے نہیں ہیں۔ دوسرے فرقہ کا یہ خیال ہے کہ شریعت کے تمام احکام مصالح پر مبنی ہیں۔ البتہ بہت سے مسائل ایسے ہیں جن کی مصلحتیں بتائی نہیں گئی ہیں۔ پھر وہ لوگ جو قائل ہیں کہ احکام شریعت کی بنا مصالح اور اسرار پر ہے ان میں بھی دو فرقے ہو گئے۔ پہلا وہ فرقہ ہے جو کہتا ہے کہ جس قدر مسائل و احکام کے مصالح و اسرار قرآن میں نصاً بتائے گئے ہیں۔ یا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بتائے یا صحابہ نے قرائن سے معلوم کئے وہ تو ٹھیک ہیں۔ بقیہ وہ مسائل جن کی مصلحتیں نہیں بتائی گئیں۔ ان میں بہت سی مصلحتیں اور اسرار مخفی ہیں ان میں ہم غور کر سکتے ہیں۔ اگر وہ مصالح ہماری سمجھ میں آ گئے تو ہمارے لئے شکر کا مقام ہے لیکن ان مصالح کو ہم اُس حکم کی علت قرار دیکر ان سے مسائل و احکام استخراج کریں اور قانون شریعت بنائیں اس کا منصب کسی کو نہیں۔ اولاً تو مصلحت خود ایک خیالی چیز ہے۔ اس پر قیاس اور تخریج در تخریج کرنا یہ ظن در ظن قابل اعتبار نہیں،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے مقابل دوسرا فریق ہے جو اپنی عقل ورائے سے مصلحت وسر قائم کر کے اُس کو مسئلہ کی علت قرار دیتا ہے اور اُس سے مسائل کی تخریج کرتا ہے۔ پہلی جماعت فقہائے محدثین کی ہے۔ دوسرا فرقہ فقہائے اہل الرائے کا ہے۔ فقہائے محدثین نے چونکہ اس باب میں انتہا کی احتیاط برتی اس لئے ان کے مسائل مستخرجہ میں وہ خوبی پائی جاتی ہے۔ جو فقہائے اہل الرائے کے مسائل مستنبطہ میں نہیں پائی جاتی۔

فقہ اہل الحدیث کے مسائل کا موازنہ[1] فقہ اہل الرائے سے کیا جائے تو یہ تفاوت صاف نظر آتا ہے کہ معاملات تو معاملات عبادات میں بھی اہل الرائے نے اپنے قائم کردہ مصالح وعلل پر ایسا اعتماد کیا کہ عبادات کی ہیئت کذائی میں زمانہ نبوی سے تفاوت آ گیا۔ مثلاً نماز چند افعال کے مجموعہ کا نام ہے لیکن اس لحاظ سے کہ نماز کی اصلی غرض کیا ہے۔ یعنی خضوع۔ اظہار تعبد۔ اقرار عظمت الٰہی۔ دعا۔ (یہ چار باتیں کھلی اور ظاہر ہیں۔ گو ہر فعل وادا میں خاص خاص مصالح اور اسرار ملحوظ ہیں جن کا ذکر باعث تطویل ہے۔ اور حجۃ اللہ البالغہ وغیرہ میں مذکور) قال اللہ تعالیٰ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ

[1] صاحب سیرۃ النعمان نے مسائل محدثین کا مجتہدات اہل الرائے سے موازنہ کیا ہے اور مجتہدین محدثین کو کہیں مصالح عباد سے ناواقف کہیں طرز تمدن اور طریقہ اجتہاد سے نابلد کہیں فقہی ابواب کے اسرار سے بے خبر قرار دیا ہے۔ اس موازنہ کا حق ہر شخص کو ہے لیکن افسوس ایسا کرنے میں وہ ادران کے ہم مشرب نکتہ چینی کا الزام دینے کیلئے طیار ملتے ہیں۔ اس لئے ہم نے بالقصد اس کو ترک کر دیا ورنہ تراجم ابواب صحیح بخاری اور امام شافعی کی مبارک کتاب کتاب الام جس کا حوالہ مقدمہ میں دیا گیا ہے اور رسالہ مناقب الشافعی امام رازی اور اعلام الموقعین اور نعمانی صاحب کی طرز تحریر کو اگی اجازت نہ دیتی تھیں اور اصلی موازنہ دلائل شرعیہ میں لازم ہے۔ رہی بالائی باتیں ان کو موازنہ میں کیا دخل جب دلائل شرعیہ کا پہلو محدثین کی جانب قوی ہے تو پھر طرز تمدن یا احتیاط یا مخالفت قیاس کیا وقعت رکھتی ہیں۔ ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ، وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ ۔ اس بنا پر نماز میں ایسی حالت ہونی چاہیے کہ جوارح اس وضع سے ہوں کہ گرویدگی و تواضع کے آثار اُن سے ظاہر ہوں ۔ آواز سے خوف اور عبودیت ٹپکتی ہو۔ قلب میں خشیت و ذکر الٰہی بھرا ہو تو البتہ نماز موجب نجات ہو سکتی ہے قال اللّٰہ تعالیٰ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۔ اس کے لیے شارع نے تکبیر ، قراءت ۔ رکوع ۔ سجود ۔ مقرر کیا ۔ لیکن فقہائے اہل الرائے نے اپنے قائم کردہ مصالح و علل کی بنا پر ان کا رتبہ اتنا گھٹا دیا کہ اصلی مقصود نماز کا فوت ہو گیا ۔ قراءت صرف دو رکعت میں فرض ہے ۔ اور وہ بھی اس قدر کہ قرآن کی ایک ہی آیت ۔ بعض لوگوں نے اصلی قرآن منزل من اللّٰہ کے الفاظ بھی ضروری نہیں قرار دیئے ۔ فارسی ہی سہی" حالانکہ اس قدر قراءت سے خشوع کیونکر حاصل ہو سکتا ہے ۔ نہ اظہار تعبد نہ عظمت الٰہی ۔ رکوع و سجود کا رتبہ اس قدر کم کر دیا کہ صرف جھکنا اور نہ ٹھہرنا فرض ہے اور سجود بھی اسی قدر فرض ہے کہ دو دفعہ سر زمین پر لگا دے ۔ جس سے خشوع ۔ اظہار تعبد ۔ اقرار عظمت الٰہی ۔ دعا کچھ بھی حاصل نہیں ہو سکتا ۔ اسی طرح خروج بصنعہ عمداً ہے بخلاف فقہائے محدثین کے ۔ کہ انھوں نے قراءت میں قراءت فاتحہ لابدی قرار دی کیونکہ اس میں حمد و ثنا ۔ اظہار تعبد ۔ و عظمت الٰہی ۔ و اظہار خشوع و دعا سب کچھ موجود ہے ۔ اور جناب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی تاکید مزید اس پر ہے ۔ انھیں معنا بین کی جامعیت سے اللّٰہ تعالیٰ نے سورہ فاتحہ کو صلوٰۃ قرار دیا ۔ جس پر صحیح مسلم کی روایت دال ہے (قَسَمْتُ الصَّلٰوةَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَبْدِيْ نِصْفَيْنِ) رکوع سجود کو بھی فقہائے اہل حدیث نے اسی طرح فرض بتایا جس سے اصلی غرض نماز کی حاصل ہو یعنی رکوع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وسجود میں ٹھہرنا۔ اور اُن میں ذکر الٰہی اور دعا کرنا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو جس نے رکوع وسجود میں جلدی کی تھی فرمایا کہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ اِس کی وجہ یہ تھی کہ اس شخص نے رکوع سجود ایسا کیا جس سے اصلی مقصود حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ فقہاے محدثین نے اپنی رائے سے مصالح سوچ کر نماز کے ارکان مقرر کئے تھے نہیں، بلکہ اُن کے لئے صحیح حدیثیں موجود ہیں۔ ساتھ اس کے ان مصالح کی خوبی پر عقل شہادت دیتی ہے۔

مسائل زکوٰۃ کا بھی یہی حال ہے۔ زکوٰۃ کا اصلی مقصد بنی نوع کی ہمدردی اور اعانت ہے۔ اسی لئے زکوٰۃ کے مصرف میں وہ لوگ خاص کر دیئے گئے جو سب سے زیادہ ہمدردی اور اعانت کا استحقاق رکھتے ہیں۔ یعنی فقراء ومساکین۔ عمال زکوٰۃ۔ مؤلفۃ القلوب مقروض مسافر۔ غازی۔ مکاتب۔ چونکہ ان لوگوں کی تصریح خود قرآن میں موجود ہے اس لئے اس امر میں سب مجتہدین کا اتفاق ہے کہ یہی لوگ مصرف زکوٰۃ ہیں۔ لیکن بعض نے اختلاف پیدا کر دیا۔ فقہاے محدثین نے ان سب مصارف کے ذکر کرنے کی یہ مصلحت سمجھی کہ اگر استیعاب مصارف کی قید اُٹھا دی جائے گی تو لوگ جس مصرف خاص میں اُن کی خواہش ہو گی اُس میں زکوٰۃ خرچ کر دیں گے اور دوسرے بیچارے محروم رہ جائیں گے لیکن استیعاب مصارف کی شرط میں لوگوں کو سارے مستحقین کا خیال رہے گا۔ اس لئے استیعاب مصارف کو ضروری قرار دیا تاکہ مستحقین میں کوئی محروم نہ ہو۔ لیکن فقہاے اہل الرائے کا ذہن اس طرف نہ گیا اور انھوں نے کہا اپنی خواہش کے مطابق جس کو چاہے دے۔ ان مسائل کے سوا عبادات کے سینکڑوں مسائل ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ فقہاے اہل حدیث اور محدثین نے مصالح اور اسرار کو جس خصوصیت اور دقیق نگاہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے لحاظ کیا انھیں کا حصہ تھا۔

معاملات کے مسائل میں یہ عقدہ زیادہ حل ہو جاتا ہے اور صاف نظر آتا ہے کہ فقہائے اہل الرائے نے اپنے قائم کردہ مصالح پر کس قدر اعتماد کیا ہے حالانکہ یہ نہایت نازک بات ہے۔[1]

(۲) ایک دوسری خصوصیت فقہ اہلحدیث کو بہ نسبت فقہ اہل الرائے کے جو حاصل ہے وہ مسائل کا لیسیر العمل ہونے کے ساتھ اعتدال کا جامع ہونا۔ قرآن میں متعدد جگہ آیا ہے کہ خدا تم لوگوں کے ساتھ آسانی چاہتا ہے۔ سختی نہیں چاہتا۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا قول ہے کہ میں نرم اور آسان شریعت لے کر آیا ہوں بے شبہ اسلام کو تمام اور مذہبوں کے مقابلہ میں یہ فخر حاصل ہے کہ وہ رہبانیت سے نہایت بعید ہے اس میں عبادات شاقہ نہیں۔ اس کے مسائل آسان اور لیسیر التعمیل ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ قوانین شریعت ہوا پرستی سے نہایت دور رکھے گئے ہیں۔ فقہائے محدثین نے اپنے اجتہاد و استنباط میں اس کی نہایت نگہداشت کی، اور ان کے مسائل اجتہادیہ اس افراط و تفریط دونوں سے نہایت محفوظ رہے نہ تو وہ زن مفقود الخبر کے لئے نوے برس بیٹھنے کا حکم دیتے ہیں کہ زن مفقود الخبر اپنے اوپر نان و نفقہ و معاشرت کی تکلیف گوارا کر کے نوے برس تک بیٹھی رہے اور جب قبر میں پاؤں

---

[1] اس کے نازک ہونے کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ حضرت عمر نے ایک بار فرمایا کہ طواف میں کندھا ہلا کر دوڑنا کفار مکہ کو اپنی قوت دکھانے کی غرض سے تھا جب کفار مکہ نہیں تو اس کی حاجت نہیں لیکن پھر ڈرے کہ شاید اس میں کوئی دوسری مصلحت ہو ذتم خشی عمران یکون لہ سبب آخر ۱۲ حجۃ اللہ حضرت عمر بایں خداداد فقاہت مصالح میں اپنی رائے پر اعتماد نہ کر سکے ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لٹکائے تو نکاح کی اجازت ملے اولاً تو اس قدر عمر یا نا شاذونادر ہے ثانیاً جوانی کے وقت سے وہ رنج وکوفت میں رہبانیت اختیار کرے اور جب قبر میں پاؤں لٹکائے تو عروس بننے کی اجازت دی جائے۔ نہ اس قدر وسعت کہ اگر کوئی شخص کسی عورت کو کسی طرح ایسے الفاظ سکھائے جس کا معنی ایجاب ہو، اور وہ عورت نہ سمجھتی ہو۔ اگر اُس عورت نے وہ کلمہ دو شخصوں کے سامنے کہا اور مرد نے قبول کر لیا تو یہ نکاح ہو گیا اور عورت قید نکاح میں آگئی خواہ گواہ بھی ان الفاظ کو نہ سمجھتے ہوں۔ اسی طرح نکاح کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ کسی عورت سے بلا علم اُس کے اقارب کے خفیہ طور سے دو شخصوں کے سامنے ایسے کلمات کہلا لئے یا اور کسی طرح ایجاب وقبول کرا لیا اور کسی کو اُس کی خبر نہ ہوئی تو نکاح ہو گیا۔ اسی طرح ایسے دو گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول کرا لیا جو فاسق ہوں زانی ہوں کسی پاکدامن پر تہمت لگانے میں ان پر حد لگائی گئی ہے اور تائب بھی نہ ہوئے ہوں۔ اسی طرح ایسے دو گواہوں کے سامنے جو نشہ میں چور ہوں جن کو ہوش میں آنے کے بعد علم نکاح نہ ہو اسی طرح کسی کی منکوحہ بی بی پر کسی نے دو گواہ جھوٹے گذار کر ڈگری کرائی ہو۔ اس طرح کے مسائل بہت ہیں جن میں بڑی وسعت سے کام لیا گیا لیکن امام المحدثین وفقہائے اہلحدیث کا اجتہاد اس سے محفوظ رہا۔

(۳) فقہ کا بہت بڑا حصہ جس سے دنیوی ضرورتیں متعلق ہیں معاملات کا حصہ ہے اور یہی وہ موقع ہے جہاں ہر مجتہد کی دقت نظر اور نکتہ شناسی کا پورا اندازہ ہو سکتا ہے۔ امام المحدثین نے تمدن ومصالح عباد کی رعایت کے ساتھ نصوص قرآنیہ وصحیح صحیح احادیث سے مسائل استنباط کرنے میں کمال سعی کی ہے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کو نہایت کامیابی ہوئی۔ امام المحدثین کے زمانہ میں سلطنت عباسیہ نے تمدن میں بڑی وسعت پیدا کر دی تھی۔ اور اسلامی سلطنت کا دائرہ نہایت وسیع ہو گیا تھا قوموں کے میل جول سے ہر اروں صورتیں معاملات کی نئی پیدا ہو گئی تھیں اس کے سوا احادیث صحیحہ کے جمع اور منتخب نہ ہونے سے بہت سے مسائل پہلے مجتہدین کے ایسے مروج ہو گئے تھے جو صحیح نہ تھے۔ امام المحدثین نے بہت بڑا کام پہلے یہ کیا کہ صحیح صحیح حدیثوں کو منتخب کیا اور عملی طور سے یہ دکھا دیا کہ انھیں سے تمام مسائل اور احکام استنباط کئے جا سکتے ہیں۔ ایک ہی حدیث سے متعدد مسائل متعدد باب میں مستنبط کر کے استنباط کے اصول و طریقے بتائے۔ اس سے ان کی غرض یہ تھی کہ فقہ جو شرعی قانون ہے اُس کا کوئی حصہ ایسا نہیں ہے جو محض انسانی رائے ہو[1] اور مجتہد کو اُس کے ساتھ وہی نسبت ہے جو دنیا کے تمام مقننین کو ہوا کرتی ہے۔ محدثین[2] لکھتے ہیں قد اخرج المؤلف (الامام البخاری) حدیثا واحدا فی مواضع ویستنبط منہ فی کل موضع ما یتعلق بذلك الموضع من الاحکام الدینیۃ وقد اکثر مثلہ فی ھذا الکتاب وھو مما یدل علی قوۃ اجتہادہ فانہ قد استنبط کل جزئی من الحدیث مع قلتہ الصحیح منہ۔ یہ کبھی دعوی نہیں کیا جا سکتا کہ امام بخاری معصوم تھے اور اُن سے خطا اجتہادی نہیں ہوئی ہو گی۔ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابہ اور اُن کے بعد کے ائمہ اس سے بری نہیں تو امام المحدثین کیونکر بری ہو سکتے ہیں۔ اس لئے ہم خوش اعتقادی کی محویت میں امام بخاری کو

---

[1] جیسا کہ صاحب سیرۃ النعمان نے لکھا ہے اور اس طرح انھوں نے فقہ حنفی کے ایک بڑے حصے کو مسٹر سالسبری کے قوانین کے برابر کر دیا ۱۲ منہ [2] دیکھو شرح بخاری و رسالہ شاہ ولی اللہ رح ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معصوم بنا کر دوازدہ معصوم کی عدد پوری کرنی نہیں چاہیئے ؎

مجتہد گاہ مصیب است و گہے خاطی لیک ۔ ہرچہ در وے نہ خطا حکم پیمبر گیرند

امام بخاری پہلے حدیث کی تنقید کرتے ہیں اور اُس کی صحت ہر طرح جانچتے ہیں صحت کے یقین ہونے پر بھی احتیاطاً اطمینان کے لئے استخارہ کرتے ہیں۔ اطمینان ہونے پر حدیث کو اکثر کسی مسئلہ فقہیہ کے تحت میں ذکر کرتے ہیں جس کا نام ترجمۃ الباب ہے گو اُس ترجمۃ الباب میں کبھی کسی مجمل آیت کی تفسیر اور تاویل صحیح حدیث سے کرتے ہیں۔ کبھی مطلق کی تقیید کبھی عام کی تخصیص کبھی خاص کی تعمیم کبھی کسی آیت کے دو احتمالوں میں سے ایک کی تعیین کبھی غیر ثابت احادیث و آثار کی تردید کبھی اہل زمانہ کے مروجہ رسوم و عادات کو قرآن و حدیث کے معیار سے جانچ کر اُس کی صحت و غلطی کا اندازہ کرتے ہیں۔ کبھی صحیح حدیث کی تائید کبھی کسی ضعیف حدیث کی صحت کی شہادت میں دوسری صحیح حدیث پیش کرتے ہیں کبھی ایک حدیث سے دوسری حدیث کے دو احتمالوں میں سے ایک کی تعیین کرتے ہیں کبھی دو متعارض حدیثوں کے دو محمل دلیل سے بتا دیتے ہیں جس سے ظاہری تعارض رفع ہو جاتا ہے جیسا کہ ان کا مفصل بیان گذر چکا۔ لیکن زیادہ تر تراجم ابواب میں مسائل فقہیہ کا استنباط ملحوظ ہے۔

(۴) اور بہت بڑی خصوصیت جو فقہ اہلحدیث کو حاصل ہے وہ یہ ہے کہ عموماً ان کے استدلال میں نصوص کا پہلو قوی ہوتا ہے اور یہ خصوصیت فقہ اہلحدیث کو صرف احادیث نبویہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی بدولت حاصل ہوئی۔

امام بخاری نے صحیح حدیثوں کو جمع کیا اور اُن پر استنباط مسائل کے لئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مجتہدانہ نظر ڈالی تو اہل الرائے کے بہت سے مسائل خلاف نصوص احادیث صحیحہ پائے اس لئے انھوں نے استنباط مسائل کے ساتھ اہل الرائے کے مسائل پر تعریضیں کیں۔ اس کے علاوہ کبھی وہ اگلے ائمہ کے اختلافی مسائل کی ترجیح بھی استدلالی پہلو سے بیان کرتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام المحدثین کی نگاہ ایک اہم کام پر لگی ہوئی تھی۔ جس کا رنگ ان کی اکثر تالیفات میں پایا جاتا ہے اور اوسط ذہن کا آدمی بھی جس کی نگاہ کسی قدر وسیع ہو یہ اندازہ کر سکتا ہے کہ صرف اجتہاد و استنباط مسائل و ترتیب و تہذیب فقہ اہلحدیث و تدوین و تنقید احادیث ہی ان کا اہم مقصد نہیں بلکہ ایک ضروری مقصد یہ بھی ہے کہ اہل تخریج کے مسائل قیاسیہ (جو عجمیوں اور نو مسلموں میں بوجہ نہ ملنے احادیث کے یا کسی دوسری وجہ سے بزور و شور مروج ہو گئے تھے عجمیوں کی آنکھیں کھلیں تو انھوں نے اسی کو پایا اور اس پر ان کا بے طرح جمود ہو چلا جس کے بہت سے اور اسباب تھے) کی جانچ پڑتال کریں۔

امام بخاری نے ایسے وقت میں جبکہ عراق میں جمود زور پکڑ چلا تھا۔ دماغ و ہمت سے کام لیا۔ اور عجمیوں و اتباع اہل الرائے کے اس غفلت اور جمود کے اٹھانے میں بڑی سعی کی۔ احادیث صحیحہ سے جہاں فقہی مسائل اخراج کئے وہاں بڑا حصہ اپنی تصنیفات کا ان قیاسی مسائل کی تردید میں نذر کیا جو نصوص حدیثیہ کے خلاف اہل الرائے میں مروج تھے۔ اور فی الحقیقت یہ ہمت کی بات تھی۔ کیونکہ اہل الرائے کے مسائل قیاسیہ کی ترویج میں بعض سلطنتوں کی شرکت بھی تھی۔ ان کی تردید کرنی سلطنت سے مقابلہ کرنا تھا۔ امام المحدثین نے زیادہ تر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تدوین احادیث میں ان کی تعریضاً اور کنایۃً تردید کی۔ والکنایۃ ابلغ من التصریح۔ ہاں بعض تالیفات امام بخاری کی ایسی بھی ہیں جن میں انھوں نے فن مناظرہ کے اصول پر ان کی تردید کی ہے جیسے رسالہ قراءۃ خلف الامام۔ اور رسالہ رفع الیدین۔ لیکن زیادہ حصہ تعریض اور کنایہ کا رہا۔ تراجم الواب میں کنایۃً مجتہدین اہل الرائے پر تعریض فرماتے ہیں اور یہ امام صاحب کی اعلیٰ درجہ کی کشادہ دلی ہے۔ اسی بنا پر شارحین صحیح بخاری نے لکھا ہے کہ جامع صحیح کے تراجم الواب سے وہی شخص پورا فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ جس نے قوم کی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے صحیح بخاری کے اشکال کا اعتراف قاطبۃً علماء اسلام کیوں کرتے آتے ہیں۔ یہاں تک کہ مدحین بھی اس کے اعتراف سے باز نہیں رہ سکے اس اشکال کے وجوہاً فن حدیث کی تدقیقات اور نکات فقہیہ کی مشکلات کے علاوہ ایک بات یہ بھی ہے کہ امام صاحب کا رخ ایک دوسری طرف ہوتا ہے جس کے لئے وسعت نظر چاہئے اسی لئے اس اشکال میں اضافہ ہوجاتا ہے جہاں امام صاحب نے تراجم الواب میں تردید کی تصریح کی ہے۔ اس کو تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ لیکن تراجم الواب کی تعاریض اور اغراض پر غور کی نگاہ ڈالنی اور اس کی تہ کو پہنچنا بہت بڑا کمال ہے یہیں وسعت نظر کی ضرورت ہے۔ فقہ حنفیہ کے مطالعہ کے علاوہ امام شافعیؒ کی کتاب الام امام مالک کے مذہب کی المدونہ مصنف حافظ عبدالرزاق وغیرہ کے تراجم الواب کا مطالعہ بھی ضرور ہے اسی لئے صحیح بخاری پڑھنے والے کے لئے شیخ فن کی ضرورت ہوتی ہے۔ امام صاحب کا یہ قول لو نشر بعض استاری ھؤلاء لم یفھموا کیف صنفت الصحیح یعنی یہ لوگ اگر میری کتاب کے بعض نکات سے پردہ اٹھانا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چاہیں تو اُن کی سمجھ میں نہیں آسکتا کہ میں نے جامع صحیح کو کن نکات اور دقیقات اور نفیر لطیفات پر مبنی کیا ہے،، اس مقولہ کو صرف نکات حدیثیہ تک محدود رکھنا بے انصافی ہے آجکل بعض لوگوں نے ناواقفیت سے امام بخاری کے تراجم الابواب اور مسائل فقہیہ پر اعتراضات کیے ہیں اور اس کی ترویج میں بہت سعی کر رہے ہیں لیکن خبر سے وہ کوئی نئے اعتراضات نہیں ہیں بلکہ وہی سوالات ہیں جن کو شراح صحیح بخاری نے حل کرنے کے لیے لکھا ہے اور اُن کے متعدد جوابات دیئے ہیں بخوف طوالت ہم ان اعتراضات اور اُن کے جواب کو حصہ ثالث کے لئے چھوڑتے ہیں لیکن یہاں اس قدر عرض کر دینا ضرور ہے کہ کوئی مجتہد ایسا نہیں گزرا جو معصوم ہو اور اُس کے مسائل و دلائل پر اعتراضات نہ کئے گئے ہوں ایسے لوگوں کو جو امام بخاری کے مسائل فقہیہ یا دلائل پر اعتراضات کرتے ہیں کم از کم امام ابوحنیفہ رح کے اجتہاد و مسائل فقہیہ اور اُن کے دلائل پر غور کرنا چاہیئے جن کی فقاہت اور اجتہاد مسلم ہے کہ اُن کے دو ثلث مسائل اجتہاد کی غلطی یا مرجوح وضعیف ہونے سے یا دعویٰ و دلیل میں عدم مطابقت سے یا تقریب ناتمام ہونے سے خود ان کے تلامذہ نے ترک کر دیئے پس اگر اس سے فقاہت اور اجتہاد پر دھبہ آتا ہے تو سب سے پہلے امام ابوحنیفہ رح کو اس منصب سے معزول کرکے دوسری طرف رخ کرنا چاہیئے۔

امام بخاری کے اجتہاد اور استنباط مسائل و معارض سے بحث کے لئے تو بڑی بڑی مبسوط کتابیں اور ضخیم مجلدات چاہئیں اور شراح صحیح بخاری نے اکثر بحث بھی کی ہے تاہم یہاں پر کچھ عرض کر دیا جاتا ہے۔ امام بخاری انھیں نصوص سے جو عامۃ ذہنوں میں موجود اور حاضر رہتے ہیں مسائل دقیقہ نہایت سہل طریقہ سے مستنبط کر لینے میں جو استنباط کے بعد بہت ہی آسان معلوم ہوتے ہیں اور یہ امام بخاری کی صفائی ذہن اور جودت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تفقاہت کی بڑی قوی دلیل ہے۔ اسکی مثالیں صحیح بخاری میں بھری پڑی ہیں
استنباط مسائل فقہیہ میں بلکہ عامۃً صحیح بخاری میں ان کا یہ دستور ہے کہ پہلے
قران کی آیت سے روشنی ڈالتے ہیں اس کے بعد حدیث مرفوع یا صحابہ کے آثار یا
علماے تابعین کے فتاوے لاتے ہیں اور یہ باتیں مجتہد کے لئے نہایت ضروری ہیں
ہاں طریقۂ استدلال اور طرز استنباط سے بالکل تعرض نہیں کرتے اور یہی موقع اہل علم کے
نذبراور فکر کا ہوتا ہے اس لئے تراجم ابواب کی طرف خاص توجہ کی گئی اور ان کے لئے بہت
سی مستقل اور بڑی بڑی تالیفات لکھی گئیں جن کا مفصل بیان گذر چکا سب سے زیادہ
پیچیدہ اور مشکل تراجم ابواب کے اغراض ہیں۔ اغراض تراجم سمجھ میں آنے سے طریقۂ
استدلال وطرز استنباط کا سمجھنا بہت ہی آسان ہو جاتا ہے۔ بعض مؤلفین نے
اغراض تراجم ہی کو موضوع بحث ٹھہرایا ہے اور اغراض کے بیان کے لئے مستقل تالیف لکھی
یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ صحیح بخاری میں بہت سے تراجم ابواب ضمنی ہیں جن میں
علاوہ ترجمۃ الباب بالا کے امام صاحب کوئی ضمنی فائدہ بتاتے ہیں۔ اصل ایسے مقامات
میں تنبیہ یا فائدہ یا قف ہونا چاہیئے۔ لیکن امام بخاری اپنی اس تالیف میں بجز لفظ
باب کے دوسرا لفظ نہیں لاتے اور بجائے قف یا فائدہ یا تنبیہ کے بھی باب ہی کا
لفظ لکھتے ہیں ولا مشاحۃ فی الاصطلاح۔ اور یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ امام بخاری کی یہ
تالیف قدیم تالیفات میں سے ہے اور قدما کا دستور ہے کہ وہ اپنی تالیفات میں اپنے
ما فی الضمیر کو کیف ما اتفق نہایت سادہ عبارتوں میں ادا کرتے ہیں۔ ان کی تالیفات
میں متاخرین کا تکلف عبارتوں کی قطع و برید نہیں ہوتی اسی بنا پر امام ابوحنیفہ کی طرف فقہ اکبر کی

لہ دیکھو سیرۃ النعمان حصہ دوم ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نسبت غلط خیال کی جاتی ہے کیونکہ اس میں قدما کی تالیفات کا رنگ بالکل نہیں ہے۔ جس نے امام شافعی کی کتاب الام یا اُن کا رسالہ اصول یا صحیح مسلم کا مقدمہ وغیرہ دیکھا ہے اُس پر یہ بات نہایت واضح ہے۔

امام بخاری استنباط مسائل میں مصالح عباد پر نہایت گہری نظر ڈالتے ہیں اور ساتھ اس کے وہ استدلال میں نصوص کا پہلو نہایت قوی رکھتے ہیں۔ وہ باب قائم کرتے ہیں۔ لا نکاح الا بولی۔ یعنی بغیر ولی کے نکاح نہیں ہو سکتا۔ پھر آگے چل کر دوسرا باب قائم کرتے ہیں۔ لا نکاح الا برضاہا یعنی بغیر رضامندی عورت کے بھی نکاح نہیں ہو سکتا۔ اور دونوں بابوں کو نہایت شفاف طریقہ سے ثابت کیا جس کا منشا یہ ہے کہ نہ تو عورت مطلق العنان ہے جس سے جی چاہے نکاح کر لے نہ عورت اس طرح مجبور اور مقید ہے کہ ولی جس سے چاہے عقد کر دے اور وہ مجبور ہو کر خاموش رہے حقیقت میں شرع لعین کا منشا یہی ہے یعنی اعتدال قائم کرنا۔ لعض مجتہدین نے ایک طرف تو بالغہ کو مطلق العنان کر دیا جس سے چاہے اپنا عقد کر لے۔ دوسری طرف یہ کہ اگر کوئی شخص دھوکا سے بھی ایجاب و قبول کے الفاظ کہلوا لیوے جس کو عورت کسی طرح نہ سمجھتی ہو تو بھی عورت قید نکاح میں آ کر بے اختیار ہو گئی۔

امام بخاری استنباط مسائل میں عبارۃ النص کے علاوہ اشارۃ النص دلالۃ النص اور اقتضاء النص سے بھی کام لیتے ہیں اور حمل النظیر علی النظیر و قیاس سے بھی استنباط مسائل کرتے ہیں۔ لیکن ساتھ اس کے وہ استحسان۔ قیاس طرد۔ قیاس شبہ کے پاس بھی نہیں جاتے بلکہ قیاس علت یا قیاس دلالت ہی سے کام لیتے ہیں۔

مثال باب قائم کرتے ہیں۔ باب فضل صلوٰۃ الفجر فی جماعۃ۔ یعنی باب نماز فجر کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نفضیلت کا جماعت میں۔ دلیل میں اس حدیث کو لائے ہیں۔ والذی ینتظر الصلوٰۃ حتی یصلیہا اعظم اجرا من الذی یصلی ثم ینام یعنی جو شخص انتظار جماعت کرتا ہے کہ نماز جماعت سے پڑھے وہ اجر میں بڑا ہے اُس آدمی سے جو نماز پڑھ کر سو رہتا ہے۔ بظاہر تو اس حدیث سے عشا کی نماز با جماعت پڑھنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے لیکن جب اس فضیلت کی علت دیکھی جاتی ہے (جو کھلی ہوئی ہے) تو یہی حکم (فضیلت) نماز فجر میں بھی معلوم ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ اس کی علت نیند چھوڑنا اور جگنے کی مشقت برداشت کرنی ہے اور یہ با جماعت فجر حاصل کرنے میں بدرجہ اولیٰ پائی جاتی ہے کیونکہ کچھ دیر تک غنودہ کے رہنا سوئے ہوئے بیٹھے بیٹھے نیند ترک کرنے کی نسبت بہت آسان ہے۔ علامہ عینی نے مقیس اور مقیس علیہ کی علت کو مختصر لفظوں میں اس طرح لکھا ہے۔ و معلوم ان المشقۃ فی الجماعۃ فی الفجر ازید فیعلم ان اجرہا اوفر۔ بلکہ جماعت عشا سے جماعت فجر کی فضیلت بحیثیت دلالۃ النص زیادہ ثابت ہوتی[1]۔

کبھی وہ کئی حدیثوں کو ملا کر ایک مسئلہ ثابت کرتے ہیں گویا وہ مسئلہ کئی مقدمات کا نتیجہ ہوتا ہے۔ مثال۔ باب ہل علیٰ من لم یشہد الجمعۃ غسل من النساء والصبیان وغیرہم قال ابن عمر انما الغسل علیٰ من تجب علیہ الجمعۃ۔ یعنی کیا جو لوگ جمعہ میں نہ حاضر ہوں جیسے بچے عورتیں وغیرہ (اندھے) ان پر جمعہ کا غسل واجب ہے یا نہیں۔ اس باب کے سب سے اخیر میں جو حدیث لائے ہیں وہ یہ ہے۔ عن عمر رض قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا تمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ۔ یعنی خدا کی لونڈیوں کو (یعنی عورتوں کو) خدا کی مسجدوں سے نہ روکو۔ بظاہر اس حدیث کو بچوں عورتوں پر غسل جمعہ واجب

[1] حیرت ہے کہ بعض لوگوں نے ظاہر بینی سے اس باب اور اس حدیث کو عدم مطابقت کی مثال میں پیش کر کے اعتراض کیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہونے یا واجب نہ ہونے سے کوئی تعلق نہیں معلوم ہوتا۔ لیکن جب یہ دیکھو کہ اسی باب میں اس سے پہلے ہی حدیث حضرت عمرؓ سے اس طرح آئی ہے۔ ایذنوا للنساء باللیل الی المساجد یعنی عورتوں کو رات میں مسجد جانے سے نہ روکو اور دونوں روایتیں حضرت عمرؓ ہی کی ہیں۔ پہلی حدیث میں رات کی قید ہے دوسری حدیث مطلق تو دوسری حدیث جو مطلق ہے اس میں بھی رات کی قید معتبر ہے۔ پس اس حدیث کا مطلب بھی یہ ہوا کہ خدا کی لونڈیوں کو رات میں خدا کی مسجدوں سے نہ روکو لہذا دن کو روکنا ثابت ہوا اور جمعہ دن کو ہوتا ہے پس جمعہ ان پر واجب نہ ہوا اب اس کے ساتھ ابن عمرؓ کا یہ اثر ملاؤ جو اسی باب میں مذکور ہے۔ انما الغسل علی من تجب علیہ الجمعۃ۔ غسل جمعہ انہیں پر ہے جن پر جمعہ ہے۔ ان تینوں حدیثوں کے ملانے سے ثابت ہوا کہ عورتوں پر غسل جمعہ واجب نہیں۔ دوسری مثال باب الصدقۃ[1] قبل العید۔ اس باب کے اخیر میں جو حدیث لائے ہیں وہ یہ ہے۔ عن ابی سعید الخدری قال کنا نخرج صدقۃ الفطر فی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الفطر صاعا من طعام۔ یعنی ابو سعید خدری رضؓ کہتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عید کے دن صدقہ فطر ایک صاع غلہ دیتے تھے بظاہر اس حدیث کو باب سے تعلق نہیں معلوم ہوتا لیکن اس کے ساتھ اس سے پہلے جو حدیث مذکور ہے اس کو ملاؤ تو مسئلہ ثابت ہو جاتا ہے۔ وہ حدیث یہ ہے عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر بزکوۃ الفطر قبل خروج الناس الی الصلوۃ۔ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا کہ صدقہ فطر نماز عید کے لئے نکلنے سے پہلے دے دو۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے حکم کے خلاف عمل نہیں

---

[1] صدقہ فطر قبل نماز عید کے دینا چاہیے۔ ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ابو سعید خدری جو بیان کرتے ہیں کہ ہم صدقہ فطر آنحضرت کے زمانہ میں ایک صاع غلہ دیتے تھے اُس میں قبل نماز عید کے دینا مراد ہے۔ دراصل امام بخاری ایک باب کے تحت میں دو حدیثیں ایک مقید دوسری مطلق لاکر (اصولی مسئلہ کی جانب) اشارہ کرتے ہیں کہ اس مطلق سے بھی مقید ہی مراد ہے۔ گو شارحین نے اس مثال میں یہ بھی لکھا ہے کہ امام بخاری کی نگاہ یہاں اطلاق لغت پر ہے یعنی ابو سعید خدری کی حدیث میں جو یوم الفطر کا لفظ ہے اس سے لغۃً قبل نماز عید مراد ہونا اطلاق اولی ہے اور بعد پر اطلاق ثانوی اس لئے کہ فطر میں ابتداء کا معنی ملحوظ ہے۔ قال فی لسان العرب الفطرۃ الابتداء الفطر العنب اذا بدت رؤسہ لان القضبان تنفطر والتفاطیر اول نبات الوسمی۔ اسی سے فطیر ہے خمیر کا خلاف فطیر تازہ گوندھے ہوئے آٹے کو کہتے ہیں بخلاف خمیر کے۔ علامہ عینی لکھتے ہیں۔ مطابقتہ توخذ من قولہ یوم الفطر۔

کبھی مسئلہ فقہیہ کو بقاعدہ بالطریق الاولی ثابت کرتے ہیں جس کا نام دلالۃ النص ہے۔ مثال۔ باب الاستماع فی الخطبہ۔ یعنی خطبہ جمعہ میں کان لگانا۔ دلیل میں یہ حدیث لائے۔ فاذا خرج الامام طووا صحفہم ویستمعون الذکر۔ یعنی فرشتے پہلے سے جمعہ میں حاضر ہونے والوں کو دروازۂ مسجد پر لکھتے رہتے ہیں۔ اور جب امام خطبہ کے لئے منبر پر نکلتا ہے تو اپنے دفتروں کو لپیٹ کر خطبہ میں کان لگا لیتے ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو بدرجہ اولٰے کان لگانا چاہیئے۔

کبھی عموم اضافت سے مسئلہ نکالتے ہیں مثال باب اذا فاتہ العید یصلی رکعتین وکذالک النساء ومن کان فی البیوت والقری یعنی جس سے نماز عید کی فوت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو جائے وہ دو رکعتیں پڑھ لے۔ اسی طرح عورتیں بھی اور جو لوگ اندھے معذورین وغیرہ گھر میں ہوں یا گاؤں میں۔ دلیل میں یہ ٹکڑا حدیث کا لائے۔ ہذا عیدنا اہل الاسلام دوسرا لفظ فانہا ایام عید ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عامتہ کل اہل اسلام کی طرف عید کی نسبت کی خواہ مرد ہو یا عورت۔ پس عید کا شعار جو نماز ہے ہر ایک کے لئے ہے جس سے چھوٹ جائے پڑھ لے۔

کبھی عموم الفاظ سے مسئلہ ثابت کرتے ہیں۔ **مثال** باب بیع المدبر یعنی مدبر کی بیع جائز ہے۔ استدلال میں یہ حدیث لائے۔ عن زید بن خالد وابی ہریرۃ انہما سمعا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یسأل عن الامۃ تزنی ولم تحصن قال اجلدوہا ثم ان زنت فاجلدوہا ثم بیعوہا بعد الثالثۃ او الرابعۃ۔ ترجمہ زید بن خالدؓ اور ابوہریرہؓ سے روایت ہے انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ آپ سے اُس لونڈی کے بارے میں سوال کیا گیا جو زنا کراتی ہے۔ آپ نے فرمایا درّے لگاؤ اگر دوبارہ زنا کرے تو دوبارہ درّے لگاؤ پھر بیچ ڈالو تیسری بار بیچنے کو فرمایا یا چوتھی بار۔ اس میں لونڈی زانیہ مدبرہ اور غیر مدبرہ سب شامل ہے۔ پس اگر مدبرہ لونڈی زنا کرے تو اس کے لئے بھی یہی درّے اور آخر میں بیع کا حکم ہے۔

کبھی مسئلہ فقہیہ کے ثبوت میں کسی مختصر حدیث کو (جو ان کی شرط کے مطابق ہے) لا کر اشارہ کرتے ہیں کہ یہ حدیث انھیں صحابی سے مطول اور مفصل آئی ہے اور اس میں یہ مسئلہ صراحۃً مذکور ہے لیکن چونکہ ان کی شرط پر نہیں اس لئے خود جامع صحیح میں اس مفصل روایت کو نہیں لائے اور مختصر حدیث سے مسئلہ کی صحت کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں۔ **مثال**۔ باب طول القیام فی صلوۃ اللیل۔ یہ باب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے بیان میں درازی قیام کے رات کی نماز میں۔ دلیل میں یہ حدیث لائے۔ عن حذیفۃ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم کان اذا قام للتہجد یشوص فاہ بالسواک۔
بظاہر اس مختصر حدیث میں طول قیام کا ذکر نہیں لیکن یہی حدیث انھیں حذیفہ صحابی سے مفصل مروی ہے جس میں حذیفہؓ نے بیان کیا ہے کہ میں نے ایک رات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ نے سورہ بقرہ شروع کی میں نے خیال کیا کہ آپ سو آیت ختم ہونے پر رکوع کریں گے لیکن آپ برابر پڑھتے گئے۔ میں نے خیال کیا کہ سورہ کے اخیر تک اس رکعت میں پڑھیں گے لیکن اس کے بعد آپ نے سورہ نسا شروع کیا اور ختم بھی کر دیا پھر آپ نے سورہ آل عمران شروع کر دی اور اسے بھی ختم کیا اور آپ ٹھہر ٹھہر کے پڑھتے تھے اور اثنار قرارت میں جب کوئی تسبیح کی آیت پڑھتے تو پاکی بیان کرتے اور جب دعا کی آیت آتی تو دعا کرتے اور تعوذ کی آیت آتی تو تعوذ کرتے۔ پھر آپ نے رکوع کیا الحدیث (مسلم)
کبھی مسئلہ کو حدیث سے استنباط کرنے میں اشارہ کرتے ہیں کہ اس کے ساتھ ایک مقدمہ خارجیہ بھی ہے جو گویا فطری ہے۔ مجتہدین کے ذہن میں ملحوظ رہتا ہے اور غائب نہیں ہوتا۔ اور درحقیقت وہ مسئلہ حدیث اور مقدمہ خارجیہ دونوں کا نتیجہ ہوتا ہے۔ مثال۔ باب مایستخرج من البحر۔ باب جو چیز سمندر سے نکالی جائے اس میں خمس وغیرہ ہے یا نہیں۔ دلیل میں علاوہ آثار صحابہ و اقوال علمائے تابعین کے یہ حدیث بھی لائے۔ عن[۱] ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

[۱] ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ بنی اسرائیل کے ایک آدمی نے دوسرے اسرائیلی سے ایک ہزار اشرفی قرض مانگی تو اس نے دے دیا۔ (ادا کرنے کے وقت) (باقی برصفحہ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان رجلا من بنی اسرائیل سأل بعض بنی اسرائیل ان یسلفه الف دینار فدفعها الیہ فخرج فی البحر فلم یجد مرکبا فاخذ خشبۃ فنقرہا فادخل فیہا الف دینار فرمی فی البحر فخرج الرجل الذی کان اسلفہ فاذا بالخشبۃ فاخذہا لاہلہ حطبا فذکر الحدیث فلما نشر الحطب وجد المال انتہی۔ اس حدیث سے (جس کو خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا) معلوم ہوا کہ سمندر سے جو چیز نکالی جائے اُس میں کچھ دینا لازم نہیں تھا۔ اب حدیث کے ساتھ یہ مقدمہ خارجیہ ملاؤ۔ شرع من قبلنا شرعنا ما لم ینکر۔ ہمارے پہلے کے احکام شرعیہ ہمارے لئے بھی معتبر ہیں جب تک شارع کی طرف سے انکار نہ ہو۔ اس حدیث اور مقدمہ کے ملانے سے ثابت ہوا کہ جو چیز سمندر سے نکالی جائے اس میں خمس وزکاۃ نہیں ورنہ حدیث بیان فرما کر آنحضرت سکوت نہ فرماتے چونکہ یہاں دلیل صادق اور صریح نہ تھی اس لئے باب بھی بہت زوردار اور صریح الفاظ میں نہیں قائم کیا۔ اور یہ کمال خوبی ہے۔

کبھی امام بخاری ترجمۃ الباب بہت زوردار الفاظ میں قائم کرتے ہیں اور متعدد باب ایک ہی مسئلہ کے لئے متعدد عنوان سے قائم کرتے ہیں یہ وہاں ہے جہاں کوئی امر بہت زور سے رواج پذیر ہوتا ہے۔ اور اُس کے جواز پر دلیل شرعی قائم نہیں ہوتی بلکہ اُس کے خلاف میں دلیل ہوتی ہے۔ مثال من قضی لہ بحق اخیہ فلا یاخذہ فان قضاء الحاکم لا یحل حراما ولا یحرم حلالا۔ اس مسئلہ کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) مقروض سمندر کی طرف نکلا لیکن کوئی جہاز نہ پایا تو ایک لکڑی لیکر سوراخ کیا اور اُس میں ہزار اشرفیاں بھر کر سمندر میں ڈالدیا۔ قرض دینے والا سمندر کی جانب نکلا تو ایک لکڑی دیکھی اس کو نکال کر بغرض ایندھن بنانے کے گھر لے گیا چیرا تو اسیں اشرفی پائی الحدیث ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ یہ ہے کہ اگر غلطی اور ناواقفی یا جھوٹے گواہ گذارنے یا زور تقریر کے ذریعہ دھوکہ دینے سے حاکم نے ناحق فیصلہ دے دیا تو وہ دیانتاً اور عند اللہ صحیح نہ ہوگا۔ اور نہ جس کے لئے فیصلہ دیا گیا اُس کو شے فیصلہ شدہ میں عند اللہ اور دیانتاً تصرف کا حق ہے۔ اس مسئلہ کو اس حدیث سے ثابت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "انما انا البشر و انہ یاتینی الخصم ولعل بعضکم یکون ابلغ من بعض فاحسب انہ صادق فاقضی لہ بذالک فمن قضیت لہ بحق مسلم فانما ہی قطعۃ من النار فلیاخذہا اولیترکہا۔ یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آدمی ہی ہوں (یعنی غیب دان نہیں) میرے پاس فریق مقدمے کرتے ہیں شاید تم میں بعض آدمی بعض پر بولنے میں فوقیت رکھتا ہو اور حقیقت میں وہ جھوٹا ہو (اور صاحب حق کم بولتا ہو) اور میں اُس کو سچا سمجھ کر فیصلہ دوں تو جس کے لئے میں ایسا فیصلہ دوں گا وہ شے آگ کا ٹکڑا ہے جی چاہے لے یا چھوڑ دے۔ یہ استدلال جیسا شفاف ہے ظاہر ہے۔ قانون شریعت سے قطع نظر کرکے بھی دیکھا جائے تو یہ بات کہ اگر کسی کے لئے غلطی یا فریب دہی سے حاکم نے کسی چیز کا فیصلہ دے دیا تو عند اللہ اور دیانتاً بھی مدعی کو حق تصرف حاصل ہوگیا۔ قیاس سے باہر ہے اور اس اصل میں جس قدر مفاسد ہیں ظاہر ہیں بقول صاحب سیرۃ النعمان "اگر اس قسم کے مسائل کتابوں میں نہ دیکھے جائیں تو مشکل سے یقین ہو"۔

فقہا کی ایک جماعت میں حیلے کا باب بہت وسیع ہو چلا تھا جس کو وہ اپنی ذہانت رائے کا نتیجہ سمجھتے۔ اس میں اس قدر وسعت سے کام لیا گیا کہ مسئلہ مسئلہ میں حیلہ کی صورتیں نکل آئیں (جو اکثر متاخرین فقہ کی کتابوں میں مدون ہیں) نتیجہ یہاں تک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہنچا کہ زکوٰۃ تک کے ساقط کرنے کا حیلہ نکل آیا۔ امام المحدثین کی اس طرف خاص توجہ ہوئی اور جامع صحیح میں حیل کی تردید بڑے زور سے کی اور اُن کی یہ سعی مقبول ہوئی۔ ان فقہا کے حیل بڑی نفرت کی نگاہ سے دیکھے گئے۔

اسی طرح امام المحدثین نے استنباط اور اجتہاد کے دقت معاملات کے مسائل میں نہایت دقیق نظر ڈالی اور چونکہ احادیث صحیحہ کا بے بہا خزانہ خدا کی طرف سے ان کو دیا گیا تھا اس لیے بہت سے مسائل مرجہ فقہا کو پھر چھا دیا جن کی تفصیل کتاب البیوع کتاب الہبہ۔ کتاب الشہادات۔ صلح۔ اجارات۔ خصومات۔ شروط۔ وصایا۔ حوالہ۔ کفالہ وغیرہ سے ظاہر ہے۔ ان کی مثالیں یہاں تطویل لاطائل ہیں۔ اور اہل علم پر پوشیدہ نہیں امام بخاری نے استنباط مسائل اور اجتہاد کے اصول بتاتے ہوئے قیاس کی دو قسمیں کی ہیں۔ ایک قیاس صحیح دوسرا قیاس فاسد۔ قیاس صحیح کے لیے اس طرح باب قائم کیا۔ باب[1] من شبہ اصلاً معلوماً باصل مبین قد بین اللہ حکمہا لیفہم السائل، اس باب کے قائم کرنے میں قد بین اللہ حکمہا لیفہم السائل،، سے اس بات کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ قیاس صحیح مثبت حکم اور مثبت مسئلہ نہیں ہے بلکہ اس کا کام صرف حکم کو ظاہر کر دینا ہے جو سائل یا مجتہد کی سمجھ میں نہیں آیا تھا۔ دوسری قسم (یعنی قیاس فاسد) کے لیے اس طرح باب قائم کیا، باب ما یذکر فی ذم الرأی والقیاس وقول اللہ تعالیٰ ولا تقف ما لیس لک بہ علم، یعنی باب رائے اور قیاس کے تکلف و بناوٹ کی برائی اور مذمت کا اور اللہ تعالیٰ کے قول کا (اور مت پیچھے چلو ایسی باتوں کے جن کا علم تم کو نہ ہو) تفصیل اس کی یہ ہے کہ

---

[1] باب اس امر کا کہ کوئی شخص کسی اصل معلوم کو کسی اصل مبین کے ساتھ جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے تشبیہ دے تاکہ سائل سمجھ جائے ۱۲ منہ

www.KitaboSunnat.com

قیاس کی دو قسمیں ہیں ایک قیاس صحیح جس کا ذکر قرآن میں بمحل مدح کیا گیا ہے جس کا نام اصول فقہ قائم ہونے پر اصولیوں نے قیاس علت اور قیاس دلالت رکھا ہے ۔
قیاس علت کی مثال یہ ہے ۔ اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَہٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ، یہاں حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش حضرت آدمؑ کی پیدائش پر قیاس کی گئی ہے اور مقیس و مقیس علیہ کی علت لفظ کن ہے جو قدرت الٰہی کا مظہر ہے ۔
قیاس دلالت کی مثال یہ ہے ویقول الانسان ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَیًّا اَوَلَا یَذْکُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰہُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ یَکُ شَیْئًا یہاں انسان کی پہلی پیدائش (مقیس علیہ) کو دال اور دوسری بار زندہ ہونے (مقیس) کو مدلول قرار دیا ۔
دوسرے قسم کے قیاسات میں قیاس طرد قیاس شبہ قیاس استحسان وغیرہ ہیں ۔
قیاس شبہ سے اکثر اہل ہوا جیسے قدریہ معتزلہ جہمیہ رافضیہ وغیرہ کام لیتے ۔ کفار نے حلت سود میں اور حضرت یوسف کے بھائیوں نے حضرت یوسف کے بھائی بنیامین کے بارے میں قیاس شبہ ہی سے کام لیا ۔ قیاس طرد ماوراء النہریوں میں رواج پذیر تھا ۔ قیاس استحسان اور مجتہدین میں مستعمل تھا ۔ امام بخاری کا منشا ان دونوں بابوں کے قائم کرنے سے یہ تھا کہ جس مسئلہ میں نص موجود ہے وہاں قیاس سے الگ رہنا چاہئیے ، اور جہاں نص موجود نہ ہو مجبوراً قیاس سے کام لیا جا سکتا ہے لیکن اسی قیاس سے جو صحیح

عہ مثال عیسیٰؑ کی آدمؑ کی مثال ہے کہ آدم کو مٹی سے بنا کر فرمایا کُن (ہو جا) پس وہ ہو گئے ۱۲ منہ

عہ کیا کہتا ہے انسان تعجب سے جب میں مر جاؤں گا تو زندہ کر کے قبر سے نکالا جاؤں گا ، کیا نہیں یاد ہے انسان کو کہ میں نے اس کو پہلے پہل پیدا کیا اور وہ کچھ نہ تھا ۔ ۱۲

سہ کفار مکہ نے کہا انما البیع مثل الربوٰ ۔ حضرت یوسف کے بھائیوں نے کہا ان یسرق فقد سرق اخ لہ ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے اور بالاتفاق حجت ہے۔ اسی بنا پر علمائے تاریخ نے مجتہدین اہل سنت کی تین قسمیں کی ہیں۔ ایک ظاہریہ جو قیاس کو اصول اجتہاد میں داخل نہیں کرتے۔ دوسری جماعت فقہائے محدثین کی ہے جو بوقت نہ ملنے نصوص قرآنیہ و حدیثیہ کے قیاس سے کام لیتے ہیں لیکن اسی قیاس سے جو بالاتفاق مقبول اور حجت ہے اور پہلے یہ لوگ احادیث کی تلاش میں جان لڑا دیتے اس کے بعد قیاس سے کام لیتے۔ لیکن قیاس شبہ قیاس طرد و استحسان وغیرہ سے کام نہیں لیتے۔ تیسری جماعت فقہائے اہل الرائے کی ہے جن میں قیاس طرد و استحسان کا بھی رواج تھا۔ لیکن یہاں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ گو علامہ ابن خلدون اور صاحب معارف علامہ دینوری و دیگر مورخین نے حضرات امام ابوحنیفہؒ و امام ابویوسفؒ و امام محمدؒ وغیرہم کو فقہائے اہل الرائے میں شمار کیا ہے لیکن ان ائمہ اور ان کے معاصرین ائمہ و مجتہدین کا مسلک یہی رہا اور اسی پر خاتمہ ہوا کہ حدیث ضعیف بھی قیاس پر مقدم ہے چنانچہ اس کے متعلق فتح المغیث کی عبارت گزر چکی۔ علامہ شعرانی لکھتے ہیں:۔

اعتقادنا و اعتقاد کل منصف فی الامام ابی حنیفۃ رح لقرینۃ ما یدیناہ آنفا عنہ من ذم الرأے والتبری منہ ومن تقدیمہ النص علی القیاس انہ لو عاش حتی دونت احادیث الشریعۃ وبعد رحیل الحفاظ فی جمعہا من البلاد والثغور وظفر بہا لاخذ بہا وترک کل قیاس قاسہ وکان قل فی مذہبہ کما قل فی مذہب غیرہ بالنسبۃ الیہ لکن لما کانت ادلۃ الشریعۃ متفرقۃ فی عصرہ مع التابعین وتابعی التابعین فی المدائن والقری والثغور کثر القیاس فی مذہبہ بالنسبۃ الی غیرہ من الائمۃ ضرورۃ لعدم وجود النص فی تلک المسائل اللتی قاس فیہا بخلاف غیرہ من

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الائمۃ ویحتمل ان الذی اضاف الی الامام ابی حنیفۃ انہ یقدم القیاس علی النص ظفر بذالک فی کلام مقلدیہ الذین یلزمون العمل بما وجدوا عن امامہم من القیاس ویترکون الحدیث الذی صح بعد موت الامام فالامام معذور و مقلدوہ غیر معذورین انتہی (صفحہ ۵۸)

اس کا خلاصہ اسی قدر ہے کہ ہر منصف کا اعتقاد جناب امام ابوحنیفہ رحمہ کے بارے میں (ان کے اقوال کو پڑھتے ہوئے) یہ ہے کہ اگر آپ زندہ رہتے اور احادیث نبویہ جمع ہوگئی ہوتیں تو جس قدر مسائل میں آپ نے قیاس کیا حدیث ملنے پر قیاس ترک کر دیتے اور آپ کے مذہب میں بھی قیاس کم ہوتا۔ کیونکہ آپ قیاس کی مذمت کرتے اور اس سے برأت ظاہر کرتے تھے۔ اور جس نے یہ کہا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ قیاس کو حدیث پر مقدم کرتے غالباً اس نے یہ بات ان کے مقلدین میں پائی جو امام کے قیاسی مسئلہ کو حدیث پر مقدم کرتے ہیں اور حدیث صحیح کو چھوڑ دیتے ہیں۔ پس امام صاحب معذور ہیں۔ ان کے مقلدین غیر معذور۔

حقیقت امر یہی ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ کے وہ اتباع فقہا جن میں تقلیدی جمود پیدا ہوگیا جنہوں نے اپنے طرز عمل سے اہل الرائے کے لقب میں بڑا اثر پیدا کر دیا۔ جنہوں نے مسائل کی بنا تخریج پر رکھی جن کی ذات سے فقہائے محدثین کو تکلیفیں پہنچیں۔ ان فقہا کے ذمہ دار امام صاحب نہیں ہو سکتے، وہ فرماتے ہیں "لولا الروایۃ لقلت بالقیاس اذا صح الحدیث فھو مذہبی" "اترکوا قولی بخبر الرسول (صلی اللہ علیہ وسلم)" ان اقوال کو دیکھتے ہوئے امام ابوحنیفہ رحمہ کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شمار فقہائے اہلحدیث سے ہونا بہت ہی مناسب ہے۔

اصول اجتہاد بیان کرتے ہوئے امام بخاری نے ظاہری المذہب کی تردید کے لئے اس طرح باب قائم کیا، باب الحجۃ علی من قال ان احکام النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانت ظاہرۃ، ان مجموعی باتوں پر لحاظ کرتے ہوئے امام المحدثین کو ظاہری المذہب کہنا ظاہر بینی اور سخت جسارت ہے۔ امام بخاری نہ ظاہری المذہب تھے نہ اہل الرائے بلکہ مجتہد اہلحدیث تھے۔

تم الکتاب بعون الملک الوھاب

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خاتمہ

امام المحدثین کے تلامذہ

محدثین کے نزدیک اُستادی اور شاگردی کا تعلق نہایت قوی تعلق سمجھا جاتا ہے، اور اس تعلق کا خصوصیت کی نگاہ سے دیکھا جانا کچھ ایشیائی ملکوں تک محدود نہیں ہے، افریقہ، ایشیا، یورپ شرقاً و غرباً جنوباً و شمالاً، غرض جس خطہ کے محدث کا حال پڑھو گے، مورخ خصوصیت کے ساتھ دس پانچ مشاہیر کے نام گنائے گا۔ اور یہ بتا کر اپنا فرض ادا کرے گا کہ اس محدث کے حلقۂ درس میں فلاں فلاں مشاہیر نے تعلیم پائی اور اُس کی علمی مجلسوں کی رونق ایسے لوگ تھے۔

محدثین میں یہ تعلق اس قدر وقعت کی نگاہ سے دیکھا گیا کہ بڑے بڑے صاحب کمال جن کی جامعیت آفتاب نیم روز سے بھی زیادہ روشن ہے کسی با کمال شیخ کی طرف بواسطہ منسوب ہونا بھی بڑے فخر کی بات سمجھتے، حافظ ابن حجر کی جامعیت سے کون ناواقف ہے۔ حافظ ذہبی کا نام آتا ہے تو شیخنا شیخنا لکھا کرتے ہیں یہ تعلق عامۃً اگرچہ حلقہ محدثین میں نہایت قوی تعلق سمجھا گیا، تاہم بعض شاگردوں کو مختلف وجوہ سے اُستاذ کے ساتھ کچھ ایسی خصوصیت ہوتی ہے کہ جہاں اُستاذ کا نام آتا ہے ممکن نہیں کہ اُن کا نام نہ آئے۔

ہم اس کتاب کے شروع میں لکھ آئے ہیں کہ امام المحدثین کے درس و تدریس کا حلقہ اس قدر وسیع ہے کہ خلیفۂ وقت کی حکومت کو وہ وسعت حاصل نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تلامذہ کا سلسلہ بہت دور تک پھیلا ہوا ہے۔ مدتوں بخارا میں درس دینے کے علاوہ بغداد، بصرہ، کوفہ۔ امام صاحب کے درس کے ممنون رہ چکے ہیں، درس گاہیں بیس بیس ہزار تک طالبین کی تعداد پہنچ جاتی ہے۔

امام فربری امام صاحب کے خاص تلامذہ میں ہیں۔ کہتے ہیں کہ امام المحدثین سے نوے ہزار شاگردوں نے صحیح بخاری روایت کی۔ ممکن ہے کہ یہ تعداد صحیح ہو لیکن حق یہ ہے کہ صحیح تعداد کا پتہ لگانا ایک دشوار امر ہے۔ امام المحدثین کا حلقہ درس فقہ حدیث، تاریخ، تفسیر، نکات اسانید، علل غامضہ کی ایک جامع درسگاہ ہے، امام المحدثین کی درسگاہ کو ایک مکان فرض کر دیجیے کہ متعدد دروازے ہیں اور ہر دروازے پر ایک صاحب کمال موجود ہے۔ جو طالبین کی ضرورتوں کو پوری کرتا ہے۔ بعض طالبین نکات تفسیر کے دلدادہ ہیں تو دوسرے صحیح حدیثوں کے شیفتہ کسی کو تفسیر سے شغف ہے تو کسی کو تاریخ سے دلچسپی، کچھ لوگ علل غامضہ، اور تدقیقات اسانید ورجال کے شیدا نظر آرہے ہیں، ان کے علاوہ ایسے لوگ بھی شامل درس ہیں جن کو فرق باطلہ کی تردید کا شوق دامن گیر ہے۔ اور علم کلام سے شغف ہے۔ ایک امام المحدثین کی جامعیت نے سب کو گرویدہ کر رکھا ہے۔ ان میں کچھ تلامذہ ایسے باکمال نظر آرہے ہیں جن کو امام المحدثین کی ذات سے خاص قسم کا تعلق ہے جن کے تذکرے کے بغیر امام المحدثین کی علمی تاریخ ناتمام رہتی ہے، اور آپ کی علمی مجلسوں کی گرم جوشی کا صحیح اندازہ بغیر ان کے مشکل ہے۔

امام المحدثین کی خصوصیات زندگی میں، بڑی خصوصیت فقہ الحدیث کی ترتیب وتدوین اور صحیح حدیثوں کا جمع وانتخاب اور ان کی ترویج ہے، یہ ناممکن ہے، کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کام میں جن تلامذہ نے کافی حصہ لیا اور امام صاحب کے اس عظیم الشان کام کو نہایت سرگرمی سے انجام دیا جس سے فقہ الحدیث اور صحیح حدیثوں کا مجموعہ تمام دنیائے اسلام میں جاری ہو گیا، انھیں کا ذکر چھوڑ دیا جائے، حالانکہ ان تلامذہ کے ذکر سے اس کام (فقہ الحدیث اور صحیح حدیثوں کا انتخاب) کی اہمیت اور خوبی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے، ساتھ اس کے امام المحدثین کی بلند پایگی بھی ثابت ہوتی ہے کہ جس کے تلامذہ اس رتبہ کے ہوں گے وہ خود کس پایہ کا ہوگا۔

شاگرد کا رتبہ و اعزاز استاد کے لئے باعث فخر خیال کیا جاتا ہے، اگر یہ فخر صحیح ہے تو اسلام کی تاریخ میں بہت تھوڑے لوگ ایسے نظر آئیں گے جو امام المحدثین کے برابر اس فخر کے مستحق ہیں۔ اگر امام المحدثین یہ دعوی کرتے تو بالکل بجا تھا کہ جو لوگ ان کے شاگرد تھے وہ بڑے بڑے ائمہ اور مجتہدین کے شیخ اور استاد تھے، الغرض یہ ہے کہ امام صاحب کے بعض شاگرد خصوصاً امام مسلم، امام ترمذی، امام دارمی، امام نسائی، اس رتبہ کے لوگ ہیں کہ شاید ہی کوئی جگہ ایسی ہو جہاں اسلام پہنچا ہو اور ان ائمہ کا فیض وہاں نہ پہنچا ہو۔

امام المحدثین کے زمانہ میں جو مذہبی علوم نہایت اوج و ترقی پر تھے وہ فقہ، حدیث، اسماء رجال تھے، یہ بات لحاظ کے قابل ہے کہ جو لوگ ان علوم کے ارکان تھے اکثر امام المحدثین ہی کے شاگرد اور ریزہ ربا تھے، ان کی شاگردی برائے نام نہ تھی، بلکہ مدتوں آپ کے حلقہ درس میں شامل ہو کر تقریروں کو قلمبند کرتے رہے اور ہمیشہ ان کے فیض صحبت کا اعتراف کرتے رہے، حدیث و رجال کی نسبت تو کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ لیکن فقہ کی نسبت اس دعوے پر لوگوں کو تعجب ہوگا اور تعجب بجا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ امام المحدثین کی شاگردی سے جو لوگ مشہور ہوئے وہ اکثر محدث ہی تھے فقہا ہیں جو امام صاحب کے شاگرد ہیں اگرچہ بجائے خود شہرت عام رکھتے ہیں لیکن اُن کی شاگردی کا تعلق بھی چنداں مخفی نہیں، ایک خصوصیت امام صاحب کے ساتھ یہ بھی ہے کہ آپ کے اکثر تلامذہ فن روایت و درایت فقہ و حدیث کے جامع تھے

یہاں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ امام المحدثین کے باکمال تلامذہ کی فہرست کے لئے، ان تکلفات کی حاجت نہیں جو عامۃً معتقدین اور مقلدین اپنے ائمہ کی شان بڑھانے کے لئے کیا کرتے ہیں اور بڑے بڑے نقاد اور ماہرین فن کو کسی نہ کسی طرح ان کی شاگردی کے سلسلہ میں لاکر اپنے ائمہ کے تلامذہ کی خانہ پری کرتے ہیں، کہیں "اخذنا باکثر اقواله" کے لفظ سے جو غیر متروک ہونے کے موقع پر بولا گیا ہے، تلمذ ثابت کرتے ہیں، کہیں مبالغہ آمیز باتیں بناتے ہیں۔

امام بخاری کے اُن تلامذہ کا مختصر تذکرہ جو فنون اسلامیہ، حدیث، تفسیر، فقہ، لغت وفنون ادب کے امام تسلیم کئے گئے ہیں:۔

(۱) امام مسلم بن حجاج

امام مسلم کی شہرت۔ تبحر علمی، قوت حافظہ، جودت فقاہت، محتاج بیان نہیں ہے، فن حدیث میں امام بخاری اور امام مسلم شیخین کہے جاتے ہیں اور جب رواۃ الشیخان بلا تخصیص بولا جاتا ہے تو یہی دونوں حضرات مراد ہوا کرتے ہیں، یہ امام بخاری کے اُن تلامذہ میں ہیں جو امام بخاری کو یا سید المحدثین کہا کرتے، امام دارقطنی کہتے ہیں لولا البخاری

ع: امام بخاری کا فیض صحبت نہ ہوتا تو امام مسلم کا کوئی نام بھی نہ لیتا۔ ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لما جاء مسلم الی البخاری و ماذکر، امام مسلم امام صاحب کا اس قدر ادب کرتے کہ
نکات حدیثیہ کے پوچھنے اور حل کرنے میں رونے لگتے۔ کبھی امام بخاری کی پیشانی پہ
بوسہ دیتے اور کہتے مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کے قدموں کا بوسہ لوں،

دعنی اقبل رجلیک یا امیر المومنین فی الحدیث ۔

محمد بن یحییٰ ذہلی سے جب امام بخاری کا ناگزیر قصہ پیش آیا تو باوجودیکہ تمام شہر امام صاحب سے الگ ہو گیا تھا لیکن امام مسلم اس مسئلہ کی نذ تک پہنچ چکے تھے، امام صاحب کا ساتھ نہ چھوڑا۔[1] بلکہ امام ذہلی سے جس قدر تقریرات لکھ چکے تھے سب کو اونٹوں پر لدوا کر واپس کر دیا؛

نام مسلم۔ ابوالحسین کنیت۔ عساکر الدین لقب، ۲۰۴ھ میں ولادت ہے، سلسلہ نسب یہ ہے مسلم بن حجاج بن ورد بن کوشاذ۔ چونکہ امام مسلم کا سلسلہ نسب قبیلہ قشیر سے ملتا ہے اس وجہ سے قشیری کہے جاتے، از روئے وطن نیشاپوری الاصل ہیں، سفر کی وسعت میں عراق۔ حجاز۔ شام۔ مصر، یہ سب داخل ہیں، ان مقامات میں برابر آپ کا دورہ رہتا، بغداد کئی بار جانے کا اتفاق ہوا، بغداد میں آپ نے درس بھی دیا ہے، آخر سفر بغداد کا ۲۵۹ھ ہجری ہے۔

اساتذہ اور شیوخ کی تعداد گنتا نی مشکل اور تطویل لاطائل ہے۔ یحییٰ بن یحییٰ النیشاپوری، امام احمد بن حنبل، امام اسحاق بن راہویہ، عبداللہ بن مسلمۃ القعنبی، امام محمد بن اسماعیل البخاری وہ اساتذہ ہیں جن پر امام مسلم کو فخر اور ناز تھا۔
تلامذہ کا سلسلہ دور تک پھیلا ہوا ہے، ابوحاتم رازی۔ ابوعیسیٰ الترمذی۔

[1] مقدمۃ الفتح، تمییز المشکل ۱۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر بن خزیمہ، یحییٰ بن صاعد، ابوعوانہ بڑے پایہ کے لوگ ہیں۔ مزاج میں استغنا اس قدر تھا کہ کبھی کسی شخص کی فیاضیوں کے دست نگر نہ ہوئے۔

۲۵ رجب ۲۶۱ھ محلہ نیشاپور کے شہر نصیر آباد میں ۵۵ برس کے سن میں وفات پائی۔

امام مسلم کی تالیفات گناتے ہوئے حاکم لکھتے ہیں، کہ مسلم کی تالیفات میں ایک مسند کبیر ہے جو بہ ترتیب رجال ہے، لیکن میرے گمان میں کوئی اس کو امام مسلم سے باقاعدہ محدثین روایت نہیں کرتا۔" اس کے علاوہ ایک تالیف الجامع علی الابواب ہے۔ اس کا ایک ٹکڑا میں نے دیکھا ہے اور، کتاب الاسماء والکنیٰ، کتاب التمییز کتاب العلل، کتاب الوحدان، کتاب الافراد، کتاب الاقران، کتاب سوالات احمد بن حنبل۔ کتاب حدیث عمرو بن شعیب۔ کتاب الانتفاع باہب السباع۔ کتاب مشائخ مالک، کتاب مشائخ الثوری، کتاب مشائخ شعبہ۔ کتاب من لیس لہ الاراوی واحد۔ کتاب المخضرمین۔ کتاب اولاد الصحابہ۔ کتاب اوہام المحدثین۔ کتاب الطبقات کتاب افراد الشامیین، یہ تالیفات امام مسلم کی مشہور ہیں۔ ان میں اکثر طبع ہو کر شائع ہو چکی ہیں۔ ان کی اجمالی فہرست تذکرۃ الحفاظ سے پیش کر دی گئی ہے تفصیل کا یہ موقع نہیں۔ حافظ ذہبی امام بخاری سے تلمذ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

قال ابن الشرقی حضرت مجلس محمد بن یحییٰ الذھلی فقال الا من قال لفظی بالقرآن مخلوق فلا یحضر مجلسنا فقام مسلم من المجلس وکان ینا[1] عن البخاری

امام مسلم کی تالیفات میں "صحیح مسلم" سے مسلمانوں کا ایک ایک فرد آگاہ ہے،

---

[1] یعنی امام مسلم امام بخاری کی طرف سے مباحثہ کرتے اور جھگڑتے ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحیح مسلم کے حسن قبول اور اس کی جلالت شان کا پتہ اس سے چلتا ہے کہ اہل اصول کا یہ ایک اصولی مسئلہ اصول کی کتابوں میں لکھا جاتا ہے اصح الروایات ما اتفق علیہ الشیخان ثم ما انفرد بہ البخاری ثم ما انفرد بہ مسلم، صحیح مسلم کی بلند پایگی کا اندازہ اس سے بھی کیا جا سکتا ہے کہ مشائخ غرب کو صحیح بخاری کو صحیح مسلم پر ترجیح دینے میں کلام ہے۔ وہ صحیح مسلم کو امام بخاری کی جامع صحیح پر ترجیح دیتے ہیں، اس لئے محدثین میں یہ ایک مسئلہ پیش ہو گیا اور بعد تنقیح (باستثنا بعض مشائخ غرب) "صحیح بخاری کی ترجیح" جمہور مسلمانوں کا مسلک قرار پایا جس کی مفصل بحث گذر چکی ہے

مقدمہ صحیح مسلم

امام مسلم نے اپنی اس مبارک تالیف (صحیح مسلم) کا ایک مقدمہ بھی لکھا ہے اس مقدمہ میں وجہ تالیف کے علاوہ فن روایت کے بہت سے فوائد اور اصول بیان کئے ہیں، جیسے رواۃ کی تقسیم اور ان کے مدارج متفاوتہ (جن میں نہایت دقیق فرق ہے) کی توضیح، رواۃ میں واقعی اور سچی جرح ہو تو بلا تردد بیان کر دینا چاہئے اور بیان کرنا جائز ہے، اسناد دینی امر ہے، اور روایت میں نہایت تشدد سے کام لینا چاہئے، بلا تحقیق روایت لینے کی ممانعت ہے، ضعفاء سے روایت میں بڑی احتیاط برتنی چاہئے، معنعن روایت بشرط معاصرت راوی و مروی عنہ مقبول ہے۔ لقا کا ثبوت شرط نہیں، روایت بالمعنی کی بحث، ان اصول کو امام مسلم نے نہایت مفصل اور مدلل بیان کیا ہے اور بعض ان باتوں کا رد بھی کیا ہے جو ان کے مسلک کے خلاف تھیں، یہ اصولی مسائل چونکہ نہایت مہتم بالشان ہیں، اور سیاق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہی اُس کے مقدمہ کی عبارت نہایت مغلق واقع ہوئی جس کا اغلاق مشہور ہے،
اس وجہ سے کہ امام مسلم نے بلا تہذیب و تحریر بطرز متقدمین بلا تکلف اپنے مقصود
کا اظہار فرمایا ہے۔ نہ تکرار ممل کا خیال مانع ہوا نہ ایجاز مخل کا لحاظ فرمایا کہیں مبتدا طول
کر جملہ معترضہ کی طویل عبارت کے بعد خبر لاتے ہیں، کہیں صلات اور متعلقات
کی تقدیم تاخیر بے ڈھب ہے، غرض کیف ما اتفق اپنے مقاصد کا اظہار فرمایا ہے،
اور بعض اصولی مسائل میں خلاف کیا ہے اور اُس کی مثال دینے میں بڑی طوالت
سے کام لیا ہے اس اغلاق اور اصولی اہم مسائل کی وجہ سے اہل علم کی توجہ برابر مقدمہ
کی شرح کی جانب مبذول رہی، اسی وجہ سے بہت سے لوگوں نے صرف مقدمہ
کی شرح لکھی ہے۔

شیخنا المحترم اُستاذ الاساتذہ جناب مولانا حافظ عبداللہ صاحب غازیپوری
نے بھی ایک شرح طویل اور نہایت مفید لکھی ہے، جس کا نام "البحر المواج" ہے۔
ایک دوسری شرح علامہ ابو الطیب محمد شمس الحق عظیم آبادی نے بھی نہایت طویل
لکھی ہے، شائقین کی نگاہیں ان دونوں شرحوں کے اشتیاق میں ٹکٹکی لگائے ہوئے
ہیں۔ اللہ تعالیٰ جلد شائقین کی آرزو پوری کرے اور یہ ہر دو شرحیں طبع ہو کر
شائع ہوجائیں۔ ان کے علاوہ مدینہ منورہ کے کتبخانہ قبہ محمودیہ میں مقدمہ کی
چھ شرحیں موجود ہیں[ع]۔ امام مسلم نے اپنی جامع صحیح کی ابواب فقہیہ پر تبویب تو
نہیں کی، لیکن احادیث کی ترتیب اس خوبی سے رکھی کہ گویا کتاب مبوب ہے چنانچہ

[ف] افسوس ہے کہ جماعت اہلحدیث کی غفلت سے یہ دونوں شرحیں اب تک طبع نہ ہو سکیں ۱۲ عبیداللہ رحمانی

[ع] مقدمہ کی ایک اور شرح فارسی کلکتہ کے کتب خانہ میں موجود ہے جس کا نام المطر الثجاج ہے ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شراح نے بلا تکلف ابواب فقہیہ پر مبوب کر ڈالا۔

صحیح مسلم کا رتبہ صحیح بخاری کے بعد تسلیم کیا گیا۔ اور اس کے وجوہات بہت سے بیان کئے گئے، لیکن اس سے بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ سہل الماخذ اور جودت ترتیب اور ہر حدیث کے شواہد و متابعات کے اکٹھے ہونے کے لحاظ سے صحیح مسلم کو ضرور ترجیح ہے، صحیح مسلم کے متعلق بہت سی تالیفات[۱] کا ذکر صحیح بخاری کے شروح کے بیان میں گذر چکا جیسے اطراف الصحیحین یا الجمع بین الصحیحین یا رجال الصحیحین یا المستدرک علی الصحیحین وغیرہ۔ یہاں انھیں تالیفات کا ذکر کیا جاتا ہے جو صرف صحیح مسلم سے تعلق رکھتی ہیں۔

صحیح مسلم کی شروح کی فہرست[۲] جو اس بے بضاعتی پر معلوم ہو سکیں

نمبر شمار	نام کتاب	نام مؤلف	کیفیت
(۱)	المنہاج فی شرح صحیح مسلم بن حجاج	حافظ ابوزکریا یحیی بن شرف النووی الشافعی المتوفی سنہ ۶۷۶ھ	مصنف کا بیان ہے کہ اگر لوگوں کی ہمتیں پست نہ ہوتیں تو میں اس شرح کو

[۱] جو تالیفات صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں سے تعلق رکھتی ہیں وہ بھی کثیر التعداد ہیں علاوہ ان کے جن کا ذکر صحیح بخاری کے ضمن میں گذر چکا۔ مشارق الانوار الجمع بین الصحیحین میں اپنے طرز کی سب سے جداگانہ تالیف ہے، علامہ رضی الدین حسن صغانی المتوفی سنہ ۶۵۰ھ نے اس کو خاص خاص حروف کی ترتیب پر رکھا ہے۔ مثلاً ما۔ ان۔ لا۔ اذ۔ اذا۔ ما۔ یا۔ قد وغیرہ۔ نہ فقہی ابواب پر رکھا نہ مسند کی ترتیب پر تاہم یہ کتاب بہت مقبول ہوئی اسلئے کہ اس میں صرف قولی حدیثیں ہیں یا احادیث قدسیہ۔ صاحب کشف الظنون نے اس کی شرح و حواشی اور شروح کے حواشی و مختصر مشارق و مرتب مشارق ملاکر بائیس ۲۲ تصنیفیں مفصل گنائی ہیں اور ہر ایک کا مختصر حال بھی لکھا ہے [۲] یہ مختصر فہرست کشف الظنون حطہ۔ اتحاف النبلا سے اور پٹنہ کے کتبخانہ میں جو مختلف کتبخانوں کی فہرستیں ہیں۔ ان سے لکھی گئی ہے اور استقصا مقصود نہیں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

			ایک سو جلدوں میں مکمل کرتا لیکن تین جلدوں میں ختم کر دیا اس شرح کے شروع میں ایک مقدمہ طالبین حدیث کے لیے نہایت مفید ہے۔
(۲)	مختصر شرح النووی	شیخ شمس الدین محمد بن یوسف القونوی الحنفی المتوفی ۷۸۸ھ	اسی منہاج کا اختصار کیا ہے۔
(۳)	اکمال المعلم فی شرح مسلم	علامہ قاضی عیاض المالکی المتوفی ۵۴۴ھ	درحقیقت قاضی صاحب نے علامہ مازری کی شرح کی تکمیل کی ہے قسطنطنیہ کے متعدد کتبخانوں میں اس کا نسخہ موجود ہے اور قبہ محمودیہ مدینہ منورہ کے کتبخانہ میں بھی ہے۔
(۴)	المعلم بفوائد کتاب مسلم	ابو عبداللہ محمد بن علی المازری المتوفی ۵۳۶ھ	اسی کی تکمیل قاضی عیاض نے کی ہے، اس لئے قاضی صاحب نے اپنی شرح کا نام اکمال المعلم رکھا۔
(۵)	المفہم لما اشکل من تلخیص کتاب مسلم	ابو العباس احمد بن عمر بن ابی ابراہیم القرطبی المتوفی ۶۵۶ھ	علامہ موصوف نے پہلے صحیح مسلم کی تلخیص اور تبویب کی اس کے بعد اس کی شرح لکھی مؤلف کا بیان ہے کہ اس شرح میں علاوہ توجیہ استدلال کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

			اعراب کے نکات بھی بیان کئے ہیں، اس کا آغاز الحمد للہ کما وجب لکبریائہ وجلالہ ہے ۱۲
۶	اکمال المعلم	امام ابوعبداللہ محمد ابن خلیفۃ الوشتانی الابی المالکی المتوفی ۸۲۷ھ	یہ ایک ضخیم شرح ہے چار جلدوں میں ہے ابتدا اس کا لفظ الحمد للہ العظیم سلطانہ ہے مصنف نے لکھا ہے کہ اس میں قاضی عیاض، امام نووی، قرطبی، مازری، ان چاروں کی شرحوں سے مدد لی ہے اور بہت سے فوائد اضافہ کئے ہیں اور اپنے شیخ محمد بن عرفہ کے فوائد بڑھائے ہیں میم سے مازری ع سے عیاض۔ ق سے قرطبی۔ دال سے محی الدین نووی لفظ شیخ سے شیخ عرفہ مراد ہے اس کا نسخہ قسطنطنیہ کے کتب خانہ ایا صوفیہ و دیگر کتب خانوں میں موجود ہے
۷	المفہم فی شرح غریب مسلم	امام عبد الغافر بن اسمٰعیل الفارسی المتوفی سنہ ۵۲۹ھ	الفاظ غریبہ کی شرح ہے۔
۸	شرح صحیح مسلم	عماد الدین عبد الرحمٰن بن عبد العلی المصری المتوفی سنہ	اس شرح کی کیفیت نہ معلوم ہو سکی

ع اس کا قلمی نسخہ دار العلوم جرمنی کے کتب خانہ میں دوسری جنگ عظیم تک موجود تھا ۱۲ عبید اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۹	شرح صحیح مسلم	شمس الدین ابو المظفر یوسف بن قزاوغلی سبط ابن الجوزی المتوفی ۵۵۴ھ ہجری	اس شرح کی کیفیت بھی معلوم نہ ہو سکی
۱۰	شرح صحیح مسلم	علامہ ابو الفرج عیسیٰ بن مسعود الزواوی عہ المتوفی ۷۴۴ھ	یہ شرح پانچ شرحوں کا مجموعہ ہے۔ معلم(۱)، اکمال(۲)، مفہم، منہاج اور قاضی زین الدین زکریا بن محمد الانصاری المتوفی ۹۲۶ھ کی شرح، علامہ شعرانی کہتے ہیں کہ اس کا زیادہ تر مسودہ میرے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے
۱۱	الدیباج علی صحیح مسلم بن الحجاج	علامہ جلال الدین سیوطی المتوفی ۹۱۱ھ ہجری	ایک عمدہ شرح ہے اس کا آغاز بحمد اللہ الذی سلک باصحاب الحدیث اوضح نہجہ ہے ابتدا میں چند فصلیں ہیں جن میں صحیح مسلم کے شروط ان کی اصطلاحات اور جن کنیتوں والقاب و اسماء میں اشتباہ واقع ہو سکتا تھا اس کا رفع کیا ہے، الفاظ غریبہ و اعراب مشکلہ کا حل تناقضات کا رفع، اختلافات روایات کا بیان اوہام کا ایضاح۔ غرض استنباط مسائل کی ساری باتیں موجود ہیں عہ

عہ نسبتا الی زواوۃ بفتح الزای والواوین بینہما الف بلید بین افریقیۃ والمغرب ۱۲

عہ اس کا قلمی نسخہ دوسری جنگ عظیم تک کتب خانہ قلمی دار العلوم جرمنی میں موجود تھا ۱۲ عبید اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۲	وشی الدیباج	علامہ بجمعوی المتوفے سنہ ۱۲۹۸ ہجری	امام سیوطی کی شرح الدیباج کا اختصار کیا ہے جو حقیقت میں اختصار مخل ہے مصر میں طبع ہو چکی ہے۔
۱۳	شرح صحیح مسلم	امام ابو القاسم اسماعیل ابن محمد الاصبہانی المتوفی سنہ ۵۳۵ھ	اس شرح کا حال بھی معلوم نہ ہو سکا
۱۴	شرح صحیح مسلم	شیخ تقی الدین ابوبکر محمد الحصنی الدمشقی المتوفی ۸۲۹	اس شرح کے تفصیلی حالات سے صاحب کشف الظنون و علامہ ابو الطیب وغیرہ ساکت ہیں
۱۵	منہاج الابتہاج	شیخ شہاب الدین احمد بن محمد الخطیب القسطلانی الشافعی المتوفی سنہ ۹۲۳ھ	یہ شرح آٹھ حصوں میں صرف نصف تک پہنچی ہے۔
۱۶	شرح صحیح مسلم	ملا علی قاری المتوفی سنہ ۱۰۱۶	چار جلدوں میں ہے۔
۱۷	شرح صحیح مسلم	علامہ عفیف الدین الکازرونی المتوفی سنہ ۷۵۸ھ	صاحب کشف الظنون و صاحب حطہ نے کچھ مفصل کیفیت نہ بتائی علامہ کازرونی نے صحیح بخاری کی شرح بھی لکھی ہے
۱۸	بغیۃ المسلم و غنیۃ المغنم	شیخ سلیمان افندی المتوفی سنہ	کتب خانہ ایا صوفیہ واقع قسطنطنیہ میں اس کا نسخہ موجود ہے۔
۱۹	مختصر صحیح مسلم	ابو عبد اللہ شرف الدین محمد بن عبد اللہ	صحیح مسلم کا اختصار کیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

		المرسی المتوفی ۶۵۵ھ	
۲۰	مختصر زوائد مسلم علی البخاری	سراج الدین عمر بن علی ابن الملقن الشافعی المتوفی ۸۰۴ھ	چار جلدوں میں ایک ضخیم کتاب ہے
۲۱	مختصر صحیح مسلم	امام حافظ زکی الدین عبدالعظیم المنذری المتوفی ۶۵۶ھ	علاوہ اختصار کے صحیح مسلم کی تبویب بھی کی ہے۔
۲۲	شرح مختصر صحیح مسلم	عثمان بن عبد الملک الکردی المصری المتوفی ۷۳۸ھ	علامہ عبدالعظیم المنذری کے مختصر مذکور کی شرح ہے۔
۲۳	شرح مختصر صحیح مسلم۔	محمد بن احمد الاسنوی المتوفی ۷۶۸ھ	امام حافظ عبدالعظیم المنذری کے مختصر کی ایک دوسری شرح ہے۔
۲۴	اسماء رجال صحیح مسلم	ابوبکر احمد بن علی الاصبہانی المتوفی ۲۷۹ھ	نام سے موضوع بحث ظاہر ہے۔
۲۵	السراج الوہاج	علامہ نواب صدیق حسن خان المتوفی ۱۳۰۷ھ	یہ بھی مختصر منذری کی شرح ہے اور طبع ہو کر شائع ہے۔
۲۶	المخرج علی صحیح مسلم		صحیح مسلم کا بہت سے لوگوں نے استخراج کیا ہے ۳۲ مستخرجات کا ذکر صاحب کشف الظنون نے بھی کیا ہے۔
۲۷	عنایۃ المسلم[۲]	ابو عبداللہ محمد المدعو	کتب خانہ نور عثمانیہ جامع شریف میں واقع

[۱] بفتح المیم والراء ۱۲ [۲] غالباً کشف الظنون میں یہاں شرح کا لفظ غلطی سے چھوٹ گیا ہے ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

	المعم فی شرح صحیح مسلم	یوسف افندی زادہ المتوفی ۱۱۶۷ھ	قسطنطنیہ میں اس کا نسخہ موجود ہے۔
۲۸	مطلع النجائم	مولوی ولی اللہ فرخ آبادی	علامہ نواب صدیق حسن خاں مرحوم لکھتے ہیں: وھو بالفارسیۃ لایخلو عن فائدۃ زائدۃ یعنی فارسی زبان میں یہ شرح ہے اور فائدہ سے خالی نہیں۔
۲۹	شرح مسلم	بعض علما از اولاد شیخ عبدالحق	یہ بھی فارسی میں ایک شرح ہے۔
۳۰	ترجمہ اردو صحیح مسلم	علامہ وحید الزماں نواب وقار نواز جنگ	ایک مطلب خیز ترجمہ ہے جو طبع ہو کر شائع ہو چکا ہے۔ عہ

(۲) امام ابو عیسیٰ ترمذی

امام ترمذی[عہ] امام صاحب کے اُن تلامذہ میں ہیں جن کی عمر کا اکثر حصہ امام صاحب

عہ ایک مدت سے صحیح مسلم کی شرح مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی بھی لکھ رہے ہیں جس کی اب تک تین جلدیں فتح الملہم کے نام سے شائع ہو چکی ہیں غالباً پانچ جلدوں میں تمام ہوگی۔ متن کا حل اکثر و بیشتر شرح مسلم للنووی سے ماخوذ ہے اور سند و اختلاف روایات سے متعلق مباحث فتح الباری وغیرہ سے لیے گئے ہیں۔ اختلافی فروعی مسائل میں متعصب جامد مقلدین کی عادت کے مطابق اپنے مزعومہ دلائل ادلہ کے جواب الجواب سے تعرض کیے بغیر جمع کر دیئے ہیں۔ اس شرح کے لکھنے کی سب سے بڑی غرض یہ ہے کہ امام نووی شافعی کی شرح جو صحیح مسلم کے ساتھ طبع ہو کر متداول ہے طلباء حنفیہ کے سامنے نہ رہے تا کہ ان کے ذہن مخالف کی تقریر اور دلائل سے متاثر نہ ہوں۔ شروع میں ایک مطول مقدمہ بھی ملحق ہے جس میں بعض مفید نقول مذکور ہیں۔ ومن شروح صحیح مسلم مکمل اکمال الاکمال لابی عبداللہ محمد بن یوسف السنوسی ولم نقف علی حالہ عبیداللہ رحمانی

عہ امام ترمذی اور ان کی جامع کے متعلق مفصل اور مبسوط تحقیقی مباحث مقدمہ تحفۃ الاحوذی شرح جامع ترمذی کے باب ثانی میں ملاحظہ کیجئے ۱۲ عبیداللہ رحمانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے فیض تعلیم کا ممنون رہا۔ اسی لیئے امام ترمذی امام بخاری کے ساختہ پرداختہ کہے جاتے ہیں، بعض محدثین نے امام بخاری کا ان کو خلیفہ بھی لکھا ہے

امام ترمذی کی وسعت نظر۔ کثرت اطلاع۔ دقت فہم۔ سیلان ذہن، محتاج بیان نہیں جس نے جامع ترمذی اہل فن سے پڑھی ہے وہ مذکورہ بالا اوصاف کا اندازہ کرسکتا ہے۔ جامع ترمذی کے مطالعہ سے محدثین کی بے تعصبی اور اُن کے دائرہ علمی کی وسعت کا اندازہ بخوبی کیا جاسکتا ہے، کہ محدثین مسائل فقہیہ میں ائمہ اسلام کے مذاہب اور اُن کے رایوں سے کس قدر آگاہ تھے اور ان کے ماخذ استدلال سے کس قدر واقفیت رکھتے تھے، امام ترمذی کا بعد روایت حدیث وبہ اخذ فلان طالب حدیث کے لیئے کتنا تسکین بخش ہے۔

امام ترمذی کا سن ولادت ۲۰۹ھ ہجری ہے۔ محمد نام، ابو عیسیٰ کنیت، سلسلہ نسب یہ ہے، محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن الضحاک السلمی الضریر البوغی الترمذی امام ترمذی کے دادا مروزی الاصل ہیں کسی وجہ سے ترمذ میں آکر آباد ہوگئے تھے۔ سورہ آپ کے دادا کا نام ہے، امام ترمذی کا سلسلہ نسب بنی سلیم سے ملتا ہے جو بنی غیلان کی ایک شاخ ہے، عیسیٰ امام ترمذی کے والد کا نام بھی ہے اور امام ترمذی کی کنیت بھی ابو عیسیٰ ہے، امام ترمذی کا سلسلہ شیوخ نہایت وسیع ہے، امام بخاری امام مسلم، ابوداؤد، قتیبہ بن سعید، علی بن حجر، محمد بن بشار، یہ لوگ امام ترمذی کے شیوخ میں بالخصوص قابل ذکر ہیں، امام ترمذی کی فقاہت اور تبحر کا اندازہ جامع ترمذی کے تراجم ابواب سے کیا جاسکتا ہے۔ سفر طالب علمی اور نشر علوم کا میدان نہایت وسیع ہے، بصرہ۔ کوفہ۔ واسط۔ رے۔ خراسان۔ حجاز۔ یہ سب امام ترمذی کے سفر کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جولان گاہ ہیں۔

تلامذہ کا سلسلہ بھی بہت دور تک پھیلا ہوا ہے۔

بعض مورخین کا بیان ہے کہ غلبہ خوف خدا سے بہت رونے کثرت بکا کی وجہ سے آنکھیں جاتی رہیں، دوسرے مورخین اس بیان سے اختلاف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مادرزاد اندھے تھے ۲۷۹ھ ہجری میں وفات پائی۔

امام ترمذی کی تصنیفات میں جامع ترمذی۔ کتاب العلل۔ شمائل ترمذی مشہور ہیں اور ہر جگہ شائع ہیں۔ جامع ترمذی کی شہرت اور گیارہ سو برس سے درس میں داخل ہونا اس کے حسن قبول کی کافی دلیل ہے، حقیقت امر یہ ہے کہ جامع ترمذی کو تفصیل مذاہب مجتہدین، وبیان مذاہب صحابہ وتابعین، تنقید رجالی، اظہار علل احادیث وتصحیح وتضعیف وتحسین احادیث کے اعتبار سے خصوصیت خاص حاصل ہے جو کسی کتاب میں نہیں، جامع ترمذی کی مدح کے لئے محدثین کا یہ مشہور جملہ کافی ہے کافٍ للمجتہد مغنٍ للمقلد،

متقدمین نے جامع ترمذی کی مدح میں قصائد لکھے ہیں اور اُن قصائد میں اُن خصوصیات کا جو اس کتاب کو حاصل ہیں، مفصل تذکرہ کیا ہے، علامہ قسطلانی، اور ایک دوسرے محدث کے قصیدوں کو علامہ علی بن سلیمان بجعوی نے اپنی تعلیقات کے مقدمہ میں نقل کیا ہے، علامہ قسطلانی کے قصیدہ کا ایک شعر یہ ہے فان الترمذی لقد تصدی ؛ لعلم الشرع مغن عن علوم

امام ترمذی نے علم شرع کے لئے کمر باندھی جو تمام علوم سے مستغنی کر دیتا ہے۔

ایک دوسرے محدث کے قصیدہ کا انتخاب مطبوعہ ترمذی کے لوح پر طبع ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس کو علامہ محمد جیوی دمشقی مالکی نے تمام و کمال نقل کیا ہے۔ امام ترمذی کا بیان ہے کہ "میں نے اس کتاب کو تالیف کر کے علمائے حجاز۔ عراق۔ خراسان کے آگے پیش کیا۔ سب نے پسند کیا" لیکن یہ بات بھی ظاہر کر دینی ضرور ہے کہ امام ترمذی تحسین احادیث میں متساہل ہیں۔ اسی واسطے ان کی نسبت محدثین کا یہ جملہ مشہور ہے۔ لا تغتر بتحسین الترمذی یعنی امام ترمذی کی تحسین حدیث سے دھوکا نہ کھاؤ۔ صحاح ستہ میں جامع ترمذی کا مرتبہ صحیحین کے بعد بطور تسلیم کیا گیا ہے۔ اور اس پر محدثین کا اتفاق ہے ؎ ترمذی گرچہ بود سرور سالار حدیث ✦ در فضیلت ز صحیحین مؤخر گیرند

لیکن سنن دارمی۔ سنن ابو داؤد۔ سنن نسائی۔ جامع ترمذی میں باہم ایک دوسرے پر فضیلت قائم کرنی بہت مشکل ہے۔ اس کے لئے حکیم گنجوی کا یہ شعر کافی ہے ؎

گہر خر چہار اند و گہ سر چہار ✦ فروشندہ را با فضولی چہ کار

امام ترمذی کا قول ہے کہ جامع ترمذی کی کل حدیثیں معمول بہا ہیں الا دو حدیث (۱) الجمع بین الصلوتین بلا عذر (۲) اذا شرب الخمر فاجلدوہ و فی الرابعۃ فاقتلوہ

امام ترمذی کی کتاب العلل، اپنے باب میں بے مثل کتاب ہے فن حدیث کے طالبین کے لئے اس کا حفظ ضروریات میں سے ہے۔ زیادہ تر حصہ اس کا امام بخاری سے استفادہ کیا گیا ہے جس کو خود امام ترمذی نے لکھا ہے۔

شمائل النبی۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نشست و برخاست۔ کھانے پینے۔ رہنے سہنے۔ سلام۔ کلام۔ لباس کی وضع قطع کنگھی کرنے تیل لگانے پہننے اور لوگوں کے ساتھ ملنے جلنے اور عام اخلاق کی حدیثوں کی جامع

سلہ امام ابن رجب حنبلی کی تفصیل شرح کتاب العلل شرح کتاب العلل میں جو تحفۃ الاحوذی کے آخر میں ملحق ہے،
[illegible] ۱۲ [illegible]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتاب ہے، عاشقان سیرت نبوی کے لئے یہ کتاب گنجینۂ مراد ہے، مسلمانوں کا فرض ہے کہ اپنے اخلاق، عادات، لباس، نشست برخاست، کھانے پینے، سلام کلام میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اپنے کو ہمرنگ بنائیں، جس سے موجودہ نکبت دور ہو، اور دنیا اخلاق محمدی کا نمونہ دیکھ کر گرویدہ اسلام ہو جائے، کتاب الشمائل کی مدح میں علامہ جزری صاحب حصن حصین کے یہ دو شعر نہایت جامع ہیں ؎

اخلائی ان شط الحبیب وربعہ ... وعز تلاقیہ وناء منازلہ
فان فاتکم ان تبصروہ بعینہ ... فما فاتکم بالسمع ھذی شمائلہ

جامع ترمذی اور شمائل ترمذی کی مختصر فہرست درج ذیل ہے

نمبر	نام کتاب	نام مؤلف	کیفیت
۱	عارضۃ الاحوذی فی شرح الجامع للترمذی۔	حافظ ابوبکر محمد بن عبداللہ الاشبیلی المعروف بابن العربی المالکی المتوفی ۵۴۳ھ	اس کا کامل نسخہ قلمی عتیق مدینہ منورہ کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ دوسرا نسخہ قلمی علامہ شیخ رفیع الدین صاحب بہاری کے کتب خانہ میں موجود ہے اور مصر میں طبع بھی ہو چکی ہے لیکن نہایت غلط۔
۲	شرح الجامع للترمذی	حافظ ابو الفتح محمد بن	دس جلدوں میں صرف دو ثلث

ع؎ میرے دوستو! اگر محبوب اور اس کا مکان تم سے دور ہو گیا اور ملاقات مشکل ہو گئی پس آنکھوں کی ملاقات نصیب نہیں تو اس کے اخلاق و شمائل کا سننا نہیں گیا ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

		محمد بن سید الناس الیعمری الشافعی المتوفی سنہ ۷۳۴ ہجری	تک پہنچی۔ لائق مؤلف نے اتنی مہلت نہ پائی کہ اس شرح کو خاتمہ تک پہنچائیں اس تطویل کی وجہ یہ ہے کہ فن حدیث ہی تک اس کا دائرہ محدود نہیں رکھا گیا دوسرے فنون بھی شامل کر دیے گئے علامہ چلپی لکھتے ہیں لو اقتصر علی فن

الحدیث لکان تاماً۔ تاہم خدا کا شکر ہے کہ ایک دوسرے باہمت نے بقیہ کی تکمیل کردی۔ وہ حافظ زین الدین عبدالرحیم بن حسین العراقی صاحب الالفیہ المتوفی ۸۰۶ھ ہیں۔ کامل نسخہ مدینہ منورہ کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

۳	شرح الجامع للترمذی	زین الدین عبدالرحمن ابن احمد النقیب الحنبلی المتوفی سنہ	بیس جلدوں میں تمام کو پہنچی لیکن کسی فتنہ میں جل گئی
۴	العرف الشذی علی جامع الترمذی	سراج الدین عمر بن رسلان البلقینی الشافعی المتوفی ۸۰۵ھ	صرف ایک ٹکڑے کی شرح لکھی گئی اور تکمیل کو نہ پہنچی۔
۵	شرح الزوائد للترمذی	علامہ سراج الدین عمر ابن علی الملقن المتوفی ۸۰۴ھ	جامع ترمذی کی ان حدیثوں کی شرح ہے جو صحیحین اور سنن ابی داؤد سے زائد ہیں۔
۶	اللباب فیما یقول الترمذی وفی الباب	شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ	ایک جلد میں ہے اور مدینہ منورہ کے کتبخانہ میں موجود ہے۔ نہایت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۷	قوت المغتذی علی جامع الترمذی	علامہ جلال الدین السیوطی المتوفی سنہ ۹۱۱ھ	قابل قدر کتاب ہے مسائل فقہیہ میں امام ترمذی جن حدیثوں کی طرف بلفظ و فی الباب عن فلان فرمایا کرتے ہیں ان کو بالتفصیل مع جرح و تعدیل کے بتایا ہے۔
۸	نفع قوت المغتذی	علامہ سید علی بن سلیمان الدمنتی البجموی المغربی المالکی الشاذلی المتوفی سنہ ۱۲۹۸ ہجری	مطبوعہ ترمذی کے حاشیہ پر چھپا دی گئی ہے لیکن ملخص موصوف نے علامہ جلال الدین سیوطی کی شرح سے ایسی تلخیص کی کہ اصل کتاب کا نفع جاتا رہا اور "نفع قوت المغتذی" لفظ بے معنے رہا۔
۹	شرح الجامع للترمذی	حافظ زین الدین عبد الرحمن بن احمد ابن رجب الحنبلی المتوفی سنہ ۷۹۵ھ	کوئی مفصل کیفیت معلوم نہ ہو سکی
۱۰	شرح الجامع للترمذی	شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی	اس کا حوالہ شیخ الاسلام نے فتح الباری میں دیا ہے عہ

عہ اس کا مفصل حال معلوم نہ ہو سکا ۱۲ عہ ای فی شرح حدیث حذیفۃ اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سباطۃ قوم فبال قائما فانہ لم یثبت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی النہی عنہ ای عن البول قائما شیء کما بینتہ فی اوائل شرح الترمذی انتہی۔ ومن شروح الترمذی شرح العلامۃ محمد طاہر الفتنی صاحب مجمع البحار قال فیہ فی تعلیق الترمذی لمن شرح الاحوذی خص الخلاء بالاستعاذۃ لکونہ مسکنۃ للوحدۃ وخلوہ عن الذکر للقذر ولذا یستغفر اذا خرج انتہی ۱۲ عبید اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

١١	شرح الجامع للترمذی	شیخ ابو الحسن بن عبد الہادی السندی المدنی المتوفی ۱۱۳۹ھ	ایک لطیف شرح ہے مؤلف نے حرم محترم میں تالیف کی تقریباً چالیس جزو میں ہے
١٢	شرح الجامع للترمذی	علامہ ابو الطیب سندی المتوفی ۱۱۰۹ھ	یہ شرح عربی میں قولہ قولہ کر کے ہے طبع ہو چکی ہے۔ [1]
١٣	شرح الجامع للترمذی	علامہ سراج احمد سرہندی	یہ شرح فارسی میں ہے اور طبع ہو چکی ہے [2]
١٤	مختصر الجامع للترمذی	نجم الدین محمد بن عقیل البالسی [3] الشافعی المتوفی ۷۲۹ھ	مفصل حال نہ معلوم ہو سکا۔
١٥	جائزۃ الشعوذی	علامہ بدیع الزمان المتوفی ۱۳۰۴ھ	جامع ترمذی کا اردو میں مطلب خیز ترجمہ ہے
١٦	مختصر الجامع للترمذی	علامہ نجم الدین سلیمان بن عبد القوی الطوفی الحنبلی المتوفی ۷۱۰ھ	انتی مختصر سے حافظ صلاح الدین خلیل بن کیکلدی العلائی نے ۴۰ احادیث کا ایک مجموعہ تیار کیا ہے جو جامع ترمذی میں بسند عالی مروی ہیں
١٧	ہدیۃ اللوذعی بنکات الترمذی	علامہ ابو الطیب محمد شمس الحق العظیم آبادی الدیانوی	ابھی تک تکمیل کو نہ پہنچی اس شرح میں علاوہ متن کے اسانید کے متعلق بڑی بڑی نفیس تحقیقات لکھی گئی ہیں۔ [4]

[1] صرف ایک شکڑا مطبوع ہوا ہے ۱۲ عبید اللہ [2] ... [3] نسبۃ الی بالس بلدۃ بالشام بین حلب والرقۃ ۱۲
[4] افسوس ہے کہ اس شرح کو علامہ اپنی زندگی میں مکمل نہ کر سکے ۱۲ عبید اللہ رحمانی ۔ (یہ حاشیہ صفحہ آئندہ پر ہے)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۸	شرح الشمائل للترمذی	شیخ عبدالرؤف المناوی المتوفی سنہ ۱۰۳۱	ابتدار کا لفظ "شمائل اہل الفضل فی التقدیم" ہے۔ علامہ مناوی کا بیان ہے کہ شارحین شمائل میں علامہ اسفرائینی کی شرح سب پر فائق ہے لیکن علامہ اسفرائینی نے اس شرح میں احتمالات عقلیہ سے بہت کام لیا ہے۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ؎ ۵ ، بقول حافظ سیوطی المتوفی سنہ ۹۱۱ ان کے زمانہ تک جامع ترمذی کی کوئی کامل شرح نہیں لکھی گئی تھی اور غیر مکمل شرح کی یہ حالت ہے کہ سب کی سب ناپید ہیں خود علامہ سیوطی کی قوت المغتذی کے وجود کا پتہ نہیں۔ سیوطی کے بعد جو شرحیں لکھی گئیں (شروح ابوالطیب سندھی (سنہ ۱۱۰۹) وسراج احمد سرہندی وابوالحسن بن عبدالہادی سندھی (۱۱۳۹) ومحمد طاہر فتنی (۹۸۶) ان میں سے علامہ محمد طاہر فتنی کی شرح ناپید ہے اور علامہ ابوالطیب سندھی اور علامہ سراج احمد سرہندی کی شرحوں کا صرف کچھ حصہ طبع ہوا ہے اور شرح ابن عبدالہادی اگرچہ پوری طبع ہو گئی ہے مگر بالکل تشنہ و ناکافی ہے۔

ابن العربی (۵۴۶) کی شرح عارضۃ الاحوذی گو بہت ضخیم اور مبسوط شرح ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ مصنف نے کتاب کے حل مطالب مقامات اور محتاج شرح و ایضاح عبارات سے کم تعرض کیا ہے اور بعض اہم امور کو جن کا لحاظ شرح میں ضروری تھا بالکل نظر انداز کر دیا ہے اور فقہی مباحث کو کچھ زیادہ طول دیدیا ہے اس لئے اہل علم صدیوں سے ایسی شرح کے محتاج تھے جو نہ بہت طویل ہو نہ بالکل مختصر۔ ساتھ ہی غیر ضروری مباحث سے اجتناب کرتے ہوئے اس میں نفس کتاب کی توضیح و شرح کا پورا اہتمام و التزام کیا گیا ہو۔ الحمدللہ کہ علما کی یہ دیرینہ قلبی تمنا پوری ہو گئی۔ ارباب علم و فضل کو جس قسم کی شرح ترمذی کا مدتوں سے انتظار و اشتیاق تھا اس کی پہلی جلد سنہ ۱۳۴۶ھ میں تحفۃ الاحوذی کے نام سے طبع ہو کر منصۂ شہود پر آگئی اس کے بعد چند برسوں میں اس کی بقیہ تین جلدیں بھی شائع ہو کر بہت تھوڑی مدت میں دنیائے اسلام میں پھیل گئیں علمائے عرب و عجم نے غیر معمولی طور پر اس کو پسندیدگی اور قبولیت کی نظر سے دیکھا اس کے متعلق یہ کہنا بالکل درست ہے ھو اعز شرح لجامع الترمذی ظہر علی وجہ الارض لم تر العیون مثلہ۔

حضرت مؤلف علامہ ابوالعلے عبدالرحمن مبارکپوری نور اللہ مرقدہ و برد مضجعہ نے اس مبارک شرح میں جن مفید اور ضروری امور کا التزام اور لحاظ کیا ہے ان کا مجموعہ کسی دوسری شرح میں نہیں مل سکے گا۔ ان امور کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔ ان میں سے بعض مختصراً درج کئے جاتے ہیں۔ (بقیہ حاشیہ برصفحہ ۴۳۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حالانکہ یہ فن فنون نقلیہ سے ہے اسی لئے یہ ان کے سقطات سے گنا گیا۔ پھر ابن حجر مکی ہیتمی نے ایک طویل شرح لکھی جو اسفرائینی کی شرح سے ماخوذ ہے لیکن ابن حجر نے اصل کتاب کے ماخذ ہی کو مسخ کر دیا۔ اس کے علاوہ تعصب ان کا ایک طبعی خاصہ ہے۔ اس لئے یہ دونوں شرحیں چنداں مطبوع نہ ہوئیں تو میں نے دونوں کی تلخیص کی اور فوائد ضروریہ اضافہ کئے۔ یہ شرح بھی طبع ہو چکی ہے " کشف الظنون"

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) (۱) جامع ترمذی کے ہر راوی کا ترجمہ بقدر ضرورت لکھا گیا ہے اور مقدمہ شرح میں تمام راویوں کی فہرست بہ ترتیب حروف تہجی دیدی گئی ہے اور جس راوی کا ترجمہ شرح کے جس صفحہ میں مذکور ہے اس کا نشان دیدیا گیا ہے (۲) جامع ترمذی کی تمام حدیثوں کی تخریج کی گئی ہے یعنی اس کتاب کی حدیثوں کو امام ترمذی کے علاوہ اور جن محدثین نے اپنی کتابوں میں روایت کیا ہے ان کا اور ان کی کتابوں کا نام بتادیا گیا ہے (۳) امام ترمذی نے وفی الباب کے عنوان سے جن احادیث کی طرف اشارہ کیا ہے ان کی مفصل تخریج کی گئی ہے اور ان احادیث کے الفاظ بھی اکثر مقامات میں نقل کئے گئے ہیں۔ احادیث مشار الیہا کے علاوہ اور دیگر احادیث کی تخریج کا بھی جابجا اضافہ کیا گیا ہے (۴) تصحیح و تحسین حدیث میں امام ترمذی کا تساہل مشہور ہے اس لئے ہر حدیث کی تحسین و تصحیح کے متعلق دیگر ائمۂ فن حدیث کے اقوال بھی نقل کئے گئے ہیں اور جن احادیث کی تصحیح و تحسین میں امام ترمذی سے تساہل ہوا ہے اُس کی تصریح کر دی گئی ہے۔ (۵) اسنادی و متنی اشکالات کے حل و ایضاح کی طرف خاص طور سے توجہ کی گئی ہے (۶) احادیث کی توضیح و تشریح میں بہت کچھ تحقیق سے کام لیا گیا ہے اور جن مقلدین جامدین اور جن اہل ہوا نے احادیث نبویہ کو اپنے مذہب و مسلک پر منطبق کرنے کے لئے غلط اور واہی تاویلیں و تقریریں کی ہیں۔ ان کی تاویلات و تقریرات کی کافی تغلیط و تردید کر دی گئی ہے، اور احادیث کے صحیح مطالب و معانی جو سلف صالحین اور فقہاء محدثین کے نزدیک معتمد و مستند ہیں بیان کئے گئے ہیں (۷) اختلاف مذاہب کے بیان میں ہر مذہب کے دلائل بیان کرکے مذہب حق و راجح کو ظاہر کر دیا گیا ہے اور اس کی نصرت و تائید کی گئی ہے اور مذاہب مرجوحہ و غیر صحیحہ کے دلائل کے شافی جواب دیئے گئے ہیں۔ (۸) آثار السنن (للشوق النیموی) وغیرہ کی جابجا لطیف اور قابل دید تنقید کی گئی ہے۔ حضرۃ الشیخ کو پہلی دو جلدوں کی تبییض کے بعد ضعف بصارت کی وجہ سے بقیہ دو جلدوں کی تسوید و تبییض میں معاون کی ضرورت تھی۔ راقم السطور بطور تحدیث نعمت کے عرض کرتا ہے کہ آخری دو جلدوں کی تسوید و تبییض میں اعانت کی غرض سے حضرت کی خدمت میں کامل دو برس رہنے کا شرف و فخر اس کو بھی حاصل ہے (بقیہ بر صفحہ ۴۳۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۹	اشرف الوسائل	شیخ شہاب الدین احمد بن المکی المتوفی سنہ ۹۷۳	مصنف کا بیان ہے کہ حرم محترم میں بماہ رمضان مجھے اس کتاب کے درس دینے کا اتفاق ہوا تو میں نے یہ شرح سنہ ۹۴۹ ہجری میں شروع کر دی تیسری رمضان کو شروع کی اور ۱۸ رمضان کو فراغت پائی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کما حصل ذلک الشرف والفضل للفاضل العلامۃ عبد الصمد المبارکفوری واخی فی اللہ المولوی محمد الہموی اللاہوری) فالحمد للہ علی ذلک۔

حضرۃ الشیخ نے شرح مذکور کا ایک مبسوط مقدمہ بھی تحریر فرمایا ہے جو مستقل طور پر علیحدہ طبع ہو کر شائع ہے یہ مقدمہ دو باب اور خاتمہ پر مشتمل ہے پہلے باب میں اکتالیس فصلیں ہیں جن میں عام فنون حدیث کتب حدیث ائمہ حدیث کے متعلق نہایت کارآمد اور ضروری فوائد جمع کر دیئے گئے ہیں اور دوسرا باب سترہ فصلوں پر مشتمل ہے جن میں خاص جامع ترمذی اور امام ترمذی کے متعلق بہت ضروری اور غایت درجہ مفید مباحث مذکور ہیں باب ثانی جن نادر اور قیمتی فوائد پر مشتمل ہے ان کا جاننا جامع ترمذی کے طالب علم کے لئے از بس ضروری ہے ان مباحث کو پڑھے بغیر جامع ترمذی کا پڑھنا اور پڑھانا بے معنی اور لاحاصل ہے۔ مقدمہ میں مختلف مناسبتوں سے ۱۱۵ ائمہ حدیث و تفسیر و فقہ و لغت کے تراجم بھی آگئے ہیں۔ اس کی تمام خوبیوں کا سرسری اندازہ شروع میں ملحقہ فہرست سے ہو جاتا ہے جو ۱۲ صفحات پر مشتمل ہے مقدمہ کا حجم صـ ۲۷۴ ہے۔ آخر میں حضرت الشیخ کا مختصر ترجمہ ملحق ہے

اسی زمانہ میں ترمذی کی ایک شرح الطیب الشذی اور مدرسۂ دیوبند کے سابق شیخ الحدیث مولوی انور شاہ مرحوم کی تقریر ترمذی بنام العرف الشذی اور مولوی رشید احمد صاحب مرحوم گنگوہی کی تقریر ترمذی بنام الکوکب الدری شائع ہوئی اول الذکر کی صرف پہلی جلد تا کتاب الطہارۃ شائع ہو کر رہ گئی ثانی الذکر کو جامع ترمذی کا حاشیہ یا شرح کہنا غلط ہے۔ بہتر ہوتا اگر وہ شائع نہ کی جاتی تا کہ صاحب تقریر کے مشہور قوت حافظہ اور تبحر علمی کو ٹھیس نہ لگتی اور بھرم قائم رہتا۔ تیسری کو ناشر کے تحشیہ نے کچھ کارآمد بنا دیا ہے۔ اول الذکر کا اکثر حصہ مولوی رشید احمد صاحب مرحوم کی تقریر ترمذی سے ماخوذ ہے اور علمی اغلاط کا مجموعہ ہے

ان سطور کی تحریر کے بعد جامع ترمذی (مطبوعہ مصر) کی دو جلدیں مطالعہ میں آئیں جو علامہ احمد محمد شاکر القاضی الشرعی کی تحقیق و شرح اور تصحیح و تعلیق کے ساتھ سنہ ۱۳۵۶ میں شائع ہوئی ہیں (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۰	شرح الشمائل للترمذی	علامہ سید محمد بن قاسم جسوس المتوفی ســـہ	قاہرہ سے طبع ہو کر شائع ہے لیکن یہ شرح مذاق محدثین کے بالکل خلاف ہے
۲۱	شرح الشمائل للترمذی	مصلح الدین محمد بن صلاح ابن جلال اللاری المتوفی ۹۷۹ھ	یہ شرح عربی میں ہے اس شرح سے ماہ رمضان ۹۳۹ھ میں فراغت پائی ایک دوسری شرح علامہ مصلح الدین کی فارسی میں لکھی ہے ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) شروع میں شارح کے قلم سے سو صفحوں کا مبسوط مقدمہ ملحق ہے ۔ دوسری جلد کتاب الصلوٰۃ پر ختم ہوئی ہے اور مقدمہ حسب ذیل مباحث پر مشتمل ہے ۔

(۱) جامع ترمذی کے اُن سات نسخوں کی تفصیلی کیفیت جن پر شارح نے اپنے نسخہ کی تصحیح میں اعتماد کیا ہے (۲) تصحیح کتب سے متعلق ایک عمدہ بحث کے بعد اس امر کی تصریح و تحقیق کہ التزام صحت ۔ اظہار اختلاف نسخ بیان خطاء و صواب ۔ تفصیل اصول قلمیہ و مطبوعہ کے ساتھ عربی کتابوں کی بہتر سے بہتر اشاعت کا فن یورپ کی اپنی ایجاد نہیں ہے ۔ لکھتے ہیں لم یکن ہؤلاء الاجانب مبتکری قواعد التصحیح وانما سبقھم الیہا علماء الاسلام المتقدمون وکتبوا فیہا فصولا نفیسۃ نذکر احسنہا علی ان یذکر القاری انہم ابتکروا ہذہ القواعد لتصحیح الکتب المخطوطۃ اذلم تکن المطابع وجدت ولو کانت لدیہم لاتوا من ذلک بالعجب العجاب ولکن وارثو مجدہم وعزہم والینا انتہت علومہم فلعلنا نحتذی بمثالہم فتاتی بما یحمد ا بہ صلے؟ ۔

(۳) الفہارس العلمیۃ کے ذیل میں اس امر کی تحقیق و تفصیل کہ مستشرقین یورپ کی مطبوعات کو مختلف قسم کی متعدد فہرستوں کے ساتھ طباعت میں جو امتیازی مرتبہ حاصل ہے اس میں بھی علمائے مغرب نے مشرق کی تقلید کی ہے لکھتے ہیں فالشرق شرق والغرب غرب الشرق وانما ابتکار الشرق والغرب وانما تقلید تم تقلیم صلہ ۔ (۴) جامع ترمذی کے زیر بحث نسخہ کی تصحیح میں اختیار کردہ کدوکاوش اور سعی احتیاط کی توضیح ۔ علامہ ممدوح کی اس سعی بلیغ کی بنا پر دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ ان کا یہ مطبوعہ نسخہ جامع ترمذی کے تمام قلمی اور مطبوعہ نسخوں سے زیادہ صحیح اور قابل اعتماد ہے ۔ (۵) احادیث اور ابواب کا شمار ۔ چنانچہ ان کے شمار کے موافق کتاب الطہارۃ والصلوٰۃ کی احادیث کی تعداد ۲۶۱ اور ابواب کی تعداد ۲۲۳ ہے ۔ (۶) جامع ترمذی کی شرح و تعلیق میں جن امور کا لحاظ کیا ہے ان کی تفصیل ۔ ہمیں یہ معلوم کر کے بے حد مسرت ہوئی کہ (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۲	زہرالخمائل علی الشمائل	علامہ سیوطی	مصر میں طبع ہو چکی ہے۔
۲۳	جمع الوسائل	ملا علی قاری المتوفی سنہ ۱۰۱۶	ملا صاحب نے اس کے مسودہ سے مکہ مکرمہ میں سنہ ۱۰۰۸ھ میں فراغت پائی حق یہ ہے کہ اس سے اعلیٰ شرح شمائل ترمذی کی کسی کے قلم سے نہیں نکلی۔
۲۴	تہذیب الشمائل	شیخ محمد بن عمر بن حمزۃ الانطاکی المتوفی سنہ	ملا علی قاری صاحب کی شرح کو مہذب کرکے روم میں جاکر سلطان بایزید خان کے دربار میں تحفہ پیش کیا۔
۲۵	شرح الشمائل للترمذی	علامہ عصام الدین ابراہیم ابن محمد الاسفرائینی المتوفی سنہ ۹۴۳	یہ شرح حامل المتن ہے۔ ابتدا کا لفظ الحمد للہ الذی فضل المصطفیٰ باکرم الشمائل ہے۔
۲۶	شرح الشمائل للترمذی	مولیٰ محمد الحنفی	سنہ ۹۲۶ ہجری میں شرح سے فراغت پائی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) شارح یورپ کی دسیسہ کاریوں سے باخبر اور متبحر عالم ہیں اور تقلید شخصی سے نفور اور مذہباً اہلحدیث ہیں۔ چنانچہ مقدمہ میں انھوں نے اس کی تصریح کر دی ہے۔

(۷) ۹ کتابوں کی مدد سے امام ترمذی اور ان کی جامع کے مختصر حالات لکھے گئے ہیں۔ افسوس ہے مقدمہ کی تحریر کے وقت تحفۃ الاحوذی کا مقدمہ طبع نہیں ہوا تھا ورنہ کتاب اور صاحب کتاب کے متعلق مباحث تشنہ نہ رہتے۔

(۸) کتاب پوری ہو جانے کے بعد آخر میں تمام راویوں کی فہرست کے علاوہ دیگر متعدد اور متنوع فہرستوں کے اضافہ کا وعدہ کیا ہے۔

ہماری دلی دعا ہے کہ اس کتاب کی جو علمائے حدیث کے لئے بے نظیر علمی تحفہ ہے بقیہ جلدیں اسی اہتمام کے ساتھ جلد از جلد شائع ہو جائیں۔ ۱۲ عبید اللہ رحمانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۷	شرح الشمائل للترمذی	محمد عاشق بن عمر الحنفی المتوفی سنہ ۱۱۶۳	علامہ موصوف نے اس شرح میں لکھا ہے کہ میں نے شمائل الترمذی کو اپنے شیخ عبد اللہ الانصاری المعروف بمخدوم الملک ابن شمس الدین سے روایت کی ہے۔ اسی سے مولانا احمد علی صاحب نے شمائل کو محشی کیا ہے مولانا شمس الحق صاحب کے کتب خانہ میں اس کا نسخہ موجود ہے۔ [عہ]
۲۸	ترجمہ شمائل بزبان ترکی	احمد بن خیر الدین الایدنی المشہور بخواجہ اسحٰق افندی المتوفی سنہ ۱۱۲۰	مفصل حال معلوم نہ ہو سکا
۲۹	نظم شمائل بزبان ترکی	مصطفٰے ابن حسین الحلبی	سنہ ۱۱۰۸ میں نظم سے فراغت پائی [سلہ]
۳۰	بہار خلد	کافی	اردو میں عجیب نظم ہے اور طبع ہو کر شائع ہو۔
۳۱	المواہب اللدنیہ علی الشمائل المحمدیہ	علامہ شیخ ابراہیم بیجوری المتوفی سنہ ۱۲۶۳	شمائل ترمذی کی یہ ایک مختصر شرح اور مفید ہے سنہ ۱۲۵۱ ہجری میں جامع ازہر میں تالیف ہوئی اس کا آغاز "الحمد للہ المنعوت بکل کمال المنعوت بکل تعظیم وجمال" ہے۔

عہ ومن شروح الشمائل الحطر الشذی للعلامۃ عبد المجید الشرنوبی وشرح الشمائل لعبد الملک بن جمال الدین بن اسماعیل العصامی المتوفی سنہ ۱۰۳۷ ۱۲ عبید اللہ رحمانی۔ سلہ شمائل ترمذی کا اردو ترجمہ مختصر حواشی کے ساتھ مظاہر العلوم سہارنپور سے شائع ہوا ہے۔ ترجمہا بالفارسیۃ الشیخ سلام اللہ الدہلوی المتوفی ۱۲۲۹ او سنہ ۱۲۲۳۔ ۱۲ عبید اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۳) امام نسائیؒ[1]

صحاح ستہ کے معزز ایوان میں جن لوگوں نے جگہ پائی۔ اُن میں امام نسائی بھی ہیں۔ اہل اسلام نے صحاح کے صدر نشینوں میں ان کو بھی تسلیم کیا ہے امام نسائی کی مشہور کتاب سنن نسائی درس میں داخل ہے اور شرقاً و غرباً محدثین اس کا درس دیتے ہیں۔ امام نسائی کی ولادت ۲۱۵ھ میں ہے۔ نام احمد کنیت ابو عبد الرحمن۔ مشہور لقب امام نسائی ہے سلسلۂ نسب یہ ہے احمد بن شعیب ابن علی بن بحر بن سنان بن دینار۔ شہر نسا میں (جو بلاد خراسان کا ایک مشہور شہر ہے اور قریب مرو کے واقع ہے) پیدا ہوئے۔ امام نسائی کی ابتدائی تعلیم وہیں ہوئی ۲۳۰ھ میں اپنی عمر کے پندرھویں سال وطن چھوڑ کر طالب علمی کا سفر اختیار کیا۔ پہلے امام قتیبہ کی خدمت میں بلخ پہنچے۔ وہاں سے فارغ ہو کر حجاز، شام، مصر، جزیرہ کا سفر کیا۔ مصر مدت تک امام نسائی کا قیام گاہ رہا۔ بلکہ جس قدر ان کی یا اُن کی تصانیف اور درس کی شہرت ہوئی مصر ہی سے ہوئی تنقید رجال میں امام نسائی نہایت بلند پایہ تسلیم کئے گئے ہیں۔ حاکم فرماتے ہیں میں نے امام دارقطنی کو مکرر فرماتے سنا کہ امام نسائی جرح رواۃ۔ فن حدیث میں تنقید و احتیاط میں اپنے اقران سے کہیں فائق ہیں۔ علامہ ابو سعید اپنی بے بہا کتاب تاریخ مصر میں لکھتے ہیں کہ امام نسائی مصر میں مدتوں رہے۔ فن حدیث میں امام تھے۔ وکان ثقۃ حافظاً"

[1] نسا مقصور و ممدود دونوں آیا ہے۔ ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام نسائی نہایت قوی الجثہ تھے چہرہ ہمیشہ گلاب کے پھول کی طرح سُرخ رہتا۔ رگوں میں خون کا سیلان بڑی کثرت سے تھا۔ اس وجہ سے بعض کوتاہ بیں کہتے تھے کہ وہ نبیذ پیتے ہیں۔ ایک دن ناغہ کرکے ہمیشہ روزہ رکھتے اس پر بھی ہمیشہ چار بی بیاں نکاح میں علاوہ لونڈیوں کے رہتیں۔

صاحب مجمع البحار فرماتے ہیں۔ وکان احد الائمۃ الحفاظ واعلام الدین و ارکان الحدیث امام اہل عصرہ و مقدمہم و عمدتہم وقدوتہم وجرحہ و لقد یلیہ معتبر بین العلماء

بعض اہل علم نے تو حفظ میں امام مسلم کا ہم پلہ بتایا ہے۔ گو یہ قول محقق نہیں تاہم امام نسائی کا پایہ بہت بلند تسلیم کیا گیا ہے۔

شیوخ میں امام بخاری۔ امام ابو داؤد سجستانی۔ قتیبہ بن سعید اسحاق بن راہویہ۔ علی بن حجر سلیمان بن اشعث محمد بن بشار بڑے پایہ کے لوگ ہیں۔

تلامذہ کا سلسلہ کچھ کم وسیع نہیں۔ امام ابو جعفر طحاوی۔ امام ابو القاسم طبرانی علامہ ابو بشر دولابی۔ ابو بکر بن السنی۔ امام نسائی کے مشہور تلامذہ ہیں جب وہ طرطوس میں پہنچے۔ تو حفاظ حدیث کا بڑا مجمع ہوا۔ اور ان سے استفادہ کیا گیا۔ ان حفاظ میں امام عبد اللہ بھی ہیں۔ جو امام احمد بن حنبل کے صاحبزادہ ہیں۔ اپنی عمر کے آخری حصہ ۳۰۲ھ ہجری میں مصر سے رخصت ہو کر دمشق پہنچے اور وہاں خوارج کے سخت امتحان میں مبتلا ہو گئے اور ان سے یہ سوال کیا گیا کہ حضرت علی رضؓ اور حضرت معاویہ رضؓ میں کس کو فضیلت ہے۔ انھوں نے جواب میں حضرت علی کو فضیلت دی۔ اس جواب پر دمشقیوں کو غیظ آیا۔ اور ان کو مارنا شروع کیا۔ کچھ جان باقی تھی کہ لوگ رملہ[1] لے گئے۔ اور ۳۰۳ھ میں وہیں شربت شہادت

[1] رملہ فلسطین ... [illegible] ... معجم البلدان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام نسائی نہایت قوی الجثہ تھے چہرہ ہمیشہ گلاب کے پھول کی طرح سُرخ رہتا۔ رگوں میں خون کا سیلان بڑی کثرت سے تھا۔ اس وجہ سے بعض کوتاہ بین کہتے تھے کہ وہ نبیذ پیتے ہیں۔ ایک دن ناغہ کرکے ہمیشہ روزہ رکھتے اس پر بھی ہمیشہ چار بی بیاں نکاح میں علاوہ لونڈیوں کے رہتیں۔

صاحب مجمع البحار فرماتے ہیں۔ وکان احد الائمۃ الحفاظ واعلام الدین وارکان الحدیث امام اہل عصرہ وعمدتہم وقدوتہم وجرحہ ولعدیلہ معتبر بین العلماء

بعض اہل علم نے توحفظ میں امام مسلم کا ہم پلہ بتایا ہے۔ گو یہ قول محقق نہیں تاہم امام نسائی کا پایہ بہت بلند تسلیم کیا گیا ہے۔

شیوخ میں امام بخاری۔ امام ابو داؤد سجستانی۔ قتیبہ بن سعید اسحاق بن راہویہ۔ علی بن حجر۔ سلیمان بن اشعث۔ محمد بن بشار بڑے پایہ کے لوگ ہیں۔

تلامذہ کا سلسلہ کچھ کم وسیع نہیں۔ امام ابوجعفر طحاوی۔ امام ابوالقاسم طبرانی علامہ ابوالبشر دولابی۔ ابوبکر بن السنی۔ امام نسائی کے مشہور تلامذہ ہیں جب وہ طرطوس میں پہنچے۔ تو حفاظ حدیث کا بڑا مجمع ہوا۔ اور ان سے استفادہ کیا گیا۔ ان حفاظ میں امام عبداللہ بھی ہیں۔ جو امام احمد بن حنبل کے صاحبزادہ ہیں۔ اپنی عمر کے آخری حصہ سنہ ۳۰۲ ہجری میں مصر سے رخصت ہوکر دمشق پہنچے اور وہاں خوارج کے سخت امتحان میں مبتلا ہوگئے اور ان سے یہ سوال کیا گیا کہ حضرت علی رضؓ اور حضرت معاویہ میں کس کو فضیلت ہے۔ انھوں نے جواب میں حضرت علی رضؓ کو فضیلت دی۔ اس جواب پر دمشقیوں کو غیظ آیا۔ اور ان کو مارنا شروع کیا۔ کچھ جان باقی تھی کہ لوگ رملہ[1] لے گئے۔ اور سنہ ۳۰۳ھ میں وہیں شربت شہادت

[1] رملہ فلسطین میں بیت المقدس سے ۱۸ میل پر واقع ہے حضرت داؤد و سلیمان کا دار السلطنت تھا اور اب غیر آباد ہے ۱۲ ربیع ... معجم البلدان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نوش کیا۔ اور وہیں مدفون ہوئے بعض مورخین نے مکہ لے جانا اور بین الصفا والمروہ دفن ہونا بیان کیا ہے لیکن امام دارقطنی نے دونوں اقوال نقل کر کے رملہ ہی میں دفن ہونے کو ترجیح دی ہے۔ علامہ منذری کا قول بھی اس کا مؤید ہے۔ امام نسائی کی تالیفات میں سنن نسائی مشہور تالیف ہے اس کے علاوہ اور تصانیف بھی ہیں۔ علامہ سید جمال الدین فرماتے ہیں کہ امام نسائی نے پہلے ایک ضخیم کتاب تالیف فرمائی تھی جس کا نام السنن الکبریٰ ہے جس کو ایک خاص وضع پر لکھا تھا حاکم وقت نے ان سے پوچھا کہ کیا سنن کبریٰ میں کل حدیثیں صحیح ہیں۔ انھوں نے فرمایا۔ نہیں۔ فرمانروائے وقت نے عرض کی کہ آپ صحیح حدیثوں کو اس سے منتخب کیجیے۔ اس لئے آپ نے المجتبیٰ من السنن الکبریٰ کو اسی ضخیم کتاب سے منتخب کیا۔ جو اب صحاح ستہ کی عمارت کا ایک رکن ہے اور سنن نسائی کے نام سے مشہور ہے۔ بعض اہل علم نے بجائے مجتبیٰ مجتنیٰ فرمایا ہے۔ لیکن دونوں لفظ قریب المعنیٰ ہیں۔

سنن نسائی میں اسانید پر کم کلام کیا گیا ہے تاہم پیچیدہ[1] مقامات بھی ہیں محدثین نے اس کی متعدد شروح لکھیں منجملہ شروح کے ایک شرح علامہ سراج الدین ابن الملقن کی ہے جس کو صاحب کشف الظنون نے ذکر کیا ہے۔ دو حاشیے مشہور علامہ سندی اور علامہ سیوطی کے طبع ہو گئے ہیں۔ علامہ سندی نے بہ نسبت علامہ سیوطی کے زیادہ بسط اور حل سے کام لیا ہے۔

جن لوگوں نے قیاسی مسائل (جو آثار الرجال سے تخریج ہیں) کا مقابلہ فقہ الحدیث سے کیا

---

[1] علامہ ابو الطیب نے ان مقامات کو حل کیا ہے اس کا قلمی نسخہ موجود ہے ۱۲ منہ۔ طبع ثانی کے وقت اس قلمی نسخہ کا حال علامہ کے صاحبزادہ مولوی حکیم محمد ادریس صاحب سے دریافت کیا گیا تو موصوف نے لکھا کہ وہ اس کے متعلق مجھے کوئی علم نہیں ہے ۱۲ عبید اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان میں امام نسائی بھی ہیں۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں، من الکبار الآخذین عنہ (البخاری) من الحفاظ مسلم بن حجاج والنسائی والترمذی، وابو الفضل احمد بن سلمہ وابن خزیمہ الخ اور تہذیب التہذیب میں بالخصوص امام نسائی کے تلمذ کو امام بخاری سے بہت پر زور دلیل سے ثابت کیا ہے۔

(۴) فربری[1] یہ سب سے پچھلے وہ شخص ہیں جنھوں نے امام المحدثین سے صحیح بخاری روایت کی۔ ولادت ۲۳۱ھ میں ہوئی، صاحب فضل و کمال ہیں۔ لوگ صحیح بخاری پڑھنے کے لئے اطراف عالم سے ان کے پاس آتے ۳۲۰ھ میں وفات پائی۔ نام محمد بن یوسف بن مطر بن صالح بن بشر ہے۔ صحیح بخاری کے متعدد مقامات میں قال الفربری موجود ہے۔ یہ وہ مقامات ہیں جہاں فربری امام المحدثین کی روایت یا سند کے متعلق کچھ فوائد بتانا چاہتے ہیں۔ یا اس قدر حصہ ان کو بواسطہ پہنچا خود امام صاحب سے نہیں سنا (انساب سمعانی)

(۵) امام دارمی[3] امام دارمی۔ امام المحدثین کے تلامذہ میں وہ صاحب فضل و کمال ہیں کہ خود امام المحدثین کو ان کی وفات سے بہت بڑا صدمہ ہوا۔ وفات کی خبر سن کر انا للہ پڑھا آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ دیر تک سر نیچے جھکائے رہے اور یہ شعر پڑھا

ان عشت تفجع بالاحبۃ کلھم ✤ وبقاء نفسک لا اباً لک افجع

اس واقعہ سے امام المحدثین کی انکے ساتھ کمال محبت کا ثبوت ملتا ہے۔

امام دارمی ۱۸۱ھ میں پیدا ہوئے۔ نام عبد اللہ۔ کنیت ابو محمد ہے سلسلہ نسب یہ ہے

[1] فربر بفتح الفاء والراء وسکون الباء دریائے جیحون کے کنارہ پر ایک آباد شہر ہے اور بخارا سے قریب ہے ۱۲ ابن خلکان۔ [2] مقدمۃ الفتح ۱۲ [3] دارم بکسر راء دارم بن مالک کی طرف منسوب ہے جو بنی تمیم کی شاخ ہے ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن الفضل بن بہرام بن عبدالصمد التمیمی الدارمی۔ علوم اسلامیہ کی دھن میں بڑے بڑے سفر کئے۔ بالخصوص حجاز۔ بلاد خراسان۔ عراق مصر وغیرہ۔ اساتذہ میں امام المحدثین کے علاوہ یزید بن ہارون۔ نضر بن شمیل۔ اور اُن کے اقران بڑے پایہ کے لوگ ہیں سلسلہ درس بہت وسیع ہے۔ اور تلامذہ میں محمد بن یحییٰ ذہلی۔ ابوداؤد صاحب السنن۔ عبداللہ بن امام احمد مشاہیر سے ہیں۔ صحیح مسلم اور جامع ترمذی میں بھی امام دارمی سے روایتیں موجود ہیں۔ وکفی بہ فخراً۔

علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ امام دارمی کی تصنیفات میں المسند، کتاب التفسیر اور الجامع ہے۔ لیکن امام دارمی کی مسند دیگر مسانید کی ترتیب (اسماء صحابہ) پر نہیں ہے، بلکہ ابواب کی ترتیب پر ہے۔ اس لئے بجائے مسند کے سنن یا صحیح کہا جاتا ہے۔ علامہ عراقی نے تو اس پر ایک خاص بحث لکھی ہے۔ سنن دارمی باعتبار صحت و علو اسانید و ذکر احوال صحابہ بڑے پایہ کی کتاب ہے۔ محققین نے بجائے ابن ماجہ[1] صحاح ستہ میں اسی کو داخل کیا ہے۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں۔ پہلے پہل ابن ماجہ کو جس نے صحاح ستہ میں داخل کیا علامہ فضل بن طاہر ہیں انہیں کے قول کی متابعت مصنفین اطراف و دیگر اہل علم نے کرلی اور یہ ایک بات مشہور ہوگئی ورنہ بجائے ابن ماجہ کے صحاح ستہ میں سنن دارمی کو داخل کرنا بہت مناسب ہے۔ بڑے بڑے لوگ اس کے قائل ہیں۔ علامہ مغلطائی فرماتے ہیں۔

---

[1] کنیت ابو عبداللہ۔ نام محمد بن یزید بن ماجہ القزوینی ہے۔ ماجہ ان کی ماں کا نام ہے اور اس کی ہا اصلی ہے تاء سے بدلی ہوئی نہیں ہے۔ ۲۷۳ھ میں وفات پائی۔ سنن ابن ماجہ کی شروح میں حافظ علاء الدین مغلطائی کی شرح۔ حافظ سیوطی کی شرح مصباح الزجاجہ۔ علامہ حلبی کی شرح۔ علامہ دمیری کی شرح الدیباجہ۔ ابن ملقن کی شرح زوائد علی الخمسہ مسمی بما تمس الیہ الحاجہ۔ ابن عبدالہادی کی شرح۔ شیخ عبدالغنی دہلوی کی شرح انجاح الحاجہ مشہور شروح ہیں ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۷) فقیہ امام محمد بن نصر مروزی

سنہ ۲۰۲ھ میں پیدا ہوئے۔ امام المحدثین کے علاوہ امام اسحٰق بن راہویہ، یحییٰ بن یحییٰ، یزید بن صالح، ہشام بن عمار، صدقہ بن الفضل سے شرف تلمذ ہے ثقاہت کے ساتھ آثار صحابہ، مذاہب صحابہ و تابعین کے جامع تھے۔ تالیفات ہیں کتاب رفع الیدین، کتاب تعظیم الصلوٰۃ، کتاب القسامہ، قیام اللیل[لہ]، کا پتہ مورخین بتاتے ہیں، عثمان بن جعفر کے واسطے سے خطیب راوی ہیں، کہ امام ابو نصر کا خود بیان ہے کہ میں اپنی ایک لونڈی کے ساتھ مصر سے حج کے لئے بحری سفر سے چلا۔ جہاز غرقاب ہوا اتفاقات سے میں اور میری لونڈی ایک تختہ پر بہ نکلے۔ اور ایک جزیرہ میں پہنچ گئے اُس جزیرہ میں کسی آدمی کا پتہ نہیں تھا۔ پیاس سے جاں بلب ہوا۔ اور تن بتقدیر موت کے خیال میں سو گیا۔ خدا کی قدرت ایک شخص پانی لے کر پہنچ گیا۔ اور ہماری جانیں بچ گئیں لیکن ایک ہزار اجزا جو ہمارے ساتھ تھے وہ ضائع ہو گئے۔ فقاہت اور آثار صحابہ کی جامعیت کی وجہ سے جب محمد بن یحییٰ ذہلی سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا۔ اور محمد بن نصر وہاں موجود رہتے۔ تو اُن کی طرف اشارہ کرتے حالانکہ وہ بڑے پایہ کے شیخ ہیں

فقیہ محمد بن نصر کے خصوصیات میں سے یہ ہے کہ سلاطین اور امرا اُن کی نہایت تعظیم کرتے۔ اسماعیل بن احمد والی خراسان اور اس کا بھائی اسحاق سال میں آٹھ ہزار درہم نذر کرتے۔ اہل سمرقند چار ہزار بھیجتے لیکن صاحب ترجمہ ان رقموں کو علمی خدمات میں صرف کر دیتے، اور ایک حبہ بھی اُن کے پاس نہ بچتا۔

حافظ ذہبی نے محمد بن نصر اور ابن خزیمہ کے سفر طالب علمی کا ایک واقعہ باسند

لہ قیام اللیل طبع ہو چکی ہے اسی میں کتاب رفع الیدین کا ذکر کیا ہے۔ ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نقل کیا ہے کہ محمد بن جریر طبری، محمد بن نصر، محمد بن اسحاق بن خزیمہ، محمد بن ہارون الرومانی مصر میں کتابت حدیث کے لیے ایک مکان میں جمع تھے۔ خرچ چک گیا۔ فاقہ کی نوبت پہنچی۔ جب فاقہ سے پریشان ہو گئے۔ اور سوال کرنا حلال ہو گیا۔ تو باہم مشورہ کیا گیا کہ سوال کرنا چاہیئے۔ سوال کی ممانعت حدیثوں میں سخت آئی ہے۔ ہر ایک نے دوسرے پر ٹالا۔ یہاں تک کہ قرعہ کی نوبت آئی۔ تو قرعہ محمد بن اسحاق بن خزیمہ کے نام نکلا۔ مجبور ہوئے تو کہا کہ مجھے اس قدر مہلت دو کہ میں وضو کر کے استخارہ کی نماز پڑھ لوں نماز ہی میں تھے کہ کسی نے دروازہ کھٹ کھٹایا۔ دروازہ کھولا تو دیکھا کہ والی مصر کے خواجہ سرا اَل تھیلیں لیے ہوئے موجود ہیں۔ سواری سے اُتر کر پوچھا کہ محمد بن نصر کون ہے۔ لوگوں نے بتایا۔ تو اس نے پچاس اشرفیوں کی ایک تھیلی حوالہ کی۔ اسی طرح ہر ایک کو پکارتا گیا اور دیتا گیا۔ پھر کہا کہ کل والی مصر سویا ہوا تھا بیدار ہوا تو کہتا ہے کہ میں نے ابھی خواب دیکھا ہے کہ محمد لوگ سخت بھوکے ہیں۔ اس لئے اس نے سر دست اس قدر بھیجے ہیں اور قسم دیا ہے کہ جب خرچ چک جائے کسی کو بھیج دو۔[1] سنہ ۲۹۴ھ میں بمقام سمرقند وفات پائی۔ (تذکرۃ الحفاظ)

(۸) امام ابوحاتم رازی | فن جرح اور تعدیل کے بہت بڑے امام مانے جاتے ہیں۔ سنہ ۱۹۰ھ میں ولادت ہوئی۔ ان کی خصوصیات زندگی میں سے یہ ایک مشہور امر ہے کہ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں ہمیشہ پیادہ پا سفر کرتے۔ ابوحاتم کا بیان ہے کہ ایک ہزار فرسخ تک میں نے پیادہ پا چلنے کا شمار کیا۔ اس کے بعد شمار چھوڑ دیا۔ بحرین سے مصر، مصر سے رملہ

[1] اس واقعہ سے آج کل کے طالبان حدیث کو عبرت پکڑنی چاہیئے ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رملہ سے طرطوس۔ ان سب مقامات میں پیادہ پا چل کر گیا ہوں۔ بصرہ میں ایک بار خرچ چک گیا تو کپڑے فروخت کر ڈالے۔ اس پر بھی کئی روز فاقے ہوئے آخر ایک رفیق کو خبر ہوئی تو اس نے آپ کی خدمت و اعانت کی۔ یہ امام المحدثین کے معاصرین میں بڑے صاحب فضل و کمال تھے۔ لیکن امام المحدثین کی تحقیقات اور تدقیقات کے گرویدہ ہو کر امام صاحب سے بہت کچھ استفادہ کیا۔ بماہ شعبان ۲۷۷ھ وفات پائی۔[1]

(۹) ابراہیم الحربی الامام

فن لغت، ادب، نحو، فقہ کے امام مانے جاتے ہیں خطیب لکھتے ہیں۔

کان اماما فی العلم، راسا فی الزہد، عارفا بالفقہ، بصیرا بالاحکام، حافظا للحدیث، ممیزا للعلۃ، قیما بالادب، جماعۃ للغۃ، صنف غریب الحدیث وکتبا کثیرۃ

علامہ ثعلب ایک بہت بڑے لغوی اور نحوی مانے جاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام حربی کو لغت اور نحو کی درس گاہ سے پچاس برس ہو گئے کبھی ناغہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ مزاج میں اس قدر استغنا تھا کہ سلاطین کے وظائف اور تحائف کو نظر اٹھا کر کبھی نہ دیکھتے اور یہ استغنا ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو کبھی اس کے کمال کی تحصیل اور اشاعت اور حق گوئی سے باز نہیں رکھ سکتی۔ ایسا شخص بے رعب اور آزاد ہوتا ہے معتضد باللہ نے جو خلفائے عباسیہ سے ہے۔ ایک بار دس ہزار درہم نذرانہ بھیجے۔ حربی نے واپس کر دیا۔ پھر دوبارہ بھیجے لیکن پھر بھی نامنظور کیا۔ ماہ ذی الحجہ ۲۸۵ھ میں وفات پائی۔ امام المحدثین کی درس گاہ میں حاضر ہونے اور استفادہ کرنے

---

[1] مقدمۃ الفتح ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام المحدثین کی تحقیقات علمیہ سے اس جامعیت پر بھی مستغنی نہ تھے۔ نہ معاصرت کی عار استفادہ سے مانع آتی[1]

حافظ ذہبی کہتے ہیں۔ ابراہیم حربی کی چند نادر تالیفات مجھے ہاتھ لگی تھیں۔

(۱۰) **ابوبکر بن ابی عاصم الحافظ الکبیر**

ظاہری المذہب تھے۔ قیاس سے بالکل کنارہ کش رہتے۔ بصرہ میں فتنہ زنج میں کتابیں جل گئی تھیں۔ پچاس ہزار حدیثیں زبانی روایت کرتے۔

اصبہان میں عرصہ تک قضا کے عہدہ پر مامور تھے۔ ۲۸۷ھ میں وفات پائی۔ ولادت کا ۲۰۶ھ بتایا جاتا ہے۔ ابوموسیٰ مدینی نے ان کی مستقل سوانح عمری لکھی ہے۔ امام المحدثین کی درسگاہ میں باایں ہمہ فضل و کمال حاضری دیتے[2]۔

(۱۱) **ابن خزیمہ صاحب الفقہ والحدیث**

حافظ ذہبی نے ان کو امام الائمہ اور شیخ الاسلام کا لقب دیا ہے۔ اور لکھتے ہیں۔ انتہت الیہ الامامۃ والحفظ فی عصرہ بخراسان۔ فقہ اور حدیث دونوں کے جامع تھے تصنیفات کی تعداد حافظ ذہبی نے ایک سو چوالیس ۱۴۴ بتائی ہے ان کے علاوہ فتاوائے حدیثیہ کی مقدار سو جز رہی ہے۔ حافظ ذہبی روایت کرتے ہیں کہ صرف بریرہ کی ایک حدیث کی فقاہت تین جز میں لکھی۔ اسی سے ان کی فقاہت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ ابن حبان فرماتے ہیں۔ ما رایت مثلہ علی وجہ الارض من یحسن صناعۃ السنن ویحفظ الفاظہا الصحاح وزیادا تہا کان السنن بین عینیہ[3]۔

---

[1] تذکرۃ الحفاظ و مقدمۃ الفتح ۱۲ [2] تذکرۃ الحفاظ ۱۲ [3] یعنی ابن خزیمہ جیسا میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو فن حدیث اعلیٰ درجہ کا جانتا ہو اور اس کے صحیح الفاظ اور زوائد کا حافظ ہو گویا حدیث ان کے سامنے موجود رہتی ہے ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن عضب کا تھا کہ علاوہ حدیثوں کے مسائل فقہیہ ، حدیثیں اس طرح ازبر تھے جیسے قرآن کی سورتیں۔

ابن خزیمہ نے امام بخاری کے طرز پر صحیح حدیثوں کو انتخاب کر کے ایک کتاب لکھی۔ جو آج صحیح ابن خزیمہ کے نام سے مشہور ہے۔ لیکن صحیح ابن خزیمہ اور جامع صحیح بخاری میں وہی فرق ہے جو آفتاب و ماہتاب میں ہے۔ مسئلہ استوا میں بڑے متشدد تھے اور نہایت مہمان نواز تھے۔ امام ابن خزیمہ باوجود اس فضل و کمال کے امام المحدثین کی درسگاہ میں حاضری دیتے اور استفادہ کرتے اور فرمایا کرتے، مارأیت تحت ادیم السماء اعلم بالحدیث من محمد بن اسماعیل البخاری۔ حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں جہاں امام المحدثین کے ان تلامذہ کی فہرست دی ہے جن کو امام المحدثین کے ساتھ خصوصیت خاص حاصل ہے، وہاں ان کا نام بھی پانچویں طبقہ میں لکھا ہے۔

ابن قیم نے بیان کیا ہے۔ کہ امام ابن خزیمہ ائمہ اربعہ کی طرح ایک مذہب کے امام اور رکن مانے جاتے ہیں۔ ۲۲۹ھ میں ولادت ہوئی اور ۳۱۱ھ میں وفات پائی سلسلہ نسب یہ ہے ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ بن المغیرۃ بن صالح بن بکر السلمی النیسابوری

(۱۲) ابو جعفر محمد بن ابی حاتم وراق (کاتب البخاری)

امام بخاری کے خاص تلامذہ میں ہیں۔ صحیح بخاری کے متعدد مقامات میں ان کا ذکر فربری نے کیا ہے۔ یہ امام بخاری کے کاتب اور محافظ دفتر ہیں۔ حدیث کے جن ٹکڑوں کو محمد بن یوسف فربری نے امام بخاری سے بلاواسطہ نہیں سنا اُن کو وہ وراق سے لیا کرتے ہیں۔ اس لئے صحیح بخاری کے متعدد مقامات میں قال الفربری حدثنا الوراق عن البخاری مذکور ہے[1]۔

[1] عینی شرح صحیح بخاری و فتح الباری ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱۳) ابو عبد اللہ حسین بن اسماعیل المحاملی

ان کے اوصاف میں صاحب انساب سمعانی لکھتے ہیں۔ کان فاضلا صادقا دینا ثقۃ صدوقا۔ ۲۳۶ھ میں ولادت ہوئی۔ دس برس کے سن سے حدیث کی سماعت شروع کی۔ اساتذہ میں امام بخاری، احمد بن مقدام عجلی اور ان کے معاصرین خاص امتیاز رکھتے ہیں۔ تلامذہ میں دارقطنی، طبرانی، ابوبکر بن المقری جیسے لوگ خاص قابل ذکر ہیں۔ ان کی مجلس املا میں دس ہزار طالبین جمع ہوجاتے۔ ۳۳۰ھ میں ایک طویل عمر کے بعد وفات پائی۔ یہ بھی صحیح بخاری کو امام بخاری سے روایت کرتے ہیں۔[۱]

(۱۴) ابو اسحاق ابراہیم بن معقل النسفی

ملک مغرب میں ان کی سند سے صحیح بخاری روایت کی جاتی ہے۔ صاحب المام ابن دقیق العید لکھتے ہیں وللمغاربۃ روایۃ اخری من جہۃ ابراہیم بن معقل النسفی عن البخاری موجودۃ فی فہارسہم وغیرہا لا اعلمہا الیوم فی جہۃ الشرق یعنی ملک مغارب میں ان کے واسطہ سے صحیح بخاری روایت کی جاتی ہے۔ اور یہ سند اُن کی فہرستوں وغیرہ میں موجود ہے لیکن ملک مشرق اس سند سے خالی ہے۔ صاحب انساب سمعانی لکھتے ہیں وکان من اجلۃ اصحاب الحدیث ومن ثقاتہم ومن افاضلہم۔

یہ بھی امام بخاری کے اُن تلامذہ میں ہیں جنھوں نے صحیح بخاری روایت کی اور ان سے سلسلہ روایت جاری رہا۔

ان کے علاوہ ابوبکر بن ابی الدنیا۔ صاحب تصانیف۔ ابوبکر بزار صاحب

---

[۱] مقدمۃ الفتح۔ ۱۲۔ المام لابن دقیق العید

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تصانیف۔ موسیٰ بن ہارون الحمال۔ محمد بن عبد اللہ بن المطین۔ ابو بشر دولابی۔ اسحاق بن احمد بن زیرک الفارسی۔ محمد بن قتیبۃ البخاری۔ ابوبکر الاعین۔ ابو الفضل احمد بن سلمہ۔ عمر بن محمد البجیری۔ حسین بن محمد القبانی۔ یعقوب بن یوسف بن الاخرم۔ عبد اللہ بن محمد بن ناجیۃ۔ سہل بن شاذویہ البخاری۔ عبید اللہ بن واصل۔ قاسم بن زکریا المطرز۔ ابو قریش محمد بن جمعہ۔ محمد بن محمد بن سلیمان الباغندی۔ ابراہیم بن موسیٰ الجوہری۔ علی بن عیاش النابعی۔ ابو حامد الاعمش۔ ابوبکر احمد ابن محمد بن صدقۃ البغدادی۔ اسحاق بن داؤد الصواف۔ حاشد بن اسماعیل البخاری۔ محمد بن عبد اللہ بن الجنید۔ محمد بن موسیٰ النہرتیری۔ جعفر بن محمد النیسابوری۔ ابوبکر بن داؤد۔ ابو القاسم البغوی۔ ابو محمد بن صاعد۔ محمد بن ہارون الحضرمی وہ حفاظ حدیث ہیں جن کے مستقل تراجم لکھے گئے ہیں اور اُن کی تصانیف آج بھی عالم کو فائدہ پہنچا رہی ہیں یہ لوگ امام بخاری کے تلامذہ میں خاص امتیاز رکھتے ہیں۔

مؤلف کا سلسلہ تلمذ و سلسلہ سند تا امام المحدثین

گرچہ از نیکاں نیم خود را بہ نیکاں بستہ ام
در ریاض آفرینش رشتۂ گلدستہ ام

اس بے مایہ کے لئے کسی طرح مناسب نہیں کہ اس قطار (رواۃ حدیث) میں اپنا نام بھی گنائے اور اپنا سلسلہ محدثین کے ساتھ ملاکران کے دامن تقدس کو گرد آلود کرے لیکن اس وجہ سے کہ اتصال سلسلہ سند ایک سنت قدیمہ ہے اور اس سے فلاح دارین کی امید۔ اس لئے یہ ناکارہ بھی اپنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسانید کے سلسلے عرض کر دیتا ہے۔

فی الجملہ نسبتے بتو کافی بود مرا
بلبل ہمیں کہ قافیۂ گل بود بس است

(۱) عبد السلام عن الشیخ السید نذیر حسین المحدث الدہلوی فی سنہ ۱۳۰۹ھ عن الشیخ المکرم فی الآفاق الشاہ محمد اسحاق عن مسند الوقت الشاہ عبد العزیز عن بقیۃ السلف الشاہ ولی اللہ عن الشیخ ابی طاہر المدنی عن الشیخ ابراہیم الکردی بقیہ سند شاہ ولی اللہ صاحب کی مبارک تصنیف الارشاد الی مہمات علم الاسناد اور کتاب الامم لایقاظ الہمم میں مذکور ہے اس سلسلہ کے علاوہ تین سلسلے اور ہیں جن سے شیخ الکل روایت کرتے ہیں جو المکتوب اللطیف اور مقدمۃ العون میں بالتفصیل مذکور ہیں۔

(۲) ایضاً عن الشیخ حسین بن محسن الانصاری فی سنہ ۱۳۰۹ فی دہلی لما نزل بہ عن الشیخ حسن بن عبد الباری الاہدل و محمد ناصر الحازمی و احمد بن الشوکانی و کلہم عن الشوکانی۔ بقیہ سند اتحاف الاکابر میں مذکور ہے۔

(۳) ایضاً عن الشیخ محمد مچھلی شہری الجونفوری فی سنہ ۱۳۱۲ھ عن الشیخ عبد الحق البنارسی عن القاضی الشوکانی۔ بقیہ سند اتحاف الاکابر میں مذکور ہے۔

ان کے علاوہ اور سلسلے ہیں، جو انھیں کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

شعبۂ اسلامیات پنجاب یونیورسٹی
لاہور

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

م 80 س .64

017-EU-64*